سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(جمعتہ المبارک 3، سوموار 6، منگل 7 بدھ، 8-دسمبر 2010)

(یوم الجمع 26، یوم الاثنین 29، یوم الثلاثہ 30-ذوالحج 1431ھ، یوم الاربعاء، یکم محرم الحرام 1432ھ)

پندرھویں اسمبلی: اکیسواں اجلاس

جلد 21:: شمارہ جات : 1تا4

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

اکیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،3۔دسمبر2010

جلد 21:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	-----------	1
2۔	ایجنڈا	-----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	-----------	5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	11
5۔	دعائیہ کلام -----------	12
6۔	چیئرمینوں کا پینل -----------	13
	تعزیت	
7۔	ممبر اسمبلی رانا محمد افضل کی والدہ، ممبر اسمبلی مہر اشتیاق احمد کی ہمشیرہ اور بہنوئی، اسمبلی کے ڈپٹی سیکرٹری شیخ سرفراز احمد اور سابق ممبر اسمبلی حاجی مقصود احمد بٹ کی وفات پر دعائے مغفرت -----------	13
	حلف	
8۔	نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف -----------	14
	سوالات (محکمہ آبپاشی و قوت برقی)	
9۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	16
10۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	48
	پوائنٹ آف آرڈر	
11۔	قانون استحقاق کے مطابق ایم پی ایز کو میڈیکل سہولت کی فراہمی -----------	71
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
12۔	مسودہ قانون انڈسٹریل ریلیشن پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت و انسانی وسائل کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	76
	تحاریک استحقاق	
13۔	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے پری آپریٹو وارڈ کے میڈیکل آفیسر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ -----------	81
14۔	ڈی او (آر) فیصل آباد کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک -----------	83

تحاریک التوائے کار

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
15-	پلاسٹک بوتل واٹر کو منرل واٹر کا نام دے کر ملٹی نیشنل کے علاوہ لوکل کمپنیوں کا بھی عوام سے اربوں روپے بٹورنا (---جاری) -----------	85
16-	پنجاب میں صدقے کے طور پر جانوروں کے استعمال پر پابندی کا مطالبہ -----------	86
17-	تحصیل بورے والا میں نصب صاف پانی کے ٹیوب ویل ٹی ایم اے کے عدم تعاون کی بناء پر چالو نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو پانی کی شدید قلت کا سامنا (---جاری) -----------	88
18-	ہڑپہ میوزیم کی سینکڑوں ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ (---جاری) -----------	88
19-	حکومت پنجاب کا شاہراہ پنجاب یونیورسٹی تا اکبر چوک لاہور میں واقع اربوں روپے کی اٹھائیس کنال اراضی پر نیسپاک کے دفاتر اور ایل ڈی اے کے فلیٹس این ایف سی کو الاٹ کرنا (---جاری) -----------	89
20-	راوی نیشنل پارک کا منصوبہ التواء کا شکار ہونے سے حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان -----------	90
21-	جوہر ٹاؤن لاہور میں بننے والا ایل ڈی اے کا ون ونڈو سیل عوام کو سہولیات فراہم کرنے میں ناکام -----------	92
22-	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	93
	قرارداد	
23-	ضرورت سے زائد گندم کو برآمد اور نئی آنے والی گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے اقدامات کا مطالبہ -----------	94
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	

24۔	پالیسی کے اصولوں کی تکمیل اور عملدرآمد کے بارے میں سالانہ رپورٹ برائے سال 2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	101
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
25۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2010 ------------	102

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

سوموار، 6۔دسمبر 2010

جلد 21: شمارہ 2

26۔	ایجنڈا ------------	104
27۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	106
28۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	107
	سوالات (محکمہ آبکاری و محصولات)	
29۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	108
30۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	144
	پوائنٹ آف آرڈر	
31۔	میٹرک کے امتحان کے لئے (ب) فارم کی لازمی شرط سے طالبعلموں اور والدین کو پریشانی کا سامنا ------------	153
	توجہ دلاؤ نوٹس	
32۔	پاکپتن۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مزار پر دھماکے کی تفصیلات ------------	156
33۔	لاہور۔ شمع چوک اچھرہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت ------------	160

تحاریک استحقاق

34۔	ڈی ایس پی سرگودھا کا ساتھیوں کے ہمراہ معزز ممبر اسمبلی کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرنا -----------	163

تحاریک التوائے کار

35۔	انگریزی کی بجائے اردو زبان کو ہر سطح پر اولیت دے کر قومی اداروں میں لازمی قرار دینے کا مطالبہ (---جاری) -----------	166
36۔	پنجاب بنک میں کرپشن کو بے نقاب کرنے والے افسران کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانا(---جاری) -----------	168

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
37۔	پنجاب میں ٹیکس اکٹھا کرنے والے اداروں کو دیئے گئے ہدف میں ناکامی (---جاری) -----------	169
38۔	صوبہ میں ڈینگی بخار کے مریضوں میں مسلسل اضافہ -----------	173
39۔	لاہور میں بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کا جھانسہ دینے والے اداروں میں مسلسل اضافہ -----------	176
40۔	انتظامیہ کی غفلت اور جدید طریقہ علاج نہ ہونے کی وجہ سے چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ -----------	177
41۔	فنڈز کی کمی کی وجہ سے سماجی بہبود کے پراجیکٹس التواء کا شکار -----------	178
42۔	خاتون ٹیچر کی عدالت سے بحالی کے باوجود ایل ڈی اے کا بحال کرنے کی بجائے تشدد کا نشانہ بنانا -----------	180
43۔	لاہور شہر میں مغلیہ فن تعمیر کا نادر نمونہ مسجد وزیر خان محکمہ آثار قدیمہ کی غفلت کے باعث خستہ حالی کا شکار -----------	182

رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)

44۔	تحاریک استحقاق برائے سال 09-2008 اور 2010 سیکرٹری صحت کی غیر حاضری کے معاملے کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	183

	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
45۔	تحاریک استحقاق برائے سال09-2008اور2010کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	184
46۔	مجالس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں خالی نشستوں کو پُر کرنے کی تحریک ------------	185
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
47۔	ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث ------------	186
48۔	امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث ------------	227

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،7۔دسمبر2010	
	جلد 21:شمارہ 3	
49۔	ایجنڈا ------------	238
50۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	240
51۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	241
	پوائنٹ آف آرڈر	
52۔	ضلع چنیوٹ میں شوگر ملز مالکان اور ضلعی لیبر آفیسر کی ملی بھگت سے کاشتکاروں کا استحصال ------------	242
	سوالات(محکمہ زراعت)	
53۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	248
54۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	274
	تحاریک التوائے کار	
55۔	لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول بننے والی اکثر رہائشی کالونیوں	

	کی تعمیر میں بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی(۔۔۔جاری) ------------	307
56۔	شہر کو آلودہ کرنے والے ٹو سٹروک رکشوں پر پابندی کا مطالبہ ------------	308
57۔	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین عظیم آباد، بورے والا کی خستہ حالت، ٹیوب ویل کی خرابی اور سکیورٹی نہ ہونے کی وجہ سے عملہ اور طالبات کو پریشانی کا سامنا ------------	313
58۔	کورم کی نشاندہی ------------	316

بدھ،8۔دسمبر2010

جلد 21: شمارہ 4

59۔	ایجنڈا ------------	318
60۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	320

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
61۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	321
	پوائنٹ آف آرڈر	
62۔	گورنر پنجاب کی ملک میں عدم موجودگی کے بارے میں نشر خبر کی تصدیق کا مطالبہ ------------	322
	سوالات(محکمہ کھیل)	
63۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	328
64۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	370
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
65۔	تحریک التوائے کار نمبر103/8اور نشان زدہ سوال نمبر2012کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	383
66۔	نشان زدہ سوال نمبر3435,2481اور3436کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	384

پوائنٹ آف آرڈر

67۔ آئین کی دفعہ 295بی اور سی کے غلط استعمال کے حوالے سے قرار داد ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ ----------- 386

68۔ تعلیمی شعبہ میں بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے ایوان میں بنائی گئی کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے اور آر جی ایس ٹی کے حوالے سے بلا باری قرار داد پیش کرنے کا مطالبہ ----------- 391

69۔ تعلیمی اداروں کے طلباء و ملازمین کے احتجاجی جلوس کا اسمبلی کے گیٹ پر حملہ اور توڑ پھوڑ کرنا ----------- 396

تحاریک استحقاق

70۔ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے پری آپریٹو وارڈ کے میڈیکل آفیسر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ(---جاری) ----------- 399

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

71۔ ڈی او(آر)فیصل آباد کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک(---جاری) ----------- 399

72۔ ڈی ایس پی سرگودھا کا ساتھیوں کے ہمراہ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرنا اور معزز ممبر اسمبلی کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرنا(---جاری) ----------- 399

تحاریک التوائے کار

73۔ پلاسٹک بوتل واٹر کو منرل واٹر کا نام دے کر ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنیوں کے علاوہ لوکل کمپنیوں کا عوام سے اربوں روپے بٹورنا(---جاری) ----------- 403

74۔ منڈی مویشیاں کھاریاں شہر کے نزدیک قائم کرنے سے ٹریفک بلاک اور شہریوں کو پریشانی کا سامنا ----------- 405

75۔ RHCsاورBHUsمیں عملہ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ----------- 406

76۔ کورم کی نشاندہی ------------ 411

رپورٹ (میعاد میں توسیع)

77۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008 کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 412

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

78۔ نشان زدہ سوال نمبر 1749 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت
کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------ 414

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

79۔ مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مرید کے مصدرہ 2010 ------------ 415

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

80۔ مسودہ قانون صنعتی تعلقات پنجاب مصدرہ 2010 ------------ 415

81۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------ 437

82۔ انڈکس

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(89)/2010/289. Dated 26th November, 2010. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 03rd December 2010 at 3.00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

Dated Lahore, the **SALMAAN TASEER**
26th November, 2010. **GOVERNOR OF THE PUNJAB"**

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،3۔دسمبر2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور دعائیہ کلام

سوالات

(محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ پالیسی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد کے بارے میں سالانہ رپورٹ برائے سال 2009 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر پنجاب پالیسی کے اصولوں کی تعمیل اور عملدرآمد کے بارے میں سالانہ رپورٹ برائے سال2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2010 (مسودہ قانون نمبر23 بابت2010)

ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1- ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	چودھری ظہیر الدین خان

2- چیئرمینوں کا پینل

1-	میاں یاور زمان، ایم پی اے	پی پی-191
2-	جناب محسن لطیف، ایم پی اے	پی پی-147
3-	سردار محمد امان اللہ خان دریشک، ایم پی اے	پی پی-249
4-	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے	ڈبلیو-352

3- کابینہ

1-	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، آبپاشی وقوت برقی، کانیں، معدنی ترقی*
2-	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی

3۔ جناب تنویر اشرف کائرہ : وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و
ترقیات*

4۔ چودھری عبدالغفور : وزیر خوراک،
صنعتیں*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔جولائی تا 23۔جولائی 2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 29۔جون 2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (3۔دسمبر تا 8۔دسمبر 2010) تفویض کیا گیا۔

6

5۔ جناب محمد اشرف خان سوہنا : وزیر محنت وانسانی وسائل

6۔ حاجی احسان الدین قریشی : وزیر مذہبی امور واوقاف اور
بیت المال*

7۔ ملک ندیم کامران : وزیر زکوٰۃ و عشر

8۔ ملک احمد علی اولکھ : وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو
سٹاک و
ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی
گیری و
جنگلی حیات اور سیاحت و ترقی
تفریحی
مقامات

9۔ سردار دوست محمد خان کھوسہ : وزیر تجارت وسرمایہ کاری

10۔ ملک محمد اقبال چنڑ : وزیر جیل خانہ جات

11۔ جناب کامران مائیکل : وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین
اور سماجی بہبود*

12۔ راناثناء اللہ خان : وزیر قانون و پارلیمانی امور، زکوٰۃ و عشر*
ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ، پبلک
پراسیکیوشن* اور مواصلات و
تعمیرات*

13۔ جناب تنویرالاسلام : وزیر کھیلیں، امور نوجواناں و ثقافت

14۔ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن : وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و
سکول ایجوکیشن، خواندگی و
غیر رسمی بنیادی تعلیم،
ٹرانسپورٹ*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔جولائی تا 23۔جولائی 2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 29۔جون 2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (5۔جولائی تا 23۔جولائی 2010) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-21/2008 مورخہ 29۔جون 2010 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (3۔دسمبر تا 8۔دسمبر 2010) تفویض کیا گیا۔

15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

16۔ حاجی محمد اسحاق : وزیر مال و بحالی اور کالونیز

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ راجہ طارق کیانی : محنت

2۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ

3۔ سردار کامل گجر : مال

4۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز

5۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ و عشر اور بیت المال

6۔ جناب ظفر اقبال ناگرہ : ہاؤسنگ و شہری ترقی

7۔ جناب افتخار احمد خان : مذہبی امور و اوقاف

8۔ سردار محمد ایوب خان گادھی : تحفظ ماحولیات

9۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم

10۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک

11۔ جناب محمد آجاسم شریف : آبکاری و محصولات

12۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

13۔ رانا مبشر اقبال :

14۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ

15۔ جناب غلام نبی :

16۔ رانا محمد ارشد : سیاحت

17۔ جناب احسن رضا خان : خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

18۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
19۔	ڈاکٹر محمد اختر ملک	:	خزانہ
20۔	جناب نشاط احمد خان ڈاہا	:	کان کنی و معدنیات
21۔	جناب شہزاد سعید چیمہ	:	منصوبہ بندی و ترقیات
22۔	ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال	:	
23۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
24۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز واشتمال اراضی
25۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
26۔	چودھری ممتاز احمد ججہ	:	ایجوکیشن
27۔	جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
28۔	چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)	:	
29۔	میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)	:	سپورٹس
30۔	انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں	:	بہبود آبادی
31۔	محترمہ نرگس فیض ملک	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
32۔	محترمہ صغیرہ اسلام	:	ترقی خواتین

33۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری : ثقافت وامور نوجواناں

34۔ محترمہ فائزہ احمد ملک : آبپاشی وقوت برقی

35۔ جناب خلیل طاہر سندھو : انسانی حقوق و اقلیتیں

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

خواجہ حارث احمد

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : جناب مقصود احمد ملک

سپیشل سیکرٹری : ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 3۔دسمبر 2010

(یوم الجمع، 26۔ذوالحج 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾

سُوْرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 33 تا 35

اور اُس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں o اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمھارا گرم جوش دوست

ہےoاور یہ بات اُن ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور اُن ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیںo

وماعلینا الاالبلاغo

دعائیہ کلام الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کیا۔

دعائیہ کلام

کرم مانگتا ہوں عطا مانگتا ہوں
الٰہی میں تجھ سے دُعا مانگتا ہوں
کرم کر دے شانِ کریمی کا صدقہ
رحم کر دے شانِ رحیمی کا صدقہ
نہ مانگوں گا تجھ سے تو مانگوں کا کس سے
تیرا ہوں میں تجھ سے سدا مانگتا ہوں
عطا کر علی کی ولایت کا صدقہ
کرم کر دے زہرہ کی چادر کا صدقہ
رحم کر نبی ﷺ کے نواسوں کا صدقہ
کرم کی نظر اک خدا مانگتا ہوں
جو کمزور ہیں ان کو قوت عطا کر
جو بے گھر ہوئے انہیں گھر عطا کر
جو بیمار ہیں ان کو صحت عطا کر
مریضوں کی خاطر شفا مانگتا ہوں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔ اس کے بعد ہماری ایک محترمہ معزز ممبر کا حلف ہوگا اور پھر باقی کارروائی شروع کی جائے گی۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

(1)	میاں یاور زمان، ایم پی اے	پی پی۔191
(2)	جناب محسن لطیف، ایم پی اے	پی پی۔147
(3)	سردار محمد امان اللہ خان دریشک، ایم پی اے	پی پی۔249
(4)	سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، ایم پی اے	ڈبلیو۔ 352

تعزیت

ممبر اسمبلی رانا محمد افضل کی والدہ، ممبر اسمبلی مہر اشتیاق احمد کی ہمشیرہ اور بہنوئی، اسمبلی کے ڈپٹی سیکرٹری شیخ سرفراز احمد اور سابق ممبر اسمبلی حاجی مقصود احمد بٹ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: فرحانہ افضل صاحبہ کی والدہ فوت ہوئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! مہر اشتیاق صاحب کی ہمشیرہ فوت ہوئی ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: رانا افضل صاحب کی والدہ، ممبر اسمبلی مہر اشتیاق صاحب کی بہن اور بہنوئی صاحب، اسمبلی سیکرٹریٹ کے سابق ڈپٹی سیکرٹری شیخ سرفراز صاحب اور اس ایوان کے سابق ایم پی اے حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں مذکورہ بالا مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

حلف

نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: اب میں محترمہ رعنا رضوی صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی سیٹ پر کھڑی ہو جائیں اور جس طرح میں پڑھتا جاؤں، میں نے مذکر بولنا ہے آپ نے اس کا جواب مؤنث میں دینا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے نو منتخب ممبر اسمبلی محترمہ رعنا رضوی سے حلف لیا)

(اس مرحلہ پر محترمہ رعنا رضوی نے حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب نماز مغرب کے لئے وقفہ کیا جائے اور ہم ٹھیک 15 منٹ کے بعد دوبارہ یہاں پر ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 15 منٹ تک ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 23 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب جوئیل عامر سہوترا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پہلے آپ اپنی اپنی پارٹی سے پتا کر لیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں ہماری کیا بات ہوئی ہے، اب وقفہ سوالات شروع ہونے والا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں نے مختصر بات کرنی ہے، صرف ایک منٹ کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: گزارش یہ ہے کہ اس طرح معاملہ خراب ہو جائے گا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک منٹ بات کروں گا اور آپ کی وساطت سے تمام سیاسی جماعتیں جو قومی اسمبلی میں نمائندگی رکھتی ہیں اُن سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایسے تمام قوانین جو ایک فوجی آمر اور ڈکٹیٹر نے 295 A, B اور C کی شکل میں بنائے جن کے misuse کی وجہ سے minorities کو اس وطن عزیز پاکستان میں بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کے نتیجے میں گوجرہ اور قصور جیسے incidents اس ملک میں رونما ہوئے ہیں، میں آپ کی وساطت سے تمام سیاسی جماعتوں سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ایسے قوانین کو misuse نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ یہ تمام باتیں اپنی پارلیمانی پارٹی میں کریں۔ بہت شکریہ اور اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ رعنا رضوی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ محترمہ کو بات کرنے دیں۔ وہ آج پہلے دن آئی ہیں اُن کی ذرا بات سننے دیں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! اس پر نظر ثانی کی جائے۔ قوانین تو انسانوں کی بہتری کے لئے بنائے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔ آپ کے پاس بہت سے channels ہیں لہذا آپ اپنی پارلیمانی پارٹی میں بات کریں۔ اس طرح بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ ٹھیک نہیں ہے۔ محترمہ کو ذرا بات کرنے دیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ہمیں ان معاملات پر بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ بڑے sensitive issues ہیں، اگر آپ ان کو چھیڑیں گے تو خرابی پیدا ہوگی۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! یہ sensitive issues عوام سے ہی متعلقہ ہیں اس پر ہمیں بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آپ ہمیں بولنے نہیں دے رہے اس لئے ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نئی ممبر آئی ہیں ان کو بات کرنے دیں، میں نے ان کو floor دیا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! آپ ہماری بات ہی نہیں سن رہے۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ بات کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! آسیہ بی بی کا کیس حقائق پر مبنی نہ ہے۔ دوسرا ہم 295 A,B,C کے غلط استعمال پر علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب پرویز رفیق اور جناب جوئیل عامر سہوترا
ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: ایسا نہ کیا کریں۔ آپ کے ساتھ ہماری مکمل ہمدردی ہے لہذا آپ ایسی بات نہ کریں۔ جو معاملہ pending adjudication ہو اُس کے بارے میں یہاں بات نہیں کی جا سکتی۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ رعنا رضوی: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں اپنی انتہائی قابل اعتماد لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید)، شریک چیئرمین آصف علی زرداری اور چیئرمین بلاول بھٹو کی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آج انہوں نے مجھے اس جگہ کے لئے نامزد کیا۔ میں اپنے اس عہدے کے تحت یہاں یہ عہد کرتی ہوں کہ میں ہمیشہ اس عہدے پر چلنے کی صحیح کوشش جاری رکھوں گی اور اللہ تعالیٰ مجھے اس پر صحیح طور پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ سب کا بہت شکریہ

سوالات

(محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: آپ کا بھی بہت شکریہ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کیا کرتی ہیں؟ میں نے آپ سب سے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اپنے پارلیمانی لیڈر سے بات کریں تو بہتر رہے گا۔ ایک بات کا فیصلہ ہوا ہے اور آپ اسے violate کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ میں رانا اعجاز خان صاحب اور آجاسم شریف صاحب سے کہوں گا کہ جو ممبران واک آؤٹ کر گئے ہیں انہیں واپس ہاؤس میں لے آئیں۔

معزز ممبران: انہوں نے علامتی واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، علامتی واک آؤٹ کر کے گئے ہیں تو ابھی آ جائیں گے۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چوہدری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: سوال نمبر 2079 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سرگودھا کے بارشوں سے متاثرہ چکوک کے نقصانات کی تفصیلات

*2079: چوہدری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2007 اور 2008 میں غیر متوقع اور شدید بارشوں سے ضلع سرگودھا کے درج ذیل چکوک بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں:-

چک نمبر 23 تا 31 جنوبی، 34 تا 42 جنوبی، 68 تا 75 جنوبی اور 78 جنوبی، 81 تا 99 جنوبی، 100 تا 102 جنوبی اور 23 الف جنوبی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ چکوک جو پہلے بھی سیم زدہ ہیں ان بارشوں کے باعث پانی کی سطح مزید بلند ہونے سے باغات اور زرعی رقبہ جات بہت زیادہ متاثر ہوئے ہیں، ان نقصانات کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ان علاقوں میں سیم کے خاتمہ کے لئے درج ذیل ڈرینج نالے بنائے ہوئے ہیں؟

(1) ایف ایس ڈرین (2) ہیڈاڈرین

(3) آسیانوالہ ڈرین (4) آر ہیڈاڈرین

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیم زدہ علاقوں میں حکومت نے ٹیوب ویل نصب کئے تھے جو بیکار ہو چکے ہیں اور اب یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت ان علاقوں میں سیم کے تدارک کے لئے کوئی متبادل منصوبہ تیار کر رہی ہے؟

(و) کیا حکومت ان متاثرہ زمینداروں کے نقصانات کی تلافی کے لئے کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔غیر متوقع اور شدید بارشوں کے باعث کل 59253 ایکڑ رقبہ متاثر ہوا جس میں 12624 ایکڑ باغات اور 46629 ایکڑ زرعی دیگر رقبہ جات شامل ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ جن سیم زدہ علاقوں میں حکومت نے ٹیوب ویل نصب کئے تھے وہ حکومتی پالیسی کے مطابق اب بند ہو چکے ہیں۔ محکمہ ہذا نے 22 ٹیوب ویل چلانے کی سفارش کی ہے۔ ان میں سے 14 ٹیوب ویلز کی بجلی (ٹرانسفارمر) چالو کرنے کے لئے FESCO کو ادائیگی کر دی گئی ہے اور بقایا 8 ٹیوب ویلز کی بھی جلد ادائیگی کر دی جائے گی۔ان 14 ٹیوب ویلز میں سے 9 ٹیوب ویلز کے ٹرانسفارمر واپڈا نے موقع پر لگا دیئے ہیں اور بقایا 5 ٹیوب ویلز کے ٹرانسفارمر موقع پر جلد لگانے کی کارروائی جاری ہے۔

(ہ) حکومت ان علاقوں میں سیم سے تدارک کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے تحت سیم نالے تعمیر کر رہی ہے جس میں 2R/6L سیم نالے کی تعمیر اس سال مکمل ہو گئی ہے۔کچھ منصوبہ جات زیر غور ہیں لیکن زمیندار زمین دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) آبیانہ کی معافی کے لئے محکمہ ریونیو کو سفارشات بھیج دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ میں نے جز (ب) میں اس کی تفصیلات پوچھی ہیں۔

جناب سپیکر: میں تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ جن منسٹر صاحبان سے متعلق سوالات ہوں، براہ مہربانی انہیں disturb نہ کیا جائے بلکہ اُن کی توجہ ان کے سوال کی طرف رہنے دی جائے۔ جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! خصوصاً میرے حلقہ میں سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے تھے اُس کے تخمینہ کے حوالے سے میں نے مکمل تفصیل پوچھی تھی جبکہ جواب میں

انہوں نے صرف فصلوں اور باغات کا رقبہ بتایا ہے لیکن اُس کا تخمینہ نہیں بتایا تو مجھے تخمینہ بتایا جائے۔
2۔دسمبر2008کو میرا یہ سوال بھیجا گیا تھا اور آج پورے دو سال ہو گئے ہیں تو جز (د) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ 14ٹیوب ویلوں کے ٹرانسفارمرز کی ادائیگی فیسکو کو کر دی گئی ہے اور وہ چالو کر دیئے گئے ہیں جبکہ باقی آٹھ کی جلد ادائیگی کر دی جائے گی تو دو سالوں میں ابھی تک ان کی ادائیگی نہیں ہوئی تو اس بارے میں مکمل بتایا جائے کہ یہ کب تک ہو جائے گی اور کب تک یہ ٹیوب ویلز چلا دیئے جائیں گے، 9ٹیوب ویلوں کے ٹرانسفارمرز موقع پر واپڈا نے لگا دیئے ہیں جبکہ پانچ کے بقایا ہیں جو کہ دو سالوں میں تو لگے نہیں ہیں حالانکہ یہ سکیم حکومت نے ختم کر دی تھی تو اب کس منصوبے کے تحت اسے دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے اور ADPکے تحت سیم نالے کی تعمیر کے حوالے سے تفصیلات بیان کریں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک تو تخمینہ نہیں بتایا، دوسرے نمبر پر 9ٹیوب ویلوں کے بارے میں انہوں نے پوچھا ہے اور پھر باقی پانچ کی کیا پوزیشن ہے اور ان کا یہ بھی سوال ہے کہ حکومت نے جب اس سکیم کو ختم کر دیا تھا تو اب یہ کس سکیم کے تحت چلا رہے ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے سوال کیا تھا تو ہم نے جواب دیا ہے کہ 59,253ایکڑ رقبہ متاثر ہوا ہے جس میں باغات کا12624ایکڑ جبکہ دوسرا رقبہ46,629ایکڑ ہے، نقصانات کی تفصیل تو میرے پاس نہیں ہے لیکن تخمینہ لگانا محکمہ ریونیو کا کام ہوتا ہے ہمارا نہیں ہے۔ جہاں تک 22ٹیوب ویلوں کا معاملہ ہے تو ان میں سے 9ٹیوب ویلز چل گئے ہیں اور باقی کے پیسے ہم نے واپڈا میں جمع کروا دیئے ہیں اور انشااللہ پوری کوشش ہو رہی ہے کہ انہیں جلد از جلد چالو کروا دیا جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! حکومت نے اسے ختم کر دیا تھا تو پھر یہ کس سکیم کے تحت چلائے جا رہے ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت کر دوں کہ جس وقت موٹروے بنائی گئی تو اس علاقے کا پانی نکلنا بند ہو گیا تو اس وقت چیمہ صاحب منسٹر تھے اور انہیں یاد ہو گا کہ محکمہ آبپاشی نے requestکی تھی کہ یہ پانی کے flowوالی جگہ ہے لہذا موٹروے میں سے راستہ دیا جائے لیکن راستہ نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے وہاں پر سیم بڑھ رہی ہے اور حکومت نے فیصلہ کیا کہ خاص طور پر اس علاقے کی بہتری کے لئے یہ 22ٹیوب ویلز لگائے جائیں تاکہ یہاں سے سیم ختم کی جا سکے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے پوچھا تھا کہ حکومت ADP کے تحت تین نالوں کی تعمیر کر رہی ہے تو یہ بتایا جائے کہ وہ کون سا پروگرام ہے اور دوسرا یہ کہ انہوں نے بتایا کہ 22 ٹیوب ویلز چلانے کی سفارش کی اور 14 ٹیوب ویلوں کو چالو کرنے کے لئے ٹرانسفارمرز کی فیسکو کو ادائیگی کر دی گئی ہے تو یہ ادائیگی کب کی تھی کیونکہ اس سوال کو کئے ہوئے دو سال ہو چکے ہیں یعنی دو سالوں میں ابھی تک ٹرانسفارمرز نہیں لگوائے تو باقی کب لگیں گے جبکہ 14 کی ادائیگی کی ہے تو ان میں سے ایک بھی ٹیوب ویل ابھی تک نہیں چل سکا؟ خدارا اس معاملے کی انکوائری کریں اور موقع پر کسی ٹیم کو وہاں بھجوایا جائے کیونکہ جن کی ادائیگی ہو چکی ہے وہ بھی نہیں چلائے گئے اور زیادتی کی بات یہ بھی ہے کہ محکمہ آبپاشی کی طرف سے آبیانے کی معافی کی recommendation محکمہ ریونیو کو وصول ہی نہیں ہوئی کیونکہ اس سوال کے جز (د) میں انہوں نے واضح کہا ہے کہ محکمہ ریونیو کو معافی کے لئے کہہ دیا ہے لیکن اس کے لئے انہیں کوئی چٹھی وصول نہیں ہوئی اور یہ جواب بالکل نامکمل ہے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/ وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ ٹیوب ویل نہیں چل رہے ہیں تو میں ان کے نمبر بول دیتا ہوں کہ D-118,D-123, D-205, C-150, C-151, C-154, C-155, C-158 and C-159 آج صبح جب میں نے بریفنگ لی تو میں نے confirm کیا کہ یہ 9 ٹیوب ویلز چل رہے ہیں اور آپ بے شک جیسے مرضی انہیں چیک کروا لیں اور باقی ٹیوب ویل نہیں چل رہے اور ان کے پیسے واپڈا کو دے دیئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلد چل جائیں گے۔ جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ تخمینہ نہیں لگوایا تو اس کے لئے ہم نے ریونیو کو لکھ دیا ہے کہ نقصانات کے ازالے کے لئے بندوبست کیا جائے۔ ہم نے لکھ کر بھیج دیا ہے مزید یہ ریونیو محکمہ سے چیک کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ کس سکیم کے تحت چل رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/ وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ SNE کے تحت بن رہا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ 2R/6L سیم نالے کی تعمیر ADP کے تحت اس سال مکمل ہو گئی ہے۔ یہ ایک تو مکمل ہو گئی ہے اور ایک ہو رہی ہے تو یہ بتایا جائے وہ کون سی سکیم کے تحت مکمل ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انہوں نے سوال میں پوچھا ہے تو اس کے جواب میں 2R/6L سیم نالے کی تعمیر مکمل ہو گئی ہے اور باقی منصوبہ جات میں زمیندار جگہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور موقع پر کسی اور جگہ پر کام نہیں ہو رہا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے سوال کیا تھا کہ آبیانے کی معافی کے لئے محکمہ ریونیو کو کوئی چٹھی ارسال نہیں کی جبکہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بھیج دی ہے اگر بھیجی ہے تو اس کی کاپی یا چٹھی نمبر ہمیں بتائیں اور یہ ADP کے تحت سیم نالے کی تعمیر کر رہی ہے جبکہ وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ ہم کوئی تعمیر نہیں کر رہے تو ان کے تحریری جواب اور وزیر موصوف کے جواب میں ابہام پایا جاتا ہے تو اس ابہام کو کون دور کرے گا؟

جناب سپیکر: یہ ابہام منسٹر صاحب ہی دور کریں گے اور کون دور کرے گا۔ جی، راجہ صاحب! وہ آپ سے specifically پوچھ رہے ہیں یہ کون سی جگہ ہے اور یہ نالہ کون سا ہے اور کہاں سے کہاں جاتا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ حکومت ان علاقوں میں سیم کے خاتمے کے لئے ترقیاتی پروگرام ADP کے تحت سیم نالے تعمیر کر رہی ہے جس میں 2R/ 6L سیم نالے کی تعمیر اس سال مکمل ہو گئی ہے اور کچھ مزید منصوبہ جات زیر غور ہیں اور اگر آپ کہیں تو میں ان کی فہرست پڑھ دیتا ہوں یا انہیں اس کی کاپی دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! 2R/ 6L یہ کس جگہ ہے اور وہ آپ سے بار بار پوچھ رہے ہیں کہ یہ کہاں سے کہاں تک ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ 1R/ L 2RD 05 سے 000 تک ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ابھی سیلاب آیا تو حکومت نے لوگوں کو facilitate کیا ہے اسی طرح بارشوں کے حوالے سے بھی حکومت آبیانہ وغیرہ معاف کر دیتی ہے لیکن وزیر موصوف نے

کہا ہے کہ سفارشات بھیج دی ہیں لیکن چٹھی کے حوالے سے نہیں بتا رہے اور یہ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں کہ sweep کر دیا جائے miss کر دیا جائے اور یہ ہمارے سوالوں کو مذاق میں اڑا دیتے ہیں حالانکہ یہ سینئر وزیر ہیں تو ان سے یہی گزارش ہے کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ ذمہ داری سے اس کا جواب دیں کیونکہ انہوں نے اس سے پہلے بھی کہا تھا کہ جتنے بند ٹوٹے ہیں ہم ان کی انکوائری کریں گے اور اس حوالے سے جوڈیشل کمیشن بنایا لیکن چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد اس کمیشن کی سفارشات جو کہ اس ایوان میں پیش کرنی تھیں، ابھی پیش نہیں کیں۔ سیلاب کے دوران بند توڑے گئے اور لوگوں کے ساتھ ناجائز زیادتیاں ہوئیں۔۔۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ اپنے سوال پر رہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اسی سوال میں آبیانے کی معافی کے حوالے سے بات کر رہا ہوں تو محکمہ ریونیو کو بھجوائی گئی چٹھی کی تاریخ ہی ہمیں بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس کی کاپی انہیں بھجوا دوں گا اور یہ میرے پاس آ جائیں تو ریونیو محکمہ کو بھی فون کر دوں گا کہ اس کا جلد از جلد تخمینہ لگایا جائے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سے یہ ثابت ہوا کہ ابھی چٹھی نہیں گئی اور اگر بھیجی گئی ہے تو اس کا حوالہ بتائیں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! اس وقت ان کے پاس ریفرنس نہیں ہے تو وہ آپ کو دے دیں گے۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے کافی عرصہ پہلے جو چٹھی بھیجی ہے اس کی کاپی انہیں دے دوں گا۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر احمد سندھو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نہایت احترام سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم وزیر موصوف نے بائیس ٹیوب ویلوں کے چلنے کی بات کی ہے تو واقعی وہ کاغذوں میں چل رہے ہیں اور میں بھی aggrieved party ہوں اور میرے حلقے کے بھی اس میں ٹیوب ویل ہیں جو

حقیقتاً نہیں چل رہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس ایوان میں غلط رپورٹ پیش کی جارہی ہے اور لوگ بلک رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ سیم نے علاقے کو تباہ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ذرا ان کی بات پر غور کریں۔

جناب طاہر احمد سندھو: انہوں نے کہا تھا کہ ہم پراجیکٹ بنا رہے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ کون سا پراجیکٹ بنا رہے ہیں اور وہ کہاں گیا ہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! بقول ان کے اگر رپورٹ غلط ہے تو پھر آپ کو اس پر ایکشن لینا ہوگا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! 9ٹیوب ویل چل رہے ہیں، بیشک آپ اس ہاؤس کی کمیٹی بنالیں۔

جناب سپیکر: میں کمیٹی کیوں بنالوں؟ آپ اس محکمے کے انچارج ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پھر آپ میری statement پر یقین کیجئے۔ 22 میں سے 9ٹیوب ویل چل رہے ہیں، میں پورے چیلنج کے ساتھ اس floor پر کہہ رہا ہوں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! یہ مان گئے ہیں کہ 22 میں سے 9 چل گئے ہیں۔ اب آپ speed ملاحظہ فرمالیں۔ اس کا مطلب ہے کہ مزید دو سال لگیں گے بلکہ تین سال لگیں گے تب جا کر بائیس ٹیوب ویل چلیں گے حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ جو لوگ اس کے responsible ہیں ان کے خلاف ایکشن ہونا چاہئے۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ دو سال پہلے ان کے فنڈز release ہوئے تھے اور آج تک ٹیوب ویل نہیں چل سکے۔ یہ ہماری efficiency ہے، منسٹر صاحب بتائیں کہ اس پر وہ کیا ایکشن لیں گے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز اس کو expedite کروائیں۔ اگلا سوال بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2480 ہے۔

سرگودھا ملکہ مائنر کڈانہ ڈویژن کی لائننگ کی تفصیلات

*2480: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملکہ مائنر کڈانہ ڈویژن سرگودھا میں lining مکمل کرنے کی منظوری ہوئی تھی، منظوری کی تاریخ سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) مذکورہ منصوبہ مکمل کرنے کے لئے تخمینہ لاگت کتنا تھا؟

(ج) کیا ٹھیکیدار نے معاہدہ کے مطابق رقم کی وصولی اور کام کی تکمیل کے مراحل کو شرائط کے مطابق پورا کیا ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیلات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(د) مذکورہ منصوبہ کب تک مکمل ہوگا، اس کی تاریخ سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ ملکہ مائنر مکمل کرنے کی منظوری سیکرٹری اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ لاہور کی چٹھی نمبر S.98-SO(P)2000 مورخہ 19-01-2007 کے تحت ہوئی۔

(ب) مذکورہ منصوبہ مکمل کرنے کے لئے تخمینہ لاگت 34.494(M) تھا۔

(ج) درست ہے کہ ٹھیکیدار نے معاہدہ کے مطابق رقم کی وصولی اور کام کی تکمیل کے مراحل کو شرائط کے مطابق پورا کیا ہے۔ مذکورہ کام ویلینٹ انٹرنیشنل گورنمنٹ کنٹریکٹر کو مورخہ 02-06-2007 کو الاٹ ہوا۔ ادائیگی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	مختص شدہ رقم	ادائیگی
2006-2007	-/4288000	-/4287091
2007-2008	-/23025000	-/22840895
	کل ادائیگی	-/27127986

(د) مذکورہ منصوبہ مورخہ 25-04-2008 کو مکمل ہوا تھا۔ patch work سالانہ بندی 2008-09 میں مکمل کیا گیا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب کوئی نیا منصوبہ بنایا جاتا ہے تو اس کو مکمل کرنے کے بعد بھی patch work کرانے کی ضرورت پڑتی ہے، سپیشل O&M سے پیسے لے کر دوبارہ repairing کیوں کرائی جاتی ہے، انہوں نے جز (د) میں بتایا ہے کہ 25-04-2008 کو

منصوبہ مکمل ہو گیا تھا پھر دوبارہ patch work بھی کیا گیا، ایک نیا منصوبہ کیا پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا تھا کہ حکومت نے اس تخمینے کے علاوہ بھی patch work پر فنڈز لگائے ؟

جناب سپیکر: کوئی خرابی آگئی ہو گی، برسات آگئی ہو گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں چھ ماہ یا سال کی گارنٹی ہوتی ہے اور ٹھیکیدار کی سکیورٹی رکھی جاتی ہے۔ انہوں نے ٹھیکیدار کی سکیورٹی بھی release کر دی اور سالانہ ترقیاتی پروگرام سے patch work بھی کروایا، کیا وجوہات تھیں کہ ایک نئے منصوبے پر patch work کروایا گیا اس ایوان کو تفصیل سے آگاہ کریں ؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کوئی منصوبہ patch work نہیں ہوا۔ منصوبہ اپنے وقت پر مکمل ہوا جو رقم رکھی گئی تھی اس کی ادائیگی ہوئی ہے اگر ان کو کوئی شکایت ہے تو بتائیں ؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ جز (د) پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ مذکورہ منصوبہ مورخہ 25-04-2008 کو مکمل ہوا تھا patch work سالانہ بندی 09-2008 میں مکمل کیا گیا، کیا patch work میں کوئی پیسے خرچ ہوئے ہیں یا ٹھیکیدار نے خود کئے ہیں ؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ منصوبہ 2008 میں مکمل ہوا ہے اور اس کے بعد اس پر کوئی patch work کروایا گیا نہ پیسا لگایا گیا۔ یہ منصوبہ 2006 میں شروع ہوا اور 25-4-2008 کو مکمل ہوا ہے۔ یہاں کسی جگہ یہ نہیں لکھا کہ اس پر کوئی patch work کرایا گیا ہے یا اس پر دوبارہ پیسے رکھے گئے ہیں۔ یہاں کہاں لکھا ہے یہ مجھے پڑھ کر بتا دیں ؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! جز (د) کو میں پڑھ دیتا ہوں۔ مذکورہ منصوبہ مورخہ 25-4-2008 کو مکمل ہوا تھا اور patch work سالانہ بندی 09-2008 میں مکمل کیا گیا۔ یہ آپ کا لکھا ہوا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے پاس جو جواب ہے اس میں یہ نہیں ہے بے شک آپ دیکھ لیں۔ (شور و غل)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی ruling چاہوں گا کہ ہاؤس کی جو property بن جاتی ہے وہ جواب صحیح ہوتا ہے یا وہ جواب صحیح ہوتا ہے جو منسٹر صاحب پڑھ رہے ہوتے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جو جواب ہم نے بھیجا ہے اس میں یہ نہیں ہے۔ یہ آپ کے سامنے ہے آپ خود دیکھ لیں۔ جو جواب محکمے نے بھیجا ہے اس میں patch work کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس کی انکوائری کی جائے کیا اسمبلی کے سٹاف نے یہ جواب change کر دیا؟

جناب سپیکر: اپنی طرف سے عملہ کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میرے پچھلے سوال کے جواب میں بھی منسٹر صاحب نے آئیں بائیں شائیں کیا اور اب بھی وہی کر رہے ہیں۔ یہ سینئر منسٹر ہیں ذمہ داری کا ثبوت دیں۔ اس سوال کو آپ کسی کمیٹی کو refer کر دیں تاکہ اس پر انکوائری ہو جائے۔

جناب سپیکر: یہ overlook ہو گیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس سوال کا کیا بنا؟

جناب سپیکر: میں اپنے دفتر سے بھی پتا کرتا ہوں۔ اگر میرے دفتر نے یہ کام کیا تو اس کا ذمہ دار دفتر ہو گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! پھر اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، pending کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کو اپنے پاس بلا کر بتا دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ تو پھر کوئی بات نہ ہوئی۔ اس کی دو سال بعد باری آئی ہے اور دو سال بعد بھی اگر اس پر ہماری تسلی نہیں ہوئی تو پھر ہمیں ممبر بننے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ حکومت والے تو اپنے کام لے لیتے ہیں لیکن ہم نے اسمبلی کی وساطت سے ہی اپنے کام لینے ہوتے ہیں، اسمبلی کی وساطت سے ہی عوام کی آواز کو بلند کرنا ہے اور مسائل کو حل کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں اپنے طور پر انکوائری کروا رہا ہوں اور اس معاملے کو دیکھ رہا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر انکوائری کر کے ہاؤس کو پھر کب بتایا جائے گا؟

جناب سپیکر: میں جلد بتا دوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس پر پھر کوئی date رکھ دیں۔

جناب سپیکر: میں بہت جلد بتا دوں گا date رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ابھی پتا چل جاتا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو پرواہی نہیں ہے۔ پھر میں اس پر تحریک استحقاق لے آؤں؟

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ خود منسٹر رہے ہیں۔ ان کا احترام، ان کی عزت اور ان کا مقام ہے۔ ایسے مناسب نہیں لگتا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! لگتا ہے کہ منسٹر صاحب کا محکمہ ان کی سنتا ہی نہیں ہے اور ان کی پرواہی نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: میں نے اپنے سٹاف کو اس کا پتا کرنے کے لئے بھیجا ہوا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! اقلیتی ممبران باہر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو کوئی لینے نہیں گیا ہے۔ انہوں نے ایک اصولی مؤقف کے تحت واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔ ان کو کوئی باہر سے لینے ہی نہیں گیا ہے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب اور رانا اعجاز صاحب آپ دونوں حضرات ان کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب خلیل طاہر سندھو اور جناب اعجاز احمد خان اقلیتی ممبران
کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ! اپنا سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا سوال نمبر 2653 ہے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں واہگہ بارڈر کی گرین بیلٹ کی تفصیلات

*2653: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں واہگہ بارڈر کی گرین بیلٹ نہری پانی سے محروم ہے؟
(ب) واہگہ بارڈر کی گرین بیلٹ کو کس نہر سے پانی فراہم کیا جاتا ہے؟
(ج) واہگہ بارڈر کی گرین بیلٹ کا کتنا رقبہ کاشت پر مشتمل ہے نیز اسے کتنے کیوسک پانی کی ضرورت ہوتی ہے؟
(د) واہگہ بارڈر کے قرب و جوار میں بسنے والے کسانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست نہ ہے۔واہگہ بارڈر کی گرین بیلٹ کو ایک منصوبہ کے تحت "بذریعہ لفٹ بی آر بی ڈی نہر سے بارڈر ایریا کے 85 دیہات کو پانی مہیا کرنا" پانی پانچ مختلف جگہوں پر بی آر بی ڈی نہر سے لفٹ کر کے مہیا کیا جا رہا ہے۔
(ب) واہگہ بارڈر کی گرین بیلٹ کو بی آر بی ڈی لنک کینال سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔
(ج) واہگہ بارڈر کی گرین بیلٹ کا 63ہزار 800ایکڑ رقبہ کاشت پر مشتمل ہے اور اسے 205 کیوسک پانی کی ضرورت ہے جو کہ مہیا کیا جا رہا ہے۔
(د) واہگہ بارڈر کے قرب و جوار میں بسنے والے کسانوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے حکومت پنجاب نے حال ہی میں ایک منصوبہ "بذریعہ لفٹ بی آر بی ڈی نہر سے بارڈر ایریا کے 85 دیہات کو پانی مہیا کرنا" مکمل کیا گیا ہے اور اس منصوبے کی تکمیل سے علاقہ کے کاشتکاروں کی زمین بہتر طریقے سے سیراب ہو رہی ہے جو کہ عرصہ دراز سے پانی نہ ملنے کی وجہ سے بنجر پڑی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (د) میں کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں ایک منصوبہ مکمل کیا ہے جس کے تحت 83 دیہات کو پانی کی تقسیم کی جائے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس منصوبے میں کس فارمولے کے تحت پانی کی تقسیم کی جائے گی اور کتنے کیوسک پانی کتنے ایکڑ رقبے کو سیراب کرے گا؟

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے سوال پوچھا ہے کہ کتنے ایریا کو فائدہ پہنچے گا تو اس سوال کا جواب ہے کہ 63ہزار ایکڑ کو فائدہ پہنچے گا اور 205 کیوسک پانی کی ضرورت ہے جو کہ مہیا کیا جا رہا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال نہیں پوچھا بلکہ اس سوال کا جواب تو already لکھا ہوا ہے۔ میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ جو منصوبہ بنایا گیا ہے اس کے تحت جو پانی کی تقسیم ہے تو وہ کس فارمولے کے تحت پانی کی تقسیم ہے اور کتنا کیوسک پانی کتنے ایکڑ رقبے کو سیراب کرنے کے لئے ہے؟

جناب سپیکر: جی! کیوسک کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! 205 کیوسک پانی ہے، 63ہزار 8سو ایکڑ رقبہ ہے، محکمہ انہار کا فارمولا ہی ضرورت کے مطابق یہاں پر لاگو ہے اور اس کے لئے کوئی نیا فارمولا نہیں بنایا گیا۔

جناب سپیکر: جی! اگلا سوال نمبر 3128 رانا آصف صاحب کا ہے۔ رانا آصف صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ تشریف نہیں رکھتے، کیا جو ہمارے اقلیتی ممبران باہر بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی ان میں تو شامل نہیں ہیں؟ اگر وہ یہاں ہیں تو پھر ہم اس سوال کو دوبارہ لے لیں گے ورنہ dispose of سمجھا جائے۔ اگلا سوال نمبر 3485 افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان صاحب کا ہے، تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ dispose of کیا جاتا ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ! اب آپ کا پھر سوال آ گیا ہے، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3763 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سال 2008 لاہور کینال کی بھل صفائی سے متعلقہ تفصیلات

*3763: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کینال سے سال 2008 کے دوران کتنے کیوبک فٹ بھل نکالی گئی؟

(ب) متذکرہ سال لاہور کینال کی بھل صفائی کے دوران کتنا پٹرول خرچ کیا گیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2009 کے دوران محکمے نے لاہور کینال سے کتنے کیوبک فٹ بھل نکالنے کا ہدف رکھا تھا؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) لاہور برانچ کینال سے سال2008 کے دوران20لاکھ24ہزار کیوبک فٹ بھل نکالی گئی جس کو پنجاب ہارٹی کلچر اتھارٹی کے تعاون سے لاہور شہر سے منتقل کیا گیا۔

(ب) سال2008میں لاہور برانچ کینال کی بھل صفائی محکمہ کے منظور شدہ ٹھیکیداران سے کروائی گئی۔

(ج) سال2009 کے دوران محکمہ نے لاہور برانچ کینال سے9لاکھ40ہزار کیوبک فٹ بھل نکالی جس کو پنجاب ہارٹی کلچر اتھارٹی(PHA) کے تعاون سے لاہور شہر سے باہر منتقل کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز(الف) میں جو بھل صفائی کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کو لاہور شہر سے منتقل کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس کو لاہور شہر سے کہاں منتقل کیا گیا ہے اور کیا بھل کو فروخت کیا گیا ہے، اگر فروخت کیا گیا ہے تو رقم محکمہ میں جمع ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ اس کا نوٹس لیں اور میرے پاس جو آپ کی کاپی ہے اس کے مطابق دیکھ لیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس کی انکوائری کر کے آپ کو رپورٹ پیش کروں گا۔

جناب سپیکر جس نے آپ کو یہ غلط لکھ کر دی ہے تو آپ اس کے خلاف بھی کچھ کریں گے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے جو سوال پوچھا ہے کہ جو بھل اٹھائی گئی ہے وہ کتنی رقم میں فروخت کی گئی ہے تو میں آپ کو بتادوں کہ اس کا ہم نے کوئی پیسا نہیں لیا اور یہ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ جتنی لاہور کی بھل ہوتی ہے تو یہ ہم free میں PHA والوں کو دیتے ہیں اور ان کے جو باغات ہیں اس میں استعمال کرتے ہیں اس کے علاوہ جس جگہ ان کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس کو استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بلکہ آپ کے estimate سے زیادہ لے گئے ہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! نہیں، بلکہ ہم ان کو فری میں دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاہور شہر کے اندر جو نہر سے 9 لاکھ کیوبک فٹ بھل نکالی جاتی ہے تو چلیں لاہور شہر کے اندر تو PHA لے جاتا ہے اور پنجاب کے باقی شہروں کے اندر یہ بھل نکالی جاتی ہے اس کو فروخت کیا جاتا ہے۔ لوگ پودوں کے لئے لے جاتے ہیں اور اس کی قیمت pay کرتے ہیں۔ اگر لاہور کے اندر PHA کو دیا گیا ہے تو فیصل آباد، سیالکوٹ اور باقی شہروں کے اندر کیا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کیا کرنا چاہتے ہیں، پہلے ان کو تو ضمنی سوال کرنے دیں جن کا سوال ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ اگر لاہور شہر سے منتقل کیا گیا تو اس کو کہاں منتقل کیا گیا ہے اور بھل 2008 میں فروخت بھی ہوئی ہے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ جو ٹھیکہ دیا گیا تھا اس کی اخبار میں باقاعدہ tendering کا اشتہار ہوا تھا یا نہیں ہوا تھا؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جو بھل نہر کے اندر سے نکالی جاتی ہے اس کا ٹھیکہ ہوتا ہے اور اس کا پورا procedure adopt کیا جاتا ہے اور جو بھل اٹھانے کا کام ہے اس کے لئے کوئی ٹھیکہ نہیں دیا گیا اور کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ فری میں وہ خود اٹھاتے ہیں اور اپنے باغات میں یا جہاں پر ان کو ضرورت ہو استعمال کرتے ہیں اور کچھ وہ سٹور کر لیتے ہیں۔ ان کے پاس اپنی گاڑیاں ہیں جس پر وہ وہاں لے جاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اقلیتی ممبران واک آوٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لے آئے)

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاہور شہر کے اندر تو یہ بھل PHA کو دے دی جاتی ہے لیکن باقی شہروں کے اندر یہ کروڑوں کیوبک فٹ بھل نکالی جاتی ہے اس کا کیا کیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس کا نیا سوال دے دیں تو پھر پتا کریں گے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سوال نمبر2480 کے حوالے سے آپ نے ابھی انکوائری کا کہا ہے اور آپ نے منسٹر صاحب کو کہا ہے کہ اس میں ہماری اسمبلی کے سٹاف کا کوئی قصور نہیں ہے اور آپ کا ہے تو اس 2480 سوال کو pending کر لیں کیونکہ منسٹر صاحب ابھی تسلیم کر رہے ہیں اور وہ اس کی انکوائری کریں گے تاکہ مجھے اس حوالے سے تسلی ہو سکے۔ چاہے اس کی رپورٹ اگلے سیشن تک آ جائے کیونکہ یہ بنایا گیا ہے لیکن اس کی موجودہ حالت یہ ہے کہ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور ساری رقم خُورد بُرد ہوئی ہے اس لئے میں چاہ رہا ہوں تاکہ یہاں سے کوئی حکومتی نمائندہ جائے اور اس کا پتا چل سکے کیونکہ اس کا فائدہ گورنمنٹ کو ہونا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب آپ بتائیں کہ اس کا کیا کیا جائے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان کی بات مناسب ہے اس کو pending ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ایک بات یہاں پر کر دوں کہ یہ میرے محترم بھائی [******]* ہیں میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2006 میں یہ اس محکمے کے وزیر تھے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتے اور میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اگلا سوال چودھری علی اصغر منڈا صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر3816 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ کی اراضی کو پانی فراہم کرنے والی نہروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3816: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(الف) ضلع شیخوپورہ کی زمینوں کو کتنی نہریں آبپاشی کے لئے پانی مہیا کرتی ہیں ان نہروں سے راجباہوں کی ٹیل تک پانی پہنچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جارہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شاہدرہ کینال حلقہ پی پی۔165 کی زمینوں کو سیراب کرتی ہے اگر ہاں تو اس نہر سے نکلنے والے راجباہوں میں ٹیل تک پانی کی فراہمی یقینی بنانے اور بھل صفائی کے لئے محکمہ نے کیا انتظامات کئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نہر کی بھل صفائی نہ تو پچھلے سال کی گئی ہے اور نہ ہی موجودہ سال اس کا خاص انتظام کیا گیا ہے، حکومت کب تک مذکورہ نہر کی بھل صفائی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برق (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں 36 نہریں آبپاشی کے لئے پانی مہیا کرتی ہیں۔ مالی سال 11-2010 میں شیخوپورہ ضلع میں آنے والی ان تمام نہروں کو جن کی بھل صفائی ضروری ہے ورک پلان میں شامل کر دی گئی ہیں۔ جن کی بھل صفائی سالانہ نہربندی میں کر دی جائے گی۔

(ب) درست ہے۔ شاہدرہ کینال جزوی طور پر حلقہ پی پی۔165 کی زمینوں کو سیراب کرتی ہے۔ بگھیاڑ والا شمالی راجباہ شاہدرہ سے نکلتا ہے جو کہ حلقہ پی پی۔165 کی زمینوں کو سیراب کرتا ہے جس کی بھل صفائی سالانہ 11-2010 کی نہربندی میں کر دی جائے گی۔

(ج) درست نہ ہے۔ راجباہ شاہدرہ میں جو حصہ حلقہ پی پی۔165 میں آتا ہے وہ شاہدرہ ٹاؤن سے گزرتا ہے اور اس کے گردو نواح کی آبادیوں کا سیوریج اس میں ڈالا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس سے debris ہر سال نکالنا ضروری ہوتا ہے جبکہ اس کی صفائی ورک پلان مالی سال 11-2010 میں شامل کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں جو جز (ج) کا جواب آیا ہے میں اس کو پڑھنے کے لئے اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!(ج)درست نہ ہے۔راجباہ شاہدرہ میں جو حصہ حلقہ پی پی۔165 میں آتا ہے وہ شاہدرہ ٹاؤن سے گزرتا ہے اوراس کے گردونواح کی آبادیوں کا سیوریج اس میں ڈالا جاتا ہے تو میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا شاہدرہ کینال جو اریگیشن محکمہ کے اندر فصلوں کے لئے پانی مہیا کرتی ہے، کیا قانونی طور پر اس میں سیوریج کا گندہ پانی جو کہ مختلف chemical پر مشتمل ہوتا ہے ڈالا جا سکتا ہے اور کیا قانون اس چیز کی اجازت دیتا ہے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر موصوف!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!قانون میں اس کی کوئی اجازت نہیں ہے۔یہ ایک بہت بڑی آبادی ہے اس میں سے گزرتا ہے اور ہر وقت محکمہ وہاں پر پہرہ نہیں دے سکتا تو بہت سارا جو کوڑا کرکٹ ہوتا ہے یا constructionکا خراب سامان ہوتا ہے تو وہ سارا سامان وہاں پر پھینک دیتے ہیں اور یہ زیادہ آبادی میں سے گزرتی ہے اور اس کی صفائی ہمیں ہر سال کرانی پڑتی ہے لیکن قانونی طور پر نہر میں سیوریج کا پانی نہیں ڈالا جا سکتا۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اس میں میرا مزید ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ میرے معزز منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ سیوریج کا پانی نہیں ڈالا جا سکتا اور یہ بھی اقرار کیا کہ اس نہر میں سیوریج کا گندہ پانی جو کہ chemical پر مشتمل ہوتا ہے وہ نہر میں ڈالا جا رہا ہے۔کیا منسٹر صاحب یہ بتانا مناسب سمجھیں گے کہ وہ سیوریج کا گندہ پانی جو اس نہر میں ڈالا جا رہا ہے تو اس کو کب تک بند کر دیا جائے گا اور قانون کے مطابق اس کا کوئی proper way-out بنا دیا جائے گا؟

جناب سپیکر:جی،راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!اس پر بالکل ایکشن لیا جائے گا اور اگر کسی فیکٹری کا پانی گر رہا ہے تو وہ بند کیا جائے گا۔جو فرداً فرداً گھروں والے سامان پھینکتے ہیں وہ تو نہیں روکا جا سکتا لیکن اگر کسی فیکٹری کے سیوریج کا پانی ڈالا جا رہا ہے تو ان کو بند کیا جائے گا۔

جناب سپیکر:گھروں کے پانی سے تو نقصان نہیں ہوتا،نقصان تو کیمیکل سے ہوتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالوحید چودھری:جناب سپیکر!یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ پانی نہیں ڈالا جا رہا۔جتنے بھی پنجاب کے بڑے بڑے اضلاع ہیں جہاں واسا ہے سب کا پانی نہروں میں ڈالا

جارہاہے۔اس کے لئے باقاعدہ کمیٹی قائم کریں اور منسٹر صاحب اس حوالے سے مستقبل کے لائحہ عمل کے بارے میں بتائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ شاید منسٹر صاحب کو علم نہیں ہے میرے معزز ممبر وحید صاحب نے جو بات کی ہے یہ سو فیصد fact ہے۔ ہماری شجاع آباد کینال ہے اس میں مظفر آباد سے، سورج میانی سے گندہ پانی جارہا ہے اور پھر دوسرا ملتان ڈویژن سے، It is a part of my constituency. جتنا ملتان کا گندہ پانی ہے وہ بھی اس میں جارہاہے اور قانونی طور پر کوئی آدمی پرائیویٹ فیکٹری کا پانی نہری پانی میں نہیں ڈال سکتا۔ جتنے برف کے کارخانے ہیں وہ راجباہ میں لگے ہوئے ہیں ان کا نمکین پانی فصلوں کو خراب کررہاہے اور ہمارے باغات کو بھی نقصان دے رہاہے۔

جناب سپیکر: اس کا ایکشن لیں، یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ کیمیکلز کی وجہ سے فصلات بھی خراب ہوتی ہیں اور مال مویشی کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ یہ تو قومی نقصان ہے اس کے لئے پبلک ہیلتھ اور آپ مل کر کوئی کوشش کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح کہا ہے کہ یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے اور اس میں ٹی ایم اے اور ضلعی حکومتیں بھی شامل ہیں اور بعض جگہ جس طرح شاہ صاحب نے کہا ہے پرائیویٹ سیکٹر کے لوگ شامل ہیں۔ انشاء اللہ اس پر ہم پالیسی بنائیں گے، اس کے لئے سخت پالیسی اور سخت ایکشن لینے کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب سپیکر: اس کا کوئی کورٹ آرڈر بھی ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! قانون تو پہلے بھی موجود ہے بات صرف implementation کی ہے۔ یہ implementation کروائیں، اپنے اپنے XEN کی fix responsibility کریں کیونکہ action should be taken against the person who is incharge of that. جو بھی XEN or SE ہے ان سے کہیں کہ وہ یہ surety دیں کہ فیکٹری یا کسی قسم کا گندا پانی نہری پانی میں نہیں ڈالا جائے گا۔

جناب شاہ رُخ ملک: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ اجازت دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال بہت ہوگئے ہیں۔ میرے سوال کا وہ حصہ ابھی باقی رہ گیا ہے جس کے لئے میں یہ سوال اسمبلی floor پر لے کر آیا ہوں کہ منسٹر صاحب ہمیں

ensure کروادیں کہ کب تک اس پر کوئی positive step اٹھالیا جائے گا، کوئی کمیٹی بنادی جائے گی یا اس کی قانون سازی پر عملدرآمد کروادیا جائے گا۔ نہروں میں گرنے والے کیمیکل سے ملا فیکٹریوں کا گندہ پانی کب تک بند کردیا جائے گا۔ میرا یہ سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، قانون پر عملدرآمد کروانا ان کا کام ہے وہ کروائیں گے۔ اس میں کون سی ایسی بات ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں کوئی ٹائم دے دیں۔ دو، تین، چار کتنے مہینے لگیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، دو تین مہینے کی بات نہیں ہے وہ جلد کریں گے، جتنا بھی جلد ہو سکے گا۔

جناب شاہ رُخ ملک: جناب سپیکر! میں نے بھی اس حوالے سے تھوڑی سی بات کرنی تھی۔ میرے حلقے میں سے بھی جو اے پی برانچ 1L4L گزرتی ہے وہاں پر جتنے بھی قصبے ہیں، "مسافر خانہ" ہے، "خانقاہ شریف" ہے ان سب لوگوں کے گھروں کا اور وہاں پر جو چھوٹی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ان سب کا پانی بھی ایک تو فصلوں کو خراب کر رہا ہے اور دوسرا زمینوں کو بنجر کر رہا ہے۔ ہمارے ملک کی ستر فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے۔ جو لوگ نہروں میں گندہ پانی ڈال کر pollution create کر رہے ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے اور جرمانہ کیا جائے۔ ویسے بھی ملک میں آبادی بڑھ رہی ہے اور food crisis بھی بڑھ رہا ہے جس کی وجہ سے یہ سب کا مشترکہ معاملہ ہے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں منسٹر اریگیشن کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یہ جو شہروں کے اندر سے minors گزر رہے ہیں ان میں slug water ڈالا جارہا ہے وہ جانور بھی پیتے ہیں اور brackish water areas کے اندر انسان بھی اس کو گھڑوں میں بھر کرلے جاتے ہیں اور پیتے ہیں تو یہ floor سے ایک administrative order فرمادیں کہ چیف انجینئرز ان کو دیکھیں اور جہاں پر یہ slug water پڑ رہا ہے اس کو منقطع کیا جائے۔ بس اتنی میری تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!اگر وہ floor پر حکم فرما دیں کہ یہ عملدرآمد کروادیں گے تو مہربانی ہوگی۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!اپوزیشن لیڈر صاحب نے جو بات کی ہے ان کی بات بہت مناسب ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے ملتان شہر میں پائپ اکھاڑ دیئے جو پانی نہر میں گر رہا تھا وہاں پر پانی پھیلنا شروع ہو گیا پھر ڈی سی او اور کمشنر نے request کی کہ ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے تو یہ سب بھی سامنے رکھنا پڑتا ہے لیکن ہم اس پر سخت ایکشن لیں گے اور جہاں تک ممکن ہوا اس پر عمل کروایا جائے گا اور پوری کوشش کی جائے گی کہ نہروں میں خاص طور پر گندہ، سیوریج یا کیمیکل کا پانی نہ گرایا جائے۔

جناب سپیکر:اب اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران:.On his behalf(معزز خاتون ممبر نے میاں شفیع محمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر:جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ سیمل کامران:جناب سپیکر!سوال نمبر 4106 ہے۔

بہاولنگر اور رحیم یار خان میں اوورسیئرز/سب انجینئرز کے تبادلوں کی تفصیلات

*4106:میاں شفیع محمد:کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ماہ جولائی 2009 میں صوبہ بھر میں کتنے اوورسیئرز/سب انجینئرز کے بین الاضلاعی تبادلہ جات کے احکامات جاری کئے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صرف دو اضلاع بہاولنگر اور رحیم یار خان میں 56 اوورسیئرز/سب انجینئرز کے بین الاضلاعی تبادلہ جات ہوئے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو صرف مذکورہ دو اضلاع میں ہی ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) ماہ جولائی 2009 میں صوبہ پنجاب میں محکمہ آبپاشی و برقی قوت میں کل 59 اوورسیئرز/انجینئرز کے بین الاضلاعی تبادلہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ صرف بہاولپور اور رحیم یار خان میں 56اوورسیئرز /سب انجینئرز کے تبادلہ جات ہوئے بلکہ حقیقت یہ کہ بہاولپور اریگیشن زون میں جن سب انجینئرز کی مدت تعیناتی سرکل دس سال سے زیادہ بنتی تھی ان کے تبادلہ جات قواعد و ضوابط کے مطابق کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بہاولنگر کینال سرکل	19اوورسیئرز /سب انجینئرز
بہاولپور کینال سرکل	16اوورسیئرز /سب انجینئرز
رحیم یار خان کینال سرکل	21اوورسیئرز /سب انجینئرز
کل تعداد	56اوورسیئرز /سب انجینئرز

(ج) ۔ایضاً۔

محترمہ سیمل کامران: میں Honourable Minister سے یہ request کروں گی کہ اس کا جز(ب) پڑھ کر سُنا دیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ اس میں سے کیا پڑھانا چاہتی ہیں؟ جی، منسٹر صاحب!

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی، یہ درست نہ ہے کہ صرف بہاولپور اور رحیم یار خان میں 56اوورسیئرز /سب انجینئرز کے تبادلہ جات ہوئے بلکہ حقیقت یہ کہ بہاولپور اریگیشن زون میں جن سب انجینئرز کی مدت تعیناتی سرکل دس سال سے زیادہ بنتی تھی ان کے تبادلہ جات قواعد و ضوابط کے مطابق کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔ بہاولنگر کینال سرکل---

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ اس لئے پڑھوایا ہے کہ پھر منسٹر صاحب یہ نہ کہہ دیں کہ میرے پاس کوئی اور صفحہ ہے۔ اب میں Honourable Minister سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ according to my information tenure policy تین سال ہے کیا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں قواعد و ضوابط مختلف ہیں، آپ کے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ میں کون سی tenure policy ہے؟ وہی ہے جو سب کے لئے ہے یا کوئی وکھری ٹائپ کی tenure policy ہے کیونکہ آپ نے یہاں پر جو پڑھا ہے اس کے مطابق یہ دس سال سے زیادہ بنتی ہے تو آپ کوئی favour تو نہیں دے رہے جبکہ tenure policy تین سال ہے۔ دس سال سے زیادہ والی کون سی پالیسی ہے جس پر آپ کے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے یہ ٹرانسفرز کی ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پالیسی وہی ہے محترمہ نے غور سے نہیں پڑھا ہم نے بہاولنگر کینال سرکل کے جو انیس اوور سیئر ہیں یہ ضلعوں سے بدل کر دوسرے circles میں بھیج دیئے ہیں۔ایک سرکل میں بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ ہو سکتا ہے اس کے لئے تین سال ہی مدت ہے لیکن یہاں پر بہت مسئلہ تھا ان لوگوں نے اپنی اپنی ایک سٹیٹ بنائی ہوئی تھی اس لئے جو بہاولنگر سرکل کے تھے ان کو بہاولپور بھیجا جو بہاولپور کے تھے ان کو رحیم یار خان اور جو رحیم یار خان کے تھے ان کو بہاولنگر بھیجا۔اس طرح سے محکمے میں بہتری کے لئے اور جو انہوں نے اپنی ایک سٹیٹ بنائی ہوئی تھی اس کو ختم کر کے administrative grounds پر solve کیا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا تھا اسی لئے پڑھوایا تھا کہ منسٹر صاحب اس سے پہلے کہ کسی اور ابہام یا confusion کا شکار ہو جائیں انہوں نے خود جز (ب) پڑھا ہے۔سوال یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صرف دو اضلاع بہاولنگر اور رحیم یار خان میں چھپن اوور سیئرز / سب انجینئرز کے بین الاضلاعی تبادلہ جات ہوئے؟ اس کا انہوں نے جو جواب دیا ہے اس میں بھی آپ دیکھ لیں کہ majority انہی دونوں اضلاع کی ہے اس کی detail ان کے ڈیپارٹمنٹ نے جو دی ہے اس کے مطابق جو تیسرا ضلع ہے اس میں صرف فیصل آباد ہے جس میں تین اوور سیئر کے بین الاضلاعی تبادلے ہوئے ہیں اور اس کی وجہ انہوں نے tenure policy بتائی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ دس سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اس لئے ہم نے یہ بین الاضلاعی تبادلے کئے ہیں تو tenure policy جو تمام سرکاری ملازمین کے لئے ہے وہ تین سال ہے۔یہ کون سی پالیسی ہے جس کے تحت یہ تبادلے ہوئے ہیں؟ اس پالیسی کی وضاحت فرمائیں۔آئیں بائیں شائیں نہ کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مٹی پاؤ۔جان دئیو کیہڑی گل اے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کوئی جھوٹ موٹ میں نہیں پوچھا یا کسی سیاسی reconciliation کے تحت نہیں پوچھا،اس سے جمہوریت derail نہیں ہو رہی تو براہ کرم یہ اس کا جواب دیں اگر ان کو پتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): مٹی پاؤ۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! ایسا نہ کیا کریں، آپ کی مہربانی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سرکل کے اندر جو tenure time ہے وہ دس سال ہے اور جو پنجاب حکومت کی ٹرانسفر پالیسی ہے وہ تین سال ہے لیکن اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے سرکل کے اندر tenure دس سال ہے اس لئے آپ کو confusion ہو رہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کون سی گورنمنٹ کے under آتا ہے مجھے صرف یہ بتادیں کیونکہ پنجاب گورنمنٹ کی جو tenure policy ہے وہ تین سال ہے، اریگیشن کی tenure policy دس سال ہے تو یہ کون سی حکومت کے under آتا ہے۔ یہ پلیز مجھے بتادیں۔

جناب سپیکر: ہر محکمے کی اپنی اپنی پالیسی ہوتی ہوگی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کیا ہر محکمے کی اپنی اپنی پالیسی ہوتی ہے، حکومت کی policies محکمے follow کرتے ہیں یا محکمے کی پالیسی حکومت follow کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر ان کو سمجھ نہ آئے تو مجھے بتائیں کہ میں ان کو کس طرح سے سمجھاؤں؟

جناب سپیکر: سمجھانا پڑے گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں کوشش کرتا ہوں کہ ان کو سمجھ آجائے۔ اب اگر یہ میری بات غور سے سن لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: ان کو اب بولنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! منسٹر صاحب ہر سوال کے جواب میں اس طرح کی language use کرتے ہیں، یہ ہاؤس کا ٹائم ضائع کرتے ہیں اگر یہ Honourable Minister ہیں تو ہم بھی Honourable Minister ہیں۔ یہ اس طرح سے ہمیں humiliate کرتے ہیں، میں ان کی اس language اور attitude کے خلاف walkout کرتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: کیازبان انہوں نے استعمال کی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: نہیں،.Sir! This is too much

جناب سپیکر: ہم نے توان کی کوئی ایسی زبان نہیں سنی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: نہیں،.This is not fair جب بھی کسی Honourable Member کے لئے جواب نہیں آتا۔۔۔

جناب سپیکر: کون سی زبان انہوں نے استعمال کی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: ان کو سمجھ نہیں آتی تو یہ چوں چوں کرتے ہیں۔ What kind of language is this sir! یہ ہاؤس ہے۔ میں ان کے روّیہ کے خلاف walkout کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ سیمل کامران ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسے نہ کریں۔ ڈاکٹر صاحبہ ان کو لائیں۔ چودھری صاحب! جلدی سے ان کو بلائیں، ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ آ جائیں، آ جائیں۔ معزز ممبر صاحبہ! آ جائیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ہماری اجتماعی طور پر آپ سے یہ درخواست ہو گی کہ محترم راجہ صاحب پارلیمانی زبان میں بات کیا کریں تاکہ ہاؤس کا ماحول ٹھیک رہے۔ اب وہ مسکرا رہے ہیں ہنس رہے ہیں۔ آپ caution کر دیں، ہمارے لئے تو آپ کی تاکید ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں سینئر منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا decorum کا خیال رکھا جائے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! آپ کی re-assurance کا شکریہ

جناب سپیکر: جی آپ ان کو لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سامیہ امجد معزز ممبر محترمہ سیمل کامران کو منا کر ہاؤس میں واپس لے آئیں)

جناب سپیکر: مہربانی! Welcome back! اب اس کا کیا کیا جائے، اس سوال کو چھوڑ دیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آپ کا حکم ہے، اس سوال کو چھوڑ دیا جائے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، جواب دے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں آپ کے کہنے پر آ گئی ہوں لیکن میں نے جواب نہیں لینا۔

جناب سپیکر: نہیں، جواب تو لے لیں۔

محترمہ سیمل کامران: نہیں، جناب! میں نے جواب نہیں لینا۔

جناب سپیکر: وہ جواب دینا چاہتے تھے۔

محترمہ سیمل کامران: نہیں، میں ان سے جواب لینا ہی نہیں چاہتی۔ اب یہ سوال House کی property ہے اگر کوئی اور اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہے. He or she is most welcome

جناب سپیکر: چلیں، ابھی محترمہ غصے میں ہیں۔ اس کو چھوڑ دیں۔ جی، چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

مہر اشتیاق احمد: .On his behalf (معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، مہر اشتیاق صاحب!

مہر اشتیاق احمد: سوال نمبر 4138 ہے۔

ہیڈ تریموں ضلع جھنگ پر ٹول ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*4138: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ تریموں ضلع جھنگ پر ٹول ٹیکس لگایا گیا ہے، اگر ہاں تو کب؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہیڈ سے گزرنے والی ہر گاڑی سے ٹول ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اگر ہاں تو اس کی شرح کیا ہے؟

(ج) کیا محکمہ مذکورہ ٹول ٹیکس خود وصول کر رہا ہے اگر ہاں تو کب سے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) درست ہے کہ حکومت ہیڈ تریموں ضلع جھنگ سے یکم جولائی 1995 سے ٹول ٹیکس کی وصولی کر رہی ہے۔

(ب) درست ہے کہ ہیڈ ورکس سے گزرنے والی ہر گاڑی سے ٹول ٹیکس وصول کیا جاتا ہے لیکن مسلح افواج، صدارتی، گورنر ہاؤس، فلیگ کارز، پولیس پٹرولنگ، فائر فائٹنگ، محکمہ ہیلتھ، سوشل سکیورٹی ادارے، ریڈ کراس اداروں اور محکمہ آبپاشی کی ملکیتی گاڑیاں ٹول ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں۔ دیگر گاڑیوں کی ٹول ٹیکس کی وصولی کی شرح درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	گاڑیوں کی اقسام	نرخ فی پھیرا (روپے)
1	بس	40/۔
2	ٹرک 6 وہیل	50/۔
3	ٹرک / ٹرک ٹرالہ (ملٹی ایکسل 6 وہیل تا 10 وہیل)	50/۔
4	بڑی گاڑیاں (10 وہیل سے زیادہ)	100/۔
5	ٹریکٹر مع سنگل ایکسل ٹرالی	
	(الف) برائے استعمال زرعی مقاصد و خالی	05/۔
	(ب) برائے استعمال کمرشل مقاصد	20/۔
6	ٹریکٹر مع دو ایکسل ٹرالی	
	(الف) برائے استعمال زرعی مقاصد و خالی	10/۔
	(ب) برائے استعمال کمرشل مقاصد	20/۔
7	منی بس، ویگن، کمرشل وین، پک اپ	20/۔
8	کار، جیپ، پک اپ، وین، ٹیکسی کار، ٹریکٹر بغیر ٹرالی	10/۔
9	علاقہ کے رہائشی افراد کی ملکیتی کار، جیپ، پک اپ بغیر کمرشل مقاصد کے لئے	125/۔ ماہوار
10	رکشہ، سکوٹر، موٹر سائیکل، بیل گاڑی	فری (Free)

(ج) ٹول ٹیکس کی وصولی کے لئے ہر نئے مالی سال یکم جولائی تا تیس جون کی مدت کے لئے خواہش مند پارٹیوں سے بذریعہ تشہیر قومی اخبارات ٹینڈرز وصول کئے جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ بولی/پیشکش کرنے والے کو تمام ضوابط و قوانین کی تکمیل کے بعد ٹول ٹیکس پوسٹ کا قبضہ دے دیا جاتا ہے۔ ناکامی کی صورت میں محکمہ اپنے اہل کاروں کے ذریعے خود وصول کرتا ہے۔ اور یہ طریق کار 1995 سے لاگو ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! جز(ج) کے اندر سوال یہ تھا کہ کیا محکمہ مذکورہ ٹول ٹیکس خود وصول کر رہا ہے، اگر ہاں تو کب سے؟ اس کا جواب میری سمجھ میں تو نہیں آیا؟

جناب سپیکر: آپ سمجھنے کی تو کوشش کریں۔

مہر اشتیاق احمد: تو پھر یہ سمجھا دیں۔

جناب سپیکر: جز(ج) "ٹول ٹیکس کی وصولی کے لئے ہر نئے مالی سال یکم جولائی تا تیس جون کی مدت کے لئے خواہش مند پارٹیوں سے بذریعہ تشہیر قومی اخبارات ٹینڈرز وصول کئے جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ بولی/پیشکش کرنے والے کو تمام ضوابط و قوانین کی تکمیل کے بعد ٹول ٹیکس پوسٹ کا قبضہ دے دیا جاتا ہے۔ ناکامی کی صورت میں محکمہ اپنے اہل کاروں کے ذریعے خود وصول کرتا ہے اور یہ طریق کار 1995 سے لاگو ہے۔" اس میں اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! اس میں جو سوال تھا وہ یہ ہے کہ کیا محکمہ مذکورہ ٹول ٹیکس خود وصول کر رہا ہے یعنی آج کل کر رہا ہے اگر ہاں تو کب سے؟ انہوں نے یہ بتایا کہ وصول کر رہا ہے اور نہ ہی یہ بتایا ہے کہ نہیں کر رہا اور ایک general سی بات بتا دی گئی ہے کہ اگر ٹینڈر نہیں ہوتا تو پھر محکمہ خود وصول کرتا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر اجازت دیں تو میں عرض کر دوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کا ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور اس کا competition کرایا جاتا ہے 2009-10 میں رانا محمد یوسف ولد غلام محمد کے نام bid ہوئی تھی جس کی مالیت تھی 4 کروڑ 93 لاکھ 786 روپے اس سے تمام رقم وصول کر لی گئی ہے اور جب اس کا tenure ختم ہو گا تو پھر دوبارہ اس کی نیلامی کی جائے گی اور اس نیلامی میں جو سب سے زیادہ bid دے گا اس کو یہ allot کی جائے گی۔

مہر اشتیاق احمد: جناب والا! جواب تو یہی آنا چاہئے تھا، پالیسی تو نہیں بیان ہونی چاہئے تھی۔ یہاں پر تو یہی لکھا ہے کہ کیا محکمہ ٹول ٹیکس خود وصول کرتا ہے اور اگر کرتا ہے تو ہاں، نہیں تو اس کا جواب "نہیں" میں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے تو اس کی تفصیل بھی بتا دی ہے اس میں مضائقہ کیا ہے؟ یہ بتائیں اگر وہ تفصیل نہ بتاتے تو پھر آپ نے پکڑ لینا تھا۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ ابھی وقفہ سوالات ختم ہونے میں پانچ منٹ باقی ہیں۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 4270 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب میں سمال ڈیمز بنانے کی تفصیلات

*4270: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنے سمال ڈیم کس کس جگہ بنائے جا رہے ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان ڈیموں کی تعمیر کے لئے 10-2009 کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ منصوبہ وائز بتائیں؟

(ج) ان ڈیموں کی تعمیر کا کتنے فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور کتنے فیصد بقایا ہے؟

(د) ان ڈیموں میں پانی کی سٹوریج کپیسٹی کتنی ہو گی، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ہ) ان سے کتنے ایکڑ رقبہ کس کس ضلع کا سیراب ہو گا؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب میں اس وقت 12 سمال ڈیمز تعمیر کئے جا رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سمال ڈیم	جگہ (ضلع)	سمال ڈیم	جگہ (ضلع)
دھرابی ڈیم	چکوال	سنوال ڈیم	چکوال
ڈھوک ہم ڈیم	چکوال	منڈی ڈیم	چکوال
ڈھوک جھنگ	چکوال	اتھوال، لکھوال	چکوال
حاجی شاہ ڈیم	اٹک	شہباز پور ڈیم	اٹک
سدریال ڈیم	اٹک	تاجہ بارہ ڈیم	اٹک
اگھان ڈیم	راولپنڈی	چراہ ڈیم	اسلام آباد

(ب) ان ڈیموں کی تعمیر کے لئے 10۔2009 کے بجٹ میں رکھی گئی رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے:

ڈیموں کے نام	مختص رقم (ملین)
دھرابی ڈیم، سنوال ڈیم	39.70
ڈھوک ہم ڈیم، منڈی ڈیم، ڈھوک جھنگ، اتھوال ڈیم	150.00
حاجی شاہ ڈیم	76.748
شہباز پور ڈیم، سدریال ڈیم، تاجہ بارہ ڈیم	104.346
اگھان ڈیم	176.650
چراہ ڈیم	433.00

(ج) ان سمال ڈیموں کی تعمیر اور کام کی صورتحال کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سمال ڈیم	(جتنے فیصد کام ہو چکا ہے)	(جتنے فیصد کام بقایا ہے)
دھرابی ڈیم	70	30
ڈھوک ہم ڈیم	70	30
ڈھوک جھنگ	70	30
حاجی شاہ ڈیم	55	45
سدریال ڈیم	80	20
اگھان ڈیم	82	18
سنوال ڈیم	70	30
منڈی ڈیم	70	30
اتھوال، لکھوال	70	30
شہباز پور ڈیم	75	25
تاجہ بارہ ڈیم	60	40
چراہ ڈیم	ڈیزائن کے مراحل میں	

(د) ان سمال ڈیموں میں پانی کی سٹوریج کپیسٹی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سمال ڈیم	سٹوریج (کپیسٹی) ایکڑ فٹ	سمال ڈیم	سٹوریج (کپیسٹی) ایکڑ فٹ
دھرابی ڈیم	73000	سنوال ڈیم	2650
ڈھوک ہم ڈیم	8000	منڈی ڈیم	450
ڈھوک جھنگ	2650	اتھوال، لکھوال	18000
حاجی شاہ ڈیم	1600	شہباز پور ڈیم	3500
سدریال ڈیم	1344	تاجہ بارہ ڈیم	1500
اگھان ڈیم	8100	چراہ ڈیم	ڈیزائن کے مراحل میں

(ہ) ان سمال ڈیموں سے جتنا رقبہ سیراب ہوتا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سمال ڈیم	آبپاش رقبہ (ایکڑ)	سمال ڈیم	آبپاش رقبہ (ایکڑ)
دھرابی ڈیم	6400	سنوال ڈیم	7500
ڈھوک ہم ڈیم	1230	منڈی ڈیم	400
ڈھوک جھنگ	1070	اتھوال، لکھوال	3500
حاجی شاہ ڈیم	1520	شہباز پور ڈیم	1260
سدریال ڈیم	825	تاجہ بارہ ڈیم	1300
اگھان ڈیم	3000	چراہ ڈیم	15 ملین گیلن

یومیہ پانی کی سپلائی راولپنڈی، اسلام آباد

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! ان کے پاس محکمے کی طرف سے 9۔اکتوبر 2009 کو جواب آیا ہے۔ جز (ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ مختلف جو ڈیمز ہیں دھرابی ڈیم، ڈھوک ہم ڈیم، ڈھوک جھنگ، حاجی شاہ، سدریال اور اگھان ڈیم، سنوال ڈیم، منڈی ڈیم، اتھوال ڈیم، شہباز پور ڈیم، تاجہ بارہ ڈیم، چراہ ڈیم میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو 18 فیصد کام 9۔اکتوبر 2009 کو بقایا تھا وہ آج کتنا بقایا ہے، آج کیا پوزیشن ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ان کے آگے تفصیل دی ہوئی ہے کہ کتنے فیصد کام ہو گیا ہے، کام بھی وہاں پر ہو رہا ہے۔ مجھے اس کا exact تو نہیں پتا لیکن 85 اور 90 فیصد کے قریب قریب کام ہو چکا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ 9۔اکتوبر 2009 کو اس کا جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ اس کی latest position پوچھ رہے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: میں پوچھ رہا ہوں کہ آج اس کی پوزیشن کیا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح انہوں نے سوال پوچھا ہے کہ دھرابی ڈیم پر 90 فیصد کام ہو گیا ہے، ڈھوک ہم ڈیم پر 74 فیصد، ڈھوک جھنگ 74، حاجی شاہ ڈیم 55 فیصد کام ہو گیا ہے، سدریال 58 فیصد کام ہو گیا ہے، اگھان 88 فیصد کام ہو گیا ہے، سنوال 95 فیصد کام ہو گیا ہے منڈی ڈیم 74 فیصد کام ہو گیا ہے، اتھوال ڈیم 74 فیصد کام ہو گیا ہے، شہباز پور ڈیم 58 فیصد کام ہو گیا ہے، تاجہ بارہ ڈیم 58 فیصد کام ہو گیا ہے، چراہ ڈیم ابھی ڈیزائن کے مراحل میں ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! یہ تاجہ بارہ ڈیم کے بارے میں 60 فیصد تو 2009 میں تھا اور آج 2009 میں یہ 58 فیصد ہو گیا ہے کیا اس میں سے 2 فیصد کام نکال دیا گیا ہے ؟(قہقہے)

جناب سپیکر: بتائیں جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے جو جواب آپ کو بھیجا تھا اس میں 60 فیصد لکھا تھا اور ابھی مجھے محکمہ کی طرف سے جو fresh copy دی گئی ہے اس میں واقعی ہی 58 فیصد ہے۔ میرے خیال میں لکھنے میں کوئی غلطی لگی ہے میں اس کو check کر کے ابھی آپ کو بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کی correction کروا دیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

منیانوالہ مائنر ضلع ننکانہ صاحب کی سالانہ بھل صفائی

*310: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) منیانوالہ مائنر ضلع ننکانہ صاحب کی سالانہ بھل صفائی کے لئے 2002 سے آج تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے تفصیل سال وار فراہم کریں؟

(ب) اس راجباہ کا منظور شدہ پانی کتنا ہے اور اس وقت مذکورہ مائنر میں کتنا پانی چھوڑا جا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس راجباہ میں کم مقدار میں پانی فراہم کیا جا رہا ہے، ٹیل پر واقع چکوک کے کاشتکاروں کو پانی نہیں مل رہا ہے، جس کی وجہ سے ان کی سینکڑوں ایکڑ پر کھڑی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس راجباہ کی بھل صفائی کروانے اور اس کا پانی ٹیل تک پہنچانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) منیانوالہ مائنر، ضلع ننکانہ صاحب کی سالانہ بھل صفائی کے لئے 2002 سے آج تک سال وار تفصیل خرچ درج ذیل ہے:

مالی سال	خرچہ (روپے)
2001۔02	94103
2002۔03	--------
2003۔04	97606
2004۔05	-------
2005۔06	137522
2006۔07	94670
2007۔08	----
2008۔09	172646
2009۔10	158247

(ب) اس راجباہ کا منظور شدہ پانی 33 کیوسک ہے اس کے مطابق پانی راجباہ میں چھوڑا جا رہا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ منیانوالہ مائنر ششماہی ہے اور دوران خریف سیزن ڈیزائن کے مطابق پانی ٹیل پر پہنچتا رہا ہے اور ٹیل پر واقع چکوک کے کاشتکاروں کو کوئی نقصان نہ ہوا۔

(د) اس راجباہ کی بھل صفائی کروانے کے لئے موجودہ مالی سال میں 19,5000 کی رقم مختص کر دی گئی ہے اور ٹیل پر پانی ڈیزائن کے مطابق پہنچ رہا ہے۔

ضلع میانوالی اور خوشاب میں لفٹ اریگیشن سکیم کا آغاز و دیگر تفصیلات

*918: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لفٹ اریگیشن سکیم ضلع میانوالی اور خوشاب کے لئے کب شروع کی گئی، اس پر جب سے شروع ہوئی ہے ہر سال کتنا خرچ کیا جاتا ہے، پچھلے تمام سالوں کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اور آج تک اس پر کتنے اخراجات آچکے ہیں، ابھی تک ان کو مکمل کیوں نہیں کیا گیا؟

(ب) آج تک اس سے عوام کو کیا فائدہ پہنچا ہے اور کتنی زمین پر کاشت کی جاتی ہے اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) لفٹ اریگیشن سکیم کب تک مکمل ہو گی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع میانوالی اور خوشاب میں لفٹ اریگیشن سکیم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکیم	تاریخ آغاز	تکمیل	خرچہ (ملین روپے)
1	مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "اے"	12۔09۔1990	2003۔04	55.442
2	مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم "بی"	09۔05۔1993	2nd Revised (PC-1) ڈیزائن میں ضروری تبدیلی کی وجہ سے PC-1 کو Revise کرنا پڑا جو کہ منظوری کے مراحل میں ہے اور بعد ازاں منظوری اور فنڈ کی دستیابی پر یہ سکیم مکمل کر دی جائے گی۔	141.600

(ب)

(1) مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم (الف) سے ضلع میانوالی کا تقریباً 8ہزار ایکڑ اور ضلع خوشاب کا تقریباً انیس ہزار ایکڑ رقبہ کاشت ہو رہا ہے جس سے ان اضلاع کے عوام کی معاشی حالت بہتر ہوئی ہے۔

(2) اور مہاڑ لفٹ اریگیشن سکیم (بی) سے ضلع خوشاب کا تقریباً 18ہزار 8سو ایکڑ رقبہ کاشت ہو گا جس سے ضلع کے عوام کی معاشی حالت بہتر ہو گئی۔

(ج) وضاحت جز (الف) میں کر دی گئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں انہار، مائنرز اور راجباہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3128: رانا آصف محمود: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں واقع انہار، مائنرز اور راجباہوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان سے کتنے ایکڑ رقبہ آبپاش ہوتا ہے تفصیل علیحدہ علیحدہ دیں؟

(ج) ان کا منظور شدہ پانی کتنے کیوسک ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ دیں؟

(د) ان کی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران دیکھ بھال اور مرمت پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ہ) ان کی بھل صفائی پر ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں واقع انہار کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ بی آر بی ڈی لنک کینال 2۔ اپر چناب کینال

3۔ مرالہ راوی لنک کینال 4۔ مین لائن لوئر کینال

ضلع سیالکوٹ میں واقع راجباہ اور مائنرز کے نام، آبپاش رقبہ اور منظور شدہ پانی کی تفصیل

(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران دیکھ بھال اور مرمت پر خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	اخراجات
2007-08	5.988 ملین
2008-09	8.624 ملین

(ہ) بھل صفائی پر مذکورہ سالوں میں ہونے والے اخراجات درج ذیل ہیں۔

سال	اخراجات
2007-08	0.382000 ملین
2008-09	0.213 ملین

تحصیل لیہ کے مواضعات اور زرخیز زرعی اراضی دریائی کٹاؤ کی زد میں آنے کی تفصیلات

*3485: جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لیہ کے مواضعات سمرا نشیب شمالی جنوبی موضع لوہانچ، موضع ڈلو و دیگر مواضعات مسلسل دریائے سندھ کے بدلتے رخ اور دریائی کٹاؤ کی زد میں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب تک بہت سی آبادیاں اور زرخیز زرعی اراضی دریا کی زد میں آچکی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ صورتحال حکومتی مؤثر توجہ اور اقدامات کی متقاضی ہے اگر ضرورت ہے تو کب تک حکومتی تحفظاتی اقدام عمل میں لائے جائیں گے اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمایا جائے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل لیہ کے مواضعات سمرانشیب موضع چانڈیہ، موضع نجال، موضع لویانچ، موضع ڈلواوردیگر موضع جات مسلسل دریائی کٹاؤ کا شکار ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ اب تک ہزاروں ایکڑ زمین اور آبادیاں دریا بُرد ہو چکی ہیں اور ہر سال فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ سڑکیں سولنگ وغیرہ بھی کٹاؤ کا شکار ہیں۔

(ج) محکمہ آبپاشی نے دریا کے مکمل سروے پر محکمہ کے شعبہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور نے جنوری 2010 میں ماڈل سٹڈی رپورٹ IRR-1240 مرتب کی جس کی بناء پر PC-1 بابت حفاظتی اقدامات گاؤں و دیہات (بستی شاد و خان تا بستی جکھڑ)اور انفراسٹرکچر بسلسلہ کٹاؤ برائے سندھ ضلع لیہ تخمینہ لاگت 457.517 ملین روپے تیار کر کے وفاقی حکومت کو مورخہ 27-07-2010 کے تحت CDWP کو منظوری کے لئے بھیج دیا گیا PC-1 اس وقت فیڈرل فلڈ کمیشن اسلام آباد میں زیر کارروائی ہے مجاز اتھارٹی کی منظوری اور فنڈز کی دستیابی کے بعد موقع پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

تحصیل گوجرخان میں ڈیم بنانے کی تفصیلات

*4146: محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کرنب چیک ڈیم جو کہ 61-1960 میں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی میں بنا تھا اب silt سے بھر گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کرنب چیک ڈیم کے نیچے اوگاہوں گاؤں کے قریب ایک سمال ڈیم بنانے کی proposal زیر غور ہے اور اس کا سروے وغیرہ بھی ہو چکا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا اس کے لئے کوئی فنڈز وغیرہ رکھے گئے ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ نے تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی میں کوئی چیک ڈیم نہیں بنایا۔

(ب) درست ہے اوگاہوں گاؤں کے قریب اوگاہوں ڈیم زیر تعمیر ہے جس کا تخمینہ لاگت 509 ملین روپے ہے اور اس ڈیم کا تقریباً 88 فیصد تعمیراتی کام مکمل ہو چکا ہے یہ ڈیم اس سال مکمل ہو جائے گا۔

(ج) جواب جز بالا میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع فیصل آباد محکمہ آبپاشی کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4284: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ آبپاشی کے کتنے دفاتر کس کس جگہ قائم ہیں، ان دفاتر کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ب) ضلع فیصل آباد کی حدود میں محکمہ کے کتنے ریسٹ ہاؤسز کس کس جگہ ہیں، ہر ریسٹ ہاؤس کتنے رقبہ پر اور کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(د) یہ ریسٹ ہاؤسز کن مقاصد کے لئے بنائے گئے ہیں؟

(ہ) ان میں کتنے ریسٹ ہاؤسز کی عمارات خستہ حالت میں ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ آبپاشی کے کل دفاتر، ان کے سربراہوں کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد کی حدود میں محکمہ آبپاشی کے کل 34 ریسٹ ہاؤسز ہیں ان کی جگہ، رقبہ، کمروں کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ آبپاشی کے ان ریسٹ ہاؤسز کے 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ ریسٹ ہاؤسز قیام پاکستان سے قبل کے تعمیر ہیں جن کو محکمہ آبپاشی کے افسران دوران انسپکشن ٹھہرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ نیز صوبائی و وفاقی حکومت کے افسران بھی ان میں قیام کر سکتے ہیں جس کا ان سے کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

(ہ) محکمہ آبپاشی کے جن ریسٹ ہاؤسز کی عمارات خستہ حالت میں ہے ان کے نام و تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرگودھا سے گزرنے والے دریاؤں پر بند بنانے کی تفصیلات

*4310 **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) سرگودھا میں کون کون سے دریا بہتے ہیں؟
(ب) مالی سال08-2007اور09-2008 کے دوران ان دریاؤں پر ضلع سرگودھا کی حدود میں کس کس جگہ حفاظتی بند بنائے گئے؟
(ج) ان کا تخمینہ لاگت بتائیں؟
(د) ہر سال مذکورہ ضلع کا کتنے ایکڑ رقبہ دریا برد ہو رہا ہے؟
(ہ) حکومت اس ضلع میں مزید کس کس جگہ حفاظتی بند بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):
(الف) ضلع سرگودھا میں دریائے چناب اور جہلم بہتے ہیں۔
(ب) مالی سال08۔2007اور09۔2008 کے دوران ان دریاؤں پر ضلع سرگودھا کی حدود میں کوئی نیا حفاظتی بند نہیں بنایا گیا۔
(ج) کوئی نیا بند نہیں بنایا گیا اس لئے تخمینہ لاگت نہیں ہے۔
(د) متعلقہ محکمہ نہ ہے۔
(ہ) حکومت ضلع سرگودھا میں ان دریاؤں پر کوئی نیا حفاظتی بند بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

ضلع سرگودھا میں راجباہ، مائنرز اور انہار کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4311: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) ضلع سرگودھا میں کون کون سے راجباہ، مائنرز اور انہار ہیں ان کے نام اور ان کا منظور شدہ پانی کتنا ہے؟
(ب) کون کون سی انہار، مائنرز، راجباہ پختہ ہیں اور کون کون سے ابھی پختہ نہ کئے گئے ہیں؟
(ج) مالی سال08-2007اور09-2008 کے دوران اس ضلع میں پختہ کردہ انہار، مائنرز، راجباہ کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) اس وقت کون کون سے منصوبہ جات پر کام جاری ہے، نیز یہ کب تک مکمل ہوں گے ؟

(ہ) مزید آئندہ حکومت کون کون سے مائنرز، راجباہ جات پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں جاری شدہ انہار، مائنرز اور راجباہ کی تفصیل (Annexure-A1, A2, A3, A4) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل (Annexure-A1,A2,A3,A4) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران پختہ کی جانے والی انہار کی تفصیل درج ذیل ہے۔ کڑانہ ڈویژن ایل جے سی سرگودھا تفصیل (Annexure-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شاہپور ڈویژن ایل جے سی سرگودھا میں

نمبر شمار	نام نہر	تخمینہ لاگت (ملین روپے)
1۔	نبہ راجباہ برجی 0 تا 46500 ٹیل	31.407
2۔	لوہر صدر راجباہ 1745 تا 6975	3.902
3۔	مظفر آباد مائنر برجی 0 تا 5250	1.937
4۔	رکھ میانی راجباہ برجی 0 تا 19000 ٹیل	10.476
5۔	ودھن مائنر برجی 0 تا 23900	12.291

(د) سرگودھا / شاہپور اور رسول ڈویژن ایل جے سی سرگودھا میں تا حال اس وقت کسی بھی منصوبہ پر کوئی کام جاری نہ ہے جبکہ کڑانہ ڈویژن ایل جے سی سرگودھا کی تفصیل (Annexure-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت آئندہ جن راجباہ کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

رسول ڈویژن

1۔ پکھووال ڈسٹی   2۔ دھوری ڈسٹی

3۔ سالم ڈسٹی   4۔ فتح پور ڈسٹی

5۔ چبہ ڈسٹی

سرگودھا ڈویژن

تفصیل (Annexure-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شاہ پور ڈویژن

1۔ ودھن راجباہ برجی 23900تا3100ٹیل

2۔ جلال مائنر برجی 61264تا68400ٹیل

3۔ ڈھل راجباہ برجی 0تا17560ٹیل

4۔ وجھی راجباہ برجی 0تا5000ٹیل

نہر نوبہار ملتان برجی نمبر 95اور96پر پشتہ ٹوٹنے کی تفصیلات

*4328: جناب عبدالوحید چودھری: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر نوبہار ملتان کی برجی نمبر 95اور96 پر پشتہ ٹوٹنے کی وجہ سے متعدد علاقہ جات زیر آب آ گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کے کمزور پشتہ کے بارے میں اہلیان علاقہ نے متعدد دفعہ متعلقہ سرکاری ملازمین کو مطلع کیا مگر انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی ایکشن نہ لیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نہر کے پشتہ ٹوٹنے کی وجہ سے بیوہ کالونی اور فاطمہ جناح ہاؤسنگ سکیم کے علاوہ متعدد دیہات کے سینکڑوں مکانات منہدم ہو گئے؟

(د) کیا حکومت متاثرین کی مالی امداد کرنے اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔ستمبر 2009 کو ملتان برانچ (نوبہار) برجی 96-95کے درمیان بائیں طرف کے کنارہ ٹوٹنے کی وجہ سے 299.56ایکڑ رقبہ زیر آب آیا تھا۔

(ب) یہ نہر کمزور کنارے ہونے کی وجہ سے نہ ٹوٹی ہے بلکہ واسا ملتان کے زیر زمین 60انچ قطر کے سیور پائپ کی وجہ سے ٹوٹی تھی۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ نہر ٹوٹنے کی وجہ سے کوئی خاص مالی وجانی نقصان نہ ہوا ہے۔

(د) جوابات جزہائے بالا کی روشنی میں کسی قسم کی کوئی مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

تحصیل چونیاں، قابل کاشت رقبہ ودیگر تفصیلات

*4345: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل چونیاں میں قابل کاشت رقبہ کتنا ہے اور کتنے رقبہ کو نہری پانی میسر ہے نیز کتنے کیوسک پانی مہیا کیا جارہاہے اور کتنے کیوسک پانی کی کمی ہے؟

(ب) اگر نہری پانی کی کمی ہے تو مطلوبہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حکومت کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) تحصیل چونیاں میں کل قابل کاشت رقبہ 232268 ایکڑ ہے اور اس رقبہ کو 1160 کیوسک پانی فراہم کرنے کی سہولت موجود ہے مگر 400 کیوسک کی کمی رہتی ہے جو وارہ بندی پروگرام کے تحت پوری کی جاتی ہے۔

(ب) پانی کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ نے 2008 میں ایک سکیم Mitigating Shortage Canal Water in Tail Area of Kasur Division Kasur بنائی تھی مگر یہ سکیم مالی مشکلات اور فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے التواء کا شکار ہے۔

ضلع قصور میں پانی چوری کے مقدمات کی تفصیلات

*4355: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جون 2008 سے آج تک تحصیل چونیاں اور قصور میں پانی چوری کے کتنے مقدمات تاریخ وار درج ہوئے، انکی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کتنے مقدمات زیر التواء ہیں اور کتنے مقدمات میں ذمہ دار افراد کو سزائیں ہوئیں؟

(ج) زیر التواء مقدمات کی تاخیر کی وجوہات کیا ہیں اور اس تاخیر کے کون ذمہ داران ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جون 2008 سے آج تک تحصیل قصور میں پانی چوری کے 2412 مقدمات درج ہوئے جبکہ تحصیل چونیاں میں 657 عدد مقدمات درج ہوئے۔

(ب) ان تمام مقدمات میں ملوث افراد کے خلاف پانی چوری کے جرم میں برائے ضروری کارروائی محکمہ پولیس کو تحریر کیا گیا اور ان کے خلاف کارروائی برائے تاوان کی گئی۔

(ج) ان تمام کیسوں پر کارروائی زیر دفعہ 33-31 کینال ایکٹ عمل میں لائی گئی اور کوئی مقدمہ زیر التواء نہ ہے۔

ضلع قصور میں راجباہ وانہار کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4490: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے راجباہ اور انہار ہیں، ان کے نام اور منظور شدہ پانی کتنا ہے؟

(ب) کون کون سی راجباہ انہار پختہ ہیں اور کون کون سے ابھی پختہ نہ کئے گئے ہیں؟

(ج) آئندہ حکومت کون کون سے مائنرز، راجباہ جات پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع قصور میں راجباہ، انہار کے نام اور منظور شدہ پانی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں درج ذیل نہریں پختہ ہیں۔

1۔ ڈچ گوہڑ برجی 0-Tail

2۔ بھیلہ مائنرز برجی 17-31500 Tail

3۔ راجباہ عثمان والا برجی نمبر 2500۔12500 اور برجی 37000۔53937 Tail

علاوہ ازیں ضلع قصور میں کوئی راجباہ پختہ نہ ہے۔

(ج) ضلع قصور میں محکمہ انہار درج ذیل راجباہ جات کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جونہی حکومت کی طرف سے ان نہروں کو پختہ کرنے کی منظوری اور پانی کی دستیابی ہوگی کام شروع ہو جائیگا۔ ان نہروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈرپ اریگیشن / سپرنگ لنگ سسٹم کی تفصیلات

*4806: میاں محمد شفیق ارائیں: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈرپ اریگیشن / spring ling کا سسٹم کس کس ضلع میں چل رہا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس سسٹم پر سبسڈی دے رہی ہے اگر ہاں تو کس شرح سے، سال 10-2009 کے بجٹ میں اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ج) اس سسٹم پر سبسڈی کس کس ضلع میں کس شرح پر دی جاتی ہے، کیا تمام اضلاع میں سبسڈی کی شرح ایک جیسی ہے، اگر مختلف ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت اس کی شرح ایک جیسی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیر انتظام ڈرپ سسٹم کہیں بھی نہیں چل رہا ہے لیکن محکمہ زراعت اس سسٹم کا اجراء کئے ہوئے ہے۔

(ب) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

ہیڈ تونسہ بیراج کی ری ماڈلنگ کی تفصیلات

*4945: **ملک بلال احمد کھر:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال2002 تا2007 ہیڈ تونسہ بیراج کی ری ماڈلنگ کے لئے کتنی رقم کس کس سال رکھی گئی؟

(ب) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی lapse ہوئی اور کتنا کام موقع پر ہوا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس بیراج کے لئے مختص رقم میں کافی خُورد بُرد ہوا ہے اور اس کی انکوائری بھی ہوئی ہے؟

(د) ہیڈ تونسہ بیراج پر دوران ری ماڈلنگ کتنے آفیسرز تعینات رہے اور ان کی پوزیشن کیا تھی؟

(ہ) اگر ان آفیسران نے ٹینڈرز میں اور متعلقہ کام میں خورد برد کی ہے تو محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی، اگر نہیں کی تو اس پر کارروائی کرنے کا ارادہ ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) تونسہ بیراج کی بحالی و تجدید کا کام سال05-2004 تا10-2009 ہوا ہے اس کام کی تکمیل کے لئے سال بہ سال جتنی رقم رکھی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	مختص شدہ رقم(ملین)
2004-05	431.167
2005-06	181.26
2006-07	250.84
2007-08	124.76
2008-09	423.53
2009-10	80.80
میزان	1492.357

(ب)

کل مختص شدہ رقم (ملین)	103.16
کل خرچ شدہ رقم (ملین)	100.44
کلlapse (واپس کردہ رقم)	203.6

موقع پر مکمل شدہ کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- مین سول ورکس ICB-01

- موجودہ بیراج سے 925فٹ نیچے 4346فٹ لمبی امدادی ویئر
- بیراج کے فرش کی مرمت
- بھل کے اخراجات کی تنصیب (سلٹ ایکسکلوڈر) کی تعمیر
- محفوظ نگرانی نظام کی تنصیب

2- مکینیکل اور الیکٹریکل کام

تونسہ بیراج کے 65گیٹ ہیں ان گیٹوں کی مرمت الیکٹریکل اور مکینیکل کام کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

- دائیں طرف کے under sluices کے چار گیٹوں کی تبدیلی
- بیراج کے دائیں طرف کے 32 گیٹوں کی اونچائی کو بڑھانا اور مضبوط کرنا
- ڈی جی خان کینال اور ٹی پی لنک کے ساتھ ساتھ گیٹوں کی تبدیلی
- مظفر گڑھ کینال کے پانچ گیٹوں کی ری ماڈلنگ
- بیراج کے دائیں طرف under sluices کے چار گیٹوں اور مین ویئر کے 32 گیٹوں کی بجلی کا کام اور 65 گیٹوں کو چلانے کے لئے خودکار نظام کی تنصیب
- پانچ ب bulk head gate، کشتیاں اور کرین کی فراہمی
- بیراج کے بائیں طرف 22 گیٹوں کی اونچائی کو بڑھانا اور مضبوط کرنا۔
- تمام 65 گیٹوں کو چلانے کے لئے خودکار نظام کی تنصیب
- بیراج کے بائیں طرف under sluices کے ساتھ گیٹوں کی تبدیلی

(ج) یہ درست نہ ہے کہ بیراج کے لئے مختص رقم میں کوئی خورد بُرد ہوئی ہے۔یہ درست ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن کو ایک درخواست موصول ہوئی جس کا انکوائری نمبر 2008/202 ہے جس پر کارروائی مکمل ہونے کے بعد ڈائریکٹر جنرل انٹی کرپشن پنجاب نے انکوائری کو داخل دفتر کر دیا۔

(د) ہیڈ تونسہ بیراج پر دوران ری ماڈلنگ سپروائزرنگ کنسلٹس کے 80آفیسرز نے 34عہدوں پر کام کیا جبکہ پنجاب بیراجز لاہور کے 26آفیسرز 16اسامیوں پر تعینات رہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ٹینڈرز اور متعلقہ کام میں کوئی خورد برد نہ ہوئی ہے۔ایک شکایت محکمہ انٹی کرپشن ملتان کو موصول ہوئی تھی جس کی تفصیل جز(ج) میں دی گئی ہے۔

کھائی ڈیم اور کھوکھر زیر ڈیم کی تعمیر میں تاخیر کی تفصیلات

*5070:انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا یہ درست ہے کہ کھائی ڈیم اور کھوکھر زیر ڈیم کی تعمیر میں غیر ضروری تاخیر کی جارہی ہے، تاخیر کی وجوہات اور یہ ڈیمز کب تک مکمل ہوجائیں گے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

سینئر وزیر / وزیرآبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

کھائی ڈیم کی تعمیر اپنی مقررہ مدت میں مکمل ہوچکی ہے تاہم نہروں میں پانی کی فراہمی ڈیم کی جھیل بھرنے کے بعد ممکن ہوتی ہے جس میں ڈیزائن / پلاننگ کے مطابق تین یا چار سال لگ جاتے ہیں۔ کھوکھر زیر ڈیم جو کہ پہلے مکمل تھا اب اس کی اپ ریزنگ وفاقی حکومت کے منصوبہ کے تحت اپنی مقررہ مدت میں مکمل ہوچکی ہے۔ تاہم منصوبہ کی تکمیل کے لئے درکار مکمل فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے معمولی نوعیت کے منسلکہ کام ممکن ہونا باقی ہیں۔

اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ انارکلی لاہور کا قیام و دیگر تفصیلات

*5090:جناب محمد نوید انجم: کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ پرانی انارکلی لاہور کب قائم ہوا؟

(ب) اس میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد، گریڈ اور عہدہ وار بتائیں؟

(ج) اس کو سال08۔2007اور9۔2008 کے دوران کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(د) کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی لیپس ہوئی؟

(ہ) یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا؟

(و) کیا حکومت انسٹیٹیوٹ کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ پرانی انار کلی لاہور 1924 میں قائم کیا گیا تھا۔

(ب) اس انسٹیٹیوٹ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد عہدہ اور گریڈ کے متعلق مکمل رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال08۔2007اور09۔2008 میں۔/1,88,21000روپے فراہم کئے گئے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران۔/1,63,31845روپے خرچ کئے گئے اور۔/24,89,155روپے بچے۔

(ہ) یہ انسٹیٹیوٹ پنجاب میں واقع دنیا کے سب سے بڑے نہری نظام کو جدید اور سائنٹیفک بنیادوں پر چلانے کے لئے بنایا گیا تھا تاکہ اس نظام کو آنے والے سیلابی ریلوں اور دیگر نقصانات سے بچایا جاسکے۔اس ادارے میں وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والے نہری نظام کے مسائل پر ریسرچ کی جاتی ہے اور مسائل کا سائنٹیفک حل تلاش کر کے رپورٹ مرتب کی جاتی ہے تاکہ فیلڈ میں تعینات انجینئرز کو رہنمائی مہیا کی جاسکے نیز وقت کے تقاضوں کے مطابق نظام کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

(و) انسٹیٹیوٹ ہذا نے اب تک قومی اہمیت کے حامل بہت سے پراجیکٹس میں مفید سائنٹیفک رہنمائی مہیا کی ہے جس کی وجہ سے حکومت کے کثیر فنڈ ضائع ہونے سے بچ گئے اس کے علاوہ منگلا ڈیم، تربیلا ڈیم، کالا باغ ڈیم، غازی بروتھا ہائیڈرو پاور پراجیکٹ، ڈاسو ہائیڈرو پاور پراجیکٹ اور بھاشا ڈیم ان ماڈلز پر کام کر چکے ہیں ۔ اس طرح ایران ، یمن اور لیبیا کے لئے بھی انسٹیٹیوٹ کی خدمات ہیں۔پراجیکٹ جن پر اس وقت کام ہو رہا ہے درج ذیل ہیں۔

1۔ پونجی ڈیم ہائیڈرو پراجیکٹ

2۔ جناح ہائیڈرو پراجیکٹ

3۔ نیلم جہلم ہائیڈرو پراجیکٹ

حکومت اس کی کارکردگی سے انتہائی مطمئن ہے کیونکہ پورے پاکستان کے پانی کے بڑے بڑے منصوبوں کو قابل عمل بنایا جاتا ہے تاکہ کم سے کم اخراجات میں بہترین منصوبے تعمیر کر سکیں۔

ددھوچھہ ڈیم اور چراہ ڈیم کی تعمیر کی تفصیلات

*5115:انجینئر قمرالاسلام راجہ:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے ددھوچھہ ڈیم اور چراہ ڈیم کی تعمیر کی جارہی ہے کیا یہ ڈیم صرف پینے کے پانی کے لئے بنائے جارہے ہیں یاان سے آبپاشی کا مقصد بھی حاصل کیا جائے گا؟

(ب) ددھوچھہ ڈیم اور چراہ ڈیم کا کل تخمینہ لاگت کیا ہے اوران ڈیموں کا کتنے فیصد کام مکمل ہو چکا ہے نیزان ڈیموں میں کتنا پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش موجود ہے؟

سینئر وزیر/وزیرآبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں پینے کے لئے پانی کی فراہمی کے لئے چراہ ڈیم تعمیر کیا جارہا ہے جو خالصاً پینے کے پانی کے لئے ہے اور آبپاشی کا مقصد نہ ہے جبکہ ددھوچھہ ڈیم کی فزیبلٹی تیار ہو چکی ہے جبکہ اس کی تعمیر فی الحال نہیں کی جارہی۔

(ب) چراہ ڈیم کا کل تخمینہ لاگت 5307.220 ملین روپے ہے اس میں ڈیم کی لاگت 2928.421 ملین روپے ہے اور فلٹریشن پلانٹ کی توسیع اور واٹر سپلائی جو کہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے کرنی ہے جس کا تخمینہ لاگت 2378.799 ملین روپے ہے اس ڈیم کی زمین کی خریداری کا کام جاری ہے اس ڈیم کی پانی جمع کرنے کی گنجائش 24750 ایکڑ فٹ ہے ددھوچھہ ڈیم کی فزیبلٹی رپورٹ 2002 میں تیار کی گئی تھی اس کے بعد پراجیکٹ پر کام نہیں ہوا۔

سال 08-2007 اور 09-2008 ضلع وہاڑی کا بجٹ ودیگر تفصیلات

*5131:سردار خالد سلیم بھٹی:کیاوزیرآبپاشی وقوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ آبپاشی وقوت برقی ضلع وہاڑی کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی؟

(ب) یہ کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سے کس کس نہر/راجباہ/مائنرز کی brick لائننگ کی گئی؟

(ہ) ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی تفصیل نہر/راجباہ اور مائنرز کی علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع وہاڑی کو 08-2007 اور 09-2008 کے دوران فراہم کردہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سال 08-2007 میں فراہم کردہ رقم 127.117 ملین روپے

2۔ سال 09-2008 میں فراہم کردہ رقم 109.686 ملین روپے

(ب) یہ رقم نہروں کی مرمت اور نہروں کی لائننگ اور ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں مہیا کی گئی۔

(ج) ضلع وہاڑی میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے ڈی اے کا خرچہ درج ذیل ہے۔

1۔ خرچہ برائے سال 08-2007 51.802 ملین روپے

2۔ خرچہ برائے سال 09-2008 58.081 ملین روپے

(د) سال 08-2007 میں برک لائننگ کے لئے خرچ کی گئی رقم

نہر	رقم (ملین روپے)
1R/3L	11.47
2L/3L	0.224
8-L	32.497
2L/TD	3.33
خاکوانی	0.606

سال 09-2008 میں لائننگ کے لئے خرچ کی گئی رقم

نہر	رقم (ملین روپے)
1R/3L	0.299
8-L	2.0
9-L	8.182
غلام واہ	8.802
دولت آباد	2.879

(ہ) جواب جز (د) میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع وہاڑی، ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5132: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ آبپاشی و قوت برقی کے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر شکایات موصول ہوئی ہیں یکم جنوری2008تا 30۔نومبر 2009کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) ان شکایات کی تحقیقات کروائی گئی ہیں،اگر ہاں تو یہ تحقیقات کن کن افسران نے کی ہیں؟

(د) کن کن ملازمین کے خلاف شکایات درست ثابت ہوئی ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کے خلاف کیا کیا محکمانہ / قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ آبپاشی وقوت برقی کے ملازمین کی کل تعداد 439 ہے۔

(ب) جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

لاہور کینال کو منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق پانی فراہم کرنے کی تفصیلات

*5178: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کینال کو منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق کتنا پانی دیا جارہا ہے؟

(ب) لاہور کینال کو وارہ بندی صورت میں کتنا پانی دیا جاتا ہے،اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی(راجہ ریاض احمد):

(الف) لاہور کینال کو منظور شدہ ڈسچارج کے مطابق 402 کیوسک پانی دیا جاتا ہے۔

(ب) لاہور کینال کی وارہ بندی نہیں کی جاتی۔

داجل کینال سے متعلقہ تفصیل

*5362: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) داجل کینال پنجاب کے کونسے دریا سے نکلتی ہے؟

(ب) داجل کینال سے پنجاب کا کل کتنا رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) داجل کینال ڈی جی خان کینال کے ٹیل سے نکلتی ہے۔ڈی جی خان کینال دریائے سندھ سے نکلتی ہے۔

(ب) داجل کینال سے کل رقبہ 2,80,818 ایکڑ سیراب ہوتا ہے۔

داجل کینال کے سٹیٹس اور کیپسٹی سے متعلقہ تفصیل

*5376: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار داجل کینال کو نہر کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) داجل کینال میں کتنے کیوسک پانی چھوڑا جاتا ہے؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) داجل کینال ڈیرہ غازی خان کینال کی برانچ ہے یہ نہر non perennial ہے۔

(ب) داجل کینال میں 1786 کیوسک پانی چھوڑا جا سکتا ہے۔

محکمہ آبپاشی کی جاری شدہ چٹھی کی تجدید

*5397: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ آبپاشی کی چٹھی SO(P)(I&P)4-2/2002 مورخہ 17۔ستمبر 2002 کے تحت جو احکامات/ہدایات جاری کی گئی تھیں ان کی میعاد دو سال تھی دو سال کے بعد اس کی تجدید دوبارہ ہونی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی میعاد 16۔ستمبر 2004 کو ختم ہو چکی ہے مگر ابھی تک دوبارہ ان احکامات کی تجدید نہ کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان احکامات/ہدایات کی تجدید نہ ہونے کی بناء پر الیکٹریکل کے شعبہ سے جو آمدن حکومت کو 2004 سے آج تک ہونا تھی وہ اربوں کی آمدن فیس کی مد میں نہ ہو رہی ہے؟

(د) حکومت کو اربوں کا نقصان پہنچانے کے ذمہ دار کون کون ہیں نیز کیا حکومت ان ہدایات/احکامات کی تجدید کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) درست ہے۔ یہ مراسلہ / نوٹیفکیشن صرف انڈسٹریل سیکٹر کو ریلیف دینے کے لئے کیا گیا تھا۔

(ب) اس حد تک درست ہے کہ اس کی میعاد 16۔ ستمبر 2004 کو ختم ہو چکی ہے۔ اس مراسلہ / نوٹیفکیشن کو وقتاً فوقتاً ملاحظہ کیا جاتا رہا لیکن اس میں تجدید ضروری نہ سمجھی گئی۔

(ج) یہ درست ہے کہ الیکٹریکل انسپکٹر کا رول اب انسپکشن سے تبدیل کر کے ریگولر لیٹر کر دیا گیا ہے۔ اب چونکہ الیکٹریکل انسپکٹر پرائیویٹ بلڈنگ کا معائنہ نہیں کرتا اس لئے حکومت پنجاب کو انسپکشن فیس کی مد میں اب کوئی آمدن نہ ہو رہی ہے۔ 2002 سے قبل محکمہ تقریباً 3 کروڑ روپے سالانہ کماتا تھا جبکہ اب حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر SO(P)4-2/2002 مورخہ 17۔ ستمبر 2002 کے مطابق یہ فیس اے اور بی کیٹگری کے لائسنس ہولڈر فیس وصول کرنے کے مجاز ہیں۔

(د) یہ چٹھی 17۔ ستمبر 2002 کو اس وقت حکومت پنجاب کی منظوری سے جاری ہوئی تھی اور یہ فیصلہ بھی حکومت پنجاب نے کرنا ہے کہ اس کی تجدید کرنی ہے کہ نہیں۔

محکمہ قوت برقی میں تعینات الیکٹرک انسپکٹرز کی تعداد و تفصیل

*5398: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ قوت برقی میں تعینات الیکٹرک انسپکٹرز کے فرائض کیا ہیں؟

(ب) اس کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں؟

(ج) کتنی اسامیاں پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(د) خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) الیکٹرک انسپکٹر کے فرائض کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) الیکٹرک انسپکٹر کی منظور شدہ اسامیاں کل پانچ ہیں۔

(ج) الیکٹرک انسپکٹر کی ایک اسامی پر ریگولر آدمی کام کر رہا ہے جبکہ تین اسامیوں پر officiating basis اور ایک اسامی پر look after basis آفیسر تعینات ہیں۔

(د) نئی اسامیوں کی بھرتی پر حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی لگائی گئی ہے۔ جونہی بین لفٹ ہوگا تو ان اسامیوں پر بھرتی کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سکارپ کے قیام کے مقاصد و دیگر تفصیلات

*5464: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سکارپ کے قیام کے مقاصد کیا تھے، اس کے فرائض سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) 2005 سے آج تک اس ادارے نے جو اقدامات اٹھائے، انکی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) سکارپ مستقبل میں کون کون سے نئے اقدامات اٹھا رہا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) صوبہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں سیم و تھور ختم کرنے کے لئے 10600 ٹیوب ویلز 1960تا1990 کے دوران لگائے گئے اور محکمہ آبپاشی و برقیات کے حوالے کئے گئے سکارپ ٹیوب ویلز سیم و تھور ختم کرنے کے ساتھ ساتھ میٹھے پانی والے علاقوں میں آبپاشی میں مدد کرتے رہے۔

سکارپ ٹیوب ویلز مندرجہ ذیل علاقہ جات میں لگائے گئے:-

شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، حافظ آباد، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، گجرات، سرگودھا، میانوالی، لیہ، مظفر گڑھ، بہاولنگر، رحیم یار خان اور قصور میں سکارپ ٹیوب ویلز6.6ملین ایکڑ رقبہ کی سیم و تھور ختم کر کے قابل کاشت رقبہ بنایا۔

(ب) حکومت پنجاب نے سکارپ ٹیوب ویلز کو کمیونٹی ٹیوب ویلز بنا کر زمینداروں کو نہایت ہی کم قیمت پر ان کے حوالے کر دیا تاکہ زمینداران کو اپنی ضروریات کے مطابق اپنی مدد آپ کے تحت چلا سکیں۔

(ج) جن علاقوں میں کھارا پانی ابھی بھی موجود ہے حکومت نے ان ٹیوب ویلز کو اپنے اخراجات پر چلانے کا فیصلہ کیا۔ڈویلپمنٹ زون کے زیر اہتمام اس وقت 409 ٹیوب ویلز سیم و تھور والے علاقوں میں ابھی تک چل رہے ہیں۔

ضلع رحیم یار خان، سیم نالہ کی تفصیلات

*5677: میاں شفیع محمد: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں موجود سیم نالہ جو کہ آدم صحابہ، بیگم گڑھی، منٹھار سے گزرتا ہے اس پراجیکٹ کا آغاز کب ہوا کتنے عرصہ میں تکمیل ہوئی نیز تاریخ افتتاح سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ سیم نالہ کس مقام سے شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے اس کی کل لمبائی کیا ہے اور اس پر کتنے ٹیوب ویل قائم ہیں؟

(ج) کتنے ٹیوب ویل اب تک ٹھیک چل رہے ہیں اور کتنے بند پڑے ہوئے ہیں اور کیوں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سیم نالہ آرمی کو ٹھیکہ پر دے دیا گیا ہے تو کتنے عرصہ کے لئے اور کن شرائط پر دیا گیا ہے؟

(ہ) مذکورہ سیم نالہ اور ٹیوب ویلز پر تعینات سٹاف کی تعداد عہدہ وائز فراہم کی جائے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) زیر بحث سیم نالہ منٹھار ڈرینج سسٹم سے منسوب ہے اس پراجیکٹ / منصوبہ کا آغاز 1981 میں ہوا۔ دس سال کے عرصہ میں واپڈا اسکارپ نے مکمل کروایا۔ 90-1989 میں حکومت پنجاب محکمہ آبپاشی کے حوالے کیا گیا۔ جولائی 1992 میں پاکستان آرمی کو مع عملہ ایس ڈی او کے عہدہ تک سپرد کر دیا گیا۔

(ب) مذکورہ سیم نالہ رحیم یار خان ایئرپورٹ کی ایک سمت چک نمبر P-193 اور ٹلو گوٹھ سے شروع ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف چک نمبر P-264 تحصیل صادق آباد میں اختتام پذیر ہوتا ہے اس کی کل لمبائی 143 کلو میٹر ہے اور اس پر 152 ٹیوب ویل نصب ہیں۔

(ج) 90 فیصد سے زائد ٹیوب ویل صحیح حالت میں ٹھیک چل رہے ہیں جبکہ 10 فیصد سے کم وقتاً فوقتاً معمولی مرمت کے لئے بند ہوتے ہیں۔

(د) مذکورہ ڈرینج نظام بنیادی طور پر جولائی 1992 میں ایک سال کے لئے پاکستان آرمی کے سپرد کیا گیا بعد ازاں اس میں توسیع ہوتی رہی جس کی شرائط درج ذیل ہیں :-

- ایس ڈی او کے عہدے تک تمام عملہ عارضی طور پر پاکستان آرمی کے حوالے کیا گیا جو وہ تنخواہ وصول کر رہے تھے اس کے حقدار ہونگے۔

- عارضی خالی ہونے والے عہدوں پر مقامی لوگ / اشخاص بھرتی کئے جائیں گے۔
- پاکستان آرمی کے حکام اس نظام کو operational design کے اصول و ضوابط کے تحت چلائیں گے۔
- پاکستان آرمی اس نظام کی دیکھ بھال کرے گی۔کارکردگی کے بارے میں متعلقہ کوارٹر اور محکمہ آبپاشی کو اس کی رپورٹ دے گی۔

(ہ) تعینات ملازمین کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	سکیل نمبر	تعداد
1	ایس ڈی او	17	1
2	سب انجینئر	11	4
3	ایس ڈی سی	9	1
4	اے ایس ڈی سی	7	1
5	فورمین	10	4
6	الیکٹریشن	06	2
7	میسن / کارپینٹر	06	4
8	فٹر	06	8
9	نائب قاصد	02	2
10	ڈاک رنر	02	6
11	فٹر ہیلپر	02	11
12	پینٹر	02	1
13	پمپ اٹینڈنٹ	04	5
14	ٹیوب ویل آپریٹر	03	152
15	میٹ	03	8
16	بیلدار	02	55

سرگودھا۔تحصیل بھلوال نبی شاہ جھیل ڈرین بنانے کی تفصیلات

*5818: جناب غلام سرور: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں نبی شاہ جھیل ڈرین کب مکمل ہوئی، اس ڈرین پر کل کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس ڈرین پر ملحقہ آبادیوں کو گزرگاہ کے لئے کتنی پلیاں منصوبہ میں شامل تھیں اور کتنی بنائی گئیں کتنی باقی رہ گئی ہیں، اور وہ کب تک بن جائیں گی؟

(ج) اس ڈرین کے کناروں سے مٹی اٹھانے والے کتنے افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی، آگاہ فرمائیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد):

(الف) نبی شاہ جھیل ڈرین 1942 میں تعمیر ہوئی تھی اور اس کی بیڈ صفائی کا کام سپیشل آر اینڈ ایم کے تحت 09-2008 میں مکمل ہوا تھا اس پر 47 لاکھ روپے لاگت آئی تھی، اس میں صرف بیڈ صفائی کی provision تھی جبکہ کوئی پلی یا دیگر سٹرکچر شامل نہ تھا۔

(ب) اے ڈی پی سکیم 11-2010 "Remodeling of Mona Drainage System" کے PC-1 میں پانچ عدد نئی پلیاں نبی شاہ جھیل پر تجویز کی گئی تھیں لیکن صرف ایک عدد پلی برجی نمبر 10-9 پر منظوری دی گئی جو کہ مالی سال 11-2010 میں فنڈ ملنے پر تعمیر کی جائے گی۔ اس ڈرین پر ایک پل برجی نمبر 29500 پر پہلے سے موجود ہے۔

(ج) سیم کے کناروں سے چار اشخاص مٹی چوری کرنے میں ملوث پائے گئے ان کے خلاف تھانہ بھلوال میں پولیس کو دو دفعہ رپورٹ کر دی گئی۔ رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: میاں طارق محمود صاحب مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

قانون استحقاق کے مطابق ایم پی ایز کو میڈیکل سہولت کی فراہمی

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک انتہائی ضروری نکتہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ یہ جو ہمارے ممبران کی medical facilities ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں پر ایم این ایز کے لئے اور قانون ہے، ہمارے لئے اور قانون ہے۔

جناب سپیکر: ان کو پہلے رپورٹ تو پڑھ لینے دیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: میں مختصر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! A member shall be entitled for himself, for his parents indoor and outdoor, all facilities of the standard admissible to a class 1st officer. مجھے کلاس فرسٹ پر بھی اعتراض ہے۔ایک ممبر کا استحقاق سیکرٹری سے بھی above ہے لیکن یہاں کلاس فرسٹ آفیسر کے برابر کر کے ایک ممبر کی تضحیک کی گئی ہے۔میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سرکاری لیبارٹری میں رزلٹ صحیح نہیں ہیں لیکن اگر ہم آغا خان یا کسی اور سے چیک کرائیں تو اسمبلی والے بل accept نہیں کرتے۔ حالانکہ یہاں پر یہ واضح لکھا ہوا ہے کہ indoor and outdoor اس کا کیا مطلب ہے، outdoor کا کیا مطلب ہے، ہمیں اس چیز کی permission ہے۔ایم این ایز کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ اگر وہ باہر سے اپنا علاج کروائیں تو وہ اس کے dues لے سکتے ہیں اور یہ ایم پی ایز کے لئے بھی ہے۔

جناب سپیکر: یہ ضابطے کی خلاف ورزی کیوں ہوئی ہے؟ آئندہ کسی بھی ضابطے کی خلاف ورزی کی گئی تو I will take a notice

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں ناظم شاہ صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہوں گی کہ میں نے پرائیویٹ ہسپتال سے اپنا علاج کروایا تھا وہاں سے تصدیق ہونے کے بعد اسمبلی نے مجھے وہ بل pay کئے۔شاید ناظم شاہ صاحب کے پاس یہ معلومات نہیں ہیں۔میں آپ کی بھی مشکور ہوں کہ آپ نے وہ بل refer کئے اور اس کے بعد وہ مجھے pay ہوئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شاہ صاحب پلیز ایک منٹ! چونکہ یہ وقفہ سوالات سے related جواب ہے۔ہم نے پہلے 60 کہا تھا۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

MR. SPEAKER: He is on a point of order.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ جو فرما رہی ہیں۔

جناب سپیکر: فرما نہیں رہی۔معزز ممبر صاحبہ نے بات کی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے اپنے اور اپنی بیوی کے ٹیسٹ کرائے ہیں۔ میں وہ بل لے کر اسمبلی میں گیا ہوں تو بابر شاہ نے کہا ہے کہ ہم یہ entertain نہیں کرتے۔

That is why I raised the point.

جناب سپیکر: شاہ صاحب! سیکرٹری صاحب کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ آئندہ ایسی کوئی شکایت میرے تک نہیں آنی چاہئے۔

سید ناظم حسین شاہ: ٹھیک ہے۔ وہ entertain کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ورنہ میں تحریک استحقاق لانے کا حق رکھتا ہوں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: Let me proceed.

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں پہلے سے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز میری بات سنیں۔ اب قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ یہاں بہتر صورتحال ہو جائے۔ میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے custodian of the House ہونے کے ناتے اور یہاں جتنی کارروائی ہوتی ہے پریس گیلری اسے properly contribute کرتی رہتی ہے۔ الیکشن میں ان کے ووٹ برابر ہو گئے تھے اس لئے چھ ماہ کا tenure مقرر ہوا تھا اور شہزاد ملک صاحب نے آج سے بطور صدر پریس گیلری چارج لے لیا ہے۔ ان سے پہلے ظہیر شہزاد صاحب تھے انہوں نے بہت زیادہ اچھا کام کیا ہے لہذا میں آپ کی وساطت سے ہاؤس میں انہیں welcome کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بطور صدر پریس گیلری چارج لیا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو ہم سب کی طرف سے مبارک ہو۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ چند دنوں سے آر جی ایس ٹی کے بارے میں بہت زیادہ غلغلہ ہے اور اس کے لئے ہر شخص پریشان ہے۔ ہم نے جناب خادم اعلیٰ کا بیان پڑھا ہے کہ ہم یہاں کسی صورت میں بھی اسے لاگو نہیں ہونے دیں گے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس اس کے لئے ایک مشترکہ قرارداد لے کر آئے۔ میں نے اس کے لئے ایک قرارداد جمع کرائی ہوئی ہے۔ یہاں ایک double standard سامنے آ رہا ہے اور کچھ لوگ ابہام پیدا کر

رہے ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے Council of Common Interest کے اندر اپنے sign کئے اور signatory ہے کہ یہ ٹیکس لگنا چاہئے جبکہ ہمیں میڈیا کے ذریعے پتا چلا ہے کہ چیف ایگزیکٹو کہتے ہیں کہ میں نے وہاں پر یہ نہیں کہا۔ لہذا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس آج پہلے دن یہ قرار داد پاس کرے۔ وہ قرار داد میرے ہاتھ میں ہے لیکن میں آپ کے حکم کے بغیر نہیں پڑھوں گا۔ مجھے اس بات کا پتا ہے اور احساس ہے کہ یہ illegal بات ہو گی۔ یہ قرار داد ہماری طرف سے گئی ہوئی ہے اگر یہ اسے پاس نہیں کرنا چاہتے تو (ن) لیگ والے قرار داد پیش کر دیں کہ یہ ہاؤس آر جی ایس ٹی کو منظور نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: یہ منگل کے ایجنڈے پر ہے اس سے پہلے مناسب نہیں لگے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ آج اجلاس کا پہلا دن ہے اور عوام پر جو ایک بوجھ ڈالا جا رہا ہے اسے condemn کرنے کے لئے یہ قرار داد پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب سے coordinate کر لیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، بیٹھیں اور پہلے میری بات سنیں۔ جی، میاں طارق محمود صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں پہلے انہیں floor دے چکا ہوں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ آپ کیا کر رہے ہیں، میں آپ کو کیا کہہ رہا ہوں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس ایوان میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے احساسات مجروح کئے جا رہے ہیں۔ میں اس ایوان کی توجہ ایک آسیہ نامی خاتون کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو توہین رسالت کی مرتکب ہوئی اس خاتون نے پولیس کے پاس اپنے جرم کا اعتراف کیا بعد میں اس کا کیس عدالت میں ٹرائل ہوا اور اسے سزا ہوئی۔ اب ایک ایسا شخص جو گورنر پنجاب کے عہدے پر فائز ہے وہ اس خاتون کی سزا معاف کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایسی کوئی اتھارٹی نہیں ہے جو اس قانون میں ترمیم کر سکے یا اس خاتون کی سزا کی معافی دلوا سکے۔

جناب سپیکر: وہ عدالت کے معاملات ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں، میں آپ کو کیسے اجازت دوں؟ آپ ایسے بات نہ کریں۔یہ مناسب نہیں ہے۔آپ کا بہت شکریہ۔بڑی مہربانی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! عدالت کی طرف سے اس خاتون کو سزا ہوئی ہے اب اسے معافی دلوانے کی ضرورت نہیں ہے۔گورنر پنجاب اس خاتون کو تو معافی دلانے کی باتیں کر رہے ہیں کیا انہیں عافیہ صدیقی یاد نہیں رہی جو اس قوم کی بیٹی ہے اور وہ بے گناہ امریکہ کی قید میں ہے اور بے شمار مسلمان امریکہ کی قید میں ہیں لیکن ان کے لئے حکومت کی طرف سے امریکہ سے کوئی بات نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: آپ بلا اجازت بول رہے ہیں۔This is not proper پلیز تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میں ہاؤس میں کہنا چاہتا ہوں کہ حضورﷺ کے نعلین مبارک کی بھی گستاخی کرنے والا ہمارے نزدیک گستاخ رسول ہے[*************] چاہے پیپلز پارٹی ہو، چاہے مسلم لیگ (ن) یا کوئی بھی ہو میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان کا کوئی ممبر، ان کا کوئی کا ممبر ایسی سوچ نہیں رکھتا وہ تمام عاشقان رسول ہیں، تمام پارٹیوں کے اراکین اور کارکنان عاشقان رسول ہیں اور حضورﷺ کی حرمت پر جان دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: سب کے سب مسلمان جان دینے کو تیار ہیں۔آپ ایسی کیا بات کرتے ہیں، کیا آپ نئی بات بتا رہے ہیں؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اس شخص کو کوئی حق نہیں کہ وہ اس خاتون کو معافی دلوانے کی بات کرے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔بڑی مہربانی۔پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ نجمی سلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔Let me proceed according to agenda

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 77 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: ہم نبی کریم ﷺ کی حرمت پر جان دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم ان کی بات کو کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔جی، میاں طارق صاحب!

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون انڈسٹریل ریلیشن پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں

مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں

The Punjab Industrial Relation Bill 2010 (Bill No. 19 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ مناسب نہیں لگے گا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مسلمان نبی پاک ﷺ سے جس وابستگی کا اظہار رکھتا ہے وہ تو ہمارے عقیدے کی بات ہے، ہماری جان کی بات ہے۔

جناب سپیکر: بے شک۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): لیکن میں عرض کروں کہ میرے بھائی کو پتا ہی نہیں چلا کہ وہ جوش خطابت میں کیا کہہ گئے ہیں۔ جن لوگوں نے جس بھی نقطۂ نظر سے آسیہ کے کیس کو discuss کیا ہے میرے بھائی نے کہا کہ وہ بھی گستاخ رسول ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: نہیں۔ آپ نے سمجھا نہیں ہے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! آپ الفاظ نکلوالیں۔

جناب سپیکر: اگر ایسے الفاظ ہیں تو ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! ایسا ہو نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: نعوذ باللہ، نعوذ باللہ۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! انہیں سننے میں غلطی ہوئی ہے، ایسے کوئی الفاظ نہیں ہیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اب انہیں میری بات سننی چاہئے۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب! اب آپ کو بھی ان کی بات سننا پڑے گی۔ جی۔

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آئی کہ انہوں نے ایسی بات کیسے کی ہے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اگر توہین رسالت کے قوانین میں ترمیم کی کوئی بات کرے گا تو یہ ہماری برداشت سے باہر ہے۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میرے بیٹھے ہوئے وہ قطعاً کارروائی کا حصہ نہیں بن سکتی۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔ جی، منور منج صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج کل "وکی لیکس" پر پورے عالم اسلام میں ایک ہلچل مچائی گئی ہے اور پورے عالم اسلام کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب، پاکستان اور ایران کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کی جا رہی ہیں۔ سعودی عرب اور ایران ہمارے بڑے بھائی ہیں اور یہ دونوں ممالک ہر مشکل وقت میں پاکستان کا بڑھ چڑھ کر ساتھ دیتے ہیں۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: ڈاکٹر زمرد صاحبہ! آپ یہاں سے اُٹھ کر اپنی سیٹ پر آ جائیں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ اسمبلی کے guardian ہیں اور میں آپ کی بہت زیادہ عزت کرتی ہوں۔ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں ادھر آ گئی ہوں۔ میں یہ کہوں گی کہ ہماری ہزاروں جانیں ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہوں۔ اگر کوئی of the record or on the record ناموس رسالت ﷺ کے لئے غلط بات کرے گا تو پھر وہ برداشت نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر: اس سے کون انکار کرتا ہے، آپ کیا بات کر رہی ہیں؟ آپ اکیلی تو مسلمان نہیں ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم سب مسلمان ہیں۔ ہم سب ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں، اس بات کو چھوڑ دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا تو اذان ہو گئی جس کی وجہ سے میں بیٹھ گیا۔ میں بہت ضروری بات کر رہا تھا۔ مسلمانوں کے خلاف لابی نے ایک سازش کی ہے۔ ہمارے سعودی بھائی جو کہ ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں ان کے خلاف قابل اعتراض الفاظ لکھے گئے ہیں، ہماری پاک افواج کے بارے میں disinformation پھیلائی جا رہی ہے اور پاکستان کے سیاستدانوں کے بارے میں افسانے بنائے جا رہے ہیں۔ تو ہم اس "وکی لیکس" کی رپورٹ کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ اس رپورٹ کو شائع کرنے والے مسلمان ممالک کے خلاف ایک سازش کر رہے ہیں۔ ہم اس قسم کی کسی رپورٹ کو نہیں مانتے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف ایک سازش ہے اس لئے ہم اس کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ جس ملک میں یہ شائع ہو رہی ہے اس کی انتظامیہ سے ہم یہ کہیں گے کہ اس کے خلاف ایکشن لیں اور جن لوگوں نے اس طرح کی غلط رپورٹ شائع کی ہے ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے انہیں سزا دی جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔منور حسین منج صاحب کی تحریک ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!اسمبلی کے باہر پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ سردی میں کھڑے ہو کر احتجاج کر رہے ہیں۔میں ان کے حوالے سے بات کرنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!ان کو کیا ہوا ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ 5-2-2010 کو پیرا میڈیکل سٹاف کے حوالے سے ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔اس کے بعد وزیر اعلیٰ، میاں شہباز شریف صاحب نے پیرا میڈیکل سٹاف کے service structure کی منظوری دے دی،ان کو allow کر دیا لیکن اس کا notification ابھی تک جاری نہیں ہو سکا۔دس مہینے گزرنے کے باوجود سیکرٹری صحت اور سیکرٹری خزانہ نے اس کا notification جاری نہیں کیا۔سینکڑوں کی تعداد میں پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ باہر سردی میں احتجاج کر رہے ہیں۔جب وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پالیسی کی منظوری دے دی ہے، میرے پاس یہ document موجود ہے تو پھر سیکرٹری صحت اور سیکرٹری خزانہ پیرا میڈیکل سٹاف کے service structure کا notification جاری کیوں نہیں کرتے؟دس ماہ گزر چکے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ کے احکامات پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔پیرا میڈیکل کے لوگ باہر سراپا احتجاج ہیں، میڈیا دیکھ رہا ہے کہ باہر ایک تماشا لگا ہوا ہے۔مہربانی کر کے آپ direct کریں کہ پیرا میڈیکل سٹاف کے service structure کا notification جاری کیا جائے۔سیکرٹری فنانس اور سیکرٹری صحت سے پوچھا جائے کہ اس notification کو جاری کرنے میں کیا امر مانع ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!کیا آپ نے ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی بات سنی ہے؟وہ کہہ رہی ہیں کہ باہر پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر!میں ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی بات سن نہیں سکا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میں اپنی بات کو repeat کر دیتی ہوں کہ فروری میں پیرا میڈیکل سٹاف کے service structure کے حوالے سے یہاں ہاؤس سے ایک resolution unanimously pass ہوا تھا۔اس کے بعد میاں شہباز شریف صاحب نے ان کا service structure بنوا کر، اسے

approve کرنے کے بعد سیکرٹری فنانس اور سیکرٹری صحت کی طرف یہ فائل بھجوا دی۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے اس کی منظوری کا document اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ دس مہینے گزر جانے کے باوجود اس کا notification جاری نہیں کیا گیا۔ باہر مال روڈ پر سینکڑوں کی تعداد میں پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگ سردی میں احتجاج کر رہے ہیں۔ مہربانی کر کے ان کی problem کو resolve کریں۔ دس مہینے ہو چکے ہیں، اگر وزیر اعلیٰ صاحب کے orders کو ماننے کے لئے secretaries تیار نہیں ہیں تو پھر اس کو ہم کیا سمجھیں؟ میں Chair سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ سیکرٹری صحت اور سیکرٹری خزانہ کو direction دے کہ وہ اس notification کو جاری کریں۔ پیرا میڈیکل سٹاف کا یہ ایک genuine مسئلہ ہے۔ باقی تمام صوبوں میں یہ service structure رائج ہو چکا ہے اس لئے اس کو صوبہ پنجاب میں بھی رائج ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب! اس مسئلہ کا کوئی حل نکالیں۔ پیرا میڈیکل سٹاف کے لوگوں کی آپ بات سنیں۔ میرا خیال ہے کہ باہر جا کر ان کی بات سُن لیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ ٹھیک فرما رہی ہیں اور یہ in principle approve بھی ہو چکا ہے کہ جس طرح باقی صوبوں میں پیرا میڈیکل سٹاف کا service structure ہے پنجاب میں بھی وہی ہو گا۔ اس کی approval ہو چکی ہے۔ یہ case محکمہ صحت سے منظور ہو کر سیکرٹری خزانہ کے پاس پڑا ہوا ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ اس میں financial implication بہت زیادہ ہے کیونکہ یہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ اس کے لئے way out نکالا جا رہا ہے کہ کس طرح اس کو اسی بجٹ میں implement کیا جا سکتا ہے؟ اسی حوالے سے ابھی کل ہی میں نے 90۔ شارع قائد اعظم پر ایک میٹنگ کروائی ہے اور کل پیرا میڈیکل سٹاف کے نمائندے اس میٹنگ سے بالکل satisfied تھے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اگر satisfied تھے تو پھر اب وہ باہر مال روڈ پر کیا کر رہے ہیں؟ آپ اپنے چیف منسٹر کو negate مت کریں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس طرح نہ کرنے دیں۔ اگر وہ کل satisfied تھے تو آج بے چارے سردی میں کھڑے ہو کر کیوں احتجاج کر رہے ہیں، یہ کس قسم کا جواب ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ نے بات کر لی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک محمد حفیظ اختر چودھری صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم بات point out کرنا چاہتا ہوں۔ حج اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے اور میں بھی اس دفعہ اللہ کی رحمت سے حج پر گیا تھا۔ میں ایک مسلمان اور پاکستانی ہونے کے ناتے یہ ضرور کہوں گا کہ اس سال حاجیوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف ضرور تحقیقات ہونی چاہئیں اور action لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: ان کے خلاف already تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اس بات کا نوٹس چیف جسٹس آف پاکستان نے بھی لے لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! وہاں پر حاجیوں کی جو تذلیل ہوئی ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ یہاں کئی معزز ممبران تشریف فرما ہیں جو کہ حج کے فریضہ کے لئے گئے ہوئے تھے ان کو گاڑیاں نہیں مل سکیں اور ان کے خیموں میں light بند تھی۔ وہاں پر 70/80 سال عمر کے ضعیف لوگ چل نہیں سکتے تھے لیکن ان کو گاڑیاں فراہم نہیں کی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے پوری دیانت داری سے تحقیقات ہونی چاہئیں۔ وزارت حج اور مذہبی امور کو وقت سے پہلے یہ سارے انتظامات کرنے چاہئیں تاکہ اس طرح کی صورتحال پیش نہ آئے۔

جناب سپیکر: محمد حفیظ اختر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 31 ہے، تشریف نہیں رکھتے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ رانا صاحب! اس سے پہلی کا نمبر 27 تھا اور یہ دونوں dispose of کی جاتی ہیں۔ چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب!

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے پری آپریٹو وارڈ کے میڈیکل آفیسر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 23-نومبر 2010 کو میں اپنے ہمراہ حلقہ کے چند معززین، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے Pre-Operative Ward عرفان بلاک میں جہاں میرے حلقہ سے

ایک مریض طارق محمود داخل ہے۔اس کی عیادت کے لئے شام بوقت 5.53 pomp گیا۔ میں نے ڈیوٹی پر موجود میڈیکل آفیسر ڈاکٹر محمد نعیم سے مریض کے بارے میں صورتحال جاننے کی غرض سے ان کو سلام کیا جس پر موصوف ڈاکٹر نے کوئی جواب نہ دیا، میں نے دوبارہ پھر السلام علیکم کہا تو موصوف ڈاکٹر دھیان دیئے بغیر آگے نکل گیا۔ میں نے تیسری مرتبہ آگے بڑھ کر موصوف ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے اس مریض کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں، اس کے ساتھ ہی میں نے اپنا تعارف کروایا کہ میں ایم پی اے ہوں اور یہ مریض میرے حلقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ میرا صرف اتنا کہنا ہی تھا کہ موصوف ڈاکٹر آپے سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ مجھ پر ایم پی اے ہونے کا رعب جما رہے ہو، میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا اور نہ ہی آپ مجھ پر رعب ڈال سکتے ہو۔ آپ نے اپنے مریض کی عیادت کر لی، اب آپ وارڈ سے باہر چلے جائیں۔ میں نے موصوف ڈاکٹر سے کہا کہ آپ ایک عوامی نمائندے سے کس طرح بات کر رہے ہیں؟ آپ کا لہجہ سخت ہے، آپ نرمی سے مجھ سے بات کریں۔ میں نے دوبارہ ان سے مریض کے مرض کے بارے میں تازہ صورتحال پوچھنے کی کوشش کی تو موصوف ڈاکٹر نے انتہائی کرخت لہجہ میں کہا کہ آپ کا پابند نہیں ہوں، اس مریض کے بارے میں گفتگو کروں یا اس کی مرض کے بارے میں کچھ بتاؤں، جاؤ کسی اور سے جا کر پوچھو۔ جب موصوف ڈاکٹر ہتک آمیز لہجہ میں مجھ سے بات کر رہا تھا اس وقت میرے حلقہ کے لوگ میرے ہمراہ تھے اور وارڈ میں موجود ہسپتال کا عملہ، سٹاف نرسیں بھی موجود تھیں۔ ان تمام کی موجودگی میں موصوف ڈاکٹر نے توہین کر کے میرا استحقاق مجروح کیا۔ ایک عوامی نمائندہ ہونے کے ناتے میرا فرض ہے کہ میں اپنے حلقہ کی عوام کے غم و خوشی میں شریک ہوں، اس کے علاوہ ایک عوامی نمائندہ کو قانون کے مطابق VIP کا درجہ دیا گیا ہے، ڈاکٹر موصوف پر فرض تھا کہ وہ ایک عوامی نمائندہ کو ان کے استحقاق کے مطابق پروٹوکول دیتا اور اس کی بات سنتا لیکن موصوف نے قانون کی واضح خلاف ورزی کی اور ایک عوامی نمائندے کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ اپنایا جو ایک عوامی نمائندہ کے شایان شان نہ ہے۔ موصوف ڈاکٹر کے اس روّیہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس مجھے آج ہی موصول ہوا ہے اور اسے بدھ تک pending فرما دیں تاکہ اس کا جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے ایک معزز ممبر جو چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے صحت ہیں ان کی نہیں سنی جا رہی تو باقیوں کی کیا position ہے؟ حکومت کے اپنے لوگ یہاں آکر تحاریک استحقاق جمع کراتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک استحقاق رائے اعجاز صاحب کی ہے۔ جی، رائے صاحب!

ڈی او (آر) فیصل آباد کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

رائے اعجاز حسین: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں عوامی مسائل کے سلسلے میں 25۔اکتوبر 2010 کو ڈی او (آر) فیصل آباد کے دفتر میں گیا تو ڈی او (آر) فیصل آباد دفتر میں موجود تھا۔ میں نے عوامی مسائل کے سلسلے میں اس سے بات کی تو کہنے لگا کہ میں بہت مصروف ہوں۔ میں آپ کی بات نہیں سن سکتا، میرے پاس ٹائم نہیں ہے آپ پھر کسی وقت آ جائیں۔ میں نے کہا کہ میں نے اور بھی کئی دفاتر میں جانا ہے آپ میری بات سن لیں۔ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور آپ کا فرض بنتا ہے کہ میری بات سنیں تو کہنے لگا کہ ڈسٹرکٹ کلکٹر ہوں میں آپ کی بات سنوں نہ سنوں میری مرضی ہے۔ عوامی نمائندے خوا مخواہ ہمیں تنگ کرتے ہیں۔ ہمیں کام بھی نہیں کرنے دیتے ہیں۔ آپ کی بات نہیں سنوں گا۔ ڈی او (آر) کا روّیہ بڑا متکبرانہ تھا اس کے اس متکبرانہ روّیہ اور میری بات نہ سننے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے بھی بدھ تک pending فرما دیں اور جواب موصول ہو جائے گا تو اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔ میں یہاں پر ہونے والی بات کا جواب اس طرح سے دینا چاہوں گا کہ یہ طریق کار جو تحریک استحقاق پیش کرنے کا اور استحقاق کمیٹی بنانے کا ہے اس معزز ایوان کی اور جمہوری نظام کی ایک honour ہے جو کہ جمہوریت کا ایک حسن ہے

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ممبر کو یہ اختیار ہے کہ اگر اسے کسی بھی individual Government official کے روّیے پر اعتراض ہو تو وہ ایڈمنسٹریشن کے ذریعے سے بھی اپنی شکایت کر سکتا ہے اور اگر اس معزز ہاؤس کا procedure اختیار کرنا چاہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں governance کا، کسی کی ہتک یا کسی کے objection کا معاملہ ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اسے بھی بدھ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس ایوان میں ہمارے بہت سے افراد بیٹھے ہیں جو کہ سراپا احتجاج ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ان میں سے کسی بھی فرد کو بلا کر ان کی معروضات سن لی جائیں۔پوری دنیا میں ایک organization کے مطابق تقریباً 10 فیصد افراد جو handicapped ہیں تو ہمارے پاس اُس کا صرف 2 فیصد کوٹا ہے۔اس لئے وہ لوگ بہت پریشان ہیں براہ مہربانی کسی کو بھیج کر ان کی معروضات کو سن لیا جائے۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ ان سے ملی تھیں تو انہوں نے اپنی معروضات پیش کی ہیں۔ براہ مہربانی آپ حکومتی بنچوں سے بھی کسی کو بھیج کر ان کے مسائل سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج معذور افراد کا کوئی Special Day ہے۔جو لوگ کسی نہ کسی وجہ سے معذور ہیں ان کو یقیناً special treatment ملنی چاہئے اس لئے آج ان کا دن observe کیا جا رہا ہے۔اگر ڈاکٹر سامیہ صاحبہ اُن کے مسائل note کر کے لائی ہیں تو یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ہم ان کے مسائل حل کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بُلا لیں اور ایک میٹنگ کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پاکستان کی 15 کروڑ عوام میں سے ڈیڑھ کروڑ عوام معذور ہے لیکن صرف 2 فیصد لوگوں کے مسائل حل ہوئے ہیں۔میں رانا صاحب کی شکر گزار ہوں کہ اُن افراد کی طرف اِن کی توجہ گئی ہے اور ان کے یہ مسائل حل کریں گے۔اس کے علاوہ پوری دنیا میں 10 فیصد لوگ معذور

ہیں۔آپ کی کرکٹ ٹیم جو کچھ کرتی ہے اُس سے زیادہ یہ میڈل جیتنے والے اور باہمت لوگ ہیں اس لئے اُن کا مذاق نہ اڑائیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 490 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ رانا صاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

پلاسٹک بوتل واٹر کو منرل واٹر کا نام دے کر ملٹی نیشنل کے علاوہ لوکل کمپنیوں کا بھی عوام سے اربوں روپے بٹورنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب کو پاکستان مسلم لیگ (ن) اور حکومت پنجاب نے بڑے اچھے کام پر لگا دیا ہے۔اب اِن کی تحاریک التوائے کار کم آئیں گی اور میرا خیال ہے کہ اب یہ دوسرے دوستوں کو موقع دیں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کیا یہ ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے یہ تحاریک التوائے کار پہلے کی پیش کی ہوئی ہیں۔اس تحریک التوائے کار کا نمبر 490 ہے۔حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کی معاونت کے ساتھ ایک منصوبہ "صاف پانی سب کے لئے" کے نام سے شروع کیا ہے۔اس پروگرام کے تحت پنجاب کی کل 3464 یونین کونسلوں میں ایک ایک پلانٹ لگایا جائے گا۔اس منصوبے کی وفاقی حکومت نے منظوری کے ساتھ فنڈز بھی مہیا کر دیئے ہیں ہر پلانٹ کی تنصیب کے لئے تمام یونین کونسلوں میں جگہ کا انتخاب کر لیا گیا ہے اور پانچ qualified firms کو ٹھیکہ دے دیا گیا ہے جنھوں نے پنجاب کے مختلف اضلاع میں پلانٹ کی تنصیب کا کام شروع کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ جواب غالباً update نہیں ہے۔آپ اس کو pending فرما دیں کیونکہ مجھے جو latest information ملی ہے کہ شائد اس منصوبے کے فنڈز روک لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بدھ تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بدھ تک pending کیا جاتا ہے۔ اب محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ جی، محترمہ!

پنجاب میں صدقے کے طور پر جانوروں کے استعمال پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں پرندوں اور پالتو جانوروں کو سڑکوں پر پنجروں میں بند کر کے صدقے کے لئے سر عام فروخت کیا جاتا ہے اور فروخت کرتے وقت فروخت کنندگان انتہائی بے رحمی سے چڑیوں اور کوؤں کو اڑاتے ہیں جس سے پرندے زخمی اور بعض اوقات موقع پر مر جاتے ہیں۔ یوں رہا کروانے والوں کا صدقہ شاید منظور ہوتا ہو مگر فروخت کنندگان اور حکومت انتہائی غیر اخلاقی، بے رحمی اور ظلم کا ارتکاب کر رہی ہے جو نہ صرف ظالم روّیہ ہے بلکہ غیر اسلامی بھی ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جانوروں اور پرندوں سے یہ سلوک غیر اسلامی اور افسوسناک ہے۔ مزید جانوروں اور پالتو پرندوں کی لنک جیل روڈ پر ٹولنٹن مارکیٹ میں فروخت کے لئے رکھے گئے پرندوں اور جانوروں کی مناسب رہائش اور کھانے کا حکومت انچارج ٹولنٹن مارکیٹ کو پابند بنائے۔ مور جیسے بڑے پرندوں کو انتہائی چھوٹے پنجروں میں رکھنا افسوسناک ہے۔ سڑکوں پر پرندوں کی فروخت غیر اسلامی ہے اس کو فوری طور پر بند کیا جائے اور فروخت کنندگان کو ٹولنٹن مارکیٹ میں صرف مناسب پالتو جانوروں اور پرندوں کی فروخت کا پابند بنایا جائے تاکہ ان کا روزگار قائم رہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ تحفظ جنگلی حیات و پنجاب وائلڈ لائف ایکٹ 1974 وترمیم کردہ 2007 کے تحت بخوبی فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ وائلڈ لائف ایکٹ ہذا کے تحت جنگلی جانوروں و پرندگان کے تحفظ، قیام، بقا اور بندوبست کے لئے اقدامات اٹھائے جاتے ہیں اور بعض جنگلی جانوروں و پرندگان کو قبضہ میں رکھنے کے لئے محکمہ ہذا لائسنس کا اجراء بھی کرتا ہے۔ بعض اوقات کچھ لوگ اپنی علاقائی ثقافت کے مطابق پرندوں کی خرید وفروخت کر کے صدقے کے طور

پر آزاد کرتے ہیں جہاں تک چڑیوں اور کوؤں کی خرید وفروخت کا تعلق ہے تو صرف گھریلو چڑیاں وائلڈ لائف ایکٹ کے تحت شیڈول اول میں درج ہیں جن کی خرید وفروخت پر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے جبکہ کوے وائلڈ لائف ایکٹ کے تحت شیڈول چہارم میں درج ہیں جن کی خرید وفروخت پر بمطابق وائلڈ لائف ایکٹ کوئی پابندی نہ ہے۔ مالی سال 10-2009 کے دوران وائلڈ لائف ایکٹ کے تحت گھریلو چڑیاں بیچنے پر 86 افراد کے چالان مرتب کئے گئے جن میں 31 افراد کو مبلغ -/87900 روپے جرمانہ ہوا اور 5717 چڑیاں آزاد کی گئیں و دیگر 55 چالان کئے گئے۔ اس کے علاوہ پوری تفصیلات موجود ہیں جس میں جرمانوں کے علاوہ دوسرے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اس تحریک التوائے کار کے بعد محکمہ وائلڈ لائف نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اس پر اور زیادہ مؤثر طریقے سے عملدرآمد کیا جائے گا اور لوگوں کو قانون شکنی سے باز رکھا جائے گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ شادمان مارکیٹ کے گول چکر کے پاس روزانہ چڑیاں فروخت کرنے والا موجود ہوتا تھا، آج میں نے اس کو نہیں دیکھا شاید اس تحریک التوائے کار کے بعد اس پر کچھ کارروائی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کے باہر کوؤں کا ڈھیر لے کر لوگ کھڑے ہوتے ہیں یہ بھی ظلم ہے۔ ہم اشرف المخلوقات ہیں اور پرندے اشرف المخلوقات سے نیچے ہیں ہمیں ان کے اوپر صلہ رحمی کو اختیار کرنا چاہئے۔ یہ اس پر یقین دہانی کراتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ سمجھتی کہ چڑیوں کی considerably کمی بھی پیدا ہو چکی ہے اور گوجرانولہ میں خصوصی طور پر چڑیوں کو کھایا جاتا ہے اور عام فروخت کیا جاتا ہے۔ انھوں نے گھریلو چڑیوں سے متعلق یقین دہانی کرائی ہے۔ میں اس پر یقین رکھتی ہوں کہ ہم صلہ رحمی اختیار کریں گے اور پرندوں کو ہم آزاد رکھیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ انھوں نے نوٹس لے لیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 544 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، رانا صاحب!

تحصیل بورے والا میں نصب صاف پانی کے ٹیوب ویل ٹی ایم اے کے عدم تعاون کی بناء پر چالو نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو پانی کی شدید قلت کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ حلقہ پی پی-233 میں 24 ٹیوب ویلوں کی بجائے 22 ٹیوب ویل منظور ہوئے ہیں جو کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وہاڑی کی وساطت سے لگائے جا رہے ہیں۔ تمام ٹیوب ویل زیر تعمیر ہیں۔ ایس ڈی او پبلک ہیلتھ انجینئر نے جون 2010 میں بجلی کے کنکشن فائلوں پر TMO کے دستخط کروائے تھے تاکہ demand notice حاصل کر کے رقم جمع کروا سکیں مگر تا حال کسی بھی ٹیوب ویل کا کنکشن نہ لگا ہے۔ اس ضمن میں TMA کی کوئی کوتاہی نہ ہے جو نہی ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا کام مکمل ہو گا TMA فوری طور پر ان ٹیوب ویلوں کا چارج سنبھال کر پانی کی فراہمی شروع کر دے گی۔ اگر ٹیوب ویلوں کی تعمیر میں کوئی امر مانع ہے تو اس کی وضاحت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وہاڑی کر سکتا ہے۔ اس میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو خصوصی طور پر direction دی جا رہی ہے کہ اس کام کو جلد سے جلد مکمل کروائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 587 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے یہ پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، رانا صاحب!

ہڑپہ میوزیم کی سینکڑوں ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بمطابق رپورٹ محکمہ آثار قدیمہ نے ہڑپہ ٹاؤن میں ہڑپہ عجائب گھر کے لئے 358 کنال 6 مرلہ زمین acquire کی، Land Acquisition Act 1894 کی دفعات 6،5،4 کے تحت نوٹیفکیشن مورخہ 27-3-2004، 14-4-2005 اور 07-05-2009 کو جاری ہوئے جن کے تحت زمین کی قیمت ایک کروڑ 41 لاکھ 31 ہزار 218 روپے اور مزید 15 فیصد acquisition charges مقرر ہوئے۔ مجوزہ رقم سرکاری خزانہ میں مورخہ 17-05-2004 اور 05-03-2005 کو جمع کروا دی گئی ہے۔ کچھ مالکان زمین نے ای ڈی او (آر) ساہیوال کی عدالت میں اپیل دائر کی جو مورخہ 25-10-2007 کو خارج ہو گئی۔ اس کی نگرانی بھی مورخہ 01-04-2009 کو خارج ہو گئی تاہم ای ڈی او (آر) ساہیوال نے بذریعہ چٹھی مورخہ

26-08-2010 پر منظوری زمین Punjab Acquisition Rules 1993 کی رول 12 کے تحت ارسال کیا ہے تاہم کیس ہذا میں چند deficiencies کا ہونا پایا گیا ہے۔ جس کی بابت بذریعہ چٹھی مورخہ 30-09-2010 ای ڈی او(آر) کو ہدایت کی گئی ہے کہ ان deficiencies کو دور کر کے اب جیسے ہی مطلوبہ کاغذات اطلاعات منجانب ای ڈی او(آر) ساہیوال موصول ہوں گی کیس ہذا under rule12(3)1983 قیمت کی منظوری کے لئے مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ اس تحریک التوائے کار کے بعد مزید ان کو ہدایت دی گئی ہے کہ within one month ساری کارروائی کو مکمل کروائیں۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں آپ کی تسلی ہونی چاہئے۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک 686 رانا محمد افضل خان صاحب کی ہے۔

رانا محمد افضل خان: یہ پڑھی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! یہ پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

حکومت پنجاب کا شاہراہ پنجاب یونیورسٹی تا اکبر چوک لاہور میں واقع اربوں روپے کی اٹھائیس کنال اراضی پر نیسپاک کے دفاتر اور ایل ڈی اے کے فلیٹس این ایف سی کو الاٹ کرنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے۔ لاہور ترقیاتی ادارہ لاہور نے NFC Pakistan Limited کو پلاٹ نمبر 8/B بلاک این رقبہ تعدادی 28 کنال 3 مرلہ 3 مربع فٹ ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم میں برائے تعمیر رہائشی فلیٹس مورخہ 30-6-1976 کو الاٹ کیا تھا۔ اس ضمن میں NFC سے مبلغ 14 لاکھ 20 ہزار 634 روپے بحساب 35 ہزار روپے فی کنال وصول کئے گئے۔ بعد ازاں رقبہ ہذا کی sale deed بنام NFC مورخہ 19-11-1985 کو عمل پذیر ہوئی اور تب سے بلڈنگ پیریڈ کے ضمن میں تین بار توسیع کی جا چکی ہے۔ اس سلسلہ میں اب تک تقریباً 16 لاکھ روپے LDA کو NFC ادا کر چکا ہے۔ تاہم اس مد میں سال 1996 سے اب تک تقریباً 66 لاکھ روپے کی رقم واجب الادا ہے جو تا حال ادا نہ کی گئی ہے۔ چیئرمین NFC Pakistan Limited نے بذریعہ چٹھی مورخہ 14-10-2004 کو مذکورہ پلاٹ پر میڈیکل کمپلیکس/رہائشی بلڈنگ تعمیر کرنے

کے لئے اجازت مانگی۔ مذکورہ استدعا commercialization committee کے اجلاس مورخہ 24-11-04 زیر بحث لائی گئی جو کہ کمیٹی نے مسترد کر دی۔ فی الحال LDA نے اس زمین پر کسی قسم کے پراجیکٹ کے نقشوں کی منظوری نہ دی ہے۔ اگر NFC اس پلاٹ پر جن شرائط کے تحت اس کو الاٹ کیا گیا تھا، کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعمیر کرے گا تو اس کے خلاف قانون کے مطابق محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ جہاں تک NFC کی قانونی حیثیت، اس کے ملازمین کی تعداد golden hands shake اور اس کے کاروبار کا سوال ہے تو اس بابت یہ LDA سے متعلق نہیں ہے۔ اس ضمن میں وفاقی حکومت جواب دے سکتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس سلسلے میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ جب ایک ایسی چیز کی نشاندہی ہو جائے جو cheating یا فراڈ پر مبنی ہو تو جب ایک ایسا ادارہ جو بند ہو رہا ہے، اپنی fertilizer mills بیچ چکا ہے اور اس کے ملازمین golden shake hand کے تحت جا چکے ہیں، اُن کے لئے وہ advertise کرتا ہے کہ آپ درخواستیں دیں تو ہم فلیٹس دیں گے۔ اس سے زیادہ نشاندہی اور کیا ہو سکتی ہے؟ میں توقع رکھتا ہوں کہ پنجاب کا اہم محکمہ LDA اخبار کے اندر جواب دے کہ اُس پلاٹ پر ایسی چیز تعمیر نہیں ہو سکتی تاکہ وہ لوگ جن کو اندیشہ ہے کہ وہ اس جھانسے میں آکر اپنی رقم گنوا بیٹھیں گے، ان کے لئے کوئی فائدہ ہو جائے۔ میں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ NFC نے جو شائع کیا ہے اس کے جواب میں LDA ایک اشتہار دے کہ اس جگہ پر تعمیر کی اجازت نہیں دی جائے گی تاکہ عوام کا فائدہ ہو سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ رانا صاحب سے مل لیں وہ علیحدگی میں آپ کو بتا دیں گے۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک نمبر 734 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

راوی نیشنل پارک کا منصوبہ التواء کا شکار ہونے سے حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "راوی نیشنل پارک کا منصوبہ التواء کا شکار، زمین کی acquisition رُک گئی۔ بیرون ممالک سے منصوبے کے لئے ملنے والی رقوم کے حوالے سے معاملات clear نہیں ہوئے

جبکہ پنجاب حکومت کے پاس بھی فنڈز نہیں۔"تفصیل کچھ یوں ہے کہ ناقص پلاننگ، بیرون ملک معاملات clear نہ ہونے سے راوی نیشنل پارک کا منصوبہ التواء کا شکار ہو گیا ہے جس سے چار لاکھ 75ہزار کنال سے زائد زمین کی خرید و فروخت بند ہونے سے سرکاری خزانے کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے جبکہ زمین کی acquisition بھی رُک گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق حکومت پنجاب نے تقریباً ایک سال قبل لاہور اور شیخوپورہ میں دریائے راوی کو آلودگی اور گندے پانی سے بچانے کے لئے ایک منصوبہ بنایا اور فنڈز کی فراہمی کے لئے بیرون ممالک سے محکمہ جنگلات کے ذریعے رابطہ کیا گیا اور ضلعی انتظامیہ کے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو acquisition کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی لہذا امراکہ سے لے کر محمود بوٹی تک تقریباً چار لاکھ 75ہزار کنال زمین acquire کرنے کا پروگرام بنایا جس پر اربوں روپے خرچ ہونا ہیں، کے لئے ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے سیکشن چار کا نوٹیفکیشن کر دیا اور مذکورہ علاقہ میں زمین کی خرید و فروخت اور تعمیرات پر پابندی عائد کر دی۔ زمین acquire کرنے کے حوالے سے تمام کام مکمل کر لئے گئے۔ ضلعی انتظامیہ نے ان علاقوں میں تعمیر ہونے والی نئی بلڈنگوں کے خلاف آپریشن کرتے ہوئے متعدد بار گرا دیا۔ acquisition department نے محکمہ جنگلات کو زمین کا قبضہ لینے اور 17-4-2007 کا گزٹ نوٹیفکیشن پرنٹ کرانے کے لئے رقم مانگی جس کا انہیں بدستور کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ ذرائع کے مطابق بیرون ممالک سے مذکورہ منصوبہ کے لئے ملنی والی رقوم کے حوالے سے معاملات clear نہیں ہوئے جبکہ پنجاب حکومت کے پاس بھی فنڈز نہیں جس پر زمین کی acquisition کا کام غیر معینہ مدت کے لئے رُک گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی زمین کی خرید و فروخت کا عمل بھی بدستور بند ہے جو سرکاری خزانہ میں بدستور نقصان کا باعث بن رہا ہے۔ اس اہمیت عامہ کے مسئلے پر اسمبلی میں بحث کی اجازت دی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! کیا اس کو pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرما دیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کو کب تک pending کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 735 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ کی ہے۔

جوہر ٹاؤن لاہور میں بننے والا ایل ڈی اے کا ون ونڈو سیل
عوام کو سہولیات فراہم کرنے میں ناکام

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "LDA ون ونڈو سیل شہریوں کو ریلیف فراہم کرنے میں ناکام" لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جوہر ٹاؤن آفس میں سوا دو کروڑ روپے سے تعمیر کردہ ون ونڈو سیل میں ڈی جی ایل ڈی اے عمر رسول اور ان کے معتمد خاص سقراط امان رانا نے مستقل ڈیرہ ڈال دیا لیکن اس کے باوجود شہریوں کو ریلیف فراہم نہیں کیا جا سکا۔ انتظامیہ نقشوں کی منظوری بھی مختصر وقت میں کرنے کے لئے عملی طور پر کارروائی نہیں کر سکی۔ سسٹم مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہونے کے باوجود انتظامیہ کی ناقص حکمت عملی اور نان ٹیکنیکل سٹاف کی تعیناتی کے نتیجہ میں خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکے۔ ون ونڈو سیل کے آغاز کے بعد اب تک صرف ایل ڈی اے کو پلاٹوں کی ٹرانسفر فیس، نقشہ فیس اور دیگر واجبات کی مد میں لگ بھگ تین کروڑ روپے وصول ہو سکے ہیں۔ ون ونڈو سیل میں سہولیات کے فقدان کے باعث مختلف نوعیت کی مجموعی طور پر 1962 درخواستیں جمع کرائی گئیں جن پر کوئی حتمی کارروائی کرنے کی بجائے زیادہ تر ایڈہاک جوابات مہیا کئے جا رہے ہیں جس کا مقصد یہ ہے کہ ون ونڈو سیل کی نمبرنگ کے لحاظ سے کارروائی ظاہر کی جا سکے۔ نئے ون ونڈو سیل کے قیام کے بعد فائلوں کے ریٹس بڑھنے جیسی شکایات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ون ونڈو سیل کے قیام سے کارپوریٹ سٹائل میں شہریوں کی خدمت کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا جو سر دست کامیابی سے ہمکنار ہوتا دکھائی نہیں دے رہا اور سائلوں کو فائلوں کی منظوری کے لئے متعلقہ اہلکاروں سے کسی نہ کسی طریقے سے رابطہ کرنے کا گرین سگنل موصول ہو جاتا ہے اور اسی بناء پر تمام سہولیات ایک ہی چھت تلے فراہم کرنے کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔ ون ونڈو سیل کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ صرف پلاٹوں اور مکانوں کے مالکان یا ان کے جاری کردہ مختار نامہ کے حامل افراد ہی یہاں درخواستیں جمع کروا سکتے ہیں لیکن حقائق اس کے برعکس دکھائی دے رہے ہیں اور مبینہ طور پر ون ونڈو سیل پر بھی ایجنٹ مافیا سرگرم ہے۔ ون ونڈو سیل ہال میں نشستوں کا مناسب بندوبست نہ ہونے کے باعث بالخصوص خواتین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ سائلوں کی سہولیات و رہنمائی کے لئے معلوماتی پمفلٹ بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جن پر اہلکاروں نے

اپنے رابطہ نمبر تحریر کر رکھے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اسے آئندہ سیشن تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سرگودھا ڈویژن میں ہر روز کئی گھنٹے وکلاء کی ہڑتال رہتی ہے جس کی وجہ سے دور دراز سے سفر کر کے آنے والے بے شمار سائلان بے چارے ویسے ہی گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں۔ سرگودھا ڈویژن کے وکلاء کا مطالبہ ہے کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا بنچ ہونا چاہئے۔ آپ سے پہلے بھی متعدد بار اسی forum پر گزارش کی گئی ہے اور آپ نے بہت دفعہ ٹائم بھی دیا ہے لیکن ابھی تک سرگودھا ڈویژن کے اس مطالبے کی طرف توجہ نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: راناصاحب! میرا خیال ہے کہ اس پر منگل کو بات سنیں گے اور یہ ایجنڈے میں شامل ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ اس وقت پنجاب کے اندر گندم کا بہت بڑا بحران آنے والا ہے کیونکہ ہمارے پاس بہت زیادہ گندم پڑی ہوئی ہے تو میں اس سلسلے میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ پنجاب میں زائد از ضرورت گندم کی برآمد کو یقینی بنانے کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ پنجاب میں زائداز ضرورت گندم کی برآمد کو یقینی بنانے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہےاوراب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے صوبہ پنجاب میں زائداز ضرورت گندم کی برآمد کو یقینی بنانے کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: نیازی صاحب! اپنی قرارداد پڑھیں۔

قرارداد

ضرورت سے زائد گندم کو برآمد اور نئی آنے والی گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے اقدامات کا مطالبہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"زراعت پنجاب کی معاشی بنیاد ہے اور یہ صوبہ پنجاب اور پاکستان کی بیشتر غذائی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پنجاب کا کسان زرعی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے 2009 میں اقتصادی مشکلات کے باوجود صوبائی حکومت نے30لاکھ ٹن کی سالانہ ضروریات کے برعکس57لاکھ82ہزار ٹن گندم خرید کی تاکہ صوبے کے کسانوں کو مالی بحران سے محفوظ رکھا جاسکے۔اس پیچیدہ صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پنجاب حکومت کو130۔ارب روپے کے قرض کا بھاری بوجھ اٹھانا پڑا۔ سال2010 میں نئی فصل کی آمد پر ابھی29لاکھ ٹن کا ذخیرہ باقی تھا کہ 37 لاکھ 22 ہزار ٹن کی مزید خریداری کرنا پڑی جو قرض میں

مزید اضافہ کا باعث بنی۔اس سنگین تر مالی صورتحال کے باوجود مطمع نظر غریب کاشتکار کو استحصال سے بچانا اور زرعی معیشت اور معاشرت کو ممکنہ نقصانات سے محفوظ رکھنا تھا۔اب صورتحال یہ ہے کہ 186-ارب روپے کے قرض پر سود کی ادائیگی اور قرضہ کی عدم ادائیگی نہ صرف خسارے اور افراط زر کا باعث بن رہی ہے بلکہ دیگر ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے رقم کی فراہمی بھی مشکل ہو رہی ہے۔

صوبائی حکومت نے مرکز سے بارہا مطالبہ کیا ہے کہ زائد از ضرورت گندم کی برآمد کے انتظامات کئے جائیں مگر ابھی تک کوئی مثبت پیشرفت سامنے نہیں آئی۔آئندہ فصل کی آمد پر صوبہ کے پاس کم از کم 38 لاکھ ٹن کا ذخیرہ متوقع ہے جو آئندہ سال کی کل ضرورت سے قریباً 8 لاکھ ٹن زائد ہے۔38 لاکھ ٹن کی اس بھاری بھر کم مقدار میں 25 لاکھ ٹن کی وہ مقدار بھی شامل ہے جو کہ وفاقی حکومت کی ضروریات کے لئے خرید کی گئی تھی مگر اس کی ترسیل یا تحلیل کے لئے بھی وفاق نے ابھی تک انتظامات نہ کئے ہیں۔اگر آئندہ مالی سال میں گندم کی خریداری کا ممکنہ ہدف پچھلے سال کی طرح 40 لاکھ ٹن بھی رکھا گیا تو صوبائی حکومت کو 78 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنی ہو گی جس کے مالی اور انتظامی اخراجات صوبائی حکومت کے لئے ناقابل برداشت ہوں گے۔

اس صورتحال میں زائد از ضرورت گندم کی برآمد کے لئے فوری اور ترجیحی اقدامات اشد ضروری ہو چکے ہیں کیونکہ 38 لاکھ ٹن کے ذخائر کی موجودگی میں بنک مطلوبہ رقم مہیا کر سکیں گے اور نہ محکمہ خوراک پنجاب ذخیرہ کاری کی گنجائش اور دیگر لوازمات فراہم کر سکے گا۔یہ ایک مخدوش صورتحال کی عکاسی ہے جس کا تدارک فوری اقدامات کا متقاضی ہے وگرنہ پنجاب کے کسان اور زرعی معیشت و معاشرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے جو دراصل اس ملک کے سماجی اور اقتصادی ڈھانچے کے لئے ایک شدید صدمہ ہو گا اس لئے یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ تمام زائد از ضرورت گندم کی برآمد کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"زراعت پنجاب کی معاشی بنیاد ہے اور یہ صوبہ پنجاب اور پاکستان کی بیشتر غذائی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پنجاب کا کسان زرعی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے 2009 میں اقتصادی مشکلات کے باوجود صوبائی حکومت نے30لاکھ ٹن کی سالانہ ضروریات کے برعکس57لاکھ82ہزار ٹن گندم خرید کی تاکہ صوبے کے کسانوں کو مالی بحران سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اس پیچیدہ صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پنجاب حکومت کو130۔ارب روپے کے قرض کا بھاری بوجھ اٹھانا پڑا۔ سال2010 میں نئی فصل کی آمد پر ابھی29لاکھ ٹن کا ذخیرہ باقی تھا کہ 37لاکھ 22ہزار ٹن کی مزید خریداری کرنا پڑی جو قرض میں مزید اضافہ کا باعث بنی۔ اس سنگین تر مالی صورتحال کے باوجود مطمع نظر غریب کاشتکار کو استحصال سے بچانا اور زرعی معیشت اور معاشرت کو ممکنہ نقصانات سے محفوظ رکھنا تھا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ 186۔ارب روپے کے قرض پر سود کی ادائیگی اور قرضہ کی عدم ادائیگی نہ صرف خسارے اور افراط زر کا باعث بن رہی ہے بلکہ دیگر ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے رقم کی فراہمی بھی مشکل ہو رہی ہے۔

صوبائی حکومت نے مرکز سے بارہا مطالبہ کیا ہے کہ زائد از ضرورت گندم کی برآمد کے انتظامات کئے جائیں مگر ابھی تک کوئی مثبت پیشرفت سامنے نہیں آئی۔ آئندہ فصل کی آمد پر صوبہ کے پاس کم از کم38لاکھ ٹن کا ذخیرہ متوقع ہے جو آئندہ سال کی کل ضرورت سے قریباً8لاکھ ٹن زائد ہے۔ 38لاکھ ٹن کی اس بھاری بھر کم مقدار میں 25 لاکھ ٹن کی وہ مقدار بھی شامل ہے جو کہ وفاقی حکومت کی ضروریات کے لئے خرید کی گئی تھی مگر اس کی ترسیل یا تحلیل کے لئے بھی وفاق نے ابھی تک انتظامات نہ کئے ہیں۔ اگر آئندہ مالی سال میں گندم کی خریداری کا ممکنہ ہدف پچھلے سال کی طرح40لاکھ ٹن بھی رکھا گیا تو صوبائی حکومت کو78لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنی ہوگی جس کے مالی اور انتظامی اخراجات صوبائی حکومت کے لئے ناقابل برداشت ہوں گے۔

اس صورتحال میں زائد از ضرورت گندم کی برآمد کے لئے فوری اور ترجیحی اقدامات اشد ضروری ہو چکے ہیں کیونکہ 38 لاکھ ٹن کے ذخائر کی موجودگی میں بنک مطلوبہ رقم مہیا کر سکیں گے اور نہ محکمہ خوراک پنجاب ذخیرہ کاری کی گنجائش اور دیگر لوازمات فراہم کر سکے گا۔ یہ ایک مخدوش صورتحال کی عکاسی ہے جس کا تدارک فوری اقدامات کا متقاضی ہے وگرنہ پنجاب کے کسان اور زرعی معیشت و معاشرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے جو دراصل اس ملک کے سماجی اور اقتصادی ڈھانچے کے لئے ایک شدید صدمہ ہوگا اس لئے یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ تمام زائد از ضرورت گندم کی برآمد کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے اس پر بحث کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس میں بولنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ قرارداد ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب تحریک پیش ہوئی تھی اس وقت لغاری صاحب کو oppose کرنا چاہئے تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس وقت rules دیکھ رہا تھا۔ اس کے لئے rules suspend کئے گئے تھے۔

جناب سپیکر: مجھے اب repeat کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مرحلہ پر جب کہ آپ نے قرارداد پڑھ دی ہے اور اب آپ question put کرنے جا رہے ہیں تو اگر لغاری صاحب اس کو oppose کر کے بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ ان کو rules کے مطابق بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے اس کے contents کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اگر ہم یہ اردو اور انگریزی دونوں rules کی کتابیں دیکھیں تو اس میں بڑا واضح کہا گیا ہے کہ it shall be clearly, precisely expressed. یہ جو آدھے گھنٹے کی تقریر تھی یہ clearly ہے اور نہ ہی precisely ہے۔ اس میں آگے لکھا ہوا ہے کہ اس میں arguments ہوں گے اور نہ

ہی inferences ہوں گی۔اردو میں بھی یہی کچھ لکھا ہوا ہے کہ دلائل، انضباط اور طنزیہ فقرے وغیرہ نہیں ہوں گے۔ مختصر بات یہ ہے کہ ہمارے پاس جو زیادہ گندم ہے اگر اس کی الفاظی اس طرح سے مختصر کر لیں کہ جو پنجاب کے پاس اس وقت زیادہ گندم store ہے اور وفاق کے کہنے پر ہی رکھی ہوئی ہے خدارا! اس کے لئے وفاق ہماری مدد کرے۔ جو اتنی لمبی الفاظی کی گئی ہے یہ کم از کم دس منٹ کی قرارداد ہے حالانکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ دس منٹ یا تو میں نے خرچ کئے یا انہوں نے کئے ہیں آپ کو تو اس سے کچھ نہیں ہوا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مجھے تو کچھ نہیں ہوا ہے پھر rules سے ان الفاظ کو ہٹا دیں اور کہہ دیں کہ دلائل بھی دینے ہیں، اس میں بحث بھی کرنی ہے جبکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ دلائل نہیں دینے بلکہ صرف ایک سفارش کرنی ہے۔ یہ rules جو ہمارے سے پہلے ہمارے بڑے بزرگ بنا گئے تھے ان کو یا تو amend کر لیں اور اگر ان کو follow کرنا ہے تو پھر ان rules کے مطابق resolution میں دلائل نہیں دیئے جا سکتے۔ آپ صرف ایک سفارش کر سکتے ہیں اور اس کے لئے ایک پیراگراف ہو جائے، چار جملے ہو جائیں، پانچ جملے ہو جائیں لیکن یہ اتنی لمبی resolution میرے خیال میں rules کے خلاف ہے۔ باقی Chair کے پاس اختیار ہے آپ جو فیصلہ کریں گے وہ سر آنکھوں پر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یہ بتائیں کہ کیا یہ rules میں نے اکیلے نے suspend کئے ہیں یا اس ہاؤس نے suspend کئے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں rules suspend کرنے کی بات ہی نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں اس کے form کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک rules suspend کرنے کی بات ہے وہ آپ نے بالکل درست فرمایا کہ rules صرف Chair نے suspend نہیں کئے بلکہ اس ہاؤس نے کئے ہیں اور ہاؤس کو ہمیشہ اس بات کا اختیار حاصل ہے۔ دراصل محترم محمد محسن خان لغاری نے یہ بات کہ یہ قرارداد precise نہیں ہے اور اس میں دلیل دی گئی ہے۔ میری ان کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر ان کروڑوں کاشتکاروں اور غریب کسانوں کی قسمت کا فیصلہ ہے جن کے پاس پانچ پانچ، سات سات ایکڑ زمین ہے۔ اگر گورنمنٹ کے پاس یہ

capacity نہ ہوئی کہ وہ اس گندم کو سٹور کر سکے یا اس کو خرید سکے تو وہ کسان جن کے پاس چار چار یا پانچ پانچ ایکڑ ہیں وہ تو پھر رل جائیں گے۔ان کی تکلیف اور اس آنے والے بحران کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو précised ہی رکھا گیا ہے لیکن اس میں لفظ clearly بھی ہے۔ جو بات آپ کر رہے ہیں وہ ambiguous نہ ہو بلکہ clear ہو تو یہ clear انداز میں بتایا گیا ہے کہ یہ اتنی گندم تھی، اس کے بعد اتنی خریدی گئی، اتنا قرضہ لیا گیا، اتنی ہمارے پاس ہے، اب ہماری capacity اتنی ہے اور اگر آئندہ فصل کو خریدنے سے پہلے پہلے انتظامیہ کے پاس storing اور financial space نہ ہوئی تو پھر گورنمنٹ کو problem ہو گی۔اس سے تکلیف کس کو ہو گی اور بحران کن کے لئے ہو گا وہ غریب کسانوں کے لئے ہو گا؟ یہ آپ ممبران اور میڈیا کی understanding کے لئے تھا۔اس میں صرف یہ نہیں ہے کہ بس جی گندم ہمارے پاس پڑی ہے اس کو برآمد کروا دیں بلکہ اس کی reason بھی دی گئی ہے تاکہ معاملہ clear ہو جائے۔اب آپ نے اس پر سوال put کرنا ہے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "زراعت پنجاب کی معاشی بنیاد ہے اور یہ صوبہ پنجاب اور پاکستان کی بیشتر غذائی ضروریات پوری کرتا ہے۔ پنجاب کا کسان زرعی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے 2009 میں اقتصادی مشکلات کے باوجود صوبائی حکومت نے 30 لاکھ ٹن کی سالانہ ضروریات کے برعکس 57 لاکھ 82 ہزار ٹن گندم خریدی تاکہ صوبے کے کسانوں کو مالی بحران سے محفوظ رکھا جا سکے۔اس پیچیدہ صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پنجاب حکومت کو 130۔ارب روپے کے قرض کا بھاری بوجھ اٹھانا پڑا۔ سال 2010 میں نئی فصل کی آمد پر ابھی 29 لاکھ ٹن کا ذخیرہ باقی تھا کہ 37 لاکھ 22 ہزار ٹن کی مزید خریداری کرنا پڑی جو قرض میں مزید اضافہ کا باعث بنی۔اس سنگین تر مالی صورتحال کے باوجود مطمع نظر غریب کاشتکار کو استحصال سے بچانا اور زرعی معیشت اور معاشرت کو ممکنہ نقصانات سے محفوظ رکھنا تھا۔اب صورتحال یہ ہے کہ 186۔ارب روپے کے قرض پر سود کی ادائیگی اور قرضہ کی عدم ادائیگی نہ صرف خسارے اور افراط زر کا باعث بن رہی ہے بلکہ دیگر ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے رقم کی فراہمی بھی مشکل ہو رہی ہے۔

صوبائی حکومت نے مرکز سے بارہا مطالبہ کیا ہے کہ زائد از ضرورت گندم کی برآمد کے انتظامات کئے جائیں مگر ابھی تک کوئی مثبت پیش رفت سامنے نہیں آئی۔ آئندہ فصل کی آمد پر صوبہ کے پاس کم از کم 38 لاکھ ٹن کا ذخیرہ متوقع ہے جو آئندہ سال کی کل ضرورت سے قریباً 8 لاکھ ٹن زائد ہے۔ 38 لاکھ ٹن کی اس بھاری بھر کم مقدار میں 25 لاکھ ٹن کی وہ مقدار بھی شامل ہے جو کہ وفاقی حکومت کی ضروریات کے لئے خرید کی گئی تھی مگر اس کی ترسیل یا تحلیل کے لئے بھی وفاق نے ابھی تک انتظامات نہ کئے ہیں۔ اگر آئندہ مالی سال میں گندم کی خریداری کا ممکنہ ہدف پچھلے سال کی طرح 40 لاکھ ٹن بھی رکھا گیا تو صوبائی حکومت کو 78 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنی ہوگی جس کے مالی اور انتظامی اخراجات صوبائی حکومت کے لئے ناقابل برداشت ہوں گے۔

اس صورتحال میں زائد از ضرورت گندم کی برآمد کے لئے فوری اور ترجیحی اقدامات اشد ضروری ہو چکے ہیں کیونکہ 38 لاکھ ٹن کے ذخائر کی موجودگی میں بنک مطلوبہ رقم مہیا کر سکیں گے اور نہ محکمہ خوراک پنجاب ذخیرہ کاری کی گنجائش اور دیگر لوازمات فراہم کر سکے گا۔ یہ ایک مخدوش صورتحال کی عکاسی ہے جس کا تدارک فوری اقدامات کا متقاضی ہے وگرنہ پنجاب کے کسان اور زرعی معیشت و معاشرت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ جو دراصل اس ملک کے سماجی اور اقتصادی ڈھانچے کے لئے ایک شدید صدمہ ہوگا اس لئے یہ اسمبلی وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ تمام زائد از ضرورت گندم کی برآمد کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں اس ایوان کو اس قرارداد کے منظور ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جس وقت خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف وزارت اعلیٰ کی کرسی پر بیٹھے تو

اس وقت حالت یہ تھی کہ پورے پنجاب کے اندر لوگ آٹا آٹا پکار رہے تھے، آٹا اور گندم نہیں مل رہی تھی اور اس صوبے میں گندم کا ایک بحران تھا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سرکاری بزنس کی دو items ہیں ان کو پہلے لے لیں اور اگر کسی دوست نے قرارداد پر اظہار خیال کرنا ہے تو اس کے بعد ان کو ٹائم دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی! ٹھیک ہے۔ جی! لاء منسٹر!

سرکاری کارروائی

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

پالیسی کے اصولوں کی تکمیل اور عملدرآمد کے بارے میں سالانہ رپورٹ برائے سال 2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr. Speaker! I lay the Annual Report on Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2009.

MR. SPEAKER: The Annual Report on Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 2009 has been laid.

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR. SPEAKER: Minister for Law to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2010.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Mr. Speaker! I introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2010.

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2010

MR. SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91 (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Transport for report within one month.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 6۔دسمبر 2010 سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

104

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔دسمبر 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

1۔ ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث

ایک وزیر ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

2۔ امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث

ایک وزیر امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

106

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

سوموار، 6۔دسمبر 2010

(یوم الاثنین، 29۔ذوالحج 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 48 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (10)
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ
وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (11) يَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ
طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (12) وَاُخْرٰى
تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (13)

سُوْرَةُ الصَّف آیات 10 تا 13

مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے (10) (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (11) وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات ہیں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے

(12)اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) اللہ کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح عن (ہوگی) اور مومنوں کو (اس کی) خوشخبری سنادو(13)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ آرزو ہے حضور اقدس میں، میرے دل کا پیام پہنچے
ہر ایک حرفِ درود پہنچے، ہر ایک عرضِ سلام پہنچے
ہے مدعا میری زندگی کا
یہی ہے مقصود شاعری کا
کہ بارگاہِ رسول اکرم ﷺ میں میرا عجزِ کلام پہنچے
ہر ایک حرفِ درود پہنچے، ہر ایک عرضِ سلام پہنچے
بُلائیں مجھ کو حبیب میرے
تو جاگ اُٹھیں نصیب میرے
کبھی تو ان حسرتوں کا اُن تک یہ قصۂ نا تمام پہنچے
ہر ایک حرفِ درود پہنچے، ہر ایک عرضِ سلام پہنچے
میری تمنا میں رنگ بھرنا
میرے لئے بس دُعا یہ کرنا
کہ یہ مسافر بصد عقیدت، دیارِ خیرالانام پہنچے
ہر ایک حرفِ درود پہنچے، ہر ایک عرضِ سلام پہنچے
میں اُن کے روضے پہ سر جھکاؤں
دعاؤں کے پھر دیئے جلاؤں
کبھی تو آغا میرے مقدر میں وہ سہانی سی شام پہنچے
ہر ایک حرفِ درود پہنچے، ہر ایک عرضِ سلام پہنچے

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے آپ کی طرف سے کچھ نام آنے چاہئیں اور پھر اسے wind up کروائیں گے اور دوسرا مہنگائی پر بھی آپ کی طرف سے دو تین نام آنے چاہئیں تاکہ ہم اسے بھی wind up کر لیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! پوائنٹ آف آرڈر ہم نے وقفہ سوالات کے دوران بند کیا ہوا ہے چونکہ متعلقہ منسٹر صاحب ابھی راستے میں تشریف لا رہے ہوں گے اور پوری اسمبلی ان کا انتظار کر رہی ہے جو کہ بڑی عجیب بات ہے۔ جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! چینی کے بحران کے حوالے سے آج وزیراعلیٰ پنجاب نے شوگر سے بنی ہوئی اشیاء اور بسکٹ وغیرہ کے استعمال پر سرکاری دفاتر میں پابندی لگائی ہے تو میں اس اقدام کو اس ایوان میں appreciate کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ قومیں اسی طرح سمجھتی ہیں کہ جب کوئی bold steps لیتی ہیں اور یہ disaster جن لوگوں کی وجہ سے آیا ہے اور جو کچھ ہوا ہے اس پر میں انشاء اللہ later on بات کروں گا but at this time just I want to appreciate کہ وزیراعلیٰ صاحب کا یہ بڑا اچھا step ہے اور اس کے انشاء اللہ تعالیٰ بڑے اچھے نتائج نکلیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ پہلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔ ان کی طرف سے message آیا ہے کہ وہ تھوڑی دیر میں پہنچتے ہیں اور اس وقت تک ان کے سوال کو pending کر لیا جائے تو اسے کچھ دیر کے لئے pending رکھتے ہیں اور اگر وہ in time آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کی fate کا آپ کو بھی پتا ہے کہ کیا ہوگی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آبزرویشن۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آبزرویشن یہ ہے کہ 2008 کے اندر سوال آیا تو کیا آج اس پر بحث کرنے کا کوئی فائدہ ہوگا کیونکہ اگر اس سوال کی تاریخیں پڑھی جائیں تو یہ extraordinary delay ہے اور اتنی زیادہ delay اس tenure میں پہلے کبھی نہیں دیکھی کہ یہ سوال 19۔مئی 2008 کو ترسیل ہوا اور اس کا جواب 12۔اگست 2008 کو آیا، یا تو جواب نہ آئے پھر تو مان لیا لیکن جب 12۔اگست 2008 کو اسمبلی کے اندر جواب موصول ہوا تو پھر اتنی دیر کی وجہ کا پتا چل جائے تو۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جب اس سوال اور اس محکمے کی باری آئے گی تو اسی وقت اس نے آنا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! کیا اس محکمے کی پہلے باری نہیں آئی؟

جناب سپیکر: جب باری آئی ہے تو اسے ایجنڈے میں شامل کر لیا گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اس محکمے کی کافی دفعہ باری آ چکی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور اس پر بحث نہ کی جائے تو بہتر ہے۔ آپ کے اگر دو سوال اس محکمے کے آ گئے ہیں تو پھر آپ کے باقی سوالوں کی باری اس وقت نہیں آئے گی تاوقتیکہ دوبارہ اس محکمہ کا ایجنڈا جاری نہ ہو۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! پھر تو اس پر محنت کرنے اور جواب آنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے کیونکہ اگر آج جواب آ بھی گئے ہیں کہ فیصل آباد میں کتنی ویکنسیاں خالی ہیں تو آج اس پر بحث کرنے کا کیا فائدہ ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے سسٹم کے متعلق ضرور سوچنا ہوگا۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! ہر روز تو میں اجلاس نہیں بلا سکتا۔ آپ گورنمنٹ ہیں اور آپ کی مرضی ہے کہ جب مرضی اجلاس بلائیں اور میں تو اسے لیتا رہوں گا۔ خواجہ محمد اسلام صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: On his behalf sir اس سوال کا نمبر 3865 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

دفتر ڈائریکٹر ایکسائز فیصل آباد پراپرٹی ٹیکس وصولی کی تفصیل

*3865: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کو سال08-2007اور09-2008کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں ؟

(ب) ان سالوں کے دورا پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا کتنا ٹارگٹ دیا گیا تھا، کتنا کم ٹیکس سال وار وصول ہوا؟

(ج) پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے تعینات انسپکٹر،AETOsاورETOs کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بتائیں ؟

(د) یکم جنوری2008 سے آج تک جن ملازمین کے خلاف شکایات موصول ہوئی ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں ؟

(ہ) یکم جنوری2008 سے آج تک کتنے ملازمین کو کیا کیا سزائیں دی گئی ہیں ؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن فیصل آباد کو سال08-2007اور09-2008کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو آمدن ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام ضلع	2007-08	2008-09
فیصل آباد	28,14,75,910	30,91,70,968
جھنگ	2,76,34,159	2,80,73,767
ٹوبہ ٹیک سنگھ	2,05,20,008	2,15,62,889
فیصل آباد ڈویژن	32,96,30,077	35,88,07,624

(ب) ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ دیا گیا اور اس میں جو وصولی ہوئی اور جتنا ٹیکس وصول نہ کیا جا سکا اس کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے تعینات انسپکٹر،AETOsاورETOs کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یکم جنوری2008 سے آج تک جن ملازمین کے خلاف جو شکایات موصول ہوئیں ان کی تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ملازمین کے خلاف یکم جنوری2008 سے آج تک جو سزائیں ہوئیں ان کی تفصیل جھنڈی (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ ان سالوں کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ دیا گیا اور وصولی نہ ہونے کی تفصیل میز پر رکھ دی گئی ہے لیکن جب میں تفصیل دیکھتا ہوں تو اس میں تقریباً آدھا ٹیکس بھی وصول نہیں کیا گیا۔ فیصل آباد کے لئے 49 ملین روپے کے ٹارگٹ میں سے 28 ملین روپے collect ہوا، 21 ملین روپے collect نہیں ہوئے، اسی طرح جھنگ کے لئے 5.2 ملین روپے میں سے 2.53 ملین روپے تقریباً آدھا collect نہیں ہوا، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 3.85 میں سے 1.8 ملین روپے collect نہیں ہوا۔ فیصل آباد ڈویژن سے 58 ملین روپے میں سے 25.7 ملین روپے وصول نہیں ہوئے تو تقریباً یہ 40/50 فیصد کے دوران ٹیکسوں کے ٹارگٹس وصول نہیں کئے گئے۔ اسی طرح اگر ہم اگلے سالوں میں دیکھیں تو یہاں بھی صورتحال ہمیں نظر آتی ہے کہ 67 ملین روپیہ میں سے 36 ملین روپیہ فیصل آباد کا ٹیکس وصول کیا گیا۔ فیصل آباد ڈویژن کے 76 ملین روپے میں سے 35 ملین روپے وصول کیا گیا جو کہ تقریباً آدھے سے بھی کم ہے، ٹوبہ ٹیک سنگھ کا 3 میں سے 2 ملین وصول کیا گیا، جھنگ کا 5.23 میں سے 2.8 ملین تو یہ آدھا آدھا ٹیکس وصول نہیں کیا گیا اور اتنی inefficiency ہے یا تو targets صحیح نہیں رکھے یا پھر وصولی صحیح نہیں کی گئی تو ٹارگٹ وصول نہ کرنے کی اتنی زیادہ کمی کی وجوہات بیان کر دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ اسمبلی آپ کے تابع نہیں ہے بلکہ آپ اس اسمبلی کے تابع ہیں اور مہربانی فرما کر جب آپ کے محکمہ جات کے سوالوں کی باری ہو تو آپ کا فرض ہے کہ پہلے تشریف لائیں اور آپ کی یہ بات مناسب نہیں لگی جسے سب ممبران نے محسوس کیا ہے اور آئندہ ایسی بات نہ کی جائے۔ بڑی مہربانی

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا فرمایا۔ میں سب سے پہلے آپ سے بھی اور تمام معزز ممبران اسمبلی سے معذرت چاہوں گا کہ اس اسمبلی کی اڑھائی سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ آج میں اگر late ہوا ہوں تو اس کی وجہ ٹریفک بہت جام تھی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میں آپ اکیلے کے لئے نہیں کہہ رہا بلکہ سب کے لئے کہہ رہا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مگر میری وجہ سے جو کوفت ہوئی اور انتظار کرنا پڑا میں اس کی معذرت چاہوں گا اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ میری طرف سے آپ کو ایسی شکایت موصول نہیں ہو گی۔ معزز ممبر نے targets کے حوالے سے بات کی ہے تو targets فنانس

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے رکھے جاتے ہیں اور پچھلے کئی سالوں سے ہم نے اپنا valuation table بھی increase نہیں کیا اور ہم پراپرٹی ٹیکس کے rates increase کرنا چاہتے ہیں اور ہر سال targets رکھے جاتے ہیں اس میں اس چیز کو شامل کیا جاتا ہے اور اس میں بھی بہت سے areas جو پچھلے سالوں کے چلے آرہے ہیں جس کی وجہ سے یہ targets رکھے جاتے ہیں اور جیسے ابھی معزز ممبر نے کہا تو یہ سارے اضلاع کی بات نہیں بلکہ میں total اس کی یہاں پر بات کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد ڈویژن کی 2007-08 کی جیسے انہوں نے بات کی تو اس ڈویژن کا ٹارگٹ 58 کروڑ 69 لاکھ 37 ہزار تھا اور اس وقت چونکہ ہماری حکومت نہیں تھی تو اس عرصہ میں 32 کروڑ 96 لاکھ 30 ہزار 77 روپے کا ٹارگٹ achieve ہوا تھا۔ اسی طرح اگر آپ اگلے سال دیکھیں گے تو upward trend ہے اور اگلے سال کے targets اسی حوالے سے رکھے گئے ہیں کہ ہم نے اپنے پراپرٹی ٹیکس کے rates increase کرنے تھے تو اس حوالے سے 76 کروڑ روپے کا ٹارگٹ رکھا گیا جس میں سے ہم نے 35 کروڑ روپے کا target achieve کیا۔ اسی طرح ہم نے اس سال بہت بہتر drive چلائی۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ٹی ٹی سنگھ بھی ہے۔۔۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پورے فیصل آباد ڈویژن کا بول رہا ہوں۔ اس میں فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ تین اضلاع ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں اور آپ ٹیلیفون پر کیا accounting کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں حساب کتاب کر رہا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سال 2009-10 میں، چونکہ جب یہاں پر سوال کا جواب بھیجا گیا اس وقت اس کی تفصیل نہیں تھی۔ اگر آپ اس میں دیکھیں تو ہم نے ان اضلاع میں اس سال 40 کروڑ 62 لاکھ روپے کے ہدف کی collection کی ہے اور اس میں کافی increase آیا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ اس میں arrears بھی ہیں اگر اس کی تفصیل میں جائیں تو کچھ arrears ہیں جو پچھلے کئی سالوں سے چلے آرہے ہیں۔ اس میں ایک major chunk ہے جو ہم نے پانچ مرلے اور اس سے کم کی شہری پراپرٹی پر ٹیکس معاف کیا تھا۔ اس کے علاوہ بجٹ کے

درمیان جو targets رکھے جاتے ہیں اس کے حوالے سے ان targets کو رکھا جاتا ہے جو معزز ممبر نے پوچھا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ابھی یہی حساب کر رہا تھا 52 فیصد target achieve نہیں کیا گیا اور اگلے سال 43 فیصد target achieve نہیں کیا گیا۔ میں نے یہ target achieve نہ کرنے کی وجوہات پوچھی تھیں۔ میری سمجھ میں وہ وجوہات نہیں آئیں اگر یہ مہربانی کر کے پھر سے بتا دیں کہ 52 فیصد اگر وصول نہیں کیا گیا جو آدھے سے زیادہ ہے تو پھر یہ targets رکھے کیوں جاتے ہیں جو وصول نہ ہو سکیں؟ انہوں نے کہا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ رکھتا ہے۔ کیا فنانس ڈیپارٹمنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کی مرضی کے بغیر target رکھ دیتا ہے؟ آخر یہ لوگ بتاتے ہوں گے کہ پچھلے سال ہم نے اتنا وصول کیا اور اگلے سال ہمیں اتنا وصول ہونے کی توقع ہے۔ یہ 52 فیصد جو target سے آدھا ہے اس کو چھوڑنا ان کی منصوبہ بندی کی ناقص کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس سال 2009-10 میں ایکسائز ڈیپارٹمنٹ نے بڑے سالوں بعد اپنا 100 plus target achieve کیا تھا۔ یہ target صرف پنجاب نے achieve کیا اس کے علاوہ کسی صوبے اور مرکز نے یہ achieve نہیں کیا۔ یہ جو 2007-08 کی بات کر رہے ہیں اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی۔ اگر آپ 2009-10 کی بات کریں تو اس میں آپ واضح upward trend دیکھیں گے کہ collection system کو بہتر کیا جا رہا ہے۔ میں ان کا simply جواب دینا چاہوں گا کہ پراپرٹی ٹیکس کے ریٹ کو increase کرنا تھا مگر پچھلے تین سال سے جب سے ہماری گورنمنٹ آئی ہے اس کو بڑھایا نہیں گیا اور وہی پرانے taxation rate جو آج سے تقریباً دس سال پرانا ہے اسی پر پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ اس وجہ سے targets زیادہ رکھے جاتے ہیں کہ ہر سال کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس سال ہم اپنا valuation table revise کر لیں گے اور پراپرٹی ٹیکس کی مد میں اضافہ کیا جائے گا۔ مگر لوگوں کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے taxation rate increase نہیں کیا۔ اس وجہ سے یہ targets achieve نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اب اس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! گورنمنٹ کی طرف سے غلط بیانی کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ جز(و) میں لکھا گیا ہے کہ ملازمین کے خلاف یکم جنوری 2008 سے آج تک جو سزائیں ہوئیں ان کی تفصیل جھنڈی(ہ) ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔ جبکہ یہاں کوئی جھنڈی(ہ) نہیں ہے اور میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھی پتا کیا اس میں نہیں ہے۔ وہ تفصیل نہیں ہے جو سزائیں دی گئی ہیں۔ اگر وزیر صاحب کے پاس اس کی کاپی ہے تو وہ مہربانی کر کے دے دیں۔ جنوری 2008 سے ملازمین کے خلاف جو سزائیں ہوئی ہیں اس کی تفصیل دے دیں۔ اگر اس سے پچھلے والا سوال دیکھیں تو اس میں بھی جن کے خلاف جو شکایات موصول ہوئی تھیں ان کی تفصیل بھی کہیں نہیں ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس جھنڈی(ہ) کی تفصیل ہے، میں معزز ممبر کو دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بات ختم ہوئی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ویسے میں چیک کر لیتا ہوں کہ کیا ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے یا ہم نے بھیجی اور یہاں نہیں آ سکی کیونکہ میرے پاس تو ہے۔

جناب سپیکر: کوتاہی ہوئی ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4233 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور۔رجسٹرڈ شادی ہالوں کی تفصیلات

*4233: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کل کتنے شادی ہال رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) لاہور میں شادی ہالوں پر حکومت نے ٹیکس لگانے کا کیا criteria مقرر کیا ہوا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کا شادی ہالوں کی رجسٹریشن سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی طرف سے شادی ہالز یا ان میں ہونے والی تقریبات کی بنیاد پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز (ب) میں لکھا ہے کہ شادی ہالوں میں ہونے والی تقریبات کی بنیاد پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا جاتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ قوم شادی ہالوں کو بہت بھاری رقم ادا کرتی ہے تو ان پر ٹیکس کیوں لاگو نہیں کیا جاتا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا سوال یہ ہے کہ لاہور میں شادی ہالوں پر حکومت نے ٹیکس لگانے کا کیا criteria مقرر کیا ہوا ہے؟ اس کا جواب ہم نے یہ دیا ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے شادی ہالوں یا ان میں ہونے والی تقریبات کی بنیاد پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا جاتا ہے۔ شادی ہال پراپرٹی ٹیکس کی مد میں صرف ہمارے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے نیٹ ورک میں آتے ہیں اور پراپرٹی ٹیکس کی مد میں اس area کا کمرشل ریٹ ہوتا ہے۔ اس حساب سے ہم ان پر ٹیکس لگاتے ہیں اور ٹیکس کی وصولی کی جاتی ہے۔ وہ ٹیکس ضرور ادا کرتے ہیں مگر ہماری صوبائی حکومت کے نیٹ ورک پر نہیں ہیں۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے related tax صرف پراپرٹی ٹیکس ہے جو کہ ہم شادی ہالوں سے وصول کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ متعلقہ سوال ہی نہیں ہے۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سوال نمبر 4744 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: جی، جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ کے ہوٹلوں میں نشہ آور اشیاء کی سرعام دستیابی کی تفصیلات

*4744: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نشہ آور اشیاء صوبہ بھر کے بڑے شہروں خصوصاً مری کے ہوٹلوں میں سرعام دستیاب ہیں؟

(ب) کیا نشہ آور اشیاء فروخت کرنے پر حکومت کی جانب سے پابندی عائد کی گئی ہے نیز کن حالات میں نشہ آور اشیاء استعمال کرنے پر پابندی نہیں نیز کس قانون کے ذریعے مذکورہ اشیاء پر پابندی درکار ہے اور اس کے تحت 2008 سے اب تک کتنے افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا اشیاء کی فروخت اور خصوصاً ہوٹلوں میں ایسی اشیاء کی سرعام دستیابی کی روک تھام کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) صوبہ کے کسی بھی بڑے شہر کے ہوٹل بشمول مری کے ہوٹلوں میں نشہ آور اشیائ کی خرید و فروخت ہو رہی ہے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔ اگر کوئی ایسی مصدقہ معلومات محکمہ کے علم میں آئیں تو فوری قانونی اقدام عمل میں لایا جائے گا تاہم صوبہ کے چند ہوٹلوں بشمول پی سی ہوٹل، آواری ہوٹل، ایمبیسیڈر ہوٹل اور پی سی ہوٹل بھوربن مری میں غیر مسلموں کو شراب کے پرمٹ کا اجراء حدود آرڈر 1979 اور پنجاب حدود رولز 1979 کی دفعہ 12 کے تحت کیا جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ حدود آرڈیننس 1979 کے تحت حکومت نے ہر قسم کے حالات میں نشہ آور اشیائ کی فروخت اور استعمال پر پابندی عائد کی ہے۔ مذکورہ قانون کے تحت سال 2007-08، 2008-09 اور 2009-10 (دسمبر 2009) کے دوران منشیات کی فروخت اور استعمال کے سلسلے میں کل افراد کے خلاف پکڑے گئے کیسز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے علاوہ ازیں اس ضمن میں معلومات محکمہ پولیس سے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(ج) جب بھی کوئی ہوٹل میں منشیات کا استعمال کرتا ہوا دیکھا جائے یا اطلاع ملے تو حدود آرڈیننس 1979 اور انسداد منشیات ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے لیکن اس طرح کی کوئی اطلاع اور شخص منشیات کا استعمال کرتا ہوا نہ دیکھا گیا ہے کوئی مقدمہ اس ضمن میں درج نہ ہے تاہم ایسی صورت میں قواعد و ضوابط موجود ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں محترم وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گی کہ وہ جز(ج) کا جواب پڑھ کر سنادیں۔

جناب سپیکر: جز(ج) کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ جب بھی کوئی ہوٹل میں منشیات کا استعمال کرتا ہوا دیکھا جائے یا اطلاع ملے تو حدود آرڈیننس 1979 اور انسداد منشیات ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے لیکن اس طرح کی کوئی اطلاع اور شخص منشیات کا استعمال کرتا ہوا نہ دیکھا گیا ہے کوئی مقدمہ اس ضمن میں درج نہ ہے تاہم ایسی صورت میں قواعد وضوابط موجود ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ جواب سراسر غلط ہے۔ اگر اس طرح ہے تو اس کا مطلب ہے کہ we are living in utopian state اور یہ حقیقت نہیں ہے۔ میں محترم منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ یہ جو جواب ان ہی کے محکمے نے دیا ہے جسے پڑھ کر میں تو shock میں چلی گئی ہوں کہ جو کیس انہوں نے رجسٹرڈ کئے ہیں اس کے مطابق بندہ اڑھائی کلو چرس پی رہا ہے۔ اس ضمن میں جو اخبارات بھرے ہوئے ہوتے ہیں کہ فلاں جگہ پر اتنے لوگ چرس پیتے پکڑے گئے، فلاں ہوٹل پر چھاپہ پڑا اور وہاں سے اتنی شراب کی بوتلیں برآمد ہو گئیں۔ اگر یہ ساری چیزیں جھوٹ ہیں تو پولیس جو پریس ریلیز جاری کرتی ہے تو وہ کیوں کرتی ہے اگر ایسا کچھ زمین پر نہیں ہو رہا ہے تو پولیس ایسا کیوں کرتی ہے، یہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح کا کوئی کیس سامنے نہیں آیا تو ان کا اتنا بے صبر محکمہ کیوں ہے؟

جناب سپیکر: آپ کوئی particular case بتائیں پھر میں ان سے پوچھوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں پر اخبار لانا allowed نہیں ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور اس نشے کے ہاتھوں ہماری نسلیں تباہ ہو رہی ہیں یہ کوئی ایسا issue نہیں ہے کہ جس کو ignore کر دیا جائے۔ آپ particular case کی بات کرتے ہیں میں اس مسئلہ میں انہی کے محکمہ کے جواب کو refer کرتی ہوں۔ ان کے محکمہ نے فرمایا ہے کہ جو 124 لوگ پکڑے گئے ہیں تو ان سے 274.052 کلو گرام ہیروئن برآمد ہوئی ہے۔ اگر اس کو ہم per head calculate کریں تو تقریباً اڑھائی کلو گرام چرس ایک بندے کے پاس ہے۔ ہم یہ کیسے مان لیں جو ان کا محکمہ کہہ رہا ہے کہ کوئی ایسا کیس سامنے نہیں

آیا۔ میں اس issue پر پولیس کی پریس ریلیز بارہا پڑھ چکی ہوں، اخباروں اور میڈیا میں آ چکا کہ فلاں ہوٹل پر چھاپہ پڑا اور اتنی بوتلیں برآمد ہوئیں تو پھر پولیس غلط کہہ رہی ہے یا ان کا محکمہ غلط کہہ رہا ہے۔ میری نظر میں یہ جواب سراسر غلط ہے اور یہ اس کا جواب دے دیں تو پھر میں اپنا اگلا ضمنی سوال کروں گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ معزز ممبر فرما رہی تھیں۔ انہوں نے سوال میں ہوٹل کے بارے میں پوچھا ہے تو سوال ان کا یہ ہے کہ اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا اشیاء کی فروخت اور خصوصاً ہوٹلوں میں ایسی اشیاء کی سرعام دستیابی کی روک تھام کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو اس کا جواب ہم نے بالکل دیا ہے کہ اس کے قواعد ہیں، اگر اس کی اطلاع ملے تو محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اس پر کارروائی کرتا ہے، محکمہ پولیس اس پر کارروائی کرتا ہے، فیڈرل گورنمنٹ کا محکمہ Antinarcotics بھی اس پر کارروائی کرتا ہے اور کسٹم والے بھی جو imported منشیات ہوتی ہیں ان پر کارروائی مختلف جگہوں پر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے آپ کو جو تفصیل دی ہیں یہ سوال کے جز (ب) کے جواب میں تفصیل دی گئی ہیں اس کو اگر ذرا دیکھ لیں تو اس میں ہم بالکل کارروائی کرتے ہیں، کیسز رجسٹرڈ کئے گئے ہیں اور وہ تفصیل ہم نے ان کو فراہم کر دی ہے۔ اگر یہ latest detail چاہیں تو میرے پاس موجود ہے اور وہ بھی میں ان کو فراہم کر سکتا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے جو تفصیلات فراہم کیں ہیں وہ 2009-10 کی بھی ہیں اور میں نے جو figures quote کی ہیں وہ بھی 2009-10 کی ہی ہیں۔ میں ابھی بھی یہ کہوں گی کہ ان کا جواب بالکل غلط ہے اور میں نے اس لئے ان سے درخواست کی تھی کہ جواب پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ دیکھیں! میری بات سنیں، آپ کا جو سوال تھا اس کا جواب انہوں نے صحیح دیا ہے اور آپ اسے کیسے غلط کہتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ اس کو پڑھ کر تو دیکھیں۔

جناب سپیکر: میں نے پڑھا ہے اور میں پھر پڑھتا ہوں کہ "خصوصاً ہوٹلوں میں ایسی اشیاء کی سرعام دستیابی کی روک تھام کے لئے حکومت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے"۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی ہوٹل میں منشیات کا استعمال کرتا ہوا دیکھا جائے یا اطلاع ملے تو حدود آرڈیننس 1979 اور انسداد منشیات ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے لیکن اس طرح کی کوئی اطلاع اور شخص منشیات کا استعمال کرتا ہوا نہ دیکھا گیا ہے اس لئے کوئی مقدمہ اس ضمن میں درج نہ ہے تاہم ایسی صورت میں قواعد وضوابط موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو انہوں نے گائیڈ کر دیا ہے اس کے علاوہ اور کیا کریں اور قانون بھی موجود ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کو ہم نے اس کا جو annexure دیا ہے اس کو بھی دیکھیں اور میں ان کو اس سال کی latest figures بھی دے دیتا ہوں کہ 1347 کیسز صرف محکمہ ایکسائز نے رجسٹرڈ کئے ہیں جس میں ہیروئن کے 435 لوگوں پر کیس رجسٹرڈ کیا ہے، opium کا 21 لوگوں پر، چرس کے 367 لوگوں پر، شراب کے 134 کیسز رجسٹرڈ کئے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر میں جو مختلف نشے آجاتے ہیں جس میں کچھ injections ہیں، کچھ دوائیاں ہیں اور کچھ اور نشے کی دوائیاں ہیں جو لوگ استعمال کرتے ہیں اس کے ہم نے 391 کیسز رجسٹرڈ کئے ہیں تو ان کا ایک سوال کا جو جز تھا اس میں یہ ہوٹل کا پوچھ رہی تھیں تو ہوٹل کے علاوہ ہم نے overall cases رجسٹرڈ کئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بھی ہوٹلوں کی ہی بات کر رہی ہوں کہ ہوٹلوں میں جو پولیس چھاپے مارتی ہے وہاں سے بندے برآمد کرتی ہے، وہاں سے بوتلیں پکڑتی ہے اور اس کے بعد پریس ریلیز اخباروں میں issue کرتی ہے پھر بہت سارے ہوٹل میں زہریلی شراب پینے سے جو لوگ مرتے ہیں ان کی محکمہ کے پاس تو انفارمیشن ہی نہیں ہیں اس انفارمیشن کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو آپ کو ساری تفصیل بتا دی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! شراب نوشی سے لوگ مر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، انہوں نے آپ کو قانون بھی بتا دیا ہے اور انہوں نے آپ کو کیسز بھی بتا دیئے ہیں، جو سوال آپ نے کیا ہے اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔ میرے خیال میں اب مزید سوال مناسب نہیں ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے یہ کہوں گا کہ بے شک وہ کوئی press cutting مجھے دکھادیں تو جو ہمارے محکمہ ایکسائز کے دائرہ اختیار میں ہوٹل ہیں اور انہوں نے پھر کہا کہ ہوٹلوں میں لوگ زہریلی شراب پیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کا ٹائم ختم ہوا۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! bell ہوگئی ہے اور اس سوال کا ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں اور ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنا سوال کریں۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! شراب کا تو non Muslim permit کو ملتا ہے اور مسلمانوں کو ویسے ہی منع ہے۔ اگر مسلمانوں کے لئے یہ شراب نوشی منع کی گئی ہے تو جو اس کا محصول اور revenue اکٹھا ہوتا ہے تو وہ بھی ناجائز ہے اور وہ پھر گورنمنٹ کیوں لیتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، یہ انہوں نے شروع کیا ہے یا پھر آپ کے زمانے میں بھی ایسے ہی ہوتا تھا؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میری پوری بات سن لیں کہ یہ زیادہ تر غیر مسلموں کے لئے ہے اور وہاں پر لیتا جاکر بوٹا مسیح ہی ہے لیکن پیتا محمد رمضان ہے تو اس لئے اس پر مکمل طور پر پابندی لگائی جائے اور شراب نوشی کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں کہ دنیا کا کوئی مذہب آپ کو یہ نہیں کہتا کہ آپ نشہ آور چیزیں کھائیں، آپ شراب پیئیں اور آپ کوئی غلط کام کریں۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں ہے including جس کا آپ ذکر کر رہی ہیں اور اب پابندی کے بارے میں وہ خود آپ کو بتادیں گے کہ کیا وجوہات ہیں جس پر پابندی ہم نہیں لگا رہے۔ اس سے جو انکم ہوتی ہے تو وہ تو آپ بھی وزیر رہی ہیں تو آپ نے اس وقت اس کو بند کیوں نہیں کیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آبکاری و محصولات ڈیپارٹمنٹ 8 ہیڈز میں tax collection کرتا ہے اور اس میں ایک ہمارا head یہ بھی ہے جو یہ فرما رہی ہیں جو شراب اور لیکر میں ہم ٹیکسیشن کرتے ہیں۔ یہ آج سے نہیں ہو رہا بلکہ جب سے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن بنا ہے تب سے یہ ٹیکسیشن لاگو ہے۔ اگر اس پر کوئی بھی کسی قسم کی عوام اور اسمبلی میں بحث کروالیں اور legislation کر کے آپ اس کو ختم کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا شکریہ۔ اگلا سوال محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز خاتون ممبر نے جناب محمد یار ہراج کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، On his behalf. سوال نمبر بولئے گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! سوال نمبر 4915 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شراب کا پرمٹ جاری کرنے کی تفصیلات

*4915: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ شراب کی فروخت کے لئے پرمٹ جاری کرتا ہے؟

(ب) شراب کا پرمٹ جاری کرنے کے کیا رولز ہیں اور پرمٹ ہولڈنگ کا کیا معیار ہے، رولز کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ شراب کی فروخت کے لئے پرمٹ جاری کرتا ہے۔

(ب) حدود آرڈیننس 1979 کے تحت شراب کا پرمٹ ملکی و غیر ملکی غیر مسلم افراد (جن کی عمر 21 سال یا اس سے زائد ہو) کو جاری کیا جاتا ہے۔ اس پرمٹ کی رو سے پرمٹ ہولڈر کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی L-2 vend shop سے اپنی پسند کی شراب خرید سکتا ہے، رکھ سکتا ہے اور خود پی سکتا ہے۔ متعلقہ ضابطہ قانون کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی! ضمنی سوال۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کی جز (ب) کا جو جواب آیا ہے اس میں، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا اجراء تو غیر مسلم کو کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں جو غیر مسلم وہاں سے شراب لے کر مسلمانوں کو سپلائی کرتے ہیں اور جو مسلمان پیتے ہیں اس کے لئے ڈیپارٹمنٹ کیا کرتا ہے، اس کی مانیٹرنگ کس طرح کرتے ہیں اور اسے روکنے کے لئے یہ کیا کارروائی کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ، پولیس ڈیپارٹمنٹ، Antinarcotics اور کسٹم والے اس پر کارروائی کرتے ہیں اور جہاں تک ان کا مخصوص سوال ہے جو ہمارے فائیو سٹار اور سیون سٹار ہوٹل ہیں ان میں ہماری vender shops ہوتی ہیں جہاں سے یہ پاکستانی اور غیر ملکی غیر مسلم ہیں ان کو ہم permit دیتے ہیں اور وہ وہاں سے اپنے استعمال کے لئے شراب حاصل کرتے ہیں۔ اس میں یہ ہوتا ہے کہ یہ اتنے سارے cases جو میں نے بتائے ہیں وہاں سے ہم انہی لوگوں کو پکڑتے ہیں جو یہاں سے شراب لے جاتے ہیں اور بیچتے ہیں۔ اس میں شراب کے cases بھی تھے جو ان کو میں نے پچھلے سوال میں تفصیل بتائی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال انجینئر قمرالاسلام راجہ صاحب کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! .On his behalf (معزز ممبر نے انجینئر قمرالاسلام راجہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، حاجی ذوالفقار علی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اس میں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو گاڑیوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور سالہا سال سے یہ ٹرانسفر لیٹر چلتا رہتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کون سا سوال بول رہے ہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! نام تو ایک ہی ہے۔

جناب سپیکر: لیکن آپ سوال نمبر غلط بتا رہے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ ایک ہی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ان کا سوال پہلا ہے اگر اس پر پوچھنا ہے تو پوچھیں ورنہ اس کو جانے دیں۔آپ پہلے والے سوال سے پوچھ رہے ہیں یا نہیں؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! دوسرے سوال سے پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، Question No. 5251 dispose of کیا جاتا ہے اور اب یہ دوسرے سوال پر بات کریں گے۔

گاڑیوں کی خرید و فروخت میں اوپن ٹرانسفر لیٹر کی تفصیلات

*5251: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے مختلف ضلعوں میں بہت سی ایسی گاڑیاں رجسٹرڈ ہیں جو اس سے پہلے ملک کے مختلف دوسرے ضلعوں میں رجسٹرڈ تھیں کیا اب بھی یہ اجازت ہے کہ ایک گاڑی پہلے ایک نمبر کے تحت چلے اور پھر دوسرے نمبر کے تحت؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں گاڑیوں کی خرید و فروخت اوپن ٹرانسفر لیٹر کے ذریعے ہو رہی ہے اور گاڑیاں کئی کئی مرتبہ بکنے کے باوجود پہلے مالک کے نام پر ہی رہتی ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں ایسی گاڑیاں رجسٹرڈ ہیں جو کہ ملک کے دوسرے صوبوں میں رجسٹرڈ تھیں تاہم صوبائی موٹر وہیکل ترمیمی آرڈیننس 2007 کے تحت سیکشن 30 پنجاب موٹر وہیکل آرڈیننس 1965 حذف ہو چکا ہے لہذا اب ایسی گاڑیوں کی رجسٹریشن صوبہ پنجاب میں نہ ہوتی ہے۔

(ب) موٹر وہیکل قوانین کے مطابق مالک گاڑی خرید کے 30 دن کے اندر اندر گاڑی اپنے نام ٹرانسفر کروانے کا پابند ہے تاہم یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں اوپن ٹرانسفر لیٹر پر گاڑیاں چلائی جا رہی ہیں اور اس کے تدارک کے لئے روڈ چیکنگ اور اخبارات میں اشتہارات دینے کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں 2^{nd} پر یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو transfer letters ہیں یہ گاڑیوں والے سالہا سال لیتے ہیں اور پھر آگے فروخت کرتے رہتے ہیں۔ایسے اقدام ہوں کہ اتنی میعاد میں گاڑی کی رجسٹریشن ہو جائے اور اس کا ریونیو ایکسائز والوں کو ملے۔

جناب سپیکر: جی بتائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! موٹر وہیکل قوانین کے مطابق مالک گاڑی خرید کر تیس دِن کے اندر اندر گاڑی اپنے نام ٹرانسفر کروانے کا پابند ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! آپ کو میرے خیال میں گرمی بہت ہے، کس چیز کی ہے، آج کیا کھا کر آئے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): تاہم یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں open transfer letters پر گاڑیاں چلائی جارہی ہیں اور اس کے تدارک کے لئے road checking اور اخبارات میں اشتہارات دینے کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ اس میں ٹریفک پولیس اور ہماری ایکسائز پولیس مختلف checking کرتی ہیں جیسا کہ آج کل بھی ہم نے گاڑیوں کی ایک major campaign چلائی ہوئی ہے۔ جن کی غلط یا کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹ نہیں ہے اس کی checking کر رہے ہیں کیونکہ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پچھلے سوال میں جو یہ پوچھ رہے تھے کیونکہ وہ معزز ممبر نہیں تھے اس کا جواب جب آیا تب ہمارے پنجاب کے 33 اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس issue ہوئی تھیں اب الحمدللہ ہمارے 36 اضلاع کمپیوٹرائزڈ ہو گئے ہیں اور آن لائن ہیں اور پورے پنجاب کے تمام اضلاع میں کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن ہوتی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! جو لوگ رجسٹریشن نہیں کرواتے تو جب دوبارہ رجسٹریشن شروع ہوتی ہے تو کیا انہیں جرمانہ کیا جاتا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، اگر گاڑی تیس دِن سے زیادہ open letter میں چلتی ہے تو جب گاڑی دوبارہ رجسٹرڈ ہونے کے لئے آتی ہے تو بالکل اس پر جرمانہ لاگو کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کتنا جرمانہ کیا جاتا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! مختلف گاڑیوں کی مختلف رجسٹریشن ہے۔ اگر کہیں تو اس کی تفصیل فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا گاڑیوں کی رجسٹریشن سے متعلق ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب میں لاکھوں کی تعداد میں چنگ چی رکشے ہیں اور جہاں تک مجھے علم ہے بہت سے چنگ چی رکشے رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ کیا حکومت پنجاب کوئی پالیسی بنا رہی ہے کیونکہ چنگ چی رکشے کو رجسٹر کر کے لاکھوں نہیں کروڑوں روپے کی صورت میں ریونیو اکٹھا کیا جا سکتا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے مگر میں معزز ممبر کو جواب دینا چاہوں گا کہ جہاں تک چنگ چی۔۔۔

جناب سپیکر: جی، fresh question بھی بنتا ہے اور ان کی suggestion آپ کو فائدہ مند ہے یا نقصان دہ ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! suggestion تو ریونیو کولیکشن کے حوالے سے بالکل فائدہ مند ہے۔ میں اس میں یہی بتانا چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! جو پری بجٹ بحث ہو گی اس میں آپ ان کو ذرا گائیڈ کریں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ٹھیک ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جی، میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ابھی آپ بھی ہیں؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ تیس دِن کے اندر گاڑی ٹرانسفر کروانے کے پابند ہیں جو گاڑی خریدے گا اگر وہ تیس دِن میں رجسٹریشن نہیں کرواتے تو اس کی کیا سزا ہے آج تک اس میں کسی بندے کا چالان ہوا ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس کی road checking ہوتی ہے جس میں کاغذات وغیرہ check کرتے ہیں۔ ٹریفک پولیس اور excise police اپنی checking میں ان کو بالکل جرمانے بھی کرتی ہے اور ان کی کاپی وغیرہ جو بھی ہوتی ہے وہ ہم ضبط کر لیتے ہیں اور پھر ان کو گاڑی جس شخص کے نام پر ہے ٹرانسفر کروانی پڑتی ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ہم جس طرح اپنا سارا سسٹم کمپیوٹرائزڈ کر رہے ہیں اور ہمارا اگلے سال کا ٹارگٹ یہ ہے کہ

جو manually registrations ہو چکی ہیں ان سب کو بھی database بنا کر کمپیوٹر پر لے جائیں جب ہم لے جائیں گے تو ہمارے لئے ان کو پکڑنا اور زیادہ easy ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 5314 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نومبر 2009، پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*5314: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

محکمہ ایکسائز نے لاہور میں ماہ نومبر 2009 میں کتنے پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کی، کتنی پراپرٹیز سیل کیں اور کتنے گرفتار کئے گئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

محکمہ ایکسائز نے لاہور میں ماہ نومبر 2009 میں 1337 پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 1255 پراپرٹیز سیل کیں اور 82 افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو 82 افراد ہیں ان میں اب تک کتنے لوگوں سے ٹیکس وصول کیا جا چکا ہے اور جو 1255 پراپرٹیز سیل کی ہیں اور انہوں نے جو appeals کی ہیں وہ کتنے عرصے سے pending ہیں اور ان کا ذمہ دار کون ہے کیونکہ جو pending appeals ہیں تو اس سے ظاہر ہے حکومت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ محکمہ کو اس کی انکم بند ہو گئی ہے تو اس کا کون ذمہ دار ہے اور ان کے خلاف کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟ (شور وغل)

جناب سپیکر: .Order please, order please. Order in the House جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو انہوں نے پوچھا ہے کہ 82 افراد اس مد میں گرفتار ہوئے تھے جو پراپرٹی ٹیکس نادہندہ تھے ان کے خلاف ماہ نومبر 2009 میں کارروائی کی گئی یہ 82 افراد جو یہاں پر لکھا گیا ہے جن کو ہم نے ماہ نومبر 2009 میں گرفتار کیا تھا انہوں نے

محکمے میں taxes جمع کروائے۔ کئی لوگوں نے installments کروالیں اور اس طرح یہ لوگ گرفتاری سے تو نکل گئے اور یہ جو 1337 پراپرٹی ٹیکس نادہندگان ہیں اور ان کی یہ جو detail مانگ رہی ہیں میں ان کو provide کر دوں گا مگر اس کا fresh question بنتا ہے کیونکہ یہ پوچھ رہی ہیں کہ اس میں ہمیں ٹوٹل کتنا ریونیو آیا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! ایک تو میرے پاس جواب جو ہے وہ 1255 ہے 1337 نہیں ہے جبکہ منسٹر صاحب 1337 کہہ رہے ہیں اور دوسرا اگر ہر سوال کا fresh question ہی بنتا ہے تو پھر ہم ضمنی سوال ہی نہیں کرتے۔ جب انہوں نے 1255 میں سے 82 افراد کا بتا دیا تو یہ related question ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ 1255 properties sealed cases ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ان کو یہی بتایا ہے کہ 1337 پراپرٹی ٹیکس نادہندگان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 1255 properties sealed کی گئی تھیں اور 82 افراد کو گرفتار کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: وہ نادہندگان ہیں، یہ پراپرٹی کے بارے میں ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب تو نہیں ملا کہ کتنے لوگوں کی appeals pending ہیں اور کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں سے majority of appeals تو disposed ہو گئی ہیں وہ اپنے taxes کا پوری طرح سے کیونکہ financial year ختم ہو چکا ہے تو انہوں نے اس کے بیچ بیچ میں appeals خارج کرنی ہوتی ہیں اور ٹیکس وصول کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ نومبر 2009 کا ہے تو 30۔جون 2010 تک انہوں نے اپنی ٹیکس وصولی کرنی ہوتی ہے اگر یہ کہتی ہیں تو میں اس کی detail پتا کر کے بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اب اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ It is disposed of. جی، اگلا سوال یہ بھی ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔ It is disposed of.

ضلع گوجرانوالہ، پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*5550: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یا ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں؟

(د) پراپرٹی ٹیکس کے کتنے لوگ نادہندہ ہیں، 50ہزار اور زائد کے نادہندہ کے نام، پتا جات بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے 65 ملازمین کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی ہو رہی ہے۔

نام	عہدہ	محکمانہ کارروائی
یوسف جیمز	انسپکٹر	بوجہ ناقص کارکردگی بابت وصولی پراپرٹی ٹیکس
اعجاز سرور	انسپکٹر	بوجہ ناقص کارکردگی بابت وصولی پراپرٹی ٹیکس
محمد اختر سالک	انسپکٹر	بوجہ ناقص کارکردگی بابت وصولی پراپرٹی ٹیکس
رانا محمد رفیق	انسپکٹر	بوجہ ناقص کارکردگی بابت وصولی پراپرٹی ٹیکس
محمد ریاض ڈھلوں	کانسٹیبل	بوجہ غیر حاضری
رانا محمد عرفان	کانسٹیبل	بوجہ غیر حاضری

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں کسی بھی اہلکار کے خلاف اس وقت پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یا ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کے سلسلہ میں کوئی شکایات نہ ہیں۔

(د) پراپرٹی ٹیکس کے 50ہزار اور زائد کے نادہندگان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ج) کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یا ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں اور اس کا جواب ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں کسی بھی اہلکار کے خلاف اس وقت پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یا ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے

کے سلسلہ میں کوئی شکایت نہ ہے۔اس کے اوپر appeals departmental ہوتی ہیں ڈسٹرکٹ

کے اندر یہ شکایت ہوتی ہے کہ اس میں access wrongly کی گئی ہے پھر اس کے اوپر اپیل سُنی جاتی ہے تو یہ جواب کہ اس قسم کی کوئی اپیل نہیں آئی ہے یہ تو حقائق سے بالکل منافی ہے۔وزیر موصوف مہربانی کر کے اس پر بتائیں یا تو ہم کل آپ کو ریکارڈ پیش کر دیں گے کہ ضلع گوجرانوالہ کے اندر اتنی assessment appeals کے خلاف آئی ہیں اور اس میں ہر assessment کرنے والا آفیشل ذمہ دار ہوتا ہے لیکن اس کو تو dispose of کر دیا جاتا ہے جو inspector wrongly assess کرتا ہے اس کے خلاف کبھی کارروائی نہیں ہوئی۔اس کے اوپر وزیر موصوف مہربانی کر کے اس پر جواب دیں۔

جناب سپیکر:آپ نے سوال کو own کیا ہے؟

MR IJAZ AHMAD KHAN: Mr. Speaker! That was a supplementary question and it was agitated after getting permission.

جناب سپیکر:ضمنی سوال تو آپ پوچھ رہے ہیں، سوال کا نمبر تو بولیں کہ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!میں نے کہا ہے کہ This is a question آپ نے بولنا ہے کہ this is 5550.

جناب سپیکر:اب آپ نے بولا ہے،اس سے پہلے آپ نے نہیں بولا۔

جناب اعجاز احمد خان:جناب سپیکر!آپ نے فرما دیا تھا۔

جناب سپیکر:نہیں، میں نے کیا فرمانا تھا۔میں تو چُپ کر کے بیٹھ گیا ہوں میں نے کہا کہ اب یہ خود ہی بولیں گے۔

MR IJAZ AHMAD KHAN: Ok Sir!

جناب سپیکر:چلیں!ٹھیک ہے۔جز(ج)کا جواب دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!پہلی چیز تو میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اگر وہ اسی سوال کا جز(ب)دیکھیں تو اس میں ان کو نظر آئے گا کہ محکمانہ کارروائی لوگوں کے خلاف ہوتی ہے مگر جز(ج)میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یا ناجائز

پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایت ہے تو اس وقت جو existing position تھی اس میں وہاں گوجرانوالا

میں کوئی ایسا ملازم نہیں تھا اور پھر انہوں نے یہ کہا کہ جو اپیلیں لوگ کرتے ہیں تو قانون میں اپیل کا حق دیا گیا ہے taxation rate کی assessment کئی دفعہ غلط ہو جاتی ہے لہذا اپیل پر ان کا فیصلہ قانون کے مطابق ہو جاتا ہے۔ پہلے اس سلسلے میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر کے پاس اپیل ہوتی ہے اس کے بعد ڈائریکٹر کے پاس ہوتی ہے اسی طرح پھر ڈی جی کے پاس ہوتی ہے، سیکرٹری ایکسائز کے پاس اپیل ہوتی ہے۔ یہ تمام forums ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان سے taxation غلط charge کی گئی ہے تو یہاں پر وہ اپنی اپیل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: پتا ان کو بھی ہے لیکن جان بوجھ کر پوچھ رہے ہیں حالانکہ وہ خود practicing lawyer بھی ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): معزز ممبر نے کہا ہے کہ میرے پاس ایسے شواہد یا ثبوت ہیں تو وہ دیں اور اگر کسی ملازم کے خلاف ہوں گے تو ہم اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کریں گے اور PEEDA Act کے تحت کریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے بہت direct سوال کیا ہے۔ جز (ج) میں انہوں نے کہا ہے محکمے کے پاس ایسی کوئی شکایت موجود نہیں ہے۔ جو اپیل assessment کے خلاف file ہوتی ہے اس کے اندر کہا جاتا ہے کہ یہ wrongly assess کی گئی ہے۔ اس میں دو relief مانگے جاتے ہیں ایک تو یہ کہ اس کو in order کیا جائے دوسرا جس نے wrong assessment کی ہے اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اسی پر میں نے ان سے کہا ہے کہ کیا آج تک wrong assessment پر ضلع گوجرانوالہ کے اندر کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے۔This is the question.

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! انہوں نے سوال جس سال کے حوالے سے پوچھا تھا اس سال کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اگر تو یہ پچھلے چالیس پچاس سالوں کا پوچھ رہے ہیں جب سے یہ محکمہ بنا ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): اگر کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے تو اس کے لئے یہ fresh question کر دیں۔ میں نے اسی سلسلے میں لغاری صاحب کو بھی بتایا ہے کہ تیس کے قریب لوگوں کے خلاف کارروائی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے. If I am not wrong

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 5809۔

لاہور۔پی پی۔144 ٹیکس ادا کرنے کی تفصیلات

*5809: جناب وسیم قادر: کیا وزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں کتنی فیکٹریاں یا کارخانے ٹیکس ادا کر رہی ہیں اور کتنی ٹیکس ادا نہیں کرتیں، ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت ان فیکٹریوں یا ملوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پی پی۔144 لاہور میں کل 41 فیکٹریاں / کارخانے ہیں جو کہ تمام باقاعدگی سے ٹیکس ادا کر رہے ہیں ان کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چونکہ تمام فیکٹریاں / کارخانے باقاعدگی سے ٹیکس ادا کر رہے ہیں لہذا محکمہ ان کے خلاف کسی تادیبی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب والا! میرے سوال کے جز (الف) کا جو جواب آیا ہے۔ وزیر موصوف چونکہ میرے علاقے کو بڑی اچھی طرح سے جانتے ہیں اور یقیناً انہوں نے اس کا جواب بھی پڑھا ہوگا، اس میں لکھا ہے کہ 41 فیکٹریاں اور کارخانے وہاں پر موجود ہیں اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ 41 فیکٹریاں تو میری ایک یونین کونسل میں موجود ہیں اور میں تو ایک صوبائی حلقے کی بات کر رہا ہوں۔ اگر یہ اس سے disagree کرتے ہیں تو پھر مجھے یہ کارخانے اور فیکٹری کی definition بتا دیں تاکہ میں ان کو پھر visit کروا دوں اور میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہ اس علاقے کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں اس لئے میری یہ

گزارش ہے کہ اس سوال کو pending کر کے next time کے لئے رکھ دیا جائے تاکہ اس کا صحیح جواب آسکے۔

جناب سپیکر: آپ نے پوچھا ہے کہ پی پی۔144لاہور میں کتنی فیکٹریاں یا کارخانے ٹیکس ادا کر رہے ہیں اور کتنی ٹیکس ادا نہیں کرتیں ان کے ناموں کی تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب وسیم قادر: جی، یہی سوال ہے اور اس کے جواب میں 41 کارخانے/فیکٹریاں لکھا گیا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس کی جو پرانی evaluation ہوئی ہے اس کے مطابق ان کے حلقے میں 41 کارخانے یا فیکٹریاں آتی ہیں۔اس کی تفصیل بھی ہم نے لف کی ہوئی ہے۔اگر یہ دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے جو 41 tax payers ہیں۔اس کے علاوہ ہماری جو نئی evaluation ہو رہی ہیں جس میں ہم نئے سروے بھی کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں مجھے لابی کے دروازے کھلوا دینے چاہئیں تاکہ آپ آرام سے جا کر اپنی گپ شپ وہاں پر کر سکیں۔ It is not good.

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں اس سلسلے میں یہی کہوں گا کہ نیا سروے ہو رہا ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب complete ہو جائے گا اور وسیم قادر صاحب جو اس وقت اس علاقے کی existing position بتا رہے ہیں اس میں واقعی اس وقت مزید اور کارخانے اور فیکٹریاں بن گئے ہوں گے۔کیونکہ وہ اس طرح کا علاقہ ہے جہاں چھوٹے چھوٹے کارخانے بنے ہوئے ہیں ہمارے نئے سروے میں وہ بھی آجائیں گے اور میں وسیم قادر صاحب کو چیک کر کے بتا دوں گا کہ ان کے علاقے کا سروے ہوا ہے یا نہیں۔ میرا خیال ہے ابھی ان کے علاقے کا سروے نہیں ہوا نہیں تو جواب میں آجاتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: سوال نمبر 5964۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ سیمل کامران: نہیں۔جناب! پڑھا ہوا تصور نہیں کیا جانا کیونکہ میں نے آگے ان سے کچھ پڑھوانا ہے۔

سال2009،لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی تفصیلات

*5964: **محترمہ سیمل کامران**: کیاوزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری2009 سے آج تک لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ب) لاہور میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے انسپکٹرز، اے۔ای۔ٹی۔اوز اور ای۔ٹی۔اوز فرائض سرانجام دے رہے ہیں،آگاہ کریں؟

(ج) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف اس وقت کس کس بناء پر قانونی کارروائی کی جارہی ہے؟

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جنوری2009 سے 31-05-2010 تک لاہور شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں مبلغ1744ملین روپے وصولی ہوئی۔

(ب) لاہور میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے 12ای ٹی اوز،33اے ای ٹی اوز اور153انسپکٹرز فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) ان میں سے50ملازمین کے خلاف کم وصولی کرنے پر اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کئے جاچکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میرا پہلا ضمنی سوال جناب وزیر صاحب سے ہے جز(ب)کے بارے میں ہے میں صرف ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے میرے سوال کے جواب میں 12 ETOsکا ذکر کیا ہوا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ لاہور میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے انسپکٹرز کتنے ETOsاور کتنے AETOs فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ میں اس جواب کو چیلنج کرتی ہوں کیونکہ اس کا جواب غلط ہے۔ وزیر موصوف صاحب اس کو مہربانی فرما کر پڑھ لیں کیونکہ اس کو میں چیلنج کرتی ہوں کہ یہ جواب غلط ہے۔

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کا سوال تھا کہ لاہور میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے انسپکٹرز۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! word ETOs کے آگے جو figures انہوں نے لکھے ہیں میں نے اس کو چیلنج کیا ہے اس کا جواب غلط ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جی، ٹھیک ہے۔اس وقت Property tax میں 12 Excise and Taxation Officers ہیں جو صرف لاہور میں کام کر رہے ہیں۔ ہمارے اس وقت لاہور میں دو ریجن A اور B ہیں۔7 پراپرٹی کے A ریجن میں ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: AETOs کے متعلق وہ بات کر رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! 12 انہوں نے لکھے ہیں اور اب وزیر صاحب مجھے یہ بھی بتا دیں کہ۔۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! محترمہ Excise and Taxation Officers کے متعلق پوچھ رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: ETOs آپ نے کہا کہ پراپرٹی ٹیکس میں 12 ہیں یعنی Excise and Taxation میں کسی اور جگہ پر بھی ETOs ہوتے ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! بالکل ہوتے ہیں۔ ہمارے موٹر رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ میں بھی ETOs ہوتے ہیں Entertainment Department کے علیحدہ ETOs ہوتے ہیں جو سینما اور تھیٹر کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری جو opium factory ہے وہاں پر بھی ETOs ہوتے ہیں ہمارے کافی different heads ہیں۔آپ کا سوال صرف پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے تھا تو اس میں ہمارے 12 ETOs ہیں اگر overall یہ ڈیپارٹمنٹ کے ETOs جاننا چاہیں تو پھر ETOs اس سے بھی زیادہ ہوں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! پچھلی دفعہ بھی کچھ اسی قسم کا سوال تھا اس کا میرے پاس proof اس وقت نہیں ہے وہ میں نیچے چیمبر میں بھول آئی ہوں اس میں یہ figures different ہیں اس لئے میں یہ بات اس معزز ایوان کے knowledge میں لے آئی ہوں کہ یہ جواب غلط ہے۔دوسرا جو میں ان سے سوال کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے یہ ذکر کیا ہے جز(ج) میں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا کوئی جواب صحیح بھی ہے یا نہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ان کا جواب۔۔۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! جز(ج) میں انہوں نے کہا ہے کہ پچاس ملازمین کے خلاف کم وصولی کرنے پر اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کئے ہیں۔سب سے پہلے تو یہ کم وصولی کو describe کر دیں

کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ وصولی کرنے میں ناکام رہے ہیں in any case ان کو کوئی ایسا target دے دیا جاتا ہے ان پر جو ایک burden ہوتا ہے اور انہیں ہر حال میں ان کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ ایک اور بات یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی مد میں ان افسران کو اگر کوئی صوابدیدی اختیارات ہیں تو Kindly اس کی بھی وضاحت فرمادیں اگر اختیارات نہیں ہیں تو پھر collection کا جو target ہوتا ہے---

جناب سپیکر: یہ پندرہ بیس سوالوں کا جواب وہ یکدم کیسے دیں گے؟ آپ خود ہی سوچیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے سارے سوال جو collection کے حوالے سے ہیں ان کا میں already جواب دے چکا ہوں کہ پچھلا جو financial year ختم ہوا ہے اس میں ہم نے hundred plus target achieve کیا ہے۔ اب یہ پوچھ رہی ہیں کہ جن لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی ہو رہی ہے تو اس کے جواب میں ہم نے لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے اہداف کے حصول میں کمی، کیونکہ ہمارے جتنے بھی افسران ہوتے ہیں ان کو tax collection کا target دیا جاتا ہے recovery کا target دیا جاتا ہے جو اپنے target کو achieve نہیں کرتے اور جن کی performance poor ہوتی ہے ان کو Show Cause Notices issue کئے گئے تھے اور اس وقت جو existing position ہے اس کے بارے میں عرض کروں کہ جب آپ کے پاس ادھر جواب آیا ہے تو اس وقت ان کی تعداد پچاس لکھی ہوئی ہے کہ پچاس ملازمین کو کم وصولی کرنے پر اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کئے گئے۔ اب existing position یہ ہے کہ جب ان کو اظہار وجوہ کے نوٹسز جاری کئے گئے اور انہوں نے محکمے کو جو جواب دیا ان کے جو افسر مجاز تھے، ان کی جو کنٹرولنگ اتھارٹی تھی اور جو انکوائری کر رہے تھے ان میں سے 9 لوگوں کے جواب سے مطمئن ہو کر ان کے خلاف further کوئی کارروائی نہیں کی۔ 41 لوگوں کے خلاف ان کی collection کی کمی کی وجہ figures غلط provide کرنے کی وجہ سے یا اسی طرح اگر کوئی بلاوجہ کام سے غیر حاضر رہتا ہے، یہ مختلف چیزیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔ ان میں سے بہت سارے لوگوں کے خلاف PEEDA Act کے تحت کارروائی ہو رہی ہے اور اس وقت بھی انکوائریاں چل رہی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! ہمیں جو جوابات دو دو سال کے بعد دیئے جاتے ہیں وہ صرف ایک ایک اور دو دو لائنوں کے ہوتے ہیں اب جتنی figures وزیر صاحب نے floor پر بیان کی ہیں یہ اسی جواب کا حصہ ہیں، اگر یہ جواب میں شامل ہوتیں تو زیادہ بہتر تھا۔ یہی بات پچھلی دفعہ جب محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے سوالات تھے تو کم وصولی کی ایک وجہ میں نے بھی وزیر صاحب کی خدمت میں گوش گزار کی تھی جس کو اس وقت انہوں نے deny کیا تھا کہ کس طرح ان کے ایکسائز آفیسرز لوگوں کو فون کرتے ہیں اور پھر وہاں پر settlement ہوتی ہیں۔ کم وصولی کی یہ وجوہات بھی ہیں اس کو اس وقت ignore کیا گیا اور اس کو غلط ثابت کیا گیا اور اس کے لئے بہت ساری دلیلیں دی گئیں۔ آج وزیر صاحب خود ہی ان کو نوٹس دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی وہ notice لیں گے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محکمے کے جو اہلکار لوگوں کی غلط ٹیکسیشن کرتے ہیں ان کے خلاف بالکل محکمانہ کارروائی ہوتی ہے۔ جس طرح معزز ممبر فرما رہی ہیں ہم نے جو جواب بھیجا تھا وہ پرانا ہی اس میں پرنٹ ہوا ہے لیکن میرے پاس latest details ہیں جو اس وقت دے رہا ہوں۔ کیونکہ میرا فرض ہے کہ جب اسمبلی میں سوال put ہوتا ہے تو میں آپ کو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے latest details دوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5974 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ ای ٹی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5974: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ای ٹی اوز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں کام کرنے والے ای ٹی اوز کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور میں موجودہ ای ٹی اوز کی تعداد 20 ہے۔

(ب) مذکورہ بالا ای ٹی اوز کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم: جناب سپیکر! اس سوال پر میرا ضمنی سوال نہ ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی طرف سے ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: سوال نمبر 6104 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ہوٹلز میں شراب سپلائی کی تفصیل

*6104: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

لاہور میں واقع جن ہوٹلز کو ماہانہ شراب سپلائی کی جاتی ہے ان کے ناموں کی فہرست فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

لاہور میں جن ہوٹلز کو ماہانہ شراب سپلائی کی جاتی ہے ان کے ناموں کی تفصیل / فہرست درج ذیل ہے:۔

1- پرل کانٹی نینٹل ہوٹل لاہور
2- آواری ہوٹل لاہور
3- ایمبیسیڈر ہوٹل لاہور
4- ہولی ڈے ان ہوٹل لاہور

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! انہوں نے بتا دیا ہے کہ کون کون سے ہوٹلوں میں شراب supply ہوتی ہے لیکن یہاں پر میرا آپ سے وہی ریونیو کا سوال ہوگا اور آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس پر رولنگ دے دیں کہ یہ تو حرام ہے۔ اگر غیر مسلم بھی خریدتے ہیں اور اس پر جو ریونیو دیتے ہیں۔۔۔

معزز ممبران: یہ تو فتویٰ ہے۔

محترمہ نسیم لودھی: نہیں۔ یہ کوئی فتویٰ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے نہ سنا ہوتا تو میں دوبارہ بتا دیتا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ دنیا کے کسی مذہب میں بھی برائی کی اجازت نہیں دی گئی۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! یہ بتادیں کہ ریونیو جائز ہے یا ناجائز ہے؟

جناب سپیکر: میں اس پر ایسے کیسے رولنگ دوں؟

محترمہ نسیم لودھی: منسٹر صاحب بتائیں۔

جناب سپیکر: اگر میں یہ سوال آپ سے کروں کہ جب آپ وزیر تھیں، کیبنٹ کی ممبر تھیں تو آپ نے اس وقت اسے حرام قرار دلوا کر ختم کیوں نہیں کروایا؟

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں اس محکمے کی نہیں بلکہ بہبود آبادی کی وزیر تھی۔

جناب سپیکر: آپ کیبنٹ کی ممبر تھیں؟ آپ وزیراعلیٰ کی ٹیم میں شامل تھیں؟

محترمہ نسیم لودھی: جی ہاں لیکن کوشش تو جاری رکھنی چاہئے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ فرمایا کہ محترمہ کیبنٹ کی ممبر تھیں اور انہوں نے اس ٹیکس کو ختم کیوں نہیں کروایا۔ ان کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہ ٹیکس ختم ہوا یا نہیں۔ انہوں نے سوال کیا ہے کہ آپ اس پر رولنگ دیں کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے؟

جناب سپیکر: شراب کو کس نے حلال کہا ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ شراب سے جو آمدن حاصل ہوتی ہے آپ اس کے بارے میں رائے دیں۔ یہ معاملہ آپ کے بس کا ہے نہ میرے، یہ ٹیکس ہے اگر انہوں نے اس پر کارروائی کرنی ہے تو یہ شرعی عدالت چلی جائیں اور اس پر کوئی فیصلہ آ جائے گا۔ آپ فتویٰ دینے کے اہل ہیں نہ ہم لیکن آپ نے جو جواب دیا ہے مجھے اس پر اعتراض ہے۔ آپ اس بات پر کبھی بھی انحصار نہ کریں کہ 1947 میں کیا غلط ہوا اور اب 2011 آنے والا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں جو بات کر رہا ہوں یہ ماضی بعید کی نہیں بلکہ ماضی قریب کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! نہیں۔ اگر وہ غلط تھے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر کیوں نہیں کہا کہ وہ غلط تھے۔ جب وہ تھے تو انہوں نے کیوں نہیں کہا کہ یہ غلط ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر انہوں نے غلط کام ٹھیک نہیں کیا لیکن آپ سمجھتے ہیں تو اسے ٹھیک کر دیں۔

جناب سپیکر: چلیں چھوڑیں۔اس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی تو محترمہ اپنی بات کر رہی ہیں۔ان کی بات کے بعد اگر ضمنی سوال کی گنجائش ہوئی تو پھر بات ہو گی۔جی، محترمہ!

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف سے یہی پوچھنا ہے کہ وہ بتائیں کہ شراب سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا ناجائز؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں کوئی عالم تو ہوں نہیں جو اس پر فتویٰ دوں۔میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ٹیکسیشن کے حوالے سے سب سے major مری بیروری کمپنی ہے اسے بنے ہوئے سو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں۔یہ پہلے مری میں تھی اب یہ فیکٹری راولپنڈی میں ہے۔اس مد میں پنجاب کو وہ سب سے زیادہ ٹیکس pay کرتی ہے۔اس کمپنی کو بنے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا ہے اور یہ ٹیکس لگے بھی سو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ویسے تو شراب حرام ہے اور یہ صرف غیر مسلم کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: ان کو چاہئے کہ وہ اس میں کوئی اپنا یا حکومت کے ساتھ مل کر بل لے آئیں اور ہم بھی اس میں بات کریں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ صرف غیر مسلم کے لئے ہے۔یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے یہاں پر اس طرح کی بات قطعاً نہیں کی جا سکتی۔اگر یہ فتویٰ کی بات کہتے ہیں تو میں Islamic laws and Islam کی detail discussion رکھتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ جواب غلط ہے آپ اسے فتویٰ کے لئے refer کر دیں۔نسیم لودھی صاحبہ نے اتنا بڑا سوال اٹھایا ہے جو پوری مسلم امہ کو چیلنج کرتا ہے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ اس کو ایک سنجیدہ پہلو کے طور پر لینا چاہئے اور اسے بند کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بات ٹھیک ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب اس سوال کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔اگلا سوال محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹائم نہیں ہے۔ان سے پوچھیں جن کا آگے سوال ہے۔آپ کا تو سوال بھی نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے اور اس پر سوال کئے جا سکتے ہیں۔جتنی آپ resistance فرما رہے ہیں اگر مجھے موقع دیتے تو میں اپنی بات کر لیتا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ جنہوں نے محنت کی ہے ان کو بات کرنے دیں۔آپ نے تو کبھی سوال ہی نہیں دیا جس کا جواب آئے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے بہت سوال دیئے ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے once it is agitated in the House

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے۔اب میں کیا کروں؟

جناب اعجاز احمد خان: ابھی وقفہ سوالات تو ختم نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: پلیز! ایسے نہ کریں اور مجھے ڈکٹیشن نہ دیں۔میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔جن کا سوال ہے انہیں بات کر لینے دیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6144 ہے میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور-گاڑیوں کی رجسٹریشن و دیگر تفصیلات

*6144: محترمہ شگفتہ شیخ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 09-2008 اور 10-2009 میں کتنی گاڑیاں ضلع قصور میں رجسٹر کی گئیں اور ان گاڑیوں کی رجسٹریشن اور ٹرانسفر کی مد میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایکسائز کا دفتر کرایہ کی عمارت میں ہے، کتنا ماہانہ کرایہ ادا کیا جا رہا ہے؟

(ج) سال 10-2009 میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں کتنا ریونیو اکٹھا ہوا، کیا مذکورہ سال میں ہدف پورا کیا گیا یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع قصور میں رجسٹرڈ گاڑیوں، رجسٹریشن اور ٹرانسفر فیس کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

مالی سال	تعدادرجسٹرڈگاڑیاں	وصولی رجسٹریشن فیس	وصولی ٹرانسفر فیس
2008-09	4,102	11,104,962/-	4,29,4334/-
2009-10	3,930	14,08,8361/-	4,255,320/-

(ب) ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس قصور کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے اور ماہانہ کرایہ -/35000 روپے ہے۔

(ج) سال10-2009 کے دوران ضلع قصور میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں -/23,448,900 روپے کا ریونیو اکٹھا ہوا جو کہ ہدف کا 83 فیصد بنتا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اس کی رجسٹریشن کمپیوٹرائزڈ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت ضلع قصور میں ہمارا کمپیوٹرائزڈ سسٹم ہے اور رجسٹریشن کمپیوٹرائز طریقے سے کی جاتی ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! دوسرے سوال میں میری تجویز ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تجویز نہ دیں بلکہ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے وصولیوں کا جو ہدف مقرر کیا تھا وہ پورا نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی؟

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! جو ہدف دیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہوا بلکہ 83 فیصد ہوا ہے اور 17 فیصد کم ہے۔ لہذا ہدف پورا نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سال 10-2009 کے دوران ضلع قصور میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو ریونیو اکٹھا ہوا ہے اس کی figure دی گئی ہے یہ 23 کروڑ 44 لاکھ 8900 روپے ریونیو اکٹھا ہوا ہے جو ہدف کا 83 فیصد ہے۔ پچھلے سوال میں ایک معزز ممبر پوچھ رہے تھے کہ کیا وجوہات ہیں کہ آپ کے revenue targets achieve نہیں ہوتے؟ میں اس کے جواب میں بڑی تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ کس وجہ سے ہدف پورا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال چوہدری اسد اللہ صاحب کا ہے۔

جناب محمد فیاض: On his behalf Question No. 6447 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے چوہدری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد۔گاڑیوں کے پرکشش نمبروں کی نیلامی سے متعلقہ تفصیلات

*6447: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے اور کون کون سے پرکشش نمبروں کی نیلامی کی جاتی ہے اور اس کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) یکم جولائی 2007 تا 30۔جون 2009 جن افراد کو پرکشش نمبر الاٹ کئے گئے ان کے نام، ولدیت، پتاجات مع حاصل شدہ رقم کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع حافظ آباد میں موٹر سائیکل اور کمرشل وہیکل گاڑیوں کے 10 پرکشش نمبروں کی نیلامی کی جاتی ہے جس میں 1 تا 9 اور 786 نمبر شامل ہیں جبکہ موٹر کار کے 23 پرکشش نمبروں کی نیلامی کی جاتی ہے جس میں 1 ،2،3،4،5،6،7،8،9،11،12،14،22،33،44،55، 66،72،77،88،99،313،786 شامل ہیں۔

ضلع حافظ آباد میں پرکشش نمبروں کی نیلامی کا اشتہار اخبارات، بینرز اور پمفلٹ کی صورت میں مشتہر کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ نیلامی میں حصہ لے سکیں اور گورنمنٹ کے مقرر کردہ نمائندوں کی موجودگی میں سب سے زیادہ بولی دینے والے کو نمبر الاٹ کر دیا جاتا ہے۔

(ب) ضلع حافظ آباد میں یکم جولائی 2007 تا 30۔جون 2009 صرف ایک فرد کو پرکشش نمبر الاٹ کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	پرکشش الاٹ شدہ نمبر	نام مع ولدیت	پتا	حاصل شدہ رقم
1	HZA-1	ضمیر الحسن ولد محمد نواز	برج دار اڈا کانہ کالیکی منڈی تحصیل و ضلع حافظ آباد	Rs. 16000

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد فیاض: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ یکم جولائی 2007 تا 30۔جون 2009 تک جن افراد کو پرکشش نمبر الاٹ کئے گئے ہیں ان کے نام مع ولدیت بتائے جائیں جس کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ضلع حافظ آباد میں یکم جولائی 2007 تا 30۔جون 2009 تک صرف ایک فرد کو پرکشش نمبر الاٹ کیا گیا ہے۔میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان دو سالوں میں صرف ایک ہی آدمی نے نیلامی میں حصہ لیا ہے اور یہ جو سولہ ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ بھی انتہائی کم ہے کیا اور کوئی آدمی نیلامی میں نہیں آیا؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! حافظ آباد کو ضلع بنے ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے تو اس نمبر HZA-1 کی 2007 میں نیلامی ہوئی تھی اور یہ -/16000 روپے میں فروخت ہوا ہے۔اس کے علاوہ وہاں پر کسی نے کوئی نمبر نہیں لیا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اگلا سوال بھی چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔وہ تشریف نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کے ایماء پر کسی معزز ممبر نے سوال کا نمبر پکارا ہے تو یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔میرا خیال ہے کہ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ بھی اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جنوری 2005 سے آج تک محکمہ ایکسائز میں انسپکٹرز کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*165: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جنوری 2005 سے آج تک محکمہ میں ایکسائز انسپکٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) مذکورہ سالوں میں کتنی خالی اسامیوں کو پر کیا گیا ہے کیا اسامیوں کو پر کرنے کے لئے کوئی اشتہار دیا گیا اگر نہیں تو حکومت اس کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) محکمہ میں تا حال ایکسائز انسپکٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں ضلع وار تفصیل بتائی جائے؟

(د) حکومت خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جنوری 2005 سے آج تک محکمہ میں 182 اسامیاں خالی رہی ہیں۔

(ب) مذکورہ سالوں میں 149 اسامیوں کو پر کیا گیا۔

(ج) محکمہ ایکسائز میں انسپکٹروں کی کل 55 اسامیاں خالی ہیں۔ ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

1	ڈیرہ غازی خان	ڈیرہ غازی خان	03
2	سرگودھا	سرگودھا	10
		بھکر	02
3	لاہور	لاہور	06
		قصور	01
		شیخوپورہ	02
		ننکانہ صاحب	01
4	فیصل آباد	فیصل آباد	06
		ٹوبہ ٹیک سنگھ	01
5	بہاولپور	بہاولپور	03
		بہاولنگر	01
		رحیم یار خان	02

6	ملتان	ملتان	06
		ساہیوال	01
		وہاڑی	02
7	راولپنڈی	راولپنڈی	06
		جہلم	01
8	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ	01
	ٹوٹل		55

(د) محکمہ ہذا ان خالی اسامیوں کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جلد از جلد پر کرنا چاہتا ہے۔تاہم بذریعہ چٹھی نمبر SO-(A-II)(E&T)2-10/90-98(P) مورخہ جون 2008 ایس اینڈ جی اے ڈی سے ان کو پر کرنے کی منظوری کے لئے استدعا کی جا چکی ہے اور خالی اسامیاں منظوری کے فوری بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوادی جائیں گی،اور جونہی پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہوں گی ان خالی اسامیوں پر اہل انسپکٹروں کی تعیناتی عمل میں لائی جائیگی۔

صوبہ پنجاب میں شراب بنانے والی فیکٹریوں
کی تعداد و مالکان / حصہ داران کے نام وپتاجات کی تفصیلات

*166: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیرآبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں شراب بنانے والی فیکٹریوں کی کل تعداد کیا ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں نیز ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) متذکرہ فیکٹریوں کے مالکان و حصہ داران کے نام،پتاجات کی مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت صوبہ پنجاب میں مزید شراب کی فیکٹریاں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب میں شراب بنانے کی صرف اور صرف ایک ہی فیکٹری ہے جو کہ راولپنڈی میں واقع ہے جس کا نام مری بیروری کمپنی لمیٹڈ ہے۔

(ب) مری بیروری کمپنی لمیٹڈ کے Chief Executive کا نام Mr. M.P.Bhaudara ہے اور یہ کمپنی نیشنل پارک روڈ پی او بکس نمبر 13 راولپنڈی میں واقع ہے۔

(ج) حکومت پنجاب اپنے صوبہ میں کوئی نئی شراب کی فیکٹری لگانے کا ارادہ نہ رکھتی ہے۔پہلے ایک فیکٹری مری بیروری راولپنڈی میں پاکستان بننے سے پہلے موجود ہے اور ان کی جانب سے ونڈ شاپ والوں کو کوئی شکایت بھی نہ ہے۔

موٹر گاڑیوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا معاملہ

*5250: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے چند بڑے شہروں میں موٹر گاڑیوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کر لیا ہے؟

(ب) حکومت بقیہ شہروں میں کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کا نظام کب تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس ضمن میں کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) صوبہ کے 36 اضلاع میں سے 33 اضلاع میں موٹر گاڑیوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کیا جا رہا ہے۔

(ب) حکومت بقیہ تین اضلاع (بہاولنگر، چنیوٹ اور خانیوال) میں کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کا نظام مالی سال 10-2009 کے آخر تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اس سلسلہ میں دفاتر کی تزئین و آرائش / کمپیوٹر اور دیگر اشیاء کی خریداری کے لئے کام ہو رہا ہے جو جلد ہی پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا اور گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت رجسٹریشن شروع کر دی جائے گی۔

ضلع گوجرانوالہ، موٹر رجسٹریشن برانچ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5549: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع گوجرانوالہ محکمہ ایکسائز موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف جعل سازی سے گاڑیاں رجسٹر کرنے کی شکایات ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) موٹر رجسٹریشن آفس میں تعینات ملازمین کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم بطور تنخواہ اور ٹی اے / ڈی اے ادا کی گئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گوجرانوالہ محکمہ ایکسائز موٹر رجسٹریشن برانچ میں 21 آفیسر / آفیشل کام کر رہے ہیں۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔عبدالوارث سندھو	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر / موٹر رجسٹرنگ اتھارٹی گوجرانوالہ	17گریڈ
2۔محمد نسیم مٹو	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر گوجرانوالہ	16گریڈ
3۔رانا گلزار احمد	انسپکٹر	14گریڈ
4۔انور سعید	انسپکٹر	14گریڈ
5۔محمد امجد بٹر	انسپکٹر	11گریڈ
6۔رانا خالد	MTC	5گریڈ
7۔تنویر شفقت	MTC	7گریڈ
8۔عمران رشید	MTC	7گریڈ
9۔رانا ارشد	MTC	7گریڈ
10۔میاں احتشام الحق	MTC	7گریڈ
11۔نیئر زمان	MTC	7گریڈ
12۔سعید سیان	MTC	7گریڈ
13۔احسن بلال	D.E.O(ڈیٹا انٹری آپریٹر)	11گریڈ
14۔رانا عدنان انجم	D.E.O(ڈیٹا انٹری آپریٹر)	11گریڈ
15۔رانا محمد شہباز	D.E.O(ڈیٹا انٹری آپریٹر)	11گریڈ
16۔رانا بلال اکرم	D.E.O(ڈیٹا انٹری آپریٹر)	11گریڈ
17۔رانا طارق	MTC	7گریڈ
18۔عبدالحمید	ETC	5گریڈ
19۔رانا محمد اسلم	ETC	5گریڈ
20۔رانا لدھے خان	ETC	5گریڈ
21۔رانا شوکت	ETC	5گریڈ

(ب) مذکورہ بالا ملازمین میں سے کسی بھی ملازم کے خلاف کسی قسم کی کوئی محکمانہ کارروائی نہ چل رہی ہے۔

(ج) کسی بھی ملازم کے خلاف جعل سازی سے گاڑی رجسٹر کرنے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

(د) محکمہ ایکسائز موٹر رجسٹریشن برانچ میں TA/DA کی مد میں اس عرصہ میں کوئی رقم ادا نہ کی گئی جبکہ تنخواہ کی مد میں دی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	رقم
2008-09	Rs. 2,830,990
2009-10	Rs. 2,108,907

لاہور ڈرامہ ہالز اور ٹیکس وصولی کی تفصیل

*6450: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں اس وقت کتنے ڈرامہ ہال ہیں اور ان میں کس شرح سے تفریحی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے؟

(ب) مذکورہ ڈرامہ ہالوں سے سال 09-2008 میں تفریحی ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی، ہال وار تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں اس وقت دس ڈرامہ ہال ہیں اور ان سے 20 فیصد کی شرح سے تفریحی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

(ب) مذکورہ ڈرامہ ہالوں سے 09-2008 میں تفریحی ٹیکس کی مد میں ہال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ڈرامہ ہال	تفریحی ٹیکس
1	الحمراء ہال نمبر 1	16,29,000
2	الحمراء ہال نمبر 2	15,15,500
3	کلچرل کمپلیکس ہال نمبر 1	5,66,400
4	کلچرل کمپلیکس ہال نمبر 2	4,36,000
5	اوپن ایئر تھیٹر باغ جناح	88,761
6	پنجاب ہال باغ جناح	49,630

7	تماثیل	7,89,570
8	محفل	21,99,040
9	ناز	7,37,590
10	الفلاح	32,30,055
	ٹوٹل	Rs. 1,12,41,546/-

ضلع لاہور محکمہ آبکاری و محصولات کی برانچوں کی تفصیلات

*6476: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
ضلع لاہور میں محکمہ ای اینڈ ٹی کی کل کتنی برانچیں ہیں نیز یہ برانچیں کہاں کہاں واقع ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):
ضلع لاہور میں محکمہ ای اینڈ ٹی کی برانچیں / دفاتر کی تفصیل اور ایڈریس درج ذیل ہیں:-

1- ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس، 2اے فرید کوٹ روڈ لاہور
(موٹر برانچ، ایکسائز برانچ، پروفیشنل ٹیکس برانچ، تفریحی ڈیوٹی برانچ، ڈائریکٹوریٹ ریجن اے اور سی)

2- ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 2-اے فرید کوٹ روڈ لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون 12 & 11،10،4،3)

3- ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 191 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون 2 & 1)

4- ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 19/20 ایم ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون ڈائریکٹوریٹ ریجن، بی اور ملحقہ پراپرٹی ٹیکس زون 7،6،5)

5- ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 19 نرگس بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
(پراپرٹی ٹیکس زون 8&9)

6- موٹر رجسٹریشن آفس 31-A-XX ڈی ایچ اے لاہور کینٹ

7- پراپرٹی ٹیکس سب آفس رائیونڈ لاہور

دفتر ڈی جی ایکسائز میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6833: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈی جی ایکسائز پنجاب کے دفتر میں کل کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور یہ کتنے کتنے عرصہ سے یہاں پر تعینات ہیں؟

(ب) 09-2008 میں اس دفتر کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا اور وہ کس کس مد میں خرچ کیا گیا اسکی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) اس بجٹ سے ملازمین کی تنخواہوں پر کتنا خرچ ہوا و دیگر ترقیاتی کاموں پر کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے دفتر میں کل ملازمین کی تعداد مع گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے دفتر کے لئے مالی سال 09-2008 کے لئے مبلغ -/55,530,000 روپے بجٹ مختص کیا۔ اس بجٹ کو مختلف مدوں میں خرچ کیا گیا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بجٹ سے مالی سال 09-2008 کے دوران ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/31,075,885 روپے اور دیگر کاموں پر مبلغ -/21,865,829 روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گاڑیوں کی جعلی رجسٹریشن و دیگر تفصیلات

*6834: جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ڈی جی ایکسائز نے گاڑیوں کی جعلی رجسٹریشن کرنے میں ملوث کتنے ملازمین کے خلاف کیا کیا کارروائی کی؟

(ب) ڈی جی ایکسائز نے گاڑیوں کی جعلی رجسٹریشن کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) بمطابق رپورٹس ڈائریکٹرز ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب سال 09-2008 کے دوران محکمہ ایکسائز میں کوئی بھی اہلکار جعلی رجسٹریشن میں ملوث نہ پایا گیا ہے۔البتہ سال 10-2009 میں صرف راولپنڈی ضلع میں 2 اہلکار ملوث پائے گئے جن کے خلاف قانونی کارروائی ضابطہ (PEEDA ACT 2006) کے تحت زیر عمل ہے۔

(ب) ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب نے گاڑیوں کی جعلی رجسٹریشن کی روک تھام کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:۔

1- امپورٹڈ گاڑیوں کی کسٹم حکام سے آن لائن تصدیق۔
2- مشکوک گاڑی /کاغذات کی CIA سے اور فرانزک لیبارٹریز سے تصدیق
3- نیو رجسٹریشن کے وقت اصل کاغذات کی مالک کو واپسی، کاغذات کی سکینگ اور کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹوں کا اجراء
4- نیلامی والی گاڑیوں کی رجسٹریشن سے پہلے متعلقہ اتھارٹی سے کاغذات کی تصدیق

محکمہ ایکسائز ضلع لاہور میں بھرتی کی تفصیل

*6836: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران ڈی جی ایکسائز نے ضلع لاہور میں کن کن افراد کو کس کس گریڈ میں بھرتی کیا اور یہ کن کی سفارشات پر بھرتی ہوئے۔آگاہ فرمائیں؟

(ب) جو بھرتی کی گئی کیا اس کا اشتہار دیا گیا اگر ہاں تو اشتہار کی کاپی لف کریں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب نے ضلع لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا ان کی تفصیل گریڈ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارشات پر ان افراد کو بھرتی کیا گیا۔

(ب) ڈی جی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب نے ضلع لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا ان کے لئے باقاعدہ اخبارات میں اشتہار دیئے۔اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اب نماز مغرب کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔ وقفہ نماز کے بعد ہم 5 بج کر 25 منٹ پر دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے 20 منٹ تک کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 46 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے دور میں 12۔ارب روپے صاف پانی کی فراہمی کے لئے وفاقی حکومت نے رکھے تھے جن میں سے 8۔ارب روپے صرف پنجاب کے تھے جس سے 147 فلٹریشن پلانٹس لگائے گئے جن کا آپ کو ذاتی طور پر بھی علم ہے کہ کچھ ہمارے حلقے میں بھی کہاں کہاں لگے جو کہ پندرہ دن میں خراب ہوگئے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان پلانٹس کا بھی کچھ کر دیا جائے اور یہ پتا کیا جائے کہ 80,80 لاکھ روپے میں پلانٹ خریدے گئے تھے جن کی value 15 لاکھ روپے بھی نہیں تھی تو اب اس کا کچھ کر لیں جبکہ اب وفاقی حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ پنجاب کو یہ پلانٹ as it is hand over کر دیئے جائیں گے تو آپ خود اندازہ لگالیں کہ اس کا کیا بنے گا اور یہ سارا پیسا ضائع ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملے پر غالباً شیخ صاحب کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار بھی ہے تو میں نے آج سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو یہاں بلوایا ہوا ہے اور شیخ صاحب بھی ساتھ بیٹھیں تو بیٹھ کر اس معاملے کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد اس ایوان کو بھی بتایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل اس کے بعد ہونے والے فیصلے سے ایوان کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ کہہ رہے ہیں کہ 80 لاکھ روپے کا پلانٹ خریدا ہے جبکہ اس کی قیمت 15 لاکھ روپے سے زیادہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بالکل صحیح عرض کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان سارے issues کو discuss کر لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میٹرک کے امتحان کے لئے (ب) فارم کی لازمی شرط سے طالبعلموں اور والدین کو پریشانی کا سامنا

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ نہایت اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج کل میٹرک کے ہونے والے امتحانات میں غالباً ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے امتحان دینے والے امیدوار نادرا کا (ب) فارم لازمی دیں۔ نادرا آفس والے کہتے ہیں کہ اپنی والدہ اور والد کو آفس میں ساتھ لائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ جب حکومت پنجاب نے پرائمری کا امتحان بھی بورڈ کا کر دیا ہے اور اس کے علاوہ آٹھویں کے امتحان کو بھی بورڈ کے تحت کر دیا ہے تو اس کے باوجود (ب) فارم طلب کرنا اور خاص طور پر سرگودھا بورڈ کے تحت میرے حلقہ بھکر اور کلور کوٹ میں کافی شکایات ملی ہیں اور لوگوں نے یہ آواز اٹھائی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے تو میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ اسے فوری طور پر rectify کیا جائے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بچوں کے امتحان ہو رہے ہیں اور ان کے لئے (ب) فارم لازمی قرار دیا ہے تو اس کے لئے بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو یہ condition پچھلے سال سے لاگو کی گئی ہے اور (ب) فارم بنوانا اتنا بھی کوئی پیچیدہ عمل نہیں ہے کہ وہ ایک سال میں نہ بن سکے تاہم آج سے دو ماہ قبل جب یہ معاملہ اٹھایا گیا تو اس وقت سیکرٹری تعلیم سے کہا گیا تھا کہ اس سلسلے میں لوگوں کو ریلیف دیا جائے اور ease out کیا جائے لیکن اس وقت بھی یہ بات پوائنٹ آف آرڈر پر ہی ہوئی تھی تو

معزز ممبر اسے in black & white لے آئیں تاکہ محکمہ سے اس کا جواب طلب کر لیں اور سارا معاملہ حل ہو جائے کہ اس میں کیا صورتحال ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے بھی آپ کے سامنے گزارش کر چکا ہوں کہ میرے سرگودھا میں تحصیل میونسپل کارپوریشن میں دو gazetted officers کی سیٹیں عرصہ دراز سے خالی پڑی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے عوام انتہائی مشکلات کا شکار ہیں۔ پورا شہر مسائل سے بھرا پڑا ہے۔ خصوصی مہربانی کر کے وہ دو سیٹیں fill کی جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کچھ لکھ کر دیں ایسے تو نہ کریں۔ اپنی بات طریقے سے لائیں پھر اس کا نوٹس لیا جائے گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں پہلے بھی ایوان سے گزارش کر چکا ہوں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔ چودھری صاحب! آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس بھی ہے۔ پہلے کچھ اور کہنا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! نہیں، میں توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلقہ نہایت اہم گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ آج کل ایک وکی لیکس کے نام سے بہت سی باتیں باہر آ رہی ہیں جو اتنی قابل ذکر ہیں اور نہ ہی ان پر دھیان دیا جانا چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان خبروں سے ہمارے جذبات مجروح ہو رہے ہیں۔ آج کی ایک خبر میں آیا ہوا ہے کہ Saudi Arabia is a Cash Machine for terrorist. میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ہمیں مذمت کرنی چاہئے کیونکہ سعودی عرب کے جو حکمران ہیں وہ خادمین حرمین شریفین ہیں اور ان سے ہماری دلی روحانی وابستگی بھی ہے۔ ان کے بارے میں کوئی بھی اگر بات کرتا ہے، وہ کسی بھی level کا ہو، خواہ وہ کسی Mono یا سپر پاور کا based ہو ہم اس کی ایسی خبر کو گستاخانہ سمجھتے ہیں اور ہمیں اس کی مذمت کرنی چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما ہیں یہ آج کی بڑی head line ہے۔ اس کے لئے اگر اس ہاؤس سے مذمت چلی جائے گی تو یہ ہمارے لئے اطمینان کا باعث ہو گا۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ محترم قائد حزب اختلاف کے جو انتہائی valuable اور عمدہ جذبات ہیں۔ یہ دفتر خارجہ سے کہا جائے گا کہ وہ ان کے جذبات سعودی عرب کے حکمران خادمین حرمین شریفین کو پہنچا دیں۔ ویسے اگر اب وکی لیکس کی مذمت کا سلسلہ اور وہ بھی through resolution شروع ہو گیا تو میرا خیال ہے کہ باقی سارا کام ایک طرف ہو جائے گا اور پھر ہم یہ Resolution ہی لاتے رہیں گے اور مذمت کرتے رہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وکی لیکس کے جو بھی انکشافات ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کے لئے اس معزز ہاؤس میں کوئی discussion کی جائے یا یہاں پر کوئی Resolution لایا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے Resolution کا ذکر ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: چلیں، condemn کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آج اس ہاؤس کے اندر تقریباً چالیس portfolios کے جو responsible منسٹرز ہیں ان میں سے دو منسٹرز یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کیا تھا کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وزارت خارجہ کو کہہ دیا جائے۔ اگر یہ کہہ دیں گے تو ہم سمجھیں گے، میڈیا اتنا vibrant ہے کہ وہ convey ہو جائے گا اور ہماری feelings convey ہو جائیں گی۔ جو انہوں نے کہہ دیا اگر اسی کو confirm کرتے ہیں میں نے بالکل قرارداد کی بات قطعاً نہیں کی۔

جناب سپیکر: چلیں، سب نے سن لی۔

محترمہ شگفتہ شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی وساطت سے صوبائی وزیر جیل خانہ جات کی توجہ اخبارات میں چھپنے والی خبروں کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ ڈسٹرکٹ جیل قصور میں قیدیوں کی تعداد تقریباً اٹھارہ سو کے قریب ہے۔

جناب سپیکر: جیل خانہ جات کے وزیر صاحب ہیں؟

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر!ان کا کوئی تو ممبر یہاں ہوگا۔ حوالاتیوں اور قیدیوں کی کافی تعداد خارش میں مبتلا ہو چکی ہے۔ جیل میں ہسپتال تو ہے لیکن کوالیفائیڈ ڈاکٹر نہیں ہے۔ ڈاکٹر کی سیٹ بھی کافی عرصہ سے خالی پڑی ہوئی ہے۔ قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے ڈاکٹر کی تعیناتی کی جانی بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: چودھری عبدالغفور صاحب!آپ convey کر دیں، یہ نیکی کا کام آپ کر ہی لیں تو بہتر ہے۔ان کا کام کروادیں جو یہ کہہ رہے ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری بہن Adjournment Motion لے کر آجائیں، بالکل اس پر بات ہو جائے گی لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں چونکہ میرے پاس یہ ڈیپارٹمنٹ رہا ہے۔ چیف منسٹر صاحب کی خصوصی طور پر جیل خانہ جات پر بہت توجہ ہے اور آج تک history میں وہ change نہیں آئی جو وہ لے کر آئے ہیں۔ ان کی health کے حوالے سے، food کے حوالے سے اور جس angle سے بھی دیکھا جائے اس حوالے سے بہتری آئی ہے۔ جس چیز کو انہوں نے point out کیا ہے میں انشاء اللہ اپنے منسٹر صاحب کو وہ convey کروں گا۔ اس کو ہم بالکل دیکھیں گے اور check کریں گے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ مہربانی۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف چلتے ہیں۔ پہلا چودھری ظہیر الدین خان کی طرف سے ہے۔

پاکپتن۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مزار پر دھماکے کی تفصیلات

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 565 ہے۔

(الف) ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 26-09-2010 کی خبر کے مطابق، کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن میں صوفی بزرگ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے مزار کے باہر بم دھماکا میں 8افراد

جاں بحق اور 25 سے زائد شدید زخمی ہو گئے۔ دھماکا سے مزار کے مشرقی دروازے اور قریبی کئی دکانوں کو شدید نقصان پہنچا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابتدائی تحقیقات میں یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مذکورہ مزار پر دھماکا ناقص سکیورٹی کے باعث ہوا جبکہ دو ماہ قبل پولیس اور سپیشل برانچ نے محکمہ اوقاف کو مراسلہ کے ذریعے آگاہ کر دیا تھا کہ مزار کے عقبی دروازے اور اس سے ملحقہ چھوٹی دیوار سے دہشتگردی کی واردات ہو سکتی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سکیورٹی lapse کے ذمہ داروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور آئندہ کے لئے ایسے دل خراش واقعات سے بچنے کے لئے حکومت نے کون سے خصوصی انتظامات کئے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) درگاہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ پر بم دھماکا میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے ریکارڈ کے مطابق 4 افراد جاں بحق اور 12 زخمی ہوئے۔

(ب) یہ بات درست نہ ہے کہ بم دھماکا ناقص سکیورٹی کے باعث ہوا اور یہ بھی درست نہ ہے کہ بم دھماکا عقبی دیوار اور اس سے ملحقہ چھوٹی دیوار والی جگہ پر ہوا بلکہ دھماکا شرقی گیٹ کے باہر درگاہ بازار میں ہوا۔

(ج) اس سلسلے میں عرض ہے کہ مندرجہ بالا واقعہ security lapse کا نتیجہ نہ ہے تاہم درگاہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی سکیورٹی مزید بڑھا دی گئی ہے اور اس سے پہلے جو 60 افراد دو shifts میں وہاں پر اپنی ڈیوٹی سر انجام دیتے تھے اور ان کا پوری طرح سے اس کا جائزہ لینے کے بعد اس افرادی قوت میں اضافہ کر کے اس کو 83 کیا گیا ہے اور انچارج گارڈز ایک انسپکٹر اور shift انچارج ایک سب انسپکٹر کو تعینات کیا گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں، میں نے تین چیزیں پوچھی ہیں اور جناب لاء منسٹر صاحب نے دو چیزوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے، ایک تو یہ کہ ناقص سکیورٹی کے باعث نہیں ہوا اور اگر بہتر سکیورٹی کا یہ حال ہے تو پھر اللہ ہی حافظ ہے اور دوسرا یہ کہ پچھلی چھوٹی دیوار سے نہیں ہوا لیکن میرے تیسرا پوائنٹ کا جواب نہیں دیا جو یہ ہے کہ سپیشل برانچ نے محکمہ اوقاف کو مراسلہ کے ذریعے آگاہ کر دیا تھا تو اس کی آگاہی کے بارے میں جناب لاء منسٹر نے جواب ارشاد نہیں فرمایا۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے ریکارڈ چیک کیا گیا ہے سپیشل برانچ نے اس بارے میں کوئی specific رپورٹ ارسال نہیں کی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ اگر specific نہیں تو no specific information تسلیم کر لی گئی ہے۔ اب میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ ہماری جو سکون گاہیں ہیں جن میں حضرت داتا گنج بخش کے دربار پر بھی دھماکا ہوا، کربلا گامے شاہ پر بھی دھماکا ہوا اور اس کے بعد اب یہ تیسرا دھماکا ہے کیا یہ اتنے بڑے بڑے دھماکے جو کہ security lapse بھی نہیں تھے تو پھر بھی ہوئے تو اس میں کوئی intelligence network میں تبدیلی لائی گئی ہے یا پہلے کی طرح intelligence network کام کر رہا ہے میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ سکیورٹی کے foolproof اور انسانی وسائل میں جو کچھ ممکن ہو سکتے تھے اس حد تک انتظامات ان جگہوں پر کئے گئے تھے اور ان واقعات کے بعد ان کو دوبارہ revisit کر کے زیادہ strengthen کیا گیا۔ اس سلسلے میں کوئی بھی کوتاہی Law Enforcing Agencies کی طرف سے، گورنمنٹ کی طرف سے روا رکھی گئی ہے اور نہ ہی آئندہ رکھی جائے گی لیکن مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ جو واقعات پنجاب میں ہوتے ہیں ان کے متعلق اس قسم کا analysis تو ہوتا ہے لیکن کراچی اور پشاور میں ہونے والے واقعات بھی انتہائی قابل مذمت ہیں، ان کے اوپر بھی ہمیں افسوس ہے اور ان واقعات میں جو لوگ شہید ہوئے ان کے ساتھ بھی ہمیں پوری ہمدردی ہے لیکن اس قسم کا negative analysis وہاں پر نہیں ہوتا۔ یہ

صرف پنجاب میں کچھ مخصوص لوگ اس چیز کو build کرنے میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خودکش حملہ آور یا خودکش بمبار کو روکنا کہا تو جاتا ہے کہ ممکن ہے لیکن مشکل ضرور ہے۔ اس سلسلے میں جو بھی ممکن ہو سکتا ہے اس بارے میں پنجاب پولیس اور پنجاب گورنمنٹ بھی احتیاطی تدابیر کو روا رکھے ہوئے ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے جو ضمنی سوال کیا ہے اس کا جواب نہیں آیا لیکن ایک لاء منسٹر صاحب نے ضمناً ایک اور بات فرمادی۔

جناب سپیکر: آپ نے آخری ضمنی کہا تھا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر جواب نہیں آیا تو میں بیان کرتا ہوں کہ یہ میرا حق ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم مجبور ہیں اور کیونکہ ہم منتخب صوبہ پنجاب سے ہیں تو سوال صرف صوبہ پنجاب کے واقعات پر ہی کر سکتے ہیں اور سندھ کے بارے میں اظہار خیال کر سکتے ہیں لیکن ہاؤس کے اندر سوال کرنے کا جو حق ہے ہمیں اسی کا ہے۔ پتا نہیں کیوں لاء منسٹر صاحب نے ہمیں یہ حق دینے کے حوالے سے کن rules کے تحت ارشاد فرمادیا۔ میں نے صرف اتنا پوچھا ہے جس کا جواب مجھے چاہئے کہ جو صوبہ پنجاب کا intelligence network ہے کیا وہی کام کر رہا ہے یا اس میں کچھ تبدیلیاں head wise کی گئیں اور میں نے صرف اتنا سا سوال پوچھا تھا اور اس کا جواب مجھے نہیں ملا۔ میں نے کسی کی طبع نازک پر گراں گزرنے والی کوئی بات کی ہے اور نہ میرا لہجہ ہے۔ سوال کرنا میرا حق ہے اور غالباً rules نے مجھے ضمنی سوال کرنے کا حق دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! ان سے جواب لیتے ہیں۔ جی، اچھے طریقے سے ان کا جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو ہماری دونوں agencies ہیں جن میں CID اور سپیشل برانچ کے ہیڈ recently تبدیل ہوئے ہیں اور اب انتہائی پروفیشنل اور competent officers ناصر درانی صاحب اور مشتاق سکھیرا صاحب ان دونوں ایجنسیز کو ہیڈ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پورے ملک میں جو leading agency ہے جو کہ اس دہشتگردی کے عمل کو counter کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ISI کے Political Wing پر سب کو

اعتراض ہو سکتا ہے اور مجھے بھی اعتراض ہے لیکن ان کا جو ونگ antiterrorist activities کو counter کر رہا ہے اس کی performance قابل تعریف ہے اور انتہائی commitment کے ساتھ انہوں نے اس بارے میں بہت اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ پورے ملک میں دوسری agencies کے ساتھ مل کر ایک leading role ادا کر رہے ہیں اس لئے پورے پاکستان میں اور پنجاب میں کسی بھی جگہ پر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں جگہ پر intelligence agencies کا فوکس زیادہ ہے اور فلاں جگہ پر کم ہے۔ جہاں کہیں بھی اس قسم کا کوئی خطرہ ہے وہاں پر intelligence agencies کی بھرپور توجہ ہے۔ باقی جو ہیڈ کو تبدیل کرنے والا معاملہ ہے تو recently ان کی بہتری کے لئے ان کو change کیا گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو لاء منسٹر صاحب نے دو نام مشتاق سکھیرا اور ناصر درانی کے بتائے ہیں یہ واقعی ہی محنتی، قابل اور دیانتدار آفیسر ہیں ان سے intelligence میں بہتری آئے گی۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی recommendation کے مطابق ہی ہو گیا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ ساجدہ میر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شکریہ

لاہور۔ شمع چوک اچھرہ میں دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کی ہلاکت

568 محترمہ ساجدہ میر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 4۔ نومبر 2010 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق اچھرہ لاہور شمع چوک میں دکان پر بیٹھے دکاندار کو دوران ڈکیتی مزاحمت کرنے پر ڈاکوؤں نے قتل کر دیا ہے؟

(ب) اس واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں کن کن دفعات کے تحت درج ہوا ہے کیا اس میں قتل کے علاوہ دہشتگردی اور ڈکیتی کی دفعات شامل کی گئی ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اس مقدمہ میں اب تک پولیس نے جو تفتیش کی ہے اس کی تفصیل بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست نہ ہے کہ دکاندار کو ڈکیتی کے دوران قتل کیا گیا بلکہ لین دین کے معاملات پر قتل ہونا پایا گیا بوقت واقعہ مقتول کے رشتے دار حقیقی بھائی اور دوست موقع پر موجود تھے جنہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ معاملہ لین دین کا ہے۔ نہ ہی نیتاً ڈکیتی پائی گئی اور سامان رقم اور موبائل فون محفوظ پائے گئے۔

(ب) مقدمہ نمبر916/2010 مورخہ 3۔نومبر 2010 بجرم 302/34 ت پ تھانہ اچھرہ میں درج ہوا۔ کیونکہ لین دین کے معاملہ پر قتل ہوا اور تمام سامان محفوظ پایا گیا اور pistol تیس بور کا ایک فائر لگنا بیان ہوا اس لئے مقدمہ میں ڈکیتی یا دہشتگردی کی دفعات کو شامل نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! اس میں یہ مقدمہ مقتول کے حقیقی بھائی کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا اور اس میں اس کی اپنی تحریری درخواست جس پر FIR درج ہوئی اس میں اس نے ڈکیتی کا ذکر کیا اور نہ ہی اس بات کو all edge کیا۔ یہ FIR blind murder اور نامزد کوئی ملزم نہیں تھا بعد میں انہوں نے تتمہ بیان میں چار لوگوں پر اپنے شک کا اظہار کیا۔ ان چاروں کو گرفتار کر کے investigation کی گئی ہے اور اس سے کچھ leads آگے نکلی ہیں اور امید ہے کہ within shortest time اور within two weeks یہ کیس trace out ہو جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ابھی لاء منسٹر صاحب نے جز (الف) کے حوالے سے کہا کہ یہ لین دین کا مقدمہ تھا اور نامزد ملزم نہیں تھا اگر یہ نامزد ملزم نہیں تھا تو پھر بعد میں کس طرح ڈالا گیا اور کسی ایس پی نے یا سی پی او نے یا ڈی پی او نے اس کی انوسٹی گیشن کی؟ اور جب initial FIR کاٹی جاتی ہے، کوئی اگر مزاحمت کرے تو ڈاکو چیزیں چھوڑ بھی جاتے ہیں بعض اوقات چیزیں لے کر نہیں جاتے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ڈکیتی کی ہی واردات تھی اور پولیس اگر انوسٹی گیشن کرتی ہے اس کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ پولیس نے یہ جواب دیا ہے کہ ہم نے جو initial report لکھی اس میں ہم نے لکھا کہ یہ مزاحمت پر قتل ہوا ہے اخباروں نے اس کو quote کیا کہ وہ بندہ مالک دکان تھا اپنی کپڑے کی دُکان پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کو ڈاکوؤں نے آکر قتل کیا۔ جب کوئی بندہ resist کرتا ہے تو ڈاکو اس کو قتل ہی کرتے ہیں اور بعض اوقات چیزیں چھوڑ جاتے ہیں۔ اس میں کون سی دفعات آتی ہیں، کیا پولیس نے وہ لگائیں، انوسٹی گیشن کے بغیر، اگر اس کے بھائیوں نے کہا کہ لین دین کا معاملہ تھا تو وہ بندے کون تھے جنہوں نے اس کو قتل کیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو مقدمہ ہے وہ مقتول کے حقیقی بھائی کی تحریری درخواست پر درج کیا گیا ہے انہوں نے جو بیان دیا ہے اس بیان کے مطابق جو دفعات attract کرتی تھیں وہ لگا دی گئی تھیں۔ اب بھی اگر بعد میں اس قسم کا کوئی evidence سامنے آیا ہے کہ یہ ڈکیتی کا معاملہ تھا، کوئی ڈکیتی کی نیت سے آیا تھا اور اس کے بعد مزاحمت میں جس طرح محترمہ نے کہا ہے تو وہ اب بھی پولیس کو تتمہ بیان ریکارڈ کروا سکتا ہے اور اس بیان کے اوپر اگر یہ evidence سامنے آیا کہ یہ ڈکیتی تھی تو اس میں پولیس کو ان دفعات کو تبدیل یا amend کرنے میں کوئی عار نہیں ہو گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس کو change کرنے کی بات نہیں ہے۔ پچھلے دِنوں بھی گوالمنڈی میں ایک بندہ قتل ہوا ہے، آٹھ بہنوں کا ایک بھائی۔ جب میں اس کی ایف آئی آر کٹوانے کے لئے گئی تو پولیس والے مجھے کہیں کہ آپ نامزد کریں، مزاحمت کرنے پر وہ دو پارٹیاں لڑ رہی تھیں اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ میں نے انہیں کہا کہ دیکھیں میں تو اس وقت موجود نہیں تھی یہ اس کی بیوی ہے اور یہ اس کی بہنیں ہیں آپ بتائیں اور انہوں نے کہا کہ فلاں آپس میں دو پارٹیاں لڑ رہی تھیں اور اس کو صلح کرواتے ہوئے گولی لگی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ ابھی تک اس کے ملزم نہیں پکڑے گئے کوئی گھر میں محفوظ نہیں، کوئی دُکان پر محفوظ نہیں تو پھر آپ بتائیں کہ ہم کدھر جائیں گے؟

جناب سپیکر: اس کے بارے میں آپ نے particular question کیا ہے اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اب دوسری مثال جو آپ گوالمنڈی کی دے رہی ہیں۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایس پی اچھرہ یہ بتائیں کہ بعد میں جو اس کے بھائیوں نے ملزمان کا کہا ہے ان پر کون سی دفعات لگتی ہیں کہ کسی کو دُکان پر ڈاکو قتل کر جائیں اگر لین دین کا بھی معاملہ ہو، بقول ان کے کہ بھئی لین دین کا معاملہ تھا ڈکیتی نہیں تھی لیکن اس کی انوسٹی گیشن تو اچھے طریقے سے ہونی چاہئے تاکہ اصل حقائق سامنے آئیں جب اصل حقائق کا پتا نہیں چلے گا پولیس اپنی من مانی کرے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح تو کئی لوگ قتل ہو جائیں گے اور کئی اندھے قتل تو آج تک سامنے نہیں آ سکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے میری اس بات پر غالباً غور نہیں فرمایا میں نے یہ کہا ہے کہ اگلے دو ہفتوں میں یہ کیس انشاء اللہ تعالیٰ work out ہو جائے گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاقات لیتے ہیں۔ طاہر نوید صاحب کی تحریک استحقاق pending تھی۔ جی، طاہر نوید صاحب!

ڈی ایس پی سرگودھا کا ساتھیوں کے ہمراہ معزز ممبر اسمبلی کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرنا

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 28۔اکتوبر 2010 کو رات 7:00 بجے میرے بھائی نیئر ندیم سکنہ کلیار ٹاؤن سرگودھا جو میرے گھر سے ملحقہ گھر ہے، میں احسان چوہان ڈی ایس پی سٹی سرگودھا، مع محمد عظیم وڑائچ اور عارف چیمہ انسپکٹر حال تعینات انٹی آرگنائز سیل سرگودھا آئے اور میرے بھائی سے شراب طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی شراب ہے اور نہ ہی میں شراب فروخت کرتا ہوں۔ انہوں نے میرے بھائی کو ڈرایا اور دھمکایا کہ اگر آپ نے ہمیں شراب نہ دی تو ہم آپ پر جھوٹا شراب فروخت کرنے کا مقدمہ درج کر کے آپ کو گرفتار کر لیں گے اور آپ پر فرضی 500 بوتل ولائتی شراب ڈال دیں گے۔ یہ تینوں افراد دو گھنٹے وہاں موجود رہے، جب ان کو وہاں سے کوئی چیز نہ ملی تو انہوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ آخر کار انہوں نے بلاوجہ میرے بھائی اور ان کے گھر آئے ہوئے چند مہمانوں اور میرے گھر اپنے کاموں کے سلسلہ میں آئے ہوئے لوگوں کو میرے گھر میں داخل ہو کر چادر، چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے گرفتار کر کے لے گئے اور ان کے خلاف جھوٹا اور حقیقت کے برعکس تھانہ کینٹ سرگودھا میں مقدمہ نمبر 10/485 درج کروادیا۔ نہ صرف ان کے خلاف جھوٹا اور من گھڑت پرچہ درج کروایا بلکہ اس واقعہ کو الیکٹرانک میڈیا پر لا کر میرے اور میرے بھائی نیئر ندیم کی کردار کشی کی گئی اور ہمارے خلاف مختلف قسم کے الزامات عائد کئے جو کہ حقیقت کے بالکل برعکس ہیں۔ ڈی ایس پی احسان چوہان سٹی سرگودھا میں تعینات ہے اور اسی علاقہ کا رہائشی ہے۔ ڈی ایس پی احسان چوہان اور محمد

عظیم وڑائچ مع عارف چیمہ انسپکٹرز مذکوران نے میرے گھر میں بلاوجہ داخل ہو کر، میرے گھر میں بیٹھے اپنے مسائل حل کروانے کے لئے آئے ہوئے افراد کو گرفتار کر کے، فائرنگ کرنے اور ہم پر میڈیا کے ذریعے من گھڑت الزامات لگا کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔"

جناب سپیکر! میں اس ضمن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر انجیل مقدس پر بحث شروع تھی، شراب کے متعلق وہ حرام ہے اور یہ واضح لکھا ہے کہ کوئی نشہ باز خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ایک آمر نے جس کا نام ضیاء الحق تھا اس نے مسیحوں کے نام پر اور غیر مسلموں کے نام پر شراب کے پرمٹ جاری کرنے کی اجازت دی اور جو اس وقت قانون امتناع منشیات بنا اس کا آرٹیکل 3 جو شراب کی فروخت کے متعلق ہے، آرٹیکل 4 جو شراب رکھنے کے متعلق ہے اور آرٹیکل 5 جو ہے جس میں یہ واضح لکھا ہوا ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس لائسنس یا پرمٹ ہو یا کوئی اجازت نامہ موجود ہو تو اسے دفعہ 3 اور 4 کے تحت گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقوعہ میں بھی جو مقدمہ درج کیا گیا وہ 3/4 امتناع منشیات ایکٹ کے تحت درج کیا گیا جبکہ 3/4 کے لئے یہاں پر کوئی خریدار موجود ہے، کوئی سیلز مین موجود ہے اور نہ ہی جو مخبر ہے اس کو mention کیا گیا ہے۔ انہوں نے میرے گھر میں داخل ہو کر ان لوگوں کو گرفتار کر کے، ضابطہ فوجداری کے آرٹیکل 103 اور 165(c) کی خلاف ورزی کی ہے۔ 165(c) کے تحت یہاں پر یہ درج ہے کہ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر کسی شخص کے گھر میں داخل ہوا جا سکتا ہے اور نہ ہی چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کیا جا سکتا ہے۔ یہی جو ڈی ایس پی سٹی جس کی میں نے آج بات کی ہے اس کی یہ ووٹر لسٹ میرے پاس موجود ہے وہ اسی یونین کونسل کا رہائشی ہے اور وہاں پر ہی ڈی ایس پی تعینات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Privilege Motion کا نوٹس آج ہی موصول ہوا ہے آپ اس کو پرسوں بدھ تک pending فرما دیں اس کا جواب میں کل منگوا لیتا ہوں اور اس کے بعد اگر کوئی contradiction ہوئی تو پھر موصوف اس پر short statement دے دیں۔ ابھی تو اس کا جواب ہی موصول نہیں ہوا اس لئے میں اس کو respond نہیں کر سکوں گا۔ آپ اس کو بدھ تک pending فرما دیں اس کا جواب آ جاتا ہے اس کے بعد اس پر بات ہو جائے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اس سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار اور کارروائی کا آغاز کریں۔ میں معزز ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (e)83 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں کیونکہ ضروری اشیاء کی مہنگائی اور امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث کے لئے آج کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 738 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے اور ایک تحریک التوائے کار نمبر 785 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 786 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے اسی طرح 788 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے، تحریک التوائے کار نمبر 789 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے اور ایک محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے 830 اور 831 ہیں یہ بھی نہیں پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح ایک محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے بھی 830 ہے۔ اب ہم شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں اس کا نمبر ہے 689 ہے۔ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کب تک اس کا جواب موصول ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کو آپ جمعرات تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کو جمعرات تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی شیخ صاحب کی ہے اس کا نمبر 690 ہے اور یہ بھی move ہو چکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، پڑھ دیں۔

انگریزی کی بجائے اردو زبان کو ہر سطح پر اولیت دے کر قومی اداروں میں لازمی قرار دینے کا مطالبہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جہاں تک پاکستان میں اردو زبان کے نفاذ کا تعلق ہے یہ مسئلہ خالصتاً وفاقی حکومت کا ہے۔ آئین کی دفعہ 251 منسلکہ 2 میں مذکور ہے کہ قومی زبان ہونے کی بناء پر وفاقی فہرست کی شق نمبر 58 منسلکہ 3 کی رو سے وفاقی قانون سازی کے دائرہ میں آتی ہے لہذا صرف پارلیمنٹ ہی اس حصے میں قانون سازی کی مجاز ہے۔

نمبر 2 اگرچہ آئین پاکستان کی دفعہ 251 کی ذیلی شق 3 کی رو سے صوبائی اسمبلی محض صوبائی زبان کی تعلیم و ترویج اور استعمال کے متعلق قانونی طور پر اقدامات تجویز کرنے کا اختیار رکھتی ہے لیکن قومی زبان کا مسئلہ صوبائی اختیار سے باہر ہے۔ حکومت پنجاب اس آئینی معاملہ کی اہمیت اور قومی امنگوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسے سرکاری سطح پر فروغ دینے کے لئے مخلصانہ کوششیں کر رہی ہے جو سب ذیل ہیں۔

1 اردو کا بطور سرکاری زبان نفاذ کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے پہلے ہی مجلس زبان دفتری پنجاب کے نام سے ایک ادارہ قائم کر رکھا ہے جو سرکاری دفاتر میں اردو زبان کے نفاذ کے لئے سرگرم عمل ہے۔ محکمہ ہذا پنجاب کے تمام محکموں کو اردو تراجم کے ساتھ ساتھ اردو مختصر نویسی و ٹائپ کاری کی سہولت فراہم کر رہا ہے۔ اس شعبہ نے بعض انتہائی مفید اور اہم محکمانہ قوانین و قواعد کا اردو ترجمہ مکمل کر لیا ہے جبکہ دیگر سرکاری قوانین کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔

2 روزمرہ استعمال کے فارموں کو بھی اردو میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ شعبہ ہذا میں سرکاری محکموں کے اہل کاروں کو اردو ٹائپ نویسی اور مختصر نویسی کی تربیت دی جا رہی ہے۔

ایک سہ ماہی مجلہ اردو نامہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ جس میں اردو سے وابستہ ممتاز شخصیات کے مضامین سرکاری قواعد و ضوابط کے تراجم اور دفتری امور سے متعلق معلوماتی مواد شائع کیا جاتا ہے۔

ضلع کی سطح پر بھی اردو زبان کو رواج دینے کے لئے ہر ضلعی سطح پر مجالس قائم کی گئی ہیں۔ قومی زبان اردو کو پاکستان کی سرکاری اور دفتری زبان قرار دینے کا مسئلہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے اور آئین

کے آرٹیکل نمبر 251 کے تحت یہ مسئلہ پارلیمنٹ کے دائرہ کار میں آتا ہے لہذا صوبائی اسمبلی میں اس مسئلہ پر بحث کا تقاضا درست نہ ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب اس پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں نے آپ کی اجازت سے ایک بات کہنا تھی جو انہوں نے کہہ دی ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو وفاقی حکومت پر چھوڑنا اچھی بات نہیں ہے۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اردو کے اوپر توجہ۔۔۔

جناب سپیکر: آئین تو آپ تبدیل نہیں کر سکتے؟

شیخ علاؤالدین: میں اور آپ مل کر تو کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسے تو نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: دیکھیں جناب! اگر اردو پر توجہ نہ دی گئی تو 1857 کی آپ تمام rulings نکال کر دیکھ لیں انگریزوں نے یہ بات کہی تھی کہ اگر ہم ان کو فارسی سے ہٹا کر انگریزی پر نہ لائے ہم اس قوم پر کبھی بھی غلبہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ تمام فارسی پڑھتے تھے اور سارا علم اس میں تھا آج بھی تمام دنیا اپنی زبان میں پڑھ رہی ہے۔ انگلش سے اگر نجات نہیں ملے گی تو یہ لڑکے جو آج اردو پڑھ رہے ہیں یہ صرف نائب قاصد اور سپاہی بنیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی آپ کی مہربانی۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 693 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب پڑھنے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ شیخ صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں کہ جب تک ہم انگریزی زبان سے خلاصی حاصل نہیں کرتے اس وقت تک ہمیں آگے بڑھنے میں مدد نہیں ملے گی لیکن ایک بات میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب تک ہم انگریزی لباس سے خلاصی حاصل نہیں کرتے اس وقت تک ہم انگریزی زبان سے بھی نجات حاصل نہیں کر سکیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: چھوڑیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

پنجاب بنک میں کرپشن کو بے نقاب کرنے والے افسران کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر693 کا جواب عرض ہے کہ اس میں پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ کروڑ پتی سکیم پنجاب گورنمنٹ کے حکم نامہ مورخہ 22۔مارچ2004 کو قائم ہوا۔ بنک آف پنجاب کو اس کا منیجر مقرر کیا گیااس فنڈ کے تحت حاصل ہونے والی تمام آمدنی کو بنک آف پنجاب کے اکاؤنٹ میں رکھا گیا جس کو سیکرٹری فنانس اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب باہم چلاتے تھے۔اشتہارات اور ٹکٹوں کی چھپائی پر اٹھنے والے اخراجات حکومت پنجاب اس فنڈ سے ادا کرتی تھی۔ پہلے قرعہ اندازی کے اشتہارات کی مد میں اٹھنے والے اخراجات کو حکومت پنجاب نے اس فنڈ تک limited کر دیا جس کی خدمات پنجاب بنک نے حاصل کی ہوئی تھیں۔ دوسری قرعہ اندازی میں اشتہارات کی مد میں اٹھنے والے اخراجات کو میڈاس لمیٹڈ نے خود ادا کئے۔ بعدازاں محکمہ اطلاعات نے ایک دوسرے کیس کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب سے بذریعہ سمری اشتہارات پر اٹھنے والے اخراجات کی ادائیگی کے لئے منظوری لی اور اسے محکمہ خزانہ کو ضمنی گرانٹ کے تحت جاری کرنے کی استدعا کی۔ محکمہ خزانہ نے یہ ضمنی گرانٹ محکمہ اطلاعات کو جاری کر دیں بعد میں یہ خدشہ محسوس کیا گیا کہ غالباً محکمہ اطلاعات نے اشہارات کی مد میں دوسری بار ادائیگی کر دی ہے۔ جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک انکوائری آفیسر مقرر کیا اور انکوائری آفیسر کی رپورٹ پر یہ کیس محکمہ انسداد رشوت ستانی پنجاب کو بھیجا گیا۔ یہ جناب اس کا present status ہے لیکن انٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ نے اس سلسلے میں جو بھی further پیشرفت کی ہے وہ سر دست میرے پاس موجود نہیں ہے۔ اگر محرک یہ چاہیں تو میں یہ بھی۔۔۔

جناب سپیکر: وہاں جو بھی فیصلہ ہو گا بہتر ہی ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): میں یہ بھی ان کو منگوا کر دے دوں گا۔ یہ inquiry in progress ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب والا! میں یہ عرض کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں اب تقریر نہیں ہوگی۔ اس میں تو جو آپ نے پڑھ دیا اس کا جواب انہوں نے دے دیا۔ مہربانی۔ اب اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب والا! جنہوں نے یہ کرپشن پکڑوائی ہے وہ مافیا ان کے خلاف کارروائی کر رہا ہے اور جنہوں نے کرپشن کی ہے وہ تو کھلے عام پھر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ اس کے بارے میں بھی دیکھیں گے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب۔، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب۔ دونوں صاحبان میں سے کوئی صاحب بات کر لیں آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 715 ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! یہ تحریک move ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں! یہ تحریک move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا ہے۔ رانا صاحب 715 کا جواب آنا ہے؟

پنجاب میں ٹیکس اکٹھا کرنے والے اداروں کو دیئے گئے ہدف میں ناکامی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رواں مالی سال میں حکومت پنجاب کا ٹیکس وصولی کا ہدف 91.578۔ارب روپے ہے جس میں سے 51.115۔ارب روپے خدمات پر ٹیکس کے ذریعے سے حاصل ہونے کی توقع تھی اس تخمینہ کے حصول کے لئے خدمات پر ٹیکس کی وصولی کے دائرہ کو بڑھایا گیا۔ رائج نظام کے تحت FBR اس ٹیکس کی وصولی کرتا ہے اور محصولات وفاقی حکومت کے ذریعے تمام صوبوں کو منتقل کئے جاتے ہیں۔ وفاقی حکومت یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ خدمات پر ٹیکس کو اشیاء پر ٹیکس کے ساتھ ایک مربوط نظام کے تحت اکٹھا کیا جائے گا تاکہ ملک میں کاروبار پر اس کا کم سے کم اثر ہو اور حکومت کے محصولات میں اضافہ کیا جا سکے۔ وفاقی حکومت ابھی تک اس مربوط نظام کو رائج کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی جس کی کئی وجوہات ہیں۔ جن میں صوبوں کے درمیان خدمات پر وصول ہونے والے ٹیکس کی تقسیم اور ٹیکس اکٹھا کرنے کے اختیارات جیسے مسائل پر ابھی سمجھوتہ نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے یہ نظام رائج نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ وفاقی حکومت نے ابھی تک سال 11-2010 میں اکٹھا ہونے والے خدمات پر ٹیکس کو صوبوں میں تقسیم نہیں کیا۔ پہلے دو ماہ میں خدمات سے تقریباً 8.5۔ارب روپے ملنے کا امکان تھا لیکن ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔ جونہی یہ مسئلہ حل ہو گا حکومت

پنجاب کو اس مد میں وفاقی حکومت سے اپنا حصہ وصول ہو جائے گا جس سے ٹیکسوں کی اصل وصولی اور ٹیکسوں کی وصولی کے ہدف کے درمیان تفاوت کم سے کم ہو جائے گا۔ دیگر تمام ٹیکسز کی وصولی ہدف کے قریب ہے اور حکومت نے سال 11-2010 کی پہلی سہ ماہی میں پچھلے سال سے 13.472 فیصد ٹیکس زیادہ اکٹھا کیا ہے لہذا صوبائی ریونیو میں کمی GST on services کی وجہ سے ہے جس کی تقسیم وفاقی حکومت نے ابھی تک نہیں کی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! مجھے علم ہے کہ اس کے بعد اس پر بحث نہیں کی جا سکتی لیکن چونکہ آخر میں استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں اس پر بحث کے لئے اجازت دی جائے۔ لاء منسٹر صاحب نے میری تحریک پر جواب فرما دیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ میری اس تحریک کو dispose of کرنے کی بجائے اس کو باضابطہ طور پر منظور کر لیں چونکہ کم ریونیو collect کرنے والے ہر صوبے کو divisible pool میں سے cut لگتا ہے جو کہ صوبہ پنجاب کی عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو جاتی ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اسے بحث کے لئے منظور فرما لیا جائے اور اس پر اپوزیشن کے علاوہ حکومتی بنچوں کے لوگ بھی اپنی تجاویز دیں کہ کس طریقے سے ریونیو بہتر collect کیا جا سکتا ہے۔ اس کی سو فیصد collection ہونی چاہئے تاکہ federating units کو جو cut لگتا ہے وہ پنجاب کو نہ لگے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری محترم قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش ہو گی کہ یہ وفاقی حکومت اور وفاقی collection سے متعلق معاملہ ہے۔ پارلیمنٹ میں قائد حزب اختلاف کی پارٹی کو نمائندگی حاصل ہے لہذا اس معاملے کو وہاں پر اٹھایا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ کی جو رولنگ آئے گی میں اسے تسلیم کر لوں گا۔ میں نے بھی عرض کر دیا انہوں نے بھی جواب دے دیا ہے لیکن یہ مرکز اور صوبے میں اکٹھے بیٹھے ہوئے کسی ناشتے پر خود ان سے بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو اپنے طور پر کرتے ہوں گے لیکن آپ نے تو اس بارے میں کوئی assurance نہیں دلوائی۔ not pressed لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔جی، صاحبزادی نرگس صاحبہ!

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! آج کل جو گیس کی لوڈ شیڈنگ شروع ہے میں اس طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ میرا تعلق گجرات سے ہے وہاں گیس صبح ساڑھے چھ بجے جاتی ہے اور رات بارہ بجے آتی ہے۔ صبح بچوں کے سکول جانے اور دفاتر کا ٹائم ہوتا ہے لیکن گیس پورا دن بند رہتی ہے۔ کوئی شیڈول نہیں، کوئی چیک کرنے والا نہیں اور کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ پہلے تو مہنگائی نے جان عذاب میں ڈالی ہوئی تھی اور اب جو لوگ مر کر اپنے لئے کوئی چیزیں خریدتے ہیں تو اس حکومت نے وہ پکانے کا بندوبست بھی بند کر دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس حکومت نے جن دعوؤں پر، جن وعدوں پر عوام سے ووٹ لئے ہیں کہ آئندہ بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ ختم کر دی جائے گی۔ اب تین سال ہونے کو ہیں لیکن حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں یہ مسئلہ کب حل ہو گا، کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور اس کا کون جواب دہ ہے؟

جناب سپیکر: یہ وفاقی issue ہے اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! یہ وفاقی issue ہے لیکن میں پنجاب کے حوالے سے بات کروں گی۔

جناب سپیکر: وہ اپنے طور پر کوشش کر رہے ہیں۔

محترمہ قمر عامر چودھری: وہ کیا کوشش کر رہے ہیں؟ میری یہ گزارش ہے کہ گیس کے گھریلو اور کمرشل کنکشن الگ الگ کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سنی گئی ہے۔ میرے خیال میں یہ میڈیا میں آ جائے گی۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! گھریلو صارفین کو کیوں تنگ کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: اچھی بات نہیں ہے۔

محترمہ قمر عامر چودھری: جناب سپیکر! اتنی زیادہ سردی ہے لیکن گیزر بند ہو گئے ہیں۔ اب ہیٹر چل سکتے ہیں نہ چولہے جل سکتے ہیں۔ پینے کے لئے چائے نہیں ہے، لوگ کیا کریں اور ہم یہاں پر کیا کرنے آئے ہیں؟

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! چودھری غفور صاحب سے کہیں کہ وہ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ یہ آپ سے متعلق نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟ چودھری صاحب! جو آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں ان کو تھوڑا تھوڑا پڑھایا بھی کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! ہم نے آپ سے سیکھنا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرے ساتھیوں کے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ پچھلے دنوں چیف ایگزیکٹو آف پنجاب کا ہم نے اخباری بیان پڑھا تھا اور ٹیلی ویژن پر بھی آیا تھا، انہوں نے کہا کہ پنجاب کے ساتھ گیس کے حوالے سے ایک discriminatory سلوک ہو رہا ہے۔ گو یہ معاملہ مرکز سے متعلقہ ہے لیکن انہوں نے اس لئے بات کی ہے کہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو نے پنجاب کے حقوق کے لئے اپنا رونا رویا ہے۔

جناب سپیکر: جی، notice میں آگیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! (ن) لیگ مرکز میں ناں ناں کرتی ہے اور یہاں ہاں ہاں کرتی ہے۔ہر بات کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ فیڈرل کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس کو سیاست میں نہ لپیٹیں، بڑی مہربانی۔ آپ میرا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟ محترمہ آپ کو اجازت نہیں ہے۔ محترمہ! آپ بیٹھیں۔ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ محترمہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔آپ کی بات ہو گئی ہے۔قائد حزب اختلاف نے بھی بات کر لی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار صاحبزادی نرگس ظفر صاحبہ کی ہے، کیا وہ تشریف فرما ہیں؟ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے ان کی یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 725، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 727، سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔۔۔شاہ صاحب تشریف نہیں رکھتے، نہ ہی ان کی طرف سے مجھے کوئی اطلاع دی گئی ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 730، ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی ہے۔۔۔وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے ان کی تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک طاہر احمد سندھو

صاحب کی ہے۔۔۔وہ بھی تشریف نہیں رکھتے،اس لئے ان کی تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 746/10 اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔

صوبہ میں ڈینگی بخار کے مریضوں میں مسلسل اضافہ

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق "لاہور سمیت پنجاب بھر میں ڈینگی بخار کے مریضوں میں مسلسل اضافہ "مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں ڈینگی بخار مسلسل تیزی سے بڑھ رہا ہے۔لاہور سمیت دوسرے شہروں میں ڈینگی وائرس کا شکار ہونے والوں کی تعداد 429 ہو گئی ہے اور اس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔لاہور میں اس وقت تک 344 افراد ڈینگی بخار کا شکار ہو چکے ہیں۔مذکورہ صورتحال کے پیش نظر پنجاب کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم و غصہ اور بے چینی پائی جا رہی ہے۔لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ سال رواں کے دوران بارشوں کے زیادہ ہونے اور موزوں درجہ حرارت کی وجہ سے مچھروں کی افزائش میں اضافہ ہوا،یہی وجہ ہے کہ ڈینگی بخار کے مریضوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔محکمہ صحت پنجاب نے بروقت اقدامات کر کے پنجاب بھر کے اضلاع میں مؤثر سپرے،علاج و معالجہ کا بندوبست کیا ہے جس کی وجہ سے اس مرض کی شدت بتدریج کم ہو رہی ہے۔محکمہ صحت پنجاب کی طرف سے عوام الناس کو ڈینگی بخار کی پہچان اور بچاؤ کے طریقوں کے متعلق آگاہ کرنے کے لئے مہم بھرپور طریقے سے چلائی گئی جس کی وجہ سے جونہی لوگوں کو کسی قسم کے بخار کی شکایت ہوتی ہے تو وہ ہسپتال کا رُخ کرتے ہیں،اپنا خون test کرواتے ہیں اور ڈینگی بخار کی تصدیق کے بعد علاج کروا لیتے ہیں۔مزید برآں محکمہ صحت کا information system بہتر ہونے کی وجہ سے مریضوں کے اعداد و شمار فوری طور پر منظر عام پر آ جاتے ہیں۔صوبہ پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں بالخصوص تدریسی ہسپتالوں میں ڈینگی بخار کی مفت تشخیص اور علاج کی سہولت میسر ہے۔اس سلسلے میں الگ سے Wards قائم ہو چکے ہیں۔ڈینگی بخار کی وجہ سے صوبہ بھر میں تاحال صرف چار اموات رپورٹ ہوئی ہیں جن میں سے دو کا تعلق راولپنڈی،

ایک کا جہلم اور ایک کا چکوال سے ہے۔یہ شرح اموات دوسرے امراض کی نسبت بہت کم ہے۔اس سال کا پہلا ڈینگی کیس 13-08-2010 کو چلڈرن ہسپتال لاہور سے report ہوا۔اُس وقت سے لے کر آج تک جتنے بھی cases report ہوئے اس حوالے سے محکمہ صحت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی غفلت نہیں کی گئی۔ان تمام ڈینگی کے مریضوں کے گھروں اور گرد و نواح میں فوری طور پر مچھر مار سپرے کیا گیا اور لوگوں کو health education دی گئی۔یہی وجہ ہے کہ اس مرض کی شدت تیزی سے کم ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ مچھر مار دوائی کا field میں مختلف موقعوں پر test کیا گیا ہے جو کہ کارگر ثابت ہوا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!چیف منسٹر صاحب change ہو گئے ہیں اور اپوزیشن کو کسی نے بتایا ہی نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران رانا محمد ارشد اور جناب اعجاز احمد خان
وزیر اعلیٰ کی نشست پر تشریف فرما تھے)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب تبدیل ہو گئے ہیں اور ہمیں کسی نے بتایا ہی نہیں۔ہمیں تو پتا ہی ابھی چلا ہے کہ جب رانا محمد ارشد یا اعجاز احمد خان،ان دونوں میں سے کوئی ایک چیف منسٹر بنا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات اچھی نہیں ہے۔معزز ممبران کو خود سوچنا چاہئے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی seat پر نہ بیٹھیں۔ Everybody should be careful in future. None will sit there except Chief Minister. میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی تحریک کا بڑی تفصیل سے جواب دے دیا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر!اگر اس کا کوئی مستقل حل نہ نکالا گیا تو پھر آئندہ کے لئے بھی یہ ڈینگی مچھر ہمارے لئے پریشانی کا باعث بنے گا۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون صاحب نے آپ کی بات سُن لی ہے۔اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ہر جگہ مچھر مار سپرے کیا گیا ہے۔میں کہتی ہوں کہ میرے گھر کا لان چار کنال کا ہے،میں نے اپنے علاقے کے محکمہ صحت کے

آفیسر کو بارہا کہا ہے کہ میرے گھر میں سپرے کروایا جائے لیکن آج تک محکمہ صحت کی طرف سے کوئی سپرے نہیں کیا گیا۔ابھی بھی ہمارے علاقے میں لاتعداد ڈینگی کے مریض ہیں۔

جناب سپیکر: اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ! آپ تشریف رکھیں میں نے floor اعجاز احمد کاہلوں صاحب کو دیا ہوا ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا میں دکھا سکتا ہوں کہ اب بھی وہاں پر کافی زیادہ ڈینگی کے مریض زیر علاج ہیں اور وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اگر اس کا کوئی مستقل حل تلاش نہ کیا گیا تو آئندہ کے لئے یہ ڈینگی مچھر ہمارے لئے پریشانی کا باعث ہو گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کی سب باتوں کا جواب آ چکا ہے۔اب تشریف رکھیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 747 بھی اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے اور وہ بھی ڈینگی وائرس کے بارے میں ہے چونکہ اس حوالے سے تفصیل سے پہلے ہی جواب آ چکا ہے اس لئے اس تحریک کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ چکوال میں میرے گھر کا لان چار کنال کا ہے وہاں پر کوئی سپرے نہیں کیا گیا۔ منسٹر صاحب بھی میری بات پر توجہ نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی بات کا نوٹس لیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! چکوال میں ڈینگی بخار کی وجہ سے death بھی ہوئی ہے۔ میرے اپنے گھر کا لان چار کنال کا ہے اور وہاں پر لاتعداد مچھر ہیں۔ میں خود سپرے کر کر کے تنگ آ چکی ہوں۔وہاں پر تمام علاقے کے لوگ self سپرے کر رہے ہیں محکمہ کو کہنے کے باوجود آج تک وہاں پر کوئی سپرے نہیں کیا گیا تو منسٹر صاحب نے کس طرح سے کہہ دیا ہے کہ ہر متاثرہ علاقے میں سپرے کیا گیا ہے لیکن ہمارے علاقے میں تو کوئی سپرے نہیں کیا گیا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! چکوال تو دور ہے یہاں خادم اعلیٰ پنجاب کے اپنے شہر لاہور میں بھی سب جگہوں پر سپرے نہیں کیا گیا۔ دوسرا جو مریض پرائیویٹ ہسپتالوں میں جاتے ہیں ان کو

count نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح پرائیویٹ لیبارٹریز میں جو tests ہوتے ہیں ان کو بھی یہ count نہیں کرتے ہیں۔ خدا جانے یہ کون سے figures لے کر آتے ہیں؟ یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں اور سب figures غلط بتا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ، آپ تشریف رکھیں، بڑی مہربانی۔ دیکھیں، یہ تحریک التوائے کار کا وقت ہے جن بے چاروں کی یہ تحاریک ہیں ان پر آپ کیوں ظلم کر رہے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ سے بولنے کی اجازت چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ تحریک التوائے کار کا وقت ہے۔ جن ممبران کی یہ تحاریک ہیں اُن پر آپ کیوں ظلم کر رہی ہیں۔ پلیز مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اسی سے related بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ اگر میرے بھائی نے ڈینگی سے متعلقہ تحریک پڑھ دی ہے تو میری تحریک بھی اسی issue سے متعلقہ ہے۔ مجھے بھی پڑھنے کی اجازت دیجئے۔

جناب سپیکر: جب ایک پڑھی گئی ہے تو پھر اُس پر بات کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پھر اس کو ایجنڈے پر کیوں لایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جب میں اس پر پہنچوں گا تو پھر آپ بات کیجئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ پڑھ لی گئی ہے اسی لئے تو میں کہہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: ہمیں کیا پتا کہ آپ نے move کرنا ہے یا انہوں نے کرنا ہے۔ کاہلوں صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 749 بھی آپ کی ہے۔

لاہور میں بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کا جھانسہ دینے والے اداروں میں مسلسل اضافہ

جناب اعجاز احمد کاہلوں: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 28۔اکتوبر 2010 کے مطابق لاہور شہر میں موجود مختلف قسم کی jobs فراہم کرنے والے ادارے کام کر رہے ہیں جو ہمارے ملک میں بے روزگار نوجوان نسل سے ایک طرف تو اچھے

خاصے پیسے کھرے کر لیتے ہیں تو دوسری طرف انہیں مختلف دفاتر میں بار بار چکر لگواتے ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے یہ نوجوان job نہ ملنے کی وجہ سے سخت مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لاہور ریلوے سٹیشن، مزنگ، ملتان روڈ اور شاہدرہ چوک میں اس طرح کے بے تحاشا پرائیویٹ بنکس یا ادارے موجود ہیں جو نوجوان نسل کو job دینے کا جھانسہ دے رہے ہیں۔ ایسے نوسر بازوں سے بے روزگار نوجوان نسل کو بچایا جائے۔ مذکورہ تمام تر صورتحال کے پیش نظر لاہور کے عوام میں حکومت کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جا رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کب تک pending کروں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اسے جمعرات تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 753 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔

انتظامیہ کی غفلت اور جدید طریقہ علاج نہ ہونے کی وجہ سے چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کی ہلاکت میں مسلسل اضافہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ وقت مورخہ 31۔اکتوبر 2010 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "علاج نہیں تجربات" چڑیا گھر میں جانوروں کی ہلاکتیں بڑھ گئیں۔ تفصیل یوں ہے کہ چڑیا گھر میں انتظامیہ کی غفلت، ماہرین ویٹرنری کی کمی، سہولیات کا فقدان اور جدید طریقہ علاج نہ ہونے کے باعث جانوروں کی ہلاکتوں میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ بتایا گیا ہے کہ چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کی مسلسل ہلاکتوں کی وجہ سے تیزی سے جانوروں کی کمی ہو رہی ہے اور نئے جانور بھی نہیں منگوائے جا رہے لیکن انتظامیہ کی غفلت اور سہولیات نہ ہونے کے باعث متعدد جانور ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ سب ماہرین ویٹرنری کی کمی کی وجہ سے جانور بیمار

ہونے پر بروقت علاج معالجہ نہ ہونے کی وجہ سے ہلاکتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ پانچ سال سے چڑیا گھر میں صرف دو خواتین ویٹرنری ڈاکٹرز کام کر رہی ہیں۔ جن کی ماہرین ویٹرنری سے جدید علاج معالجہ کے حوالے سے کوئی تربیت نہیں کرائی گئی، صرف وہ تجربات کر رہی ہیں۔ جو جانور بیمار ہوتا ہے اس کی بروقت تشخیص نہ ہو سکنے کی وجہ سے، اس کا براہ راست علاج بطور تجربہ کیا جاتا ہے۔ عام ادویات اور انجکشن استعمال کئے جاتے ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ چند روز قبل فیلو اور چنکارہ ہرن کی ہلاکت بھی انتظامیہ اور ڈاکٹرز کی لاپروائی کا نتیجہ ہے لیکن انتظامیہ اس بات کو خفیہ رکھنا چاہتی تھی۔ اس سے قبل شیرنی کے تین بچوں، 8 وائیٹ ٹائیگرز، چمپنزی، رومیو، اڑیال، زرافہ، مگرمچھ، زوسفاری پارک سے علاج کے لئے منگوائی گئی شیرنی اور اس کے بچوں کی ہلاکتیں بھی مناسب علاج معالجہ نہ ہونے اور انتظامیہ کی لاپروائی و غفلت کا نتیجہ ثابت ہو چکی ہے۔ چڑیا گھر میں اس وقت تربیت یافتہ ویٹرنری ڈاکٹرز ہیں اور نہ ہی صوبائی دارالحکومت میں ایسی ویٹرنری لیبارٹری ہے جس کے ذریعہ جانوروں کے ٹیسٹ کئے جا سکیں۔ محکمہ وائلڈ لائف کروڑوں روپے اس مد میں رکھتا ہے، جس میں جانوروں کی ادویات اور دیگر سہولیات دینے کے لئے شامل ہیں لیکن انتظامیہ کی غفلت کے باعث ایسا نہیں ہو پارہا اور مسلسل جانوروں کا علاج ہونے کی بجائے وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اس کو جمعرات تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک بھی جمعرات تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 756 بھی محترمہ زوبیہ رُباب ملک صاحبہ کی ہے۔

فنڈز کی کمی کی وجہ سے سماجی بہبود کے پراجیکٹس التواء کا شکار

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "وقت" مورخہ 28۔اکتوبر 2010 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "سماجی بہبود کا ادارہ بھی

غریب، ترقیاتی منصوبے کھٹائی میں" تفصیل یوں ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر فنڈز کی کمی کے باعث سماجی بہبود سے متعلق متعدد پراجیکٹس شروع کرنے سے قاصر ہو گیا جبکہ جاری پراجیکٹس بھی سست روی کا شکار ہونے کے باعث التواء میں پڑے ہیں، گزشتہ مالی سال بھی محکمہ کو فنڈز کی کمی کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے گزشتہ مالی سال کے دوران محکمہ سماجی بہبود کے جاری پراجیکٹس کا کام صرف 20 فیصد مکمل ہو سکا اور 25 فیصد استعمال ہو سکا اور محکمہ کو مختص شدہ فنڈز کا بڑا حصہ جاری ہی نہیں کیا گیا۔ اگر ہم محکمہ سماجی بہبود کی کارکردگی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 10-2009 میں 90 کروڑ روپے کے فنڈز مختص کئے گئے، جن میں سے صرف 20 کروڑ روپے استعمال ہوئے۔ فنڈز کی بروقت فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے سوشل ویلفیئر کے 8 جاری پراجیکٹس کا کام التواء کا شکار ہو گیا۔ وہاں سماجی بہبود کے اداروں میں مقیم خواتین، بچے و بوڑھے اور سپیشل افراد بھی سہولیات سے محروم ہیں۔ یہی نہیں فنڈز کی کمی کی وجہ سے 28 دارالامان کی بلڈنگز کی تعمیر، پنجاب بھر میں عافیت گاہوں، چمن، گہوارہ اور دارالفلاح جیسے اداروں کا قیام شامل ہیں کو نئے سرے سے شروع کرنے کا فیصلہ بھی نہیں ہوا اور جو ادارے موجود ہیں وہ فنڈز کی کمی کے باعث سہولیات کے فقدان کا شکار ہیں اور صورتحال یہ ہے کہ ایک کمرے میں چار سے چھ افراد کو اکٹھا رکھا جا رہا ہے، ان کو علاج و معالجہ کی سہولت ہے اور نہ ہی کوئی ڈاکٹر ہے۔ محکمہ کے ابتر حالات اور مایوس کن کارکردگی کو چھپانے کے لئے الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے نمائندوں کو اداروں کے اندر جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ بحیثیت عوامی نمائندہ میرا فرض ہے کہ اس محکمہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے اور دگرگوں حالات کو اسمبلی کے Floor پر لاؤں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: کیا اس کو pending کرنے کی ضرورت ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان تمام تحاریک کے notices اسی اجلاس میں موصول ہوئے ہیں اس لئے ان کے جوابات ابھی تک موصول نہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو بھی جمعرات تک کے لئے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 758 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔

خاتون ٹیچر کی عدالت سے بحالی کے باوجود ایل ڈی اے کا بحال کرنے کی بجائے تشدد کا نشانہ بنانا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29-اکتوبر 2010 کو دنیا نیوز چینل نے یہ خبر بار بار نشر کی کہ LDA کے سکیورٹی گارڈز نے معمر خاتون سکول ٹیچر پر وحشیانہ تشدد کیا اور اس کے کپڑے پھاڑ دیئے، اس واقعہ کی رپورٹنگ کرنے والے رپورٹر اور کیمرہ مین کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ تفصیل یہ بتائی گئی ہے کہ ایک LDA سکول کی خاتون ٹیچر جس کو معطل کر دیا گیا تھا وہ اپنی معطلی کے خلاف عدالت میں چلی گئی، عدالت نے اس معطل خاتون ٹیچر کو بحال کر دیا، وہ اپنی بحالی کے کورٹ کے احکامات اعلیٰ حکام کے پاس لے کر گئی۔ اس خاتون ٹیچر کی دوبارہ بحالی پر Joining report نہیں لی جا رہی تھی اس لئے وہ D.G. LDA کو ملنے ان کے دفتر گئی تو اس کو سکیورٹی گارڈ نے دفتر جانے سے روک دیا۔ خاتون ٹیچر نے دفتر جانے کی ضد کی تو سکیورٹی گارڈ نے سر عام اس پر وحشیانہ تشدد کرنا شروع کر دیا۔ اس کو گھسیٹتے ہوئے سڑک پر پھینک دیا اور یہ منظر ہر راہ گیر نے دیکھا۔ اسی اثنا میں وہاں سے دنیا نیوز چینل کے رپورٹر کا گزر ہوا اس نے تمام ماجرہ جاننے کی کوشش کی اور اس واقعہ پر رپورٹنگ کرنا شروع کر دی جس پر سکیورٹی گارڈز نے غصہ میں آکر دنیا نیوز کے رپورٹر اور کیمرہ مین کو تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ یہ وحشیانہ تشدد پورے ملک سمیت پوری دنیا نے دیکھا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابھی تک مقامی پولیس نے اصل ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ آج عدلیہ آزاد ہے اور فیصلہ کرتی ہے کہ مظلوم کو اس کا حق دیا جائے۔ ایک خاتون ٹیچر جس کو عدالت نے بحال کر دیا اس پر LDA کے اعلیٰ حکام نے عملدرآمد کرنے کی بجائے الٹا خاتون ٹیچر پر تشدد کرانا شروع کر دیا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے قانون نام کی کوئی چیز نہ ہے۔ عدالت کے فیصلہ کا احترام ہے اور نہ ہی خواتین کا۔ ایل ڈی اے کے سکیورٹی گارڈز کے اس وحشیانہ تشدد کو دیکھ کر پورے صوبہ میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ اسمبلی فوری طور پر دخل اندازی کر کے اصل حقائق سامنے لائے اور ذمہ داران کے خلاف قرار واقعی سزا دی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے ذریعے جس واقعے کو اٹھایا گیا ہے اس کی مکمل انکوائری کی گئی تو جو سکیورٹی گارڈز تھے اور جنھوں نے اپنے اختیارات سے تجاوز یا وہاں پر اس خاتون کے خلاف طاقت کا استعمال کرنا پایا گیا ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی ہوئی۔ وہاں ایف آئی اے کے ڈائریکٹر یا ڈی جی ایل ڈی اے کا کسی قسم کا اختیارات سے تجاوز کرنا نہیں پایا گیا۔ اس سلسلے میں دنیا چینل کے جن رپورٹر اور کیمرہ مین کے ساتھ یہ واقعہ ہوا تھا تو اس سلسلے میں بھی معاملہ افہام و تفہیم سے ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری تحریک میں ہر گز یہ ذکر نہیں ہے کہ ڈی جی صاحب اس واقعے میں ملوث ہیں۔ وہ خاتون تو ڈی جی سے ملنے گئی تھی کیا اسے بحال کر دیا گیا ہے، وہ خاتون joining کے لئے گئی تھی کیا اسے join کرا لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو سوال آئے گا۔ انھوں نے کارروائی کی ہو گی اور بعد میں پھر یہ معاملہ افہام و تفہیم سے حل ہو چکا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! رانا صاحب جواب دیں کہ کیا اس عورت کو واپس اس سکول میں appoint کر دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: اس بارے میں تو وہ پتا کر کے ہی بتا سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی joining کے معاملے میں complications تھیں اور جس order کا یہ حوالہ دے رہی ہیں اس کے تحت اس کی joining نہیں بنتی تھی اس لئے اسے join نہیں کیا گیا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے پتا ہے میں اس خاتون کو خود ملی ہوں۔ وہاں پر favoritism چل رہا ہے اور وہ خاتون بے چاری رو رو کر یہی فریاد کر رہی ہے کہ مجھے کورٹ کے orders آ چکے ہیں پھر کیا complications ہیں، کیا کورٹ نے غلط فیصلہ دیا ہے، کورٹ کے فیصلے کو کیوں نہیں مانا جا رہا اور کس کے ذریعے کورٹ کا فیصلہ منوایا جائے؟

جناب سپیکر: یہ نہیں ہو سکتا کہ کورٹ کے فیصلے کو نہ مانا جائے۔ یہ ناممکن بات ہے۔ وہ criteria پر پوری نہیں اتر رہی ہوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کو حقائق کا صحیح طور پر علم نہیں ہے۔ اگر کورٹ کا فیصلہ ان کے پاس ہے تو انھیں کسی اور جگہ احتجاج کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ توہین عدالت میں چلی جائیں۔ ان کے پاس کورٹ کا فیصلہ ہی نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اسی طرح ہو رہا ہے اور بے چارے لوگ اسی طرح مارے مارے پھر رہے ہیں۔ وہاں favoritism چل رہا ہے۔ ڈی جی صاحب اس کو واپس join نہیں کرانا چاہ رہے۔ کورٹ کے احکامات کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور کورٹ کے احکامات کی کوئی عزت نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: آپ تو خود تسلیم کر رہی ہیں۔ اب عدلیہ آزاد ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر: یہ بات نہیں ہے۔ وہ توہین عدالت کے لئے جائیں اور وہاں سے اپنا کام لیں۔ اب اس تحریک التوائے کار کو 83c کے تحت dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 765 میاں نصیر صاحب کی ہے۔

لاہور شہر میں مغلیہ فن تعمیر کا نادر نمونہ مسجد وزیر خان محکمہ آثار قدیمہ کی غفلت کے باعث خستہ حالی کا شکار

میاں نصیر احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 26۔اکتوبر 2010 شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق "لاہور شہر میں مغلیہ فن تعمیر کا نادر نمونہ مسجد وزیر خان محکمہ آثار قدیمہ کی غفلت کے باعث خستہ حالی کا شکار، مسجد کے پانچوں محرابوں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں اور مسجد کے دائیں جانب والے مینار کے قریب بارش کا پانی جانے کی وجہ سے فرش کئی فٹ نیچے بیٹھ گیا ہے جبکہ مسجد کے متعدد کمروں کی دیواروں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں اور مسجد کے محرابوں اور دیواروں کا آرائشی کام بھی خراب ہو چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تین سال قبل محکمہ آثار قدیمہ اور ورلڈ بنک والوں نے مسجد کی تعمیر و مرمت کا اعلان کیا تھا جو ابھی تک شروع نہیں ہو سکا حالانکہ محکمہ آثار قدیمہ والے مسجد کی وڈیو بنا کر بیرون ملک دکھا کر فنڈز حاصل کرتے ہیں مگر مسجد کی تعمیر و مرمت کے حوالے سے کوئی پیش رفت نہ ہے۔ مسجد وزیر خان کے قریبی رہائشیوں کا موقف ہے کہ مسجد رائزنگ ڈیمپ کا شکار ہے جس سے پانی زمین سے رس کر اوپر آ رہا ہے اور رائزنگ ڈیمپ کو دور کئے

بغیر کسی بھی قسم کا آرائشی کام یا کنزرویشن کچھ عرصہ بعد از خود خراب ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مسجد کا تعمیراتی حسن خراب ہو رہا ہے۔ اتنی تاریخی اور شاہکار مسجد کی زبوں حالی پر صوبہ بھر کے مسلمانوں میں شدید پریشانی کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کے بارے میں ملک محمد وارث کلو مجلس استحقاق کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق برائے سال 09-2008 اور 2010 سیکرٹری صحت کی غیر حاضری کے معاملے کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں

"تحاریک استحقاق نمبر 35 بابت سال 2008، 9 بابت سال 2009، 2,19,25 بابت سال 2010 اور The matter of absence of Secretary to Government of Punjab Health Department کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش ہوئیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق برائے سال 09-2008 اور 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"تحاریک استحقاق نمبر 6 اور 51 بابت سال 2008، 23,25,28,31,42,50,57 اور 60 بابت سال 2009، 1,5,8,10,11,20,21,23,24,25,28,31 اور 33 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-فروری 2011 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 6 اور 51 بابت سال 2008، 23,25,28,31,42,50,57 اور 60 بابت سال 2009، 1,5,8,10,11,20,21,23,24,25,28,31 اور 33 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-فروری 2011 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 6 اور 51 بابت سال 2008، 23,25,28,31,42,50,57 اور 60 بابت سال 2009، 1,5,8,10,11,20,21,23,24,25,28,31 اور 33 بابت سال 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-فروری 2011 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون اسمبلی کی مجالس میں ترامیم کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ رانا صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

مجالس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی میں خالی نشستوں کو پُر کرنے کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ میں جناب اللہ وسایا عرف چنو خان لغاری سابق ایم پی اے پی پی۔259 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سفینہ صائمہ کھر ایم پی اے W-338 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں محترمہ آمنہ خان سابق ایم پی اے ڈبلیو۔361 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ حمیرا اویس شاہد ایم پی اے ڈبلیو۔361 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (1)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ میں جناب اللہ وسایا عرف چنو خان لغاری سابق ایم پی اے پی پی۔259 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سفینہ صائمہ کھر ایم پی اے W-338 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں محترمہ آمنہ خان سابق ایم پی اے ڈبلیو۔361 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ حمیرا اویس شاہد ایم پی اے ڈبلیو۔361 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ میں جناب اللہ وسایا عرف چنو خان لغاری سابق ایم پی اے پی پی۔259 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ سفینہ صائمہ کھر ایم پی اے W-338 اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی میں محترمہ آمنہ خان سابق ایم پی اے ڈبلیو۔361 کے استعفیٰ سے خالی ہونے والی نشست پر محترمہ حمیرا اویس شاہد ایم پی اے ڈبلیو۔361 کو منتخب قرار دیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر ضروری اشیاء کی مہنگائی اور امن عامہ پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز گزشتہ اجلاس میں متعلقہ وزراء کی تقاریر سے ہوا تھا اور بہت سے معزز ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا تھا تاہم وقت کی کمی کی وجہ سے متعلقہ وزراء اس بحث کو wind up نہیں کر سکے تھے۔ آج بھی انہی موضوعات پر بحث ہو گی اور جو معزز ممبر ابحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔ اس کے بعد متعلقہ وزراء wind up کریں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے بھی حصہ لینا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے بھی بولنا ہے۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! اب آپ مہربانی کریں کیونکہ آپ بہت کچھ بول چکے ہیں اور بولتے ہی رہتے ہیں۔ شیخ صاحب! آپ بھی مہربانی فرمائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے last time بھی یہی کیا تھا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، پھر ہمارے پاس ٹائم نہیں ہو گا اور میں اس بحث کو آٹھ بجے ختم کر دوں گا۔ شیخ صاحب! کیا آپ نے پہلے ٹائم لیا تھا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے نہیں لیا تھا۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے price hike پر ٹائم لینا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے پہلے ٹائم نہیں لیا تھا۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب بولیں گے اور وارث کلو صاحب نہیں بولیں گے۔ ثناء اللہ مستی خیل صاحب موجود نہیں ہیں، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ، میاں نصیر صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب بولیں گے۔ میں تمام ممبران کو صرف پانچ پانچ منٹ بولنے کی اجازت دوں گا اس سے زیادہ ٹائم نہیں ملے گا۔ ان ممبران کے علاوہ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ، رائے محمد شاہجہاں صاحب، احمد خان بلوچ صاحب اور اعجاز احمد کاہلوں صاحب بولیں گے۔ آٹھ ممبران حکومت کی طرف سے آ گئے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے عامر سلطان چیمہ صاحب موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، خدیجہ عمر صاحبہ اور سیمل کامران صاحبہ بولیں گی۔ ہم بحث کا آغاز چودھری ظہیر الدین صاحب سے کرتے ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے چٹ بھیجی تھی لیکن آپ نے نام ہی نہیں بولا۔

جناب سپیکر: میرے سوہنے! اگر میرے پاس نام ہوتا تو میں آپ کا نام کیوں چھپاتا؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے اپنے نام کی چٹ بھیجی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے بھی اپنے نام کی چٹ بھیجی تھی۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ اعجاز خان صاحب اور منڈا صاحب کی چٹ ابھی میرے پاس آئی ہے لہذا آپ دونوں صبر کریں۔ اعجاز خان صاحب نویں نمبر اور منڈا صاحب دسویں نمبر پر ہیں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے پہلے بھی point scoring کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کے پاس ایک منٹ کے لئے صرف مشاورت کے لئے گیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ اُس سیٹ پر نہیں بیٹھتے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ مجھے اس بات کا بخوبی ادراک ہے کہ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی سیٹ کا کیا تقدس ہے اور میری سیٹ کون سی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہاں پر substantial issues پر ہی بات کی جانی چاہئے۔ اب انہوں نے پھر یہ بات repeat کر دی ہے تو میرے خیال میں ان کی یہ صحت افزا سوچ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بس آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ جی، چودھری صاحب! شروع کریں۔

MRS SEEMAL KAMRAN: Point of explanation!

جناب سپیکر: جی، آپ چودھری صاحب کو بولنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! غلط ہونے پر نشاندہی کرنا ہمارا right ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں اور چودھری صاحب کو بولنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ یہ بیٹھ سکتے تھے، وہ بنچ سارا خالی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ چودھری صاحب کو بولنے دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وہ تو بول لیں گے۔ آپ اس طرح کے attitude کو kindly condemn کیا کریں۔ ایک تو یہ غلط کام کرتے ہیں اور پھر اس کو defend کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب والا سارا بنچ خالی تھا وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے۔

جناب سپیکر: غلطی ہو جاتی ہے، بس اب آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں چند ایک موضوعات پر debate کے لئے ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا جس میں یہ بھی طے پایا کہ جو ممبران تقاریر کرنا چاہتے ہیں خواہ وہ تھوڑے ہوں یا زیادہ تو وہ اتنے ہی موجود ہوں لیکن کابینہ کے اشخاص کو موجود ہونا چاہئے۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج صبح سے ہی ایسی صورتحال رہی کہ ایک یا دو منسٹر صاحبان یہاں پر تشریف فرما تھے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر ایک بھی ہو تو کافی ہوتا ہے جو حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر 1/40 سے کام نہیں چلتا کیونکہ یہاں پر 40 کے قریب portfolios ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ اس کو چھوڑ دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بہر حال یہ ہمارے تحفظات ہیں جس کا ہم اظہار کر دیتے ہیں۔

MR SPEAKER: Thank you for the correction.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اُس دوران ادھوری بحث کے بعد چونکہ wind up بھی نہیں کیا گیا تھا اس لئے یہ باتیں میری تقریر کا ہی حصہ ہیں۔ یہاں پر یہ روایت رہی ہے کہ جب بحث ہوتی ہے تو اس کو conclude کئے بغیر جو تجاویز دی جاتی ہیں، نقائص نکالے جاتے ہیں یا موقع پر صورتحال کے مطابق حکومتی یا اپوزیشن کے ممبران جب بات کرتے ہیں تو متعلقہ منسٹر یا تو اُس پر contradict کرتے ہیں یا پھر تجاویز کو آگے لے کر جاتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمیں بہت سے portfolios پر یہ سمجھ ہی نہیں آتی کہ کون سے منسٹر اس کے متعلقہ ہیں اور کون اس issue کے بارے میں جواب دے رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی نے عام آدمی کو عزت سے جینا مشکل کر دیا ہے۔ میں پاکستان خصوصاً پنجاب کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ میں پنجاب میں بستا ہوں کہ پنجاب ایک reactionary عمل کے ذریعے کمزور ہوتا نظر آ رہا ہے۔ خودکشیاں چونکہ حرام ہیں لیکن مہنگائی، بے روزگاری اور غربت کے مارے لوگ جب خودکشی کرتے ہیں تو اُن میں ایمان کی کمزوری ہوتی ہے لیکن ہم بھی یہاں اسمبلیوں میں بیٹھے اُن تمام لوگوں کا حصہ ہیں۔ جب ڈکیتیاں، road side robberies اور چوریاں بڑھتی ہیں تو یہ ایک معاشرتی بات ضرور ہے لیکن آ جا کر یہ چیزیں مہنگائی اور غربت کی وجہ سے آگے بڑھتی ہیں۔ گزشتہ اجلاس سے اب تک 41 روز گزر گئے ہیں اور ان 41 دنوں کے دوران چینی نے غریب کا چین چھینے رکھا ہے۔ -/28 روپے کلو والی چینی -/125 روپے تک بکتی رہی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تمام قومی اخبارات میں حکومت پنجاب کی طرف سے یہ بتایا گیا ہے کہ چینی کی قلت کی وجہ سے یہ مہنگی بک رہی ہے۔ یہاں پر میں ایک نکتہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس چیز کی قلت ہوتی ہے اور جس کی کمی ہوتی ہے وہ ناپید ہوتی ہے جو کسی بھی قیمت پر ملا نہیں کرتی لیکن یہاں پر چینی عدلیہ اور ہائیکورٹ کی طرف سے مقرر کردہ قیمت پر -/45 روپے کے حساب سے نہیں بلکہ -/125 روپے کے حساب سے جتنی مرضی خرید لیں۔ چینی کی کمی نہیں ہے لیکن لوگوں کی قوت خرید سے باہر ہے

یہاں cartel system ہے اور یہ cartelization کے تحت سب کچھ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے چینی کی قیمت اتنی زیادہ ہوئی ہے۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عدالت میں یہ بتایا گیا کہ صوبہ پنجاب میں چینی کی قیمتوں میں بحران پیدا کرنے والے 104 لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صوبہ کے 8/9 کروڑ لوگوں کو لوٹنے والے یہ 104 لوگ کون ہیں ان کے نام ابھی تک منظر عام پر نہیں آئے اور ان میں سے کتنے ملز مالکان ہیں، کتنے سٹاک ہولڈر ہیں اور کتنے بلیک مارکیٹرز ہیں؟ یہاں پر صرف کسی محلہ کے چھوٹے چھوٹے دکانداروں کو پکڑ کر جن کا total جو lock stock barrel اپنی دکان کے اندر رکھا ہوا چند ہزار سے زیادہ نہیں ہوتا اور یہ خانہ پری کی گئی ہے۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم جو دعوے کرتے ہیں تو ان کا اگر 50 فیصد بھی پورا کیا جائے تو یہ عمل کسی نہ کسی طرف چل پڑے۔ آج یہاں پر اتفاق سے وزیر خوراک "اتفاق" سے میں نے اتفاقاً نہیں کہا بلکہ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج یہ یہاں پر تشریف فرما ہیں تو چینی کی قیمت عدلیہ نے -/45 روپے فی کلو مقرر کی تو انہوں نے ٹی وی پر آکر سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا کہ کسی اور صوبے میں فروخت ہو نہ ہو ہم صوبہ پنجاب میں اس حساب سے فروخت کروائیں گے تو کب فروخت ہوئی، کیوں نہیں فروخت ہوئی؟ یہ صوبہ پنجاب کے عوام جاننا چاہتے ہیں لیکن اسے -/72 روپے فی کلو پر لے جانے کے لئے کون سے فورم پر فیصلہ ہوا؟ کس نے اسے authorized کیا اور کیسے یہ فیصلہ ہو گیا کہ -/72 روپے فی کلو فروخت ہو گی؟ آج بیان آیا ہے کہ -/72 روپے فروخت کو یقینی بنایا جائے گا۔

جناب والا! عدلیہ کے فیصلے کو کیوں نہیں یقینی بنایا گیا یہ -/72 روپے کلو فروخت کو یقینی بنانے کے لئے سارا کچھ کیا گیا ہے اور عوام یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ اپنے سٹاک بیچنے کے لئے -/125 روپے کا ڈرامہ رچایا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ -/72 روپے کی قیمت بھی پنجاب سے نکلی ہے اور افسوس کی بات ہے کہ بغیر کسی فورم کے، بغیر کسی authorization کے اور چاروں صوبوں کے بنے ہوئے فیڈریشن یونٹ کے بغیر یہ ہوا ہے لیکن پنجاب کے وزیراعلیٰ نے یہاں پر اپنی طرف سے فیصلہ کر لیا کہ چینی -/72 روپے فی کلو فروخت ہو گی اور دوسرے چاروں صوبوں کے عوام پر بھی یہ تلوار چل گئی جو پنجاب کے عوام پر چل رہی تھی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اب باہر کی چینی بھی آ چکی ہے اور گنے کی کرشنگ بھی شروع ہو چکی ہے تو یہ cartelization کا کام ہو رہا ہے اور وزیر خزانہ

صاحب نے کہا ہے کہ چینی دوسرے صوبوں اور افغانستان میں بھی ٹرانسپورٹ ہو رہی ہے اور ان کا یہ بیان اخبار میں آیا ہے۔ اگر یہ ہو رہی ہے تو اس سے پنجاب کے اندر مہنگائی کا طوفان آیا ہوا ہے تو محکمہ کیا کر رہا ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مہنگائی کا مسئلہ نمبر ایک ہے اور عالمی سروے اور الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کی رپورٹس کے مطابق بڑھتی ہوئی خودکشیوں کے افسوسناک رجحان میں اضافہ اور اپنی زندگی گزارنے کے لئے یہ مسئلہ نمبر ایک پر ہے۔

میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جب بھی ہم اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر ہمیں مالی امداد کی درخواستیں، کسی بھی صورت قرضہ لینے کی درخواستیں اور کسی صورت زندگی کا ناتا قائم رکھنے کے لئے ڈیلی ویجز پر نوکری دلانے کی درخواستیں ہمیں دی جاتی ہیں اور یہ سب کچھ دیکھ کر جب ہم حکومتی کارروائی پر غور کرتے ہیں تو ہمیں صوبہ کے اندر نوکریوں پر پابندی نظر آتی ہے، زکوٰۃ تقسیم ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی، پرائس کنٹرول بورڈ یا کمیٹیاں کہیں نظر نہیں آتیں، کنزیومر کورٹس فنڈز اور عملہ کی کمی کا شکار نظر آتی ہیں، مہنگائی اور چور بازاری ختم کرنے کی کوئی پالیسی نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر! بلدیاتی اداروں سے ہی جمہوریت مکمل ہوتی ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یک قلم اسے ختم کر دینے سے لولی لنگڑی جمہوریت کے سر کو دھڑ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے حالانکہ صوبوں کے اندر ضلعی حکومتوں کو devolution کے ذریعے ملنے والے اختیارات کا فائدہ یہ تھا کہ جب عوام پر مہنگائی یا کوئی اور مسئلہ ہوتا تو وہ فوری طور پر ان کے پاس جا کر انہیں پکڑتے تھے لیکن اب لوکل باڈیز کو ختم کرنے کے بعد جمہوریت کی مہنگائی والی ایک لاش پر بھنبھنانے والی مکھیاں، اگر انہوں نے لوکل گورنمنٹ بحال نہیں کرنی اور الیکشن نہیں کروانے تو کم از کم اس وقت تک ایک یونین کونسل جس کے اندر 13 لوگ ذمہ دار تھے جو لوگوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں اور وہ انہیں بہتر جگہ دکھاتے ہیں اور انہیں یوٹیلٹی سٹورز دکھا دیتے ہیں، ان کو educate کرتے اور ان کی counseling کرتے ہیں تو میری استدعا ہے کہ انہیں بحال کیا جائے ورنہ لوگ مہنگائی کے ہاتھوں تنگ آ کر موجودہ حکمرانوں کے طابوت میں کیل ٹھونکنے کے لئے تیار بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح پنجاب میں ناجائز منافع خور، ذخیرہ اندوز، ملاوٹ کرنے والوں کے لئے، اب یک دم پیاز اور ٹماٹر -/20 روپے سے بڑھ کر -/100 روپے کلو تک فروخت ہو رہے ہیں اور دالوں کے بارے میں آپ کے اور میڈیا کے سامنے اپنے عوام کا رونا روتا ہوں کہ دال ماش -/170 روپے فی کلو، دال مونگ -/136 روپے اور دال چنا -/100 روپے کلو فروخت ہو رہی ہے۔ سستے تنور المعروف

-/2روپے کی روٹی -/5اور -/6روپے میں فروخت ہو رہی ہے اور صبح شام یہ قیمتیں مختلف ہوتی جا رہی ہیں۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہی چیزیں basic ہوتی ہیں اور عوام کی بہت ساری غالب اکثریت کو دوسری چیزوں سے سروکار نہیں ہوتا بلکہ اپنا نان نفقہ چلانے کے لئے جو کچھ کما کر لے آتے ہیں اور پھر مارکیٹ کی طرف دیکھتے ہیں جس پر حکومت کی نظر ہونی چاہئے اور جب حکومت کی نظر سے ان کی قیمتیں نیچے آتی ہیں تو انہیں سکھ کا سانس آتا ہے لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پنجاب حکومت، چیف ایگزیکٹو کی کابینہ اور اعلیٰ افسران کے درمیان مشاورت اور understanding کے فقدان کی وجہ سے صوبہ بد نظمی کا شکار ہے جس کی سزا عوام بھگت رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ یہاں پر اخبار لانا منع ہے لیکن حوالہ کے لئے ایک چھوٹا سا تراشہ میں ساتھ لے آتا ہوں تو ایک ماہ قبل چیف ایگزیکٹو نے بڑے فخر سے کہا تھا کہ پہلی دفعہ پنجاب حکومت 25 ٹن گوشت ملائشیا ایکسپورٹ کر رہی ہے اور کہا ہے کہ ہم یہ ایکسپورٹ بڑھائیں گے جس پر ہم نے ردعمل میں کہا کہ مقامی گوشت پر پہلا حق مقامی لوگوں کا ہے اور آپ نے دیکھا کہ گوشت خریدنا عوام کی قوت خرید سے باہر ہو گیا ہے اور آج یہاں پر اتفاق سے تشریف فرما وزیر خوراک کا بیان "خبریں" اخبار میں شائع ہوا ہے اور انہوں نے خصوصی انٹرویو کے دوران اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ گوشت کی ایکسپورٹ بند کر دینی چاہئے۔ یہ miscoordination چیف ایگزیکٹو کی سوچ اور ان کے وزراء کی سوچ میں اتنا زیادہ تضاد ہے جو کسی قسم کی fruitful activities کو جنم دیتا ہے نہ کسی کنارے لگنے دیتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح 2۔دسمبر کو چیف ایگزیکٹو کا بیان تھا جس میں انہوں نے کہا کہ درآمدی چینی ناقص ہے، باریک ہے اور مٹھاس کم ہے لیکن آج ڈی سی او لاہور نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں بتایا ہے کہ درآمد کی گئی چینی کوالٹی میں بہت بہتر ہے اور یہ مثالی ہے۔ اس confusion کو دُور کیا جائے۔ ڈی سی او، کمشنر، وزراء کچھ کہہ رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کچھ کہہ رہے ہیں۔ مہنگائی کی روک تھام کے لئے چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں اور آج پھر یہاں پر صرف وزیر خزانہ صاحب تشریف فرما ہیں اور بعض اوقات تو ایسا ضرور ہوتا ہے کہ (وزیر خوراک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ نظر آئیں نہ آئیں لیکن جب ہماری تجاویز آتی ہیں تو ہمیں یہ بیٹھے ہوئے نظر آ جاتے ہیں تو ان کا بہت شکریہ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ریاستی طاقت کا بھرپور استعمال اخبارات میں بیانات کی بجائے فیلڈ کے اندر نظر آنا چاہئے۔ چھوٹے

دکانداروں یا چھابڑی فروشوں کو جرمانے کی بجائے بڑی مچھلیوں پر ہاتھ ڈالا جائے۔ بڑی مچھلیوں پر ہاتھ ڈالا جائے جو مہنگائی کے اصل ذمہ دار ہیں۔ متعلقہ افسران اور اداروں کو فعال بنایا جائے۔ سزا اور جزا کا محکمانہ مؤثر نظام وضع کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے آپ کی وساطت سے دوسرے points بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بلدیاتی نمائندے ہی گلی محلہ کی سطح پر مصنوعی مہنگائی روک سکتے ہیں۔ جب تک آئندہ بلدیاتی انتخابات کا شیڈول نہیں آتا بلدیاتی نمائندوں کو بحال کیا جائے۔ میرا تیسرا point یہ ہے کہ کاغذی کارروائی کی بجائے اچھی شہرت والے افراد پر مشتمل پرائس کنٹرول کمیٹیاں یونین کونسلوں کی سطح پر بنائی جائیں اور ان کو فعال کیا جائے۔ Consumers Court کو مطلوبہ فنڈ اور افرادی قوت مہیا کی جائے۔ ان کا دائرہ تمام اضلاع اور تحصیلوں تک بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے عوامی سطح پر تنظیموں اور این جی اوز کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ وزیر خوراک کو کراچی کے ساحل پر سمندر پر بٹھانے کی بجائے ان کو باقاعدہ دفتر میں بٹھایا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ سن رہے ہیں؟ آپ نے جواب دینا ہے، پتا ہے انہوں نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے کہا ہے کہ وزیر خوراک کو سمندر پر بٹھانے کی بجائے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): انہیں اپنے دفتر میں بٹھایا جائے جہاں پر بیچارے درخواست گزار اور طالب جاتے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ سیکرٹریوں اور ذمہ داران کو on board لیا جائے۔ منڈی اور مارکیٹ کمیٹیوں پر نظر رکھنے کے لئے معزز ہاؤس کے ممبرا کو بھی شامل کیا جائے۔ ناجائز منافع خوری کی لعنت کے خاتمے کے لئے سزائیں اور جرمانے بڑھائے جائیں۔ اگر mid term mini Budget اور قیمتوں میں اضافے کے سیلاب آسکتے ہیں تو mid term میں ملازمین کی تنخواہوں میں مہنگائی کے حساب سے عبوری اضافہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ جسے بعد میں بجٹ میں adjust کیا جا سکتا ہے۔ ملازمین کو عبوری مہنگائی کا الاؤنس دیا جائے۔ یہ میری تجویز بھی ہے اور میرا مطالبہ بھی ہے۔ زکوٰۃ کی تقسیم کو یقینی بنایا جائے۔ میں اس کو پھر دہراتا ہوں۔ میں اسے مقرر تجویز کہتا ہوں کہ زکوٰۃ کی تقسیم کو یقینی بنایا جائے تاکہ بیوگان کو کسی حد تک ریلیف مل سکے۔

جناب والا! حکومت اشیائے خورد و نوش کی جو قیمتیں مقرر کرتی ہے اس پر فروخت کو بھی یقینی بنائے۔ اس کے ساتھ ساتھ آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ ہمارے senior citizens جن کی عمر

ساٹھ سال سے زیادہ ہے، ان کے لئے یہاں پر 2008 میں ان کی بچت سکیموں میں سے profit دیا جاتا تھا وہ ایک لاکھ پر چودہ سو روپے تھا۔ اب اس کو اس سال ختم کر کے -/1200 روپے کر دیا گیا۔

جناب والا! یہ وہ دیانتدار لوگ ہیں جنہوں نے چند لاکھ روپے جمع کر کے اپنی پونجی جمع کی ہوتی ہے جو 2008 میں اسی حکومت نے دیا تھا۔ میری استدعا ہے کہ اس کو کم نہ کریں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی بھی پارٹی یا کوئی بھی حکومت اس زعم میں ہے کہ وہ مہنگائی پر قابو نہیں پائے گی، cartel system کو بڑھادے گی، ان کی طرف دیکھے گی بھی نہیں، ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیوں کی جگہ کنگن پہنائے جائیں گے اور اس کے بعد اگلی دفعہ وہ پھر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہوں تو وہ غلط فہمی میں ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ -/100 روپے کی چینی خرید کر کے، -/3300 روپے کی DAP خرید کر کے کوئی پارٹی یا حکومت ووٹ نہیں لے سکتی۔ آپ نے اگر سیاست کرنی ہے اور سیاسی طور پر بھی یہاں زندہ رہنا ہے تو میں آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں، ہم سب ایک جیسے ہیں۔ سیاسی لوگ ہی جب سیاست میں زندہ رہیں گے تو سیاست اور جمہوریت آگے چلے گی۔ میں بہتری کی تجاویز دے رہا ہوں کہ آپ مہنگائی کی طرف توجہ دیجئے۔ ہر کسان کو جس طرح pin down کرنے کے لئے اس کے bide side، اس کے pesticide، اس کی fertilizers اور اس کے بیج جس طرح سے اس کی پہنچ سے باہر چلے گئے ہیں۔ جب ہر چیز اس کی پہنچ سے باہر چلی گئی ہے تو ووٹ تو اس کی پہنچ میں ہے۔ آپ کچھ سوچئے، کوئی مہربانی کیجئے اور ان کو زندہ رہنے کا حق دیجئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اب جو دوسری لاء اینڈ آرڈر کی بحث ہے اس کو بھی ساتھ ہی کر لیں۔ یا ہو گئی مکمل؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وہ علیحدہ ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں وہ بھی کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ!۔۔۔ نہیں ہیں۔ یا شیخ!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے بات شروع کرنے سے پہلے یہ پوچھنا تھا کہ۔۔

جناب سپیکر: سیمل کامران صاحبہ! آپ اس پر پہلے تقریر کر چکی ہیں، آپ اس پر تقریر فرما چکی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے تھوڑی سی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب نہیں۔ بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ فرمائیں تو میں لاء اینڈ آرڈر پر ابھی بات کر لیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی رہنے دیں۔ ابھی تشریف رکھیں۔ میں بھی بیٹھا ہوں، آپ بھی بیٹھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! سیمل کامران صاحبہ جب تقریر کر رہی تھیں وہ ابھی ایک منٹ ہی بولی تھیں تو آپ نے کہا تھا کہ بعد میں بات کر لینا۔ آپ انہیں تھوڑا تھوڑا ٹائم دے دیں لیکن محترمہ کو ٹائم دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، شیخ صاحب! Five minutes. Five minutes mean five minutes.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں پانچ منٹ کی ہی کوشش کروں گا لیکن اب میں صرف تجاویز ہی دوں گا۔

جناب سپیکر: تکلفات کو چھوڑ دیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات صرف اگر پرائیویٹ تعلیمی اداروں سے شروع کی جائے تو آپ یہ دیکھ لیں کہ نرسری کے بچے کی اور میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت لاہور میں ایک بچے کی فیس 70 ہزار روپے تک لی جا رہی ہے۔ اس کا حل ہے لیکن اس کا حل جان بوجھ کر نہیں کیا جا رہا ہے۔ ایک بچے کی فیس 70 ہزار روپے کون سے والدین دے سکتے ہیں مگر یہ سارے کام مجبوری میں ہو رہے ہیں۔ ان کے اوپر آج تک جو کمیٹی بنی اس نے بھی کچھ نہیں کیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ privatization نے اس ملک اور اس قوم کے ساتھ جو ظلم کیا ہے اس کی وجہ سے چینی کا بحران، سیمنٹ کا بحران اور گھی کا بحران قوم کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ یہ کبھی ٹھیک نہیں ہو گا جب تک حکومت اب اپنی شوگر ملیں نہیں بنائے گی۔ بنک ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، بنک ان کو collateral لے کر پیسا دیتے ہیں۔ یہ کسانوں کے پیسے نہیں دیتے اور اپنے سٹاک کو یہ زید، بکر کے نام دکھا کر اسی -/25 روپے والی چینی کو -/125 روپے بیچتے ہیں۔ تمام ملیں اس میں involve ہیں۔ پھل اور سبزی میں جو کچھ ہو رہا ہے، جو ہم ہندوستان اور چائنا سے import کر رہے ہیں، آپ کو بھی پتا ہے کہ C&F value کا پتا کرنا کوئی مشکل کام ہے؟ C&F value کو دس فیصد، پندرہ فیصد زیادہ سے زیادہ profit دے دیا جائے۔ یہاں سو فیصد profit سبزیوں اور فروٹ پر لیا جا رہا ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب والا! گندم کی قیمت -/950روپے کر دی گئی۔ ٹھیک ہے کہ ہم نے کسان کو خوش کر دیا۔ میرے بھائی بھی کہہ رہے تھے کہ کسان کو یہ کر دیا لیکن افراط زر نے تباہی پھیر دی۔ -/950روپے کے اس ریٹ نے قوم کا بیڑا غرق کر دیا۔ اس وقت ملک کو -/950روپے من کی وجہ سے افراط زر کا سامنا ہے۔ اگر اس کو -/700روپے نہ کیا گیا تو مہنگائی کبھی کنٹرول نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! جانوروں کی سمگلنگ ہو رہی ہے۔ -/500روپے میں بھینس، گائے ایران اور افغانستان سمگل ہو رہی ہیں۔ -/500 روپے کا permanent ریٹ ہے اور -/200روپے بکرے کا ریٹ ہے تو پھر گوشت کیسے down آسکتا ہے؟ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تو آج ہی حکم دے دیا ہے کہ کسی دفتر میں کوئی چینی والی چائے نہ پی جائے لیکن سوال یہ ہے کہ قوم کا وہ حصہ جو ایک ہزار روپے کلو گوشت میرے گھر کے قریب ایک ہوٹل پر چارپائی پر بیٹھ کر کھاتا ہے اور چوبیس گھنٹے کھاتا ہے۔ خدا کی قسم اس ملک میں مہنگائی کا اصل مسئلہ ان لوگوں نے پیدا کیا ہوا ہے جو چوبیس گھنٹے کھانا کھاتے ہیں۔ صبح ناشتہ کرتے ہیں، پھر سینڈوچ کھاتے ہیں، پھر lunch کرتے ہیں اور پھر high tea کرتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج آپ رات کو میرے ساتھ 1:00 بجے 2:00 بجے آجائیں تو میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ لوگ کس طرح ہزار روپے -/1500روپے کلو تک گوشت کھاتے ہیں اور رات بھر کھاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ مہنگائی ہو گئی۔ غریب آدمی تو مہنگائی نہیں بڑھا رہا ہے یہ تو وہی طبقہ ہے۔ آج آپ trade act کو لاگو کر دیں اگر آپ رات 8:00 بجے ریستوران بند کر دیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ مہنگائی ختم ہو جائے گی۔ رات 11:00 بجے کے بعد youngsters کو کہا جاتا کہ آپ میکڈونلڈ آجائیں، آپ KFC آجائیں۔ وہاں کیا ہوتا ہے، میں آپ کو کیا بتاؤں، 12:00 بجے کے بعد وہاں پر کھانا کھایا جاتا ہے، تین بجے تک وہاں پر بیٹھے گپیں مارتے ہیں۔ انہوں نے پڑھنا کیا ہے؟ ہم خود اس کے ذمہ دار ہیں کہ ہم hold نہیں کر پا رہے۔ جب 1920 میں trade act بنا تو وہ آج تک پاکستان میں لاگو ہے لیکن کوئی بھی ہوٹلوں کو بند نہیں کرتا۔ شادیوں پر 10:00 بجے function ختم کرنے کی میری Resolution تھی جس پر آپ نے مہربانی کی تھی۔ آج کتنے لوگ دعائیں دے رہے ہیں اور اس پورے ہاؤس کو دعائیں مل رہی ہیں ورنہ اڑھائی بجے تک دلہن بیوٹی پارلر سے نہیں آرہی ہوتی تھی۔ وہ بیوٹی پارلر میں پتا نہیں فرعون کی بیوہ بنا رہے ہیں یا کیا کر رہے ہیں کوئی سمجھ نہیں آتی۔ آپ نے اور اس ہاؤس نے مہربانی کی تھی جس کی وجہ سے کچھ تو حالات بہتر ہوئے ہیں اور اسی طرح آپ سے درخواست ہے کہ خدا کے لئے کچھ کر دیجئے کہ 8:00 بجے یہ سارا کچھ بند ہو جائے۔ امریکہ میں 6:00 بجے کے بعد کھانا نہیں ملتا، چین اور

انگلینڈ میں نہیں ملتا اور ہمارے ہاں کیوں ملتا ہے؟ مہنگائی تو یہ طبقہ پیدا کر رہا ہے ۔ جتنے مصالحہ جات import ہو رہے ان سب پر کوئی margin کی کسی قسم کی limit نہیں ہے جو چیز short کر دو، بڑی الاچی شارٹ کر دو، دار چینی شارٹ کر دو اور یہ سب via Singapore import ہو رہی ہے ۔ یہ انڈین items ہیں اور انڈیا سے direct import ہو رہی ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ CN&F value کو نکالنا کونسا مشکل کام ہے۔ کسی بھی importer کی CN&F value آپ ایک منٹ میں نکال سکتے ہیں اس پر 10، 15 یا 20 فیصد نکال لیں اور under invoicing بھی کی ہو گی۔

جناب سپیکر! دودھ کسی قیمت پر اصل نہیں مل رہا۔ پاؤڈر ملک مل رہا ہے اور فار مولا ملک مل رہا ہے۔ کسی جاپانی یا ہالینڈ کے کسی اچھے بچے کی فوٹو بنا کر اور ماؤں کو کہا جا رہا ہے کہ تم فار مولا ملک پلاؤ۔ جس قیمت پر بیچا جا رہا ہے ماؤں کو یہ کہا جاتا ہے کہ آپ chest feeding نہ کریں disfigured ہو جائیں گی جو کہ قانون قدرت کے خلاف ہے لیکن حکومت اس پر خاموش ہے کہ یہ جو فار مولا ملک فروخت ہو رہا ہے کیوں فروخت ہو رہا ہے اور کس ریٹ پر بک رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں صرف ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ایران کے صدر نے oil producing ملک ہونے کے باوجود پٹرول پر rationing کر دی ہے تو کیا ہم 8:00 بجے مارکیٹیں اور ہوٹل بند نہیں کر سکتے؟ میں آپ کے سامنے ہندوستان کے کچھ ریٹ بتاؤں گا کیونکہ آپ وہاں اکثر جاتے رہتے ہیں مثلاً چکن -/100 روپے کلو، چھوٹا گوشت -/280 روپے کلو، بڑا گوشت -/100 روپے کلو، چینی -/32 روپے کلو، گھی -/65 روپے کلو اور چاول -/70 روپے کلو میں فروخت ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہے کہ یہ ان کے ریٹ ہیں اور ہمارے روپے کی کتنی قیمت ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم اپنے روپے کی قیمت ملا لیں تب بھی اوپر ہے اور یہ میں نے calculate کیا ہے۔ آپ -/32 روپے کو -/64 روپے پر لائیں تو پھر بھی آپ اوپر ہیں، آپ نے -/125 روپے میں چینی بیچی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ قوم کا یہ طبقہ جو مہنگائی کا اصل سبب ہے ان کو خدا کے لئے ہدایت کریں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پورا ہاؤس سن رہا ہے اور حکومت کو کہیں کہ جب بچوں کی فیسیں اتنی ہوں گی تو کوئی بھی والد کہاں سے ان کو برداشت کرے گا؟ پھر دو راستے ہیں یا تو وہ ان کے education standard کو گرائے گا یا پھر غلط ہیرا پھیری کرے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ کہ آپ مہربانی کریں اور قوم کو یہ کہیں کہ کوئی important چیز نہ لیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں، جاپانی شخص کسی غیر جاپانی ملک کی گاڑی میں نہیں بیٹھتا۔ ہمارے

ہاں کی خواتین بہت اچھی ہیں، بہت کچھ کہتی ہیں اور محب وطن بھی ہیں لیکن ہندوستانی ساڑھی کا سوٹ بنا لیتی ہیں اور اس کا سارا کچھ استعمال کرتی ہیں اور کیوں کرتی ہیں پھر اس کے علاوہ ہم لوگ جو بات کرتے ہیں کیا ویسے درآمدی چیزوں کو ختم نہیں کر سکتے ؟

جناب سپیکر: ویسے الحمدللہ اسمبلی میں کوئی ساڑھی والی بی بی نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، میں تو ڈر کے مارے کہہ رہا ہوں۔ میں آپ کو بتاؤں کہ ساڑھی کا سوٹ بنتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ ساڑھی کا سوٹ بن جاتا ہے تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم آج ایک وعدہ کیوں نہیں کرتے کہ ہم نے کوئی درآمدی چیز نہیں کھانی، کیا ٹماٹر کے بغیر گزارہ نہیں ہے کیونکہ دیکھ لیں کہ انڈین ٹماٹر کس ریٹ پر فروخت ہو رہا ہے تو ہمیں اپنا قبلہ درست کرنا ہے۔ اگر ہم اپنا قبلہ درست نہیں کریں گے تو یہ معاملات سنبھلیں گے اور نہ ہی مہنگائی ختم ہو گی۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بھی بہت شکریہ۔ اب nextڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج کی جو بحث ہے اس کی فلاسفی ہمارے لئے بہت ہی بڑا سوچ کا مقام ہے کہ ہمیں ایک گھمبیر مسئلہ پڑ گیا کہ یہاں پر مہنگائی دنوں اور مہینوں کے حساب سے بڑھ رہی ہے اور ہم سنتے تھے کہ inflation ہوتی ہے۔ ایک سنجیدہ مسئلہ یہ ہے نہ صرف مہنگائی ہو رہی ہے بلکہ بہت تیزی سے ہو رہی ہے۔ اگر آپ اپریل اور دسمبر کے کسی بھی چیز کے ریٹ compareکر لیں تو اس میں کم از کم دُگنا اضافہ نظر آ رہا ہے کہ جو اس مہنگائی کی رفتار ہے اس کے برعکس جو لوگوں کی تنخواہیں ہیں وہ وہیں کی وہیں کھڑی ہیں اور غربت کی لکیر کے نیچے جو حکومت 7ہزار روپے تک claimکرتی ہے وہ کہیں پر بھی پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو مفصل انداز میں روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ تھا۔ روٹی کے بارے میں تو بہت ساری بات ہو گئی اور ریٹ بھی دیا گیا۔ میں کپڑے کی بات کروں گی کہ جو سوٹ -/200اور -/250روپے میں ملتا تھا اب کوئی بھی سوٹ -/500، -/850روپے اور اس سے زیادہ ہی ملتا ہے۔ اس کے علاوہ جو مکان ہے اس کا تو حال ہی نہ پوچھیں کہ کئی ایسے پراجیکٹ شروع کئے گئے جن کا نام تو اس وقت میں نہیں لوں گی کہ جس کے صرف فارم تو مفت دیئے جا رہے ہیں لیکن اس کی رجسٹریشن فیس -/899روپے ہے، تین ہزار مکان اور اس پر پورے پنجاب سے invite applications کی گئی ہیں کہ آپ لوگ پورے پنجاب سے اس پر applicationدے سکتے ہیں اور وہ -/899روپے nonrefundable ہیں، یہ -/899یا -/900روپے اگر لاکھوں میں nonrefundableہوں گے تو مجھے بتائیے کہ price

hike، کیا مکان، کیا سستا اور کیا زمین اور ان کو پوچھنے والا کون، وہ nonrefundable money کون جمع کرے گا اور کیسے کرے گا؟ شاید اس میں بہت بڑی نیک نامی کا عنصر تو ہو لیکن یہ صرف ایک جگہ نہیں یا ایک سکیم میں نہیں ہو رہا بلکہ جگہ جگہ آپ دیکھیں کہ ڈی سی ریٹ جب revised ہوا اور جب privatization Bill آیا تو اس ڈی سی ریٹ کو بھی ایک دن میں revised کرنے میں بھی price hike کا بہت بڑا ایک ہاتھ آیا کہ راتوں رات ہی کہیں سے کہیں زمینوں اور crops کی قیمت چلی جائیں گی۔ Price hike میں بجلی کا بھی ذکر کرنا بہت ضروری ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یونٹ کا استعمال اتنا کریں اور اشتہار پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں کہ AC مت چلائیں لیکن بجلی سستی نہیں بلکہ مہنگی سے مہنگی تر ہوتی جا رہی ہے اور گیس تو خیر اتنی مہنگی ہو گئی ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے بھی اس پر بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد ٹرانسپورٹ پر افواہ ہے کہ اب یہ گورنمنٹ 64۔ارب سبسڈی کے طور پر ٹرانسپورٹ کے بزنس کے لئے دینے کا انتظام کر رہی ہے۔ یہ اتنا بڑا اربوں روپے کا جو حساب کتاب ہے اس میں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ بسیں، گاڑیاں کہاں سے آئیں گی اور کس کو اتنا فائدہ ہونے والا ہے کہ اتنی بڑی سبسڈی کی افواہ آج پھیلی ہوئی ہے جس سے اضطراب گورنمنٹ بنچوں میں زیادہ ہے اور اس طرف سے کم ہے، یہ ٹرانسپورٹ چاہے وہ بسیں یا گاڑیاں یا کاریں ہیں اور imported or local ہیں اس کی طرف کون توجہ کرے گا؟

اس کے بعد میں انڈسٹری کی بات کرنا چاہتی ہوں، انڈسٹری لگانے اور چلانے کا کوئی بھی تصور نہیں ہے۔ گیس، بجلی اور پانی سے انڈسٹری کی وجہ سے جو price hike ہے اس میں یوریا، pesticides, medicines اور ہر چیز اس میں گھی آٹا اور جو بھی چیز انڈسٹری میں سے ہو کر آتی ہیں چاہے وہ کپڑا ہے اس price hike کی بھی بات کرنے کی ضرورت ہے۔

صحت اور تعلیم کے حوالے سے آپ نے کہا تھا کہ ہم گورنمنٹ responsibilities لیں گے اور پہلے دسویں جماعت تک تعلیم مفت کی تھی لیکن اب بڑے بڑے دانش type سکولوں میں اور اس کے علاوہ اور بھی جو project ہیں جیسا کہ privatization education میں تعلیم کو ہاتھ نہیں لگتا اور پرائیویٹ سکول اپنی تعلیم کو بیچنے کے لئے کہیں کی کہیں price hike لے گئے اور کوئی اس پر پرسان حال نہیں ہے۔

جناب سپیکر!اب میں میڈیکل تعلیم کی بات کروں گی کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجوں کی فیسیں کہیں سے کہیں چلی گئیں اور کوئی بھی لائق یا نالائق بچے کے ماں باپ اس کی لاکھوں میں فیس ادا کر رہے ہیں اور اس ڈاکٹر کی قدر کرنے کی بجائے وہ باہر کے لئے ایک انڈسٹری بنی ہوئی ہے کہ یہاں سستی چیزیں بنتی ہیں۔آپ کس کس چیز کی بات کریں گے،آپ کہاں جائیں گے اور کس طرف رخ کریں گے؟بات صرف یہ ہے کہ آپ کی policy making poor ہے۔آج اگر آپ دیکھیں کہ اس کو کس طرح قابو کیا جائے گا؟میں صرف یہ کہوں گی کہ political will جو ہے اور جو political power game ہے اس کو کہیں نہ کہیں consensus سے حل کرنے کی ضرورت ہے،نیشنل پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔آپ لوگ کس کس چیز کا رونا روئیں گے،ہم لوگ کس کس چیز کو point out کریں گے؟پالیسی ہی نہیں ہے،تین سال میں کسی کو power politics سے فرصت ہی نہیں ملی کہ لوگوں کی طرف توجہ کرتے۔ایک chain میں چاہے وہ ایک کپاس کا پھول ہو جب وہ ایکسپورٹ ہوتا ہے اور ایکسپورٹ سے امپورٹ ہوتا ہے،ہماری پالیسی تو یہ ہے کہ اپنی چیزیں سستی بیچ دو اور باہر کی چیزیں مہنگی خرید کر اندر لے آؤ۔ہماری پالیسیاں،ہمارے politicians کیا اسی کے اندر رہیں گے،ساری ذمہ داری اسی حکومت کی ہے،اس کی policy کی ہے؟چاہے وہ (ن) ہے،(ق) ہے،(ل) ہے،(م) ہے،پیپلز پارٹی ہے،ایم ایم اے ہے کوئی بھی ہے آپ لوگ اس طرف جا رہے ہیں جہاں سے آپ کا point of no return ہے اور جو لوگ یہاں پر اس سے مستفید ہو رہے ہیں ان کی پکڑ ہو گی اور ضرور ہو گی۔میں آپ سے التماس کروں گی کہ price hike کے نام پر،جب تک price control policies کو ہم seriously نہیں لیں گے آپ جدھر بھی ہاتھ ڈالیں،فرنیچر ہو،پیسا ہو،انڈسٹری ہو،بزنس ہو،تعلیم ہو،صحت ہو،گاڑیاں ہوں،کچھ بھی ہو ہم بہت بڑے مسائل کو face کر رہے ہیں۔ہم نے یہاں پر ایک قوم کی بات کرنی ہے اور اس قوم کی بات ہم نہیں کر رہے۔ہم اپنی اپنی ڈیڑھ انچ کی مسجد میں ایک political ایماء سازی میں ہیں۔ایک،ایک پارٹی میں دس دس پارٹیاں بن چکی ہیں۔ہر کوئی اپنے آپ کو لے کر بیٹھا ہے اس طرح تو لوگوں کی بات نہیں ہو گی،نہیں ہو گی،کبھی نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں ثناء اللہ مستی خیل تو نہیں ہیں،چلے گئے تو اب محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ اور ان کے بعد محترمہ ڈار صاحبہ،پھر میاں نصیر صاحب اور ان کے بعد چودھری ظہیر الدین صاحب!

محترمہ فوزیہ بہرام:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔الحمد للہ رب العلمین۔میں صرف پانچ منٹ ہی لوں گی اور میں سنجیدگی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔سب سے پہلے تو میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ افسوس ہے کہ

شیخ صاحب چلے گئے۔ خواتین کو انہوں نے فرعون کی بیوائیں کہا یہ قابل اعتراض ہے۔ میں اس پر اعتراض کرتی ہوں کیونکہ بیوٹی سنٹرز سے اب اسی طرح مرد حضرات بھی شادی کے لئے تیار ہونے جاتے ہیں جس طرح خواتین جاتی ہیں۔ ہمارے وطن کی ابتداء ہی قائداعظم کے اس قتل سے ہوئی جو ایمبولینس انہیں کراچی ائرپورٹ پر بھجوائی گئی وہ پٹرول کے بغیر تھی اور پھر کئی گھنٹے کے بعد جب دوسری ایمبولینس پہنچی تو ان کے فوت ہونے کے بعد۔ جیسا کہ محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ نے اپنی کتاب "میرا بھائی" میں بیان بھی کر دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بحیثیت قوم آج ایک وقت ہے کہ ہمیں یکجا ہونا چاہئے۔ ابھی میری بہن بات کر رہی تھی پارٹیوں کی، میں سمجھتی ہوں کہ پارٹیاں اپنی جگہ لیکن بحیثیت قوم آج وقت ہے کہ ہمیں یکجا ہونا چاہئے۔ قائداعظم ہوتے تو شاید ایسا ضرور ہوتا تاہم نے بحیثیت قوم کئی دفعہ یکجا ہو کر دنیا کو دکھایا بھی ہے، ثابت بھی کیا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی situation، بم دھماکے، ہم پر بین الاقوامی طور پر لاد دیئے گئے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اور اس کو کسی بین الاقوامی طاقت سے سر بستہ ہو کر یا ڈر کر نہ کہنا انتہائی بزدلی ہے۔ یہ وہ forum ہے جو پاکستان کے پنجاب کے صوبے کا forum ہے۔ یہاں ہمیں دھڑلے سے کہنا چاہئے کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation بم دھماکے ہم پر لاد دیئے گئے ہیں اور ہم پر internationally جن قوتوں نے لادے ہیں ان قوتوں کا کیا نام ہے۔ یہ تمام لوگ نہ جانتے ہوں تو کچھ سمجھ دار لوگ ضرور جانتے ہیں۔ میں یہ بھی کہوں گی کہ لاء اینڈ آرڈر اور ان بم دھماکوں میں غریب، ان پڑھ، سادہ لوگوں کو بھی ورغلا کر شامل کر لیا جاتا ہے۔ Wiki sayings آج ہمارے میڈیا کی سب سے بڑی پکار بنی ہوئی ہیں وہ بھی بتاتی ہیں کہ بین الاقوامی طور پر ہمارے بڑے بڑے سیاستدان بھی کیسے لوگوں پر یقین کر لیتے تھے اور کیسے ہمیں بے وقوف بنایا جا رہا تھا۔ Wiki sayings کا بھی اگر تیا پانچا نکالیں تو ہم اس میں ایک مجبور اور بے بس قوم کے طور پر نظر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر بحث کی بجائے آج وقت ہے کہ ہم ذمہ دار ممبران کی ایک کمیٹی بنائیں اور متعلقہ ڈیپارٹمنٹس کو Law and Order situation پر انٹرنیشنل حالات اور بین الاقوامی Law and Order کی situation کے مطابق تجاویز دیں اور غور کریں ان ممالک کے اوپر جن میں Law and Order کی situation بہتر ہے اور ہم تیار کریں اپنے ملک کے لئے Law and Order situation کا وہ ڈھانچہ جو ہمیں ہماری ضروریات کے مطابق مستفید کر سکے۔ میں مزید یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو ہمارے ways and means ہیں ہمیں انہیں بر سر نظر رکھنا چاہئے۔ ہمیں امریکہ کو یا امیر قوموں کو دیکھنے کی بجائے اپنے ways and means کو بر سر نظر رکھ کر

laws بنانے چاہئیں اور تجاویز دینی چاہئیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ نیشنل اسمبلی اور تمام صوبوں میں جو ذمہ دار اور پڑھے لکھے سمجھدار اور تجربہ کار ممبران ہیں ان کی کمیٹیاں بنانی چاہئیں۔ وہ کمیٹیاں انٹرنیشنل حالات کو دیکھیں کہ کیا ہیں کیونکہ جو باتیں کی جا رہی ہیں Law and Order کی situation کے علاوہ price hike کی تو price hike آج صرف پاکستان کا نہیں بین الاقوامی مسئلہ بھی ہے۔ میرے بچے ناروے کے نیشنل ہیں اور میں جانتی ہوں کہ وہ کل جو دِن آسانی کے ساتھ گزارتے تھے آج انہیں یہ دِن گزارنے مشکل ہیں۔ اب آپ نے گھنٹی بجا دی میں اس بات پر استدعا کرتی ہوں کہ بین الاقوامی طور پر جو لوگ نظر رکھیں صرف جو ہمارے سرحد کے پار ممالک ہیں ان سے آگے دیکھنے والی نظریں ہوں اور نظریں وہ ہونی چاہئیں جو آگے تیس چالیس سال کے حالات دیکھ سکیں اور تمام اسمبلیوں سے ایسے لوگوں کو ڈھونڈا جائے اور تمام اسمبلیوں کی کمیٹی بین الاقوامی طور پر حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے لگاتار Interior Ministry of کے under کام کریں اور اگر یہ اسمبلیوں کی عدم موجودگی ہو تو بھی Interior Ministry of کے پاس ایک کمیٹی ہو جو Law and Order situation اور اس کے علاوہ متعلقہ محکمہ کے ساتھ high pricing پر continuous discussion کر سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں کہنا چاہتی ہوں کہ آج وقت نہیں ہے کہ ہم کسی صوبے کی حکومت کا تماشا بنائیں، آج وقت نہیں ہے کہ کسی صوبے کی حکومت کا مذاق اُڑائیں۔ آج وقت ہے کہ ہم اپنے گریبانوں میں جھانکیں اپنے آپ کو یکجا کریں، ایک قوم کے طور پر اور ایک نیشنلسٹ پاکستانی کے طور پر اپنے آپ کو دُنیا کے سامنے پیش کریں۔ بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔ محترمہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: وہ کدھر گئے شیخ صاحب! (قہقہہ)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شیخ صاحب کو پتا ہے کہ میں نے جو کچھ کہنا تھا عورتوں کے متعلق کہہ دیا اور چلے گئے، ہمیں آگ لگا دی۔ ہمارے کپڑے check کئے جا سکتے ہیں کہ کتنے مہنگے ہیں۔ ساڑھیوں کی بات کرتے ہیں۔ [*****] وہ کبھی ذکر نہیں کیا، ہمیں دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا دائرہ میں رہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ الفاظ میں حذف کرواؤں گا۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چلیں۔ جناب سپیکر! آپ نے ان کی ساری باتیں سُنیں، تین رانا صاحبان نے سارا دِن ٹائم لے لیا۔ ہماری باری اب آئی ہے تو آپ ناراض ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نازیبا الفاظ حذف کئے جائیں۔ جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! شیخ صاحب نے کہا کہ ہم نے قانون بنایا کہ شادیوں کا ٹائم 10:00 بجے تک کے لئے مقرر کیا جائے مگر قانون میں اتنی زیادہ سختی بھی نہیں کہ ایک بارات جو کسی وجہ سے اگر لیٹ ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ اتنی زیادتی ہو۔ پرسوں رات یعنی ہفتے والے دن کی بات میں آپ کو بتا رہی ہوں اور یہ بڑے غور سے سننے والی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! لاہور میں عثمانیہ کیٹرنگ میں ایک بارات آئی۔ پونے گیارہ بجے باراتی کھانا کھا رہے تھے، اب کھانا کھاتے کچھ وقت لگ جاتا ہے، جب باراتی کھانا کھا رہے تھے تو پولیس والوں نے دھاوا بول دیا، رشوت مانگی لڑکی والوں نے رشوت نہیں دی تو وہ باراتیوں کے آگے سے رکھا ہوا کھانا اٹھا کر لے گئے اس کے علاوہ دلہن کے بھائی کو بھی ساتھ لے گئے اور جاتے جاتے یہ بھی کہہ کر چلے گئے کہ اگر کسی نے ہمارا پیچھا کیا تو دلہن کو بھی اٹھا کر لے جائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ relevant بات کریں۔ آپ کے جو points ہیں ان کے بارے میں بات کریں، price hike کے بارے میں بات کریں اور امن عامہ کی بات کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! تازی تازی حقیقت میں بیان کر رہی ہوں اس حقیقت سے میں انکار نہیں کر سکتی۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کیا قانون میں زیادتی لکھی ہوئی ہے؟ مہمان آئے ہوں اور ان کے آگے سے کھانا اٹھا کر لے جائیں، ان کو کھانا کھانے دیتے۔ چلیں میں اب short cut کر دیتی ہوں کہ اب اس ایس ایچ او کو معطل کر دینا چاہئے جنہوں نے مہمانوں کے آگے سے کھانا اٹھایا ہے۔ اب جس نے دلہن اٹھانے کی دھمکی دی اس پر مقدمہ چلایا جائے اور اس کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: دوسرا مہنگائی کی بات کرتے ہیں۔ سیلاب کی وجہ سے حکومت کو بڑی پریشانیاں آئیں، خامیوں پر خامیاں بتاتے گئے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ پانی سے ہر سبزی اگائی جاتی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سیلاب میں کون سی سبزی اگتی ہے۔ اب سیلاب میں کمی آئی ہے تو پیاز بازاروں

میں آ گیا ہے اب آپ دیکھ لیں کہ پیاز -/80 روپے سے -/30 روپے کلو تک ہو گیا ہے اور گاجریں بھی -/50 سے -/20 روپے تک ہو گئی ہیں۔ جب مہنگائی کم ہوتی ہے اس وقت نام کیوں نہیں لیا جاتا کہ بلے بلے مہنگائی کم ہو گئی۔ خواہ مخواہ حکومتوں کو پریشان کرتے ہیں ہر پندرہ دن کے بعد کوئی نہ کوئی issue ہوتا ہے، کبھی وکی لیکس کا کوئی issue آ جاتا ہے، کبھی کوئی اور آ جاتا ہے اب دیکھتے ہیں کہ کون سا issue سامنے آئے گا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ ان باتوں پر اتنا زیادہ دھیان نہ دیں بلکہ آپ امن عامہ کی طرف توجہ دیں۔ انہوں نے جو باراتیوں کے ساتھ زیادتی کی ہے اس پر آپ زبردست ایکشن لیں۔ میں وزیر قانون صاحب سے اپیل کرتی ہوں کہ قلعہ گوجر سنگھ کی پولیس کے خلاف سختی سے نوٹس لیا جائے اور ان کو فوری طور پر برطرف کر دیا جائے۔ شکریہ

میاں نصیر احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

جناب سپیکر: میاں نصیر صاحب! آپ اگر تھوڑا سا ٹھہر جائیں۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، رائے شاہجہاں صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ ٹھیک ہے میاں نصیر صاحب آپ فرمائیں!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج مہنگائی کا یہ issue جو کسی شہر، کسی صوبے کے اندر نہیں ہے بلکہ مہنگائی کے اس سونامی نے پورے پاکستان کو اپنے پیٹ میں لئے رکھا ہے اور اس مہنگائی کے issue کے حوالے سے میں یہاں پر وفاق کے اندر جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں وزیر خزانہ کی کہی ہوئی بات کی سو فیصد تائید کرتا ہوں کہ جس میں انہوں نے فرمایا کہ اگر حکومت اپنے غیر ترقیاتی اخراجات پورے کرنے کے لئے اندرونی اور بیرونی قرضے نہ لے تو پاکستان میں مہنگائی پر کسی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ پنجاب کے وزیر خزانہ کی بات کر رہے ہیں؟

میاں نصیر احمد: وفاقی وزیر خزانہ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میاں نصیر احمد: میں وفاقی وزیر خزانہ کی اس بات کی بھی تائید کرتا ہوں کہ اگر پاکستان بیرونی قرضے اور جب پاکستان وہ قرضے لیتا ہے تو اس کے ساتھ کڑی شرائط بھی آتی ہیں اور وہ شرائط پاکستان میں مہنگائی کی قیمت پر پوری کرنی پڑتی ہیں۔ آج پاکستان کا بیرونی قرضہ 60۔ارب ڈالر ہو چکا ہے اور یہ 60۔ارب ڈالر قرضہ جو براہ راست پاکستان میں مہنگائی کا باعث بنتا ہے۔ ابھی یہاں میرے ایک معزز ممبر نے کہا کہ

مہنگائی انٹرنیشنل ہے، پوری دنیا کے اندر ہو رہی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں اس بات کو شاید عوام بھی مان لیں لیکن ہمارے پاکستان کی عوام یہ بات کس طرح سے مانیں کہ جب یہ بیرونی قرضہ لیا جاتا ہے تو ساتھ ہی آئی ایم ایف کی شرائط بھی آتی ہیں کبھی پاکستان کے اندر پالیسی بناتے ہوئے فرینڈز آف پاکستان کی طرف دیکھا جاتا ہے، کبھی ورلڈ بنک کی طرف دیکھا جاتا ہے اور کبھی امریکہ کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی حکومت نے پچھلے اڑھائی سالوں کے اندر 28۔ارب روپے صرف ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک کو جرمانے کے طور پر ادا کیا ہے اور یہ 28۔ارب روپے صرف اس لئے ادا کیا گیا ہے کہ حکومت ساڑھے چار ارب ڈالر کی رقم کو شفاف طریقے سے خرچ نہیں کر سکی۔ آج یورپین پارلیمنٹ کے اندر پہلی دفعہ پاکستان کی مہنگائی کے حوالے سے بات ہوئی اور یہ کہا گیا کہ پاکستان میں مہنگائی ہونے کی سب سے بڑی وجہ کرپشن ہے۔ وہ کرپشن جو پاکستان کے بڑے بڑے قومی اداروں کے اندر ہوئی وہ ادارے جو ہماری عزت وتکریم کا باعث تھے جس میں MIC بھی شامل ہے، جس کے اندر سٹیل مل بھی شامل ہے اور ایک لائن لگی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آج ہم بات کرتے ہیں کہ پچھلے نو سالوں میں ایک میگاواٹ بجلی بھی پیدا نہیں ہوئی اس لئے یہ energy crisis آج بھی پاکستان کے اندر موجود ہے۔ آج بھی اگر دیکھا جائے تو کراچی کے ساحل پر اگر 250 میگاواٹ کا کوئی منصوبہ بنتا ہے اور -/19 روپے فی یونٹ اس کی cost آتی ہے تو وہ قیمت آج صرف کراچی کی عوام سے نہیں بلکہ پورے پاکستان کے لوگوں سے اس -/19 روپے یونٹ کے پیسے وصول کئے جاتے ہیں۔ میں وزیر خزانہ کی اس بات کی بھی تائید کرتا ہوں کہ اگر پاکستان کے اندر ہم نے مہنگائی کو کنٹرول کرنا ہے، افراط زر کو کنٹرول کرنا ہے تو پاکستان کو ملنے والی امداد کو ہم نے بالکل شفاف طریقے سے خرچ کرنا ہوگا۔ آپ خود سوچیں اس ملک کے اندر مہنگائی کو کیسے کنٹرول کیا جا سکتا ہے جس ملک کے اندر فیڈرل بورڈ آف ریونیو جو اس قوم کا ٹیکس کی مد میں پیسا اکٹھا کرتا ہے 65 فیصد کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ جس ملک کے اندر 18 کروڑ عوام پر ٹیکس لگا کر 350۔ارب روپے اکٹھے کرنے ہیں اور اس ملک کے اندر کرپشن 550۔ارب روپے کی ہے تو اس ملک کے اندر مہنگائی کو کیسے کنٹرول کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے پاکستان کے اندر اس مہنگائی کے جن کو قابو کرنا ہے تو ہمیں سب سے پہلے پاکستان کے وہ قومی ادارے جو اس قوم کی عزت وتکریم کی نشانی ہیں ان کے اندر ہونے والی کرپشن کو کنٹرول کرنا پڑے گا۔ پاکستان کے اندر ہونے والی ساڑھے پانچ سو ارب روپے کی وہ کرپشن جو اس قوم کا پیسا ہے اس کو کنٹرول کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ادارے جن کے بجٹ ہر

سال بڑھائے جاتے ہیں، کبھی تیس فیصد بڑھائے جاتے ہیں، کبھی پچاس فیصد بڑھائے جاتے ہیں ان پر بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ آج اس پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے اندرونی اور بیرونی معاملات کو دیکھنے کے لئے دفاعی بجٹ کو بڑھانے کی ضرورت ہے لیکن اگر 35 فیصد بجٹ بڑھتا ہے تو اس پر ایک سوالیہ نشان ہے کہ یہ بجٹ کدھر خرچ ہوتا ہے کہاں لگتا ہے یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے تو میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں پاکستان کے اندر شاید عام عوام یہ چیزیں برداشت کر لیں، یہ سمجھ لیں کہ مہنگائی اگر پوری دنیا کا issue ہے تو پاکستان کے اندر یہ issue ہر کلاس کے لئے ہونا چاہئے۔ یہ تفریق نہیں ہونی چاہئے کہ ایک طرف وہ Elite class جس کا روز کا خرچہ یہاں پر مہینہ کمانے والوں کے برابر ہے۔ یہ تفریق جیسے جیسے بڑھتی جائے گی پاکستان کی قوم کے اندر احساس محرومی بھی بڑھتا جائے گا۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی political اور دوسری Elite class کو یہ تفریق بھی ختم کرنا ہوگی۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ رائے محمد شاہجہاں صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر! price hike آج کا موضوع ہے۔ بہت سارے دوستوں نے اپنی اچھی اچھی تجاویز پیش کی ہیں، میڈیا پر بھی دن رات اس پر بحث ہوتی رہتی ہے کہ مہنگائی کا باعث کرپشن ہے مہنگائی کا باعث فلاں چیز ہے، بدعنوانی ہے، bad governance ہے اور مختلف قسم کے مشورے بھی دیئے جاتے ہیں۔

جناب والا! سوچنے کی بات ہے کہ اگر یہ international issue ہے تو یہ صرف پاکستان کے ساتھ اس کا مسئلہ نہیں ہے internationally اس کا کوئی problem ہے۔

جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ تھوڑے سے وقت میں اس کا احاطہ کر سکوں۔ جب اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ اپنے آخری خطبہ کے اندر تکمیل انسانیت کا درس مکمل کرتے ہیں تو ان کا دو issues پر stress ہے۔ گورے کو کالے پر، کالے کو گورے پر، عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔ اگر کسی کو کوئی فوقیت حاصل ہے تو وہ پرہیزگاری اور تقویٰ ہے گویا کہ نسلی تفریق کی ممانعت کی گئی۔ دوسرا بڑا stress تھا کہ میں اپنے چچا عباس کا سود باطل قرار دیتا ہوں اور سود کو حرام قرار دیا گیا۔

جناب سپیکر! آج ہم جس اکانومی سٹائل کے اندر رہ رہے ہیں، آج ہم جس اکانومی کے اندر زندہ ہیں اس کا طرز capitalistic ہے۔ یہ سرمایہ داری ہے، ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم کس role model کے اندر زندہ رہ رہے ہیں؟ آج ہیرو اور ولن کا تعین کرنا مشکل ہو رہا ہے کہ price hike کا

باعث کون ہے ؟ میں پیپلز پارٹی کا ممبر ہوں میں پورے زور اور وثوق سے اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ کاش وفاقی وزیر خزانہ کوئی عوامی نمائندے ہوتے اور وہ بجائے ان عوامی ایوانوں کو درس دینے کے کہ یہ سادگی اپنائیں یہ اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کم کریں۔ ہمیں تو اپنے بجٹ کا 85 فیصد بیورو کریسی کی تنخواہوں، سوشل سکیورٹی اور ان کے old age benefit پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں تو پاکستان کی ڈویلپمنٹ کے لئے صرف دس پندرہ فیصد ملتا ہے اور ہمیں ہی اس کے طعنے دیئے جاتے ہیں۔ وزیر خزانہ بتائیں کہ کالیا اور خانانیا جیسی جو فاریکس کمپنیاں بنی تھیں اور wealth drain کرتی ہیں، اس ملک میں پتا ہی نہیں چلتا کہ کس سمت سے کتنی انوسٹمنٹ آئی اور کتنی باہر نکل گئی ؟ کیا انہوں نے ان کے لئے کوئی اقدام کیا ہے ؟ وہ ان ایوانوں کو درس پڑھا رہے ہیں وہ تو ہمیں درس پڑھا رہے ہیں جو عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور جنھوں نے عوام کے پاس واپس جانا ہے۔ کاش! وہ ہمارے نمائندے ہوتے تو وہ ہمیں یہ درس نہ دیتے۔ وہ ہمیں بتاتے کہ کمرشل بنک کتنی مقدار میں wealth drain کر کے ملک سے باہر لے جا رہے ہیں۔ ارے وفاقی وزیر خزانہ صاحب یہ ہم نہیں ہیں یہ آپ ہیں اور آپ کے ساتھی ہیں، یہ آپ کے بنکر ہیں، یہ سٹیٹ بنک کا کام ہے کہ وہ ان کو monitor کرے اور ان کی سمت کا تعین کرے۔ یہاں پر میرے بہن بھائیوں نے تقریریں کی ہیں کہ ملک کے اندر انڈسٹری نہیں لگ رہی، وزیر خزانہ کا کام ہے کہ وہ monitor کرے کہ ملک کے اندر انوسٹمنٹ کس سمت میں ہو رہی ہے ؟ یہ سیٹھ داؤد ہے، یہ میاں منشاء ہے، یہ کمرشل بنکوں کے مالکان ہیں جنھوں نے cartelization کے اندر invest کیا ہے، جنھوں نے اس ملک میں ذخیرہ اندوزی کے اندر invest کیا ہے اور ملک کا سرمایہ لوٹ کر باہر لے کر جا رہے ہیں۔ یہ ہم نہیں ہیں اس بارے میں فیصلہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جناب اپوزیشن لیڈر، اپنے ساتھیوں اور تمام بہن بھائیوں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ cartelization کو monopoly commission نے جرمانے کئے۔ وہاں کہاں تھے عدالتیں لگانے والے، وہ ہمیں ہر روز عدالتوں میں بلانے والے جواب دیں کہ وہ جرمانے کدھر گئے، ان کا کیا ہوا، کیا ان پر کوئی از خود نوٹس ہوا اور کیا اس غریب عوام کا خون چوسنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ؟ نہیں۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس اسمبلی کو ایک اور بھگت سنگھ کی ضرورت ہے۔ یہ تو سرمایہ دار ہیں میں اور آپ اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے 80 فیصد ممبر اسرمایہ دار نہیں ہیں، ہمارا hoarding ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ کاری سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ہم تو عام طبقے کے نمائندے ہیں لیکن ہمیں درس دیا

جاتا ہے اور ہمیں پڑھایا جاتا ہے کہ اپنی سمت صحیح کریں۔ ارے نہیں، مت بنو سرمایہ داروں کے ایجنٹ، مت بنو ان کے گماشتے۔ یہاں پر ایک وزیر موصوف نے کھڑے ہو کر کہا ہے کہ جناب بڑا اچھا اقدام ہوا ہے کہ دفاتر میں چینی پر پابندی لگ گئی ہے تو پھر کیا شوگر ملیں بند نہ کر دی جائیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں اپنی سمت درست کرنی ہو گی۔ ہمیں ان عربی شہزادوں کا بھی خیال کرنا ہو گا جن کی اس ملک کے اندر انوسٹمنٹ آتی ہے اور وہ ذخیرہ اندوزی کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہ سرمایہ داری ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ:

بلھیا اساں مرنا ناہیں گور پیا کوئی ہور

جناب سپیکر! ایک بڑا امیر آدمی شیخ علاؤالدین اس اسمبلی کے floor پر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ حکومت کو اپنی شوگر ملیں لگانی چاہئیں اور حکومت کو اس کاروبار میں آنا چاہئے۔ ارے نہیں بھائی! ہمیں monopoly کے خلاف لڑنا ہے۔ ہمیں تجارتی اجارہ داریوں کے خلاف لڑنا ہے اور ہمیں اپنی انوسٹمنٹ کی سمت صحیح کرنی ہے۔ ہمیں productive units میں انوسٹمنٹ کرنی ہے۔

جناب سپیکر! خطبے کا دوسرا حصہ کہ گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! خطبے کے دوسرے حصے میں نسلی تفریق کی نفی کی گئی۔ آج پاکستان کے سارے لیڈر، آج پاکستان کے سارے سیاستدان جواب دیں کہ کیا انہوں نے اپنے اقتدار کے لئے نسلی تفریق پر based کی گئی سیاست کو استعمال نہیں کیا، کیا ان لوگوں کے ساتھ اتحاد نہیں کیا، کیا فرقہ واریت کو ہوا نہیں دی، کیا فرقہ واروں کے ساتھ اتحاد نہیں کیا، کیا نسلی، قومیتی اور صوبائی لیڈروں کے ساتھ اتحاد نہیں کیا؟ اس سیاست کو ختم کرنا ہو گا۔ آج پاکستان میں لاء اینڈ آرڈر کے جو شاخسانے پھوٹ رہے ہیں وہ غلط ideological approach کی وجہ سے ہیں۔ غلط ideological division کی وجہ سے ہیں۔ ہمیں اپنی سیاست کی base کو صحیح کرنا ہو گا۔ ہمیں ان چیزوں کو rebut کرنا ہو گا کہ ہم آئندہ اقتدار میں آنے کے لئے ایسے سیاستدانوں کا سہارا نہیں لیں گے اور ہم اس معاشرے کی فکری تقسیم کریں گے۔ ہم اس معاشرے کی ideological تقسیم کریں گے اور تعصباتی طور پر تقسیم نہیں کریں گے اور سوشل کنٹریکٹ کے لکھاریوں کو لکھنا ہو گا کہ چودہ سو سال پہلے جو ہمارے نبی اکرم ﷺ نے تکمیل انسانیت کے دوران سوشل کنٹریکٹ کیا۔ آج جو ہم لاء اینڈ آرڈر اور price hike کے شاخسانے سے بھگت رہے ہیں میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ سوشل کنٹریکٹ کے لکھاری

نظر دوڑائیں اور پاکستان کی قوم سے عہد کریں اور اگر کوئی نیا سوشل کنٹریکٹ بنا پائیں تو اس میں لکھیں کہ ہم سودی معیشت کے خاتمے کے لئے کام کریں گے اور ہم نسلی تفریق کے خاتمے کے لئے کام کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاباش۔ بہت مہربانی۔ اعجاز احمد کاہلوں صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ منڈا صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ وہ بھی نہیں لہذا دونوں کے نام کٹ گئے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج آپ نے ایک بہت اہم issue پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ پنجاب حکومت کے تمام دعوؤں کے باوجود آدم خور مہنگائی غریب کو صبح دوپہر شام نگل رہی ہے۔ لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ مائیں بچوں سمیت ٹرینوں کے آگے اپنی جانیں دے رہی ہیں۔ کل آپ کے ضلع قصور میں بھی ایک ماں اور اس کی بیٹی نے خودکشی کر لی چونکہ اس کے گھر کا سربراہ بیمار تھا اور کھانے کے لئے ان کے گھر کچھ بھی نہیں تھا جس وجہ سے انہوں نے خودکشی کر لی۔ اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ خودکشی کا لفظ ہر جگہ سرعام مل رہا ہے۔ میں یہاں پر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ مشہور قول دہرانا چاہوں گی آپ نے فرمایا "اگر فرات کے کنارے کتا بھی پیاسا مر گیا تو اس کا حساب بھی عمر سے لیا جائے گا"۔ لیکن یہاں تو لوگ حکمرانوں کی دہلیز پر اپنے آپ کو آگ لگا کر جلا رہے ہیں، مہنگائی کی وجہ سے جانیں دے رہے ہیں اور اس وقت سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ یہاں پر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی، کسی کو کوئی خوف خدا ہی نہیں ہے اور کسی کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ اس وقت انسانی جان اتنی سستی ہو گئی ہے کہ ہم ہر روز اخبار میں دیکھتے ہیں کہ آج اتنے لوگ ہلاک ہو گئے اور آج اتنے ہلاک ہو گئے۔ اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہے تو اس کی وجہ بھی مہنگائی ہے۔ چونکہ لوگوں کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے اور وہ اس حال میں پہنچ گئے ہیں کہ جا کر چوریاں کر رہے ہیں، ڈاکے ڈال رہے ہیں اور اس وقت لاء اینڈ آرڈر کا بدترین حال بھی اسی وجہ سے ہو چکا ہے۔ جب بھی اپوزیشن والے یا کوئی بھی حکومت سے اس بات کی شکایت کرے تو ان کے پاس ایک ہی رٹا رٹایا جملہ ہوتا ہے کہ اس کا ذمہ دار مرکز ہے لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ مرکزی حکومت اور پنجاب کی حکومت ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ یہ اپنی کمزوریاں ایک دوسرے پر ڈال کر عوام کو کیوں بے وقوف بنا رہے ہیں؟ وزیراعلیٰ دو مرتبہ چینی کی قیمت مقرر کر چکے ہیں۔ پہلی مرتبہ -/45 روپے مقرر کی گئی تو بازار میں -/72 روپے مل رہی تھی پھر اس کے بعد جب -/72 روپے مقرر کی تو اب بازار میں -/100 روپے مل رہی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ یہ کیا management ہے، آپ اگر ایک چیز کی کوئی قیمت مقرر کرتے ہیں اور اس پر

implement نہیں ہوتا تو پھر اس کا کیا فائدہ ہے؟ جب آپ چیزوں کو کنٹرول نہیں کر پا رہے، آپ کے بس کی بات نہیں ہے تو آپ give up کر دیں، اس کرسی کو چھوڑ دیں۔ کرسی کے ساتھ UHU کی طرح چپک کر مت بیٹھ جائیں۔ اس سے پہلے کہ پورا پنجاب ختم ہو جائے آپ یہ کرسی چھوڑ دیں۔ لوگ خود کشیاں کر رہے ہیں اور اس طرح سے population کم کرنے والا طریقہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہم اپنے ہی ملک کی زمینوں کی سستی سبزیوں، دالوں اور چینی کو ترس گئے ہیں۔ لوٹ مار اور چور بازاری کا منظر جو آج نظر آ رہا ہے یہ 2007 سے پہلے تک نہیں تھا۔ اُس وقت چینی -/28 روپے کلو فروخت ہوتی تھی، آٹا -/16 روپے کلو اور دودھ دہی -/30 سے -/40 روپے میں عام دستیاب تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ پنجاب حکومت خوراک مافیا اور ذخیرہ اندوزوں کے سامنے کیوں ہاتھ باندھ کر کھڑی ہے، ان کی کیا کمزوری ہے اور کیا چیز ان کو روکنے میں مانع ہے؟

جناب سپیکر! گزشتہ تین ماہ سے آپ مہنگائی کی صورتحال دیکھ لیں کہ ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے۔ 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت میں -/60 روپے، دال ماش کی فی کلو قیمت میں -/25 روپے اور دال مونگ کی قیمت میں -/24 روپے فی کلو اضافہ ہوا ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں ایسا نہیں دیکھا کہ راتوں رات چیزوں کی قیمتوں میں -/20 سے -/25 روپے فی کلو تک اضافہ ہوا ہو۔

جناب سپیکر! SAFIN کے نام سے ایک غیر سیاسی اور غیر جانبدار ادارہ ہے جو کہ ہر ماہ قیمتوں کا جائزہ پیش کرتا ہے۔ میں آج "ڈان" اخبار میں پڑھ رہی تھی، 10۔اکتوبر سے 10۔نومبر کی جائزہ رپورٹ دیکھ رہی تھی۔ اس رپورٹ کے مطابق ایک ماہ میں پیاز کی قیمت میں 78 فیصد، چینی کی قیمت میں 32 فیصد، آلو کی قیمت میں 17 فیصد، چاول کی قیمت میں 14 فیصد، آئل، گھی کی قیمت میں 10 فیصد، چائے 7 فیصد، گوشت اور دالوں کی قیمت میں 10 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ابھی تو میں نے صرف بنیادی ضروریات کی چیزوں کا یہاں پر ذکر کیا ہے جن کو کھانے پینے کے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔ ان چیزوں کی قیمتیں اتنی زیادہ بڑھ گئی ہیں تو پھر آپ سوچیں کہ باقی اشیاء کا کیا حال ہوگا؟ ایک سال کے بجٹ میں عمومی طور پر تھوڑی بہت ردوبدل کی جاتی ہے لیکن یہاں پر تو یہ حالت ہے کہ ہمیں ہر روز ایک نئی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پنجاب میں کس طرح کی management ہے۔ اگر اشیاء کی قیمتیں اسی ratio سے بڑھانی ہیں تو پھر ملازمین کی تنخواہیں بھی daily basis پر بڑھائی جائیں کیونکہ یہاں پر قیمتیں daily basis کے حساب سے بڑھ رہی ہیں، کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا ہو رہا ہے۔ صبح اٹھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ چینی کی قیمت اتنی بڑھ گئی ہے۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک

غریب آدمی جس کی چھ، سات ہزار روپے تنخواہ ہے کیا وہ -/130 روپے فی کلو چینی afford کر سکتا ہے بالکل نہیں کر سکتا، جبکہ ان لوگوں کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگ رہی۔

جناب سپیکر! میں آج وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک بیان پڑھ رہی تھی جس میں انہوں نے کہا ہے کہ 9اضلاع میں سستے بازار قائم کئے جائیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ایسا کوئی نیا پروگرام شروع نہ کریں جو کہ دوسرے اقدامات کی طرح flop ہو جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جب بھی کوئی نیا پروگرام یا منصوبہ شروع ہوتا ہے تو سب لوگ ڈرنا شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ end میں اس نے flop ہو جانا ہوتا ہے۔ جس طرح سستے رمضان بازار، سستی چینی، سستا آٹا، سستی روٹی جیسے جتنے بھی پروگرام شروع کئے گئے وہ سب کے سب flop ہوئے ہیں۔ ان سب programmes کا حال آپ سب کے سامنے ہے تو مہربانی کریں اور کوئی ایسا نیا پروگرام شروع نہ کریں۔ عوام کہتی ہے کہ جب بھی وزیر اعلیٰ صاحب ہماری بہتری کے لئے کوئی کام کرنا شروع کرتے ہیں تو وہ flop ہو جاتا ہے، میرا خیال ہے کہ شاید کوئی نیت میں خلل ہے جس کی وجہ سے ان کے سارے پروگرام flop ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، آپ کی بڑی مہربانی۔ اب تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں صرف ایک گزارش کرنا چاہوں گی۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بڑے دعوے سے کہا تھا کہ وہ 1999 کی قیمتیں واپس لانا چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے 1999 کی قیمتیں واپس لے آئیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جب اپنی الیکشن مہم چلائی تھی تو اُس وقت انہوں نے یہ بات بہت دعوے سے کہی تھی اور اسی بنیاد پر ہی انہوں نے لوگوں سے ووٹ لئے تھے تو میری درخواست ہے کہ آج اگر وہی قیمتیں واپس لے آئیں تو عوام بہت خوش ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے کچھ دیر پہلے جو بات کہی ہے میں سب سے پہلے اس حوالے سے عرض کروں گا۔ وہ جب بھی کھڑے ہوتے ہیں تو زراعت کے پیشہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے خلاف ہی بات کرتے ہیں۔ شیخ صاحب یہ بھول گئے ہیں کہ آج سے دو سال پہلے -/1500 روپے فی من گندم غیر ممالک سے منگوائی گئی تھی اور حکومت نے اس کو برداشت کیا تھا۔ آج وہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ کاشتکار کو گندم کا ریٹ -/700 روپے فی من کے حساب سے دیا جائے اور -/950 روپے فی من کا rate ختم کیا جائے۔ شیخ صاحب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ زراعت سے منسلک طبقہ ہی ہے جو کہ سانپوں اور کانٹوں پر چل کر ہمارے ملک کے شہروں کی رونقیں

بحال رکھے ہوئے ہے۔یہی وہ طبقہ ہے جو کہ ہماری صنعتوں کو رونق دیتا ہے، فیکٹریاں اسی طبقے کی وجہ سے چل رہی ہیں۔انہوں نے یہ نہیں کہا کہ زرعی آلات کی قیمتیں کم کی جائیں، ٹریکٹر کی قیمت کم کی جائے یا ڈیزل کی قیمت کم کی جائے بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ فوری طور پر گندم کی قیمت کم کی جائے۔اسی rate کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پچھلے دو سالوں میں ہماری گندم کی فصل بہت اچھی ہوئی ہے اور کل ہمیں یہ قرار داد پیش کرنی پڑی کہ ہمارے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے گودام نہیں ہیں اس لئے اس گندم کو فروخت کیا جائے تاکہ نئی فصل کو ذخیرہ کرنے کے لئے ہمارے پاس گنجائش نکل سکے۔یہ خدا کا شکر نہیں کرتے۔جب باہر سے -/1500 روپے فی من کے حساب سے گندم منگوائی گئی تھی تو اس وقت انہوں نے کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔بہر حال آج چونکہ زراعت سے متعلق بحث نہیں ہو رہی اس لئے میں اس پر تفصیل سے بعد میں بات کروں گا۔میں شیخ صاحب سے صرف اتنا کہوں گا کہ آپ تو industrialist ہیں،ایک کار بیچتے ہیں اور لاکھوں روپے کما لیتے ہیں،آپ کروڑوں روپے میں کھیلتے ہیں۔کاشتکار بے چارہ تو چھ مہینے کے بعد سینکڑوں روپے کا منہ دیکھتا ہے۔چھ مہینے اس کے گھر میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اپنی فصل کے لئے زمین میں دبا دیتا ہے اور پھر خدا کے بھروسے پر چھ مہینے انتظار کرتا ہے۔دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی فصل کو بیماریوں سے بھی بچائے اور اس کو فصل کا اچھا rate بھی مل جائے۔ان دولت مند لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ کاشتکار کس حال میں زندگی گزار رہا ہے۔

جناب سپیکر!اب میں law and order کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔آج by chance ہمارے اعلیٰ افسران بھی موجود ہیں۔تین سال گزر چکے ہیں،جب بھی موقع ملتا ہے میں یہ ضرور کہتا ہوں اور کہتا بھی رہوں گا کہ خلق خدا کے خلاف اس پولیس رولز 002 کو تبدیل کیا جائے۔تین سال پہلے اس اسمبلی نے وعدہ کیا تھا کہ سب سے پہلے ہم یہ کام کریں گے۔رحیم یار خان یا ڈیرہ غازی خان سے لوگ تفتیش تبدیل کروانے کے لئے لاہور آتے ہیں،صرف ایک ایڈیشنل آئی جی ہے جو کہ پورے پنجاب کی تفتیش تبدیل کرتا ہے۔غریب لوگ بسوں پر دھکے کھاتے ہوئے دور دراز سے یہاں آتے ہیں اور آگے سے ان کو کہا جاتا ہے کہ آپ جائیں جب بورڈ بیٹھے گا تو پھر تفتیش تبدیل ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں رپورٹ آئے گی۔اس سارے process میں تین مہینے لگ جاتے ہیں۔اس دوران بے قصور لوگوں کو سزا ہو جاتی ہے اور گنہگار بری ہو جاتے ہیں اس طرح غریب کو انصاف نہیں ملتا۔میری آپ کی وساطت سے سب سے یہ درخواست ہے کہ خلق خدا کے لئے اس پولیس رولز 2002 کو تبدیل کیا

جائے تاکہ لوگوں کو بروقت انصاف مل سکے۔ یہ ایسے ظالمانہ قسم کے رولز بنائے گئے ہیں کہ پولیس کے اعلیٰ افسران اپنے نیچے والے افسران کا کچھ نہیں کر سکتے اس کی وجہ سے غریب لوگوں کو انصاف نہیں ملتا۔

جناب سپیکر! میں اگلی گزارش محکمہ انٹی کرپشن کے حوالے سے کروں گا۔ یہ محکمہ کرپشن کی روک تھام کے لئے بنایا گیا لیکن افسوس کہ وہاں پر پولیس کے ایسے افسران لگائے جاتے ہیں کہ جن سے خود محکمہ پولیس بھی تنگ آ چکا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جو کہ کرپشن اور لوٹ مار میں ماہر ہوتے ہیں وہ اس محکمہ انٹی کرپشن میں on deputation چلے جاتے ہیں۔ خدا کے لئے یا تو اس محکمہ کو ختم کر دیں یا پھر وہاں پر دیانت دار آدمی لگائیں تاکہ وہ وہاں پر واقعی کرپشن کو روکنے میں معاون ثابت ہوں۔ کرپشن کو روکنے کی بجائے خود کرپشن کرنے کے لئے لوگ محکمہ انٹی کرپشن میں پہنچ جاتے ہیں۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس محکمہ انٹی کرپشن میں دیانتدار آدمیوں کو لگایا جائے اور کوشش کی جائے کہ یہ لوگ محکمہ پولیس سے نہ لئے جائیں بلکہ دوسرے محکموں سے لئے جائیں جو کہ دیانتداری سے کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں تیسری بات میڈیکل سرٹیفکیٹ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ بہت زیادہ غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ بنائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے مقدمہ بازی بڑھ رہی ہے۔ خود ساختہ مقدمے بن رہے ہیں۔ جب کوئی میڈیکل بورڈ کے لئے درخواست دیتا ہے تو آگے پھر وہی ڈاکٹر بیٹھا ہوا ہوتا ہے جو کہ پہلے غلط سرٹیفکیٹ بنا چکا ہوتا ہے۔ مہربانی کر کے اس میڈیکل بورڈ کی تشکیل کا طریق کار تبدیل کریں تاکہ غلط سرٹیفکیٹ نہ بن سکیں اور نہ ہی غلط مقدمہ بازی ہو سکے۔

جناب سپیکر! پہلے یہ ہوتا تھا کہ ہر ضلع میں تین سال سے زیادہ عرصہ تک کوئی انسپکٹر یا سب انسپکٹر تعینات نہیں رہ سکتا تھا۔ اب دس دس سال سے پولیس انسپکٹر اور سب انسپکٹر ایک ہی جگہ پر تعینات ہیں۔ خدا کے لئے یہ تین سال والا فارمولا دوبارہ رائج کیا جائے ورنہ زیادہ عرصہ ایک ہی جگہ پر تعینات رہنے کے باعث ان پولیس افسران کے جرائم پیشہ لوگوں سے اتنے زیادہ مراسم قائم ہو جاتے ہیں کہ کوئی چھاپہ کامیاب ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی حکمت عملی کامیاب ہوتی ہے۔ بعض پولیس والے جرائم روکنے کی بجائے خود اس میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ ہمارے پولیس کے بعض اہلکار مختلف جرائم میں پکڑے جاتے ہیں۔ وہ خود عیاشی اور بدمعاشی کرتے ہوئے اس لئے پکڑے جاتے ہیں کیونکہ وہ دس دس بار ایک تھانے میں تعینات ہوتے ہیں۔ اسی ضلع کے رہائشی اے ایس آئی اور کانسٹیبلوں کو وہاں پر لگا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اب تشریف رکھیں۔ مہربانی، بہت شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! بس صرف ایک point رہ گیا ہے، میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ضلع لودھراں میں ہمارا تھانہ گیلے وال 1991 کا بنا ہوا ہے لیکن ظلم یہ ہے کہ آج تک اس تھانے کی اپنی بلڈنگ نہیں بنی اور مجھے افسوس ہے کہ بجٹ جاتا ہے لیکن بلڈنگ نہیں بن سکی، Irrigation کی بلڈنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور رہائش انہوں نے پرائیویٹ رکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! وقت کم ہے اور مجھے اس پر بات زیادہ کرنی ہے تو میں سب سے پہلے قائد حزب اقتدار اور آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے مشکل ترین حالات میں آراء کے لئے House کو invite کیا ہے کہ اس بنیادی issue کے حل کے لئے کوئی تجاویز دے۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے شیخ صاحب جیسی تجاویز دینی ہیں تو میں مانوں گا نہیں، وہ ایک ایسی بات کر گئے ہیں کہ جو مناسب نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے long term solutions ہیں کہ ہم اپنے ملک میں لا اینڈ آرڈر کی صورتحال کو ٹھیک کریں، ہم انڈسٹری کو فروغ دیں، ہم Agriculture کو Intentionally explore کریں، ہم ریزروائر بنائیں جو کہ سیاست کی بھینٹ چڑھ گئے اور ہم اپنے national resources کو explore کریں۔ Short term صورتحال کا مارکیٹ کی ساری دنیا کو پتا ہے اور اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے یہ تنقید آئی ہے کہ ایک ہی سکے کے دو حصے ہیں تو ہم نے تو وفاق کے اندر بڑی strong resistance دی اور مہنگائی پر عوام کے ساتھ کھڑے ہیں۔ آپ اپنی قیادت سے پوچھئے جو بے صبری کا شکار ہو گئی اور وفاقی حکومت کے ساتھ بیٹھ کر وہاں پر تعلقات کی پینگیں بڑھا رہی ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وفاقی حکومت کی کارکردگی اچھی نہیں ہے تو ان کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی قوم کو جواب دینا ہو گا کہ یہ راہ و رسم کیوں بڑھائی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر! اوپن مارکیٹ کے اندر commodities اس کے rates fix کرتی ہے ہاں regulatory bodies جس میں پٹرولیم کی مصنوعات پر کنٹرول کیا جاتا ہے تو میں یہ

distinction بتادوں کہ آئل اینڈ گیس کی بات ہے، پٹرولیم کی بات ہے یا دوسری مصنوعات میں صوبائی حکومت کا absolutely کوئی کردار نہیں ہے جو وہ fix کرتے ہیں ہم اس کے against اس کی sale کو ensure کرتے ہیں۔اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے جو rate ہو وہ پوری مارکیٹ کے اندر ایک جیسے ہونے چاہئیں، state کا اس کے اوپر check ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! پرائس کنٹرول کرنے کے لئے ماضی کے مجسٹریسی نظام کو بحال کرنے کی ضرورت ہے۔پورے پنجاب میں الحمد للہ رمضان میں کنٹرول ہوئی اور اس کے بعد اسے continue کرنے کی ضروت ہے۔ایسے areas ہیں جس پر پرائس کنٹرول تو ہے لیکن کوالٹی کے اوپر کنٹرول کم ہے۔میں نے خود محسوس کیا ہے کہ لاہور کے پٹرول پمپس پر کم پٹرول ڈالا جا رہا ہے اور کوالٹی پٹرول نہیں ڈالا جا رہا تو ان علاقوں میں لیبر ڈیپارٹمنٹ کو زیادہ متحرک کرنے کی ضرورت ہے۔گرانی اور ملاوٹ کے خاتمہ کے لئے سزاؤں کو review کر کے زیادہ سخت بنانے کی ضرورت ہے۔گرانی اور ملاوٹ کے خاتمہ کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ Federal commission for price control of commodities بنایا جائے جس میں صوبوں کو نمائندگی دی جانی چاہئے اور اس کی ایک قومی پالیسی مرتب کی جانی چاہئے جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ اس کی روک تھام کی جائے۔

جناب سپیکر! پرائس کنٹرول کمیٹیوں کے کردار کو بڑھانا چاہئے۔اس میں عوامی نمائندوں کے ساتھ ساتھ law enforcing اداروں کو شامل کیا جانا چاہئے اور ان کی accountability بھی ہونی چاہئے۔اس کے علاوہ ہول سیلر تاجر اور ریٹیل تاجروں کو بھی شامل کرنا چاہئے کیونکہ وہ خود ذمہ دار کی حیثیت سے ان کمیٹیوں میں موجود ہوں گے تو وہ اپنی ذمہ داری سمجھیں گے کہ انہوں نے پرائس کو کنٹرول کرنا ہے۔جہاں تک بات law enforcing اداروں کی ہے تو وقت کے ساتھ ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ ان کی out put affect ہوئی ہے جس کے باعث کرپشن اور اقرباء پروری بھی ہے۔یہ choices کی پوسٹنگ لینے کے لئے بھاگنا تو آپ جب تک اپنی ریاستی مشینری کو اعتماد نہیں دیتے تو آپ ان سے نتائج نہیں لے سکتے اور میرٹ پر ان کی تعیناتی اور accountability کا strong اور مربوط سسٹم ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، ان کی capacity building کرنے کی ضرورت ہے تو ضلعی اور تحصیل کی سطح پر پرائس کنٹرول کمیٹیوں کو فوری طور پر مربوط کیا جانا چاہئے اور میں نے فیڈرل کمیشن کی تشکیل کی گزارش کی ہے تو اس سے maturity, interest اور commitment ظاہر ہوتی ہے۔

بہت شکریہ

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب! آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں، زیادہ نہیں ہیں کیونکہ ابھی یہ wind up بھی ہونا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے شفقت فرماتے ہوئے انتہائی اہم topic پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا لیکن میں اس سے ہٹ کر تھوڑی سی آپ سے اجازت چاہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب جو تقریر فرما گئے ہیں یہ ایک شیخ علاؤالدین صاحب کی تقریر نہیں ہے بلکہ ان کی یہ تقریر پوری ایک section اور سول سوسائٹی کی سوچ ہے اور وہ سوچ یہاں سے بڑھ کر زراعت پر ٹیکس کی طرف جاتی ہے اور یہ سارے وہ لوگ ہیں جہاں وہ کراچی کے ایم کیو ایم والے ہوں، چاہے لاہور کے ہوں جو بھی ہیں تو انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ زراعت ہے کیا، زراعت نام کس کا ہے؟ جس طرح میرے بھائی احمد خان بلوچ صاحب نے بتایا کہ آپ کی پوری آبادی کو صرف ایک کاشتکار feed کر رہا ہے، آپ کو گندم دے رہا ہے، آپ کو گنا دے رہا ہے، آپ کو ہر چیز میسر کرتا ہے جو رات کو سانپوں کی پرواکئے بغیر پانی لگاتا ہے اور وہ پوری پوری رات جاگتا ہے اور وہ جو محنت کرتا ہے تو آپ یہاں اپنے شوروم میں scent لگا کر بیٹھ کر آپ کو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا کہ آپ کی 70/75 فیصد آبادی کاشتکار ہے اور ان پر بہانگ دہل کبھی اسلام آباد سے قومی اسمبلی میں attack ہو رہا ہوتا ہے، کبھی سندھ اسمبلی میں ہو رہا ہوتا ہے اور میں بتاتا ہوں کہ سب سے زیادہ ٹیکس بھی کاشتکار ہی دیتا ہے۔ قومی اسمبلی میں لینڈ ریفارمز بل ایم کیو ایم نے اپنے نمبر بنانے کے لئے دیا ہے تو میں آپ کو بتاؤں کہ جو ٹیکس ہم پر لگ چکا ہے صوبہ پنجاب میں لگا رکھا ہے تو میں اس بارے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ بھی واپس ہونا چاہئے کیونکہ غریب کاشتکار کے پاس کچھ نہیں ہے اور وہ بڑی مشکل سے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے لیکن وہ لینڈ ریفارمز کی بات کرتے ہیں جو کہ تین دفعہ ہو چکا ہے اور تین دفعہ ہو کر آج اسی لینڈ ریفارمز پر عملدرآمد کروائیں۔ پنجاب میں مکمل طور پر لینڈ ریفارمز پر عمل ہوا ہے لیکن بلوچستان، سندھ میں آج تک عمل نہیں ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نیا بل لے کر آ رہے ہیں تو آپ پہلے ذوالفقار علی بھٹو کی لینڈ ریفارمز پر عملدرآمد کروا کر دیکھیں۔ وہ دکھا دیں تو اس کے بعد ایک نیا بل آپ لے آئیں۔

جناب سپیکر! شیخ صاحب کی یہ سوچ نہیں ہے، یہ طبقاتی سوچ ہے اور میں اس ایوان میں یہ کہتا ہوں کہ چند دن چینی اگر short ہوئی ہے تو آپ لوگوں کی چیخیں نکلنی شروع ہو گئی ہیں اور اگر ہمارا کاشتکار کہتا ہے کہ میں گندم نہیں اگاؤں گا تو آپ لوگوں کی چیخیں نکلیں تو امریکہ آپ کو feed کر سکے گا نہ کوئی اور حالت یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ اس کو بھی ختم کرو۔ اب آپ کے پاس صرف ایک شعبہ رہ گیا

ہے جہاں سے رزق اللہ تعالیٰ کی ذات سب کو مہیا کر رہی ہے۔ بھارت کا مشرقی پنجاب ڈیڑھ ارب کی آبادی کو رزق پہنچا رہا ہے کیونکہ وہاں سبسڈی ملتی ہے۔ وہاں گھریلو بجلی کا کنکشن نہیں ملتا، وہاں کنکشن اس کسان کو ملتا ہے جو ٹیوب ویل لگانا چاہتا ہے۔ یہاں سارے زمیندار بیٹھے ہیں اور ہم پیٹ پیٹ کر مر جاتے ہیں کہ خدارا ہمیں کنکشن دے دو لیکن ہمیں کنکشن نہیں ملتا اور اوپر سے پابندیاں لگی ہوئی ہیں کہ کنکشن نہیں دینا۔ یہ ہماری پلاننگ کا حصہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج آپ کے توسط سے اس طبقے کو تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ خدارا باز آ جائیں۔ آپ کے پاس صرف زراعت کا شعبہ بچا ہے اور وہ بھی لنگڑا لولا بچا ہے کیونکہ کوئی ظلم ایسا نہیں ہے جو آپ نے آج تک اس پر نہیں کیا۔ کالا باغ ڈیم آپ نے ختم کر دیا ہے اور نیا کوئی ڈیم اتنے سالوں سے آپ نے نہیں بنایا اور پوری زراعت کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ اس کے باوجود اب چاہتے ہو کہ یہ جو لولے لنگڑے زندہ ہیں ان کو بھی ختم کر دیا جائے۔ اگر یہ ختم ہو گئے تو شہروں میں بیٹھے ہوئے بھی ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! ایک شعر ہے کہ:

وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ کوئی ایک دم نہیں ہوتا

جناب سپیکر! آج ہم جس حالت کو پہنچ چکے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا ہے کہ مہنگائی کا عفریت پوری قوم کو کھا رہا ہے لیکن اس میں since the inception of Pakistan ہماری غلط پالیسیاں، ہماری bad governance اور 36/37 سالہ مارشلائی عیاشیاں اس کی وجہ ہیں۔ ہمارے اوپر 2002 میں 32۔ارب ڈالر کا قرضہ تھا اور آج 60۔ارب ڈالر کا قرضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر بندہ مقروض ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ وہاں جو قرضے لئے جاتے ہیں وہ کس کے لئے لئے جاتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس ملک کو بچانا ہے تو یہاں fiscal emergency لگنی چاہئے اور اس کے بعد ہم بالکل بند کر دیں کہ ہم نے کسی سے کوئی قرض لینا ہے۔ ہم تہیہ کریں کہ ہم زندہ رہیں گے اور اپنے وسائل میں زندہ رہیں گے۔ ہم روکھی سوکھی کھائیں گے اور زندہ رہیں گے۔ ہم امپورٹڈ سوٹ نہیں پہنیں گے، ہم امپورٹڈ گاڑیاں نہیں لیں گے، ہم اپنے وسائل کے اندر رہنا سیکھیں گے اور یہ جو قرضے چڑھے ہوئے ہیں یہ اس عوام نے نہیں لئے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ ایک طبقہ ہے جسے elite کہتے ہیں، اس نے قرضے لئے ہیں اور آج بجلی اور تیل پر ٹیکس لگ رہا ہے جو ہم غریب دے رہے ہیں اور ریڑھی بان دے رہا ہے اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ fiscal policy لگنی چاہئے اور اس

کے بعد ہم اپنی چادر کے مطابق اپنے پاؤں پھیلائیں اور غریب کو روٹی دیں۔اگر غریب کو ہم روٹی نہ دے سکے تو ہم جو ایوانوں میں بیٹھے ہیں یقین مانیں کہ ہم بھی پھر محفوظ نہیں رہیں گے اور ہمارے بچے بھی محفوظ نہیں رہیں گے۔یہ بہت ضروری ہے اور it is end of the news یعنی اب آخیر ہو چکی ہے۔اس لئے آئیں سارے مل بیٹھیں اور political scoring and political differences کو ختم کریں اور صرف اور صرف ایک کام کریں کہ ہم نے اپنے عوام کو روٹی میسر کرنی ہے۔وہ کلچے نہیں مانگتے، وہ روسٹ نہیں مانگتے، صرف ایک روٹی کا سوال ہے اور وہ روٹی آپ حکمران نہیں دیں گے تو پھر آپ مجبور کر رہے ہیں کہ عوام آپ سے آپ کے بچوں کی روٹی چھین لے۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی کے لئے دس منٹ بڑھائے جاتے ہیں۔محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات شیخ صاحب کی بات سے شروع کروں گی کہ انھوں نے کہا کہ اس وقت مہنگائی کے ہاتھوں یہ عالم ہے کہ جانور سمگل ہو رہے ہیں۔اگر وہ یہاں ہوتے تو میں انھیں بتاتی کہ یہاں پر صرف جانور سمگل نہیں ہو رہے بلکہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کی سمگلنگ ہو رہی ہے۔انسان اپنے آپ کو بیچنے کے لئے مجبور ہے، اونٹ ریس میں انسان involve ہو رہے ہیں، جو لوگ اس مہنگائی اور بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ آ کر باہر جاتے ہیں اور جو پکڑے جاتے ہیں ان کو یا تو جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے یا انھیں گولی مار دی جاتی ہے اور کوئی ماں یہ نہیں چاہتی کہ اس کا لخت جگر جو روزی کمانے کے لئے گھر سے باہر جائے اس کی لاش واپس آئے۔

جناب سپیکر! Good governance کی بہت باتیں ہم تین سال سے سن رہے ہیں اور آج جب مہنگائی پر یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں تو یقین مانئے کہ دل بہت دکھتا ہے۔میری دلی خواہش ہے کہ یہ practically good governance تو صوبے میں لے کر آئیں صرف تقاریر، صرف باتوں اور اخباری تراشوں میں good governance نظر آتی ہے۔ہمیں صوبے میں تو کہیں good governance نظر نہیں آ رہی۔میں اس کی چھوٹی سی مثال دینا چاہوں گی کہ جہاں پر مہنگائی اور بے روزگاری کے ہاتھوں لوگ تنگ آ کر اجتماعی خودکشیوں پر مجبور ہیں وہاں ایک وہ شخص جو پارلیمنٹیرین بھی نہیں ہے، صرف جہاز پر جھولا لینے کے شوقین inspection کے نام پر جہاز پر چڑھ جاتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کا ایک جھولا 50 لاکھ روپے میں پڑتا ہے۔ان کی دیکھا دیکھی ایک وہ شخص جس کو چیئرمین اور سپروائزر تنور لگایا گیا تھا وہ بھی جہاز پر چڑھ گئے۔اتنی بلندی سے وہ زمین پر لگے ہوئے تنور

اور اس پر بکنے والی -/2 روپے کی روٹی کی مانیٹرنگ کے دعوے کر رہے تھے کہ وہ آسمانوں میں اڑ کر -/2 روپے کی روٹی کو مانیٹر کر رہے ہیں۔

جناب والا! دوسری طرف غریب کا یہ حال ہے کہ وہ آج مرنا بھی afford نہیں کر پا رہا۔ ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہمارا ہر segment of society محض سیاست کر رہا ہے۔ جن کو نہیں بولنا چاہئے وہ بولے چلے جا رہے ہیں اور جن کو بولنا چاہئے وہ چپ سادھ کر بیٹھے ہیں اگر لب کشائی کرتے ہیں تو وہ بھی کسی سیاسی مصلحت کے تحت کرتے ہیں۔ میرے بھائی چیئرمین استحقاق کمیٹی چلے گئے ہیں انھوں نے ابھی آئی ایم ایف کی بات کی تھی۔ سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ ہم اچھی چیزوں کا credit لیتے ہیں اور بری چیزوں کا credit اپنے coalition partner کو دے دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ابھی پنجاب میں میری correction فرمائی تھی کہ "میٹھا میٹھا ہپ ہپ تے کوڑا کوڑا تھو تھو" ایسا نہیں ہوتا۔ جس حکومت کو آپ دونوں partner چلا رہے ہیں آپ اس کے دو پہیئے ہیں۔ اس میں جو اچھا ہے وہ بھی دونوں کا credit ہے اور جو برا ہے وہ بھی دونوں کا credit ہے۔

جناب والا! آئی ایم ایف نے ہمیں جو package دیا ہے وہ سب سے worst package ہے۔ انھوں نے دوسری central estates کو جو soft package دیا ہے وہ ہمیں نہیں ملا یہ ہماری گورنمنٹ کی نااہلی ہے اور ان کی in competency ہے۔ پاکستان کی economy دہشتگردی کی وجہ سے پہلے ہی تباہ ہو گئی ہے اور ہم directly suffer کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی marketing strategy نہیں ہے۔ ہم پہلے ہی Local Government wind up کر چکے ہیں، demand and supply کا کوئی mechanism بھی نہیں ہے اور check and balance بھی نہیں ہے تو ہم مہنگائی کے جن پر کیسے قابو پا سکتے ہیں؟ انھوں نے Price Control Magistrates یہ کہہ کر تعینات کئے تھے کہ سب کو ایک قیمت پر چیزیں ملیں گی تو ان Price Control Magistrates کا جو حال ہے کہ ان کے ڈرائیور اور جو کرتا دھرتا ساتھ ہوتے ہیں وہ لوگوں سے بھتہ لیتے ہیں۔ وہ دوبارہ وہاں نہیں دیکھتے کہ یہاں پر کون سی چیز کس قیمت میں مل رہی ہے۔ اتوار بازاروں میں جو چیزیں مل رہی ہیں وہ سب کے سامنے ہیں کہ وہ ناقص معیار کی چیزیں ہیں جو زیادہ قیمت پر مل رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں good governance کے حوالے سے بات کروں گی کہ ہر غریب آدمی یہ سوچتا تھا کہ پیاز روٹی کے ساتھ کھا کر میں پیٹ بھر لوں گا لیکن آج تو پیاز بھی -/100 روپے کلو مل

رہاہے۔انھوں نے برائیلر کا جو حال کیاہے وہ وقت دور نہیں ہے جب چوزہ ہمیں ڈالروں میں ملے گا۔ان دونوں partners کی leadership سے ہم نے کئی دفعہ یہ بات سنی ہے کہ ہم عوام کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی دے دیں گے۔آج عوام کو خون نہیں چاہئے انھیں چینی اور چین چاہئے۔ پاکستان میں 67 شوگر ملیں ہیں جن میں آدھی سے زیادہ پنجاب میں ہیں۔وہ کون سی طاقت ہے جو انہیں کورٹ کا حکم ماننے اور لوگوں کو facilitate کرنے سے روک رہی ہے؟ میں اِن کو صرف یہ suggestion دینا چاہتی ہوں کہ یہ کچھ بھی نہ کریں اور اپنی اپنی شوگر مل کے باہر صرف ایک سال کے لئے temporary sale point کھول دیں اور اگر یہ بغیر منافع کے لوگوں کو صرف ایک سال چینی دے دیں گے تو آپ یقین مانیں کہ یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت کریں گے۔ بلیک مارکیٹنگ، ذخیرہ اندوزی اور مصنوعی گرانی جیسے عوامل کی وجہ سے مہنگائی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔اِس وقت لوگوں کے ذہن اور دل رو رہے ہیں اور وہ حکمرانوں سے یہ بات پوچھنا چاہتے ہیں کہ:

یہ ملیں یہ جاگیریں کس کا خون پیتی ہیں
بیرکوں میں یہ فوجیں کس کے دم پر جیتی ہیں
کس کی محنتوں کا پھل داشتائیں کھاتی ہیں
جھونپڑوں سے رونے کی کیوں صدائیں آتی ہیں
جب شباب پر آ کر کھیت لہلہاتا ہے
کس کے نین روتے ہیں کون مسکراتا ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: بہت شکریہ۔جناب سپیکر!سب نے اپنے اپنے انداز میں مہنگائی پر بات کی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مہنگائی کا issue خاص طور پر سبزیاں، چینی اور چاول وغیرہ جیسی چیزوں کا issue انتہائی اہم ہے۔آپ بھی زمیندار ہیں اور میں بھی زمیندار ہوں تو اگر ہم پیچھے جائیں تو زراعت والے کام بالکل چھوڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ جو فنڈز ہمیں زمینداروں کو دینے چاہیئں وہ اگر ہم اس طرف خرچ بھی کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی change نہیں آئے گی۔اگر فصلیں مکمل ہوں گی، زمیندار کھیتی باڑی کریں گے، جہاں ٹماٹروں کی ضرورت ہے وہ بوئیں گے اور اس طرح کی تمام سہولیات فراہم کر کے زراعت کو مضبوط کریں گے تو خاصا فرق پڑے گا۔اگر ہم اپنا فنڈ دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت کم ہے۔آپ

بتائیں کہ کبھی آپ کو زراعت انسپکٹر ملا ہے، کبھی وہ آپ کی زمینوں میں گیا ہے یا کبھی آپ کا کوئی کام کیا ہے؟ ہم زمینداروں نے جو کھاد زمینوں میں ڈال دی ہے جس سے ہم نے اپنی فصل اگانی ہے کبھی کوئی اس پر serious نہیں ہے۔جب فصلیں نہیں ہوں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی پر کنٹرول کرنے سے کچھ نہیں بنے گا۔ کمی کو پورا کرنے کے لئے سب سے ضروری کام یہ ہے کہ زراعت کو facilitate کیا جائے۔آج بھی زمیندار خوار ہو رہے ہیں اُن کو بجلی کا کنکشن نہیں مل رہا، ٹیوب ویل کا کنکشن نہیں مل رہا، ٹیوب ویل کے لئے پٹرول مہنگے سے مہنگا مل رہا ہے یہاں تک کہ ڈیزل بہت مہنگا مل رہا ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج کل ڈیزل کے ریٹ کے مطابق زمیندار اپنی فصل پیدا کر کے اپنا خرچ پورا کر ہی نہیں سکتا۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ زراعت اور زمینداروں کو support کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کے اوپر کنٹرول ہو سکتا ہے۔آپ ساری پیدا ہونے والی اجناس کو جتنا مرضی سنبھال لیں، جس مارکیٹ میں مرضی چاہے لے جائیں لیکن اس سے مہنگائی میں کمی نہیں ہو سکتی۔ مہنگائی میں کمی ایک ہی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم زمیندار کو support کریں، زمیندار اجناس پیدا کر کے منڈی میں لائے اور منڈی میں اُس کا ریٹ کم ہو جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب! اب آپ price hike کو wind up کریں۔اس کے بعد لاء منسٹر صاحب آ جائیں گے تو پھر اُن سے پوچھتے ہیں کہ وہ لاء اینڈ آرڈر پر کیا کہتے ہیں؟ آپ چودھری ظہیر صاحب اور سب کی باتوں کا جواب ذرا حوصلے اور ہمت سے دیں۔ ہاؤس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سارے معزز بھائی اور بہنوں نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تنقید برائے اصلاح سننی بھی چاہئے اور اُس سے جو خیر کا پہلو نکلتا ہے اُس پر غور بھی کرنا چاہئے۔ میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے کہا کہ اتفاق ہے کہ وزیر خوراک بھی یہاں پر موجود ہیں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ خوبصورت اتفاق انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اور دوسری بات انہوں نے سمندر روالی کی ہے اُس کا بھی جواب دیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! انہوں نے دوسری بات یہ کی کہ سمندر پر وزیر اعلیٰ نے اپنے منسٹر کو بھیجا ہوا ہے۔آپ یقین کیجئے کہ اس ایوان کی عزت کے لئے، اپنے وزیر اعلیٰ کی بات کو honour کرنے کے لئے اور اپنی ڈیوٹی کو proper طریقے سے perform کرنے کے لئے میں تین

ہفتے کراچی میں رہا ہوں۔ مزید آپ کو یہ بات سن کر خوشی ہوگی کہ جب میں port پر گیا تو جس berth پر چینی اتاری جا رہی تھی تو وہاں میں نے خود مزدوروں کے ساتھ بوریاں اٹھا کر ٹریلروں پر load کروائیں۔ یہ میری as a Pakistani and as a political worker ذمہ داری کا حصہ تھا اور commitment تھی لہذا ہماری طرف سے کسی صورت کبھی کوئی کمی نہیں رہی اور وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ vision ہے۔ میرے بھائی نے بات کی کہ ایک منسٹر نے چینی کے بارے میں بات کی ہے کہ سرکاری دفتروں میں چینی کھانا یعنی میٹھے بسکٹ اور دوسری میٹھی چیزیں کھانا بند ہونا چاہئے تو ہاں! میں وزیر اعلیٰ کی اس بات کو respect بھی کرتا ہوں، own بھی کرتا ہوں اور اُن کو salute بھی کرتا ہوں۔ میں اپنے بھائی سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 1949 میں جب چائنا آزاد ہوا تو وہ Russia کا مقروض تھا اور وہ قرض چار سال کے عرصے میں واپس کرنا تھا لیکن جب یہ آزاد ہوئے تو Russians نے اپنے قرض کے لئے اِن کو تنگ کیا جس پر چائنیز قوم نے ڈیڑھ سال کے اندر وہ قرض واپس لوٹایا۔ اُس قرض لوٹانے میں دو تین چیزیں اہم یہ تھیں کہ اُس قوم نے اپنے اور بچوں کے لئے نئے کپڑے خریدنا بند کر دیئے and one thing which is most important جس کا میرے بھائی نے ذکر کیا ہے کہ پوری چائنیز قوم نے چینی کھانا بند کر دی اور کہا کہ جب تک ہم یہ قرض نہیں لوٹاتے اُس وقت تک ہم چینی کے نزدیک نہیں جائیں گے۔ قوموں کے اندر لیڈر شپ پیدا ہوتی ہے اور لیڈر شپ bold steps لیتی ہے جس کے بعد قومیں بنتی ہیں اور اس طرح کے بحرانوں میں سے گزر کر جب ایسے national disasters آتے ہیں تو اُس وقت وہ قومیں اپنا آپ منواتی ہیں۔ یقیناً مہنگائی ایک بہت بڑا عذاب ہے۔ میں خود ایک lower مڈل کلاس سے تعلق رکھتا ہوں اور بطور منسٹر میں اپنے گاؤں پرانے گھر میں رہتا ہوں۔ مجھے احساس ہے کہ مہنگائی کیا ہے اور مہنگائی کا جن کس طرح بے قابو ہو کر سب کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے؟ اس کی بہت سی وجوہات ہیں جس پر ہمیں یقینی طور پر bold steps لینے پڑیں گے۔ We have no choice اور یقیناً اب ہمارے پاس غلطیوں کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میری بہن نے جس طرح -/2 روپے روٹی کی بات کی تو میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ -/2 روپے کی روٹی ایک vision تھا، اس ملک، قوم اور غریب سے محبت تھی جو -/2 روپے روٹی دینے کی شکل میں قوم کے سامنے آئی۔ کبھی یہ محبت -/2 روپے کی روٹی کی صورت میں سامنے آتی ہے اور کبھی میرے خادم اعلیٰ پنجاب کی محبت سیلاب کی بے رحم لہروں کے درمیان آنسو بن کر اُن کی آنکھوں سے چھلکتی ہے۔ اب change آنی ہے بلکہ اب change required ہے۔ یہ چینی جیسے issues چھوٹے چھوٹے ہیں لیکن قومیں جب قربانی

دیتی ہیں تو پھر اللہ کے فضل و کرم سے وہ اپنے targets achieve کرتی ہیں۔اس کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں کہ "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں"۔

جناب سپیکر!میں آج پاکستان کے سب سے بڑے ایوان میں کھڑے ہو کر یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم بہت سی سازشوں کے باوجود، برے حالات کے باوجود، بہت سے بحرانوں کے باوجود، ڈکٹیٹر کے سسٹم توڑنے اور بار بار گن پوائنٹ پر اس ملک پر قابض ہونے کے باوجود ہم آج ایٹمی پاور ہیں۔آج پاکستان کے اندر شاہین اور غوری میزائل کے کامیاب تجربات ہو چکے ہیں۔ہم پہلے دیکھتے تھے کہ پاکستان گندم import کرتا تھا but this is for the first time in the history of Pakistan کہ میرے وزیر اعلیٰ کی بہترین پالیسیوں کے بعد ہم وفاقی حکومت سے 25لاکھ ٹن گندم جو ہماری ضرورت سے زیادہ ہے، export کرنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔میرے وزیر اعلیٰ نے اپنے اور میاں محمد نواز شریف کے vision کے مطابق facilitate کیا ہے۔زراعت یقیناً اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس لئے میرے بھائی نے بالکل ٹھیک کہا کہ پورے انڈیا کی 70فیصد ضرورت صرف مشرقی پنجاب پوری کرتا ہے تو اسی طرح پورے پاکستان کی کل ضروریات کا 68فیصد ہمارا یہ پنجاب پوری کرتا ہے اور آج ہم نے اپنے targets کی طرف بڑھنا ہے۔چینی کی بات ہوئی تو چینی کے بحران کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں بلکہ وفاقی حکومت ہے کیونکہ میرے وزیر اعلیٰ نے بار بار خط لکھے اور انہیں بتایا کہ کہیں یہ بحران نہ پیدا ہو جائے اور sugar timely import کی جائے لیکن اس پر اس وقت دھیان نہیں دھرا گیا۔آخر وہ ایک سازش تھی جس میں mainly اس ملک کے ذخیرہ اندوز شامل ہیں جنہوں نے ایک plan کے تحت چینی ذخیرہ کی ہوئی تھی اور اپنے بچوں کو حلال رزق کی بجائے حرام کر کے کھلانا انہوں نے پسند کیا ہے۔یہ بڑی زیادتی ہوئی ہے کیونکہ یہاں پر شوگر کی کمی نہیں تھی بلکہ یہاں کے ذخیرہ اندوز اس disaster کے ذمہ دار ہیں تو میں آج اپنی پھر یہی بات دہرانا چاہتا ہوں کہ جب تک اس ملک میں یقیناً میرے بھائی نے ٹھیک کہا کہ اب ہمیں bold steps لینے پڑیں گے اور جب تک ذخیرہ اندوزوں کو نشان عبرت نہیں بنائیں گے اس وقت تک اس طرح کے بحران آتے رہیں گے۔

جناب سپیکر!پاکستان کے اور بہت سے مسائل ہیں اور اس مہنگائی کی بہت سی وجوہات ہیں۔کبھی ہمارے ملکی حالات کی وجہ سے ہماری کرنسی devalue ہوتی ہے، کبھی اس ملک پر ڈرون حملے ہوتے ہیں، کبھی suicide attacks ہوتے ہیں، کبھی bomb blast ہوتے ہیں حالانکہ ہمارا ملک دہشتگردی کی جنگ میں فرنٹ لائن پر لڑ رہا ہے لیکن ایک سازش کے تحت اس ملک کو، اس قوم کو اور اس

سسٹم کو برباد کرنے کی عالمی سازشوں کا اہم حصہ بنے ہوئے ہیں اور اس کا نشانہ اور ٹارگٹ ہیں کہ پوری دنیا کے اندر ہمیں آج بحیثیت corrupt nation کے طور پر establish کر دیا گیا۔ انہی سازشوں کے بعد آج ہمیں as a Muslim ایک terrorist کے طور پر established کیا ہے۔ میرے بھائی نے بات کی کہ اس ملک میں کرپشن بھی مہنگائی کی وجہ ہے yes میں اسے own کرتا ہوں لیکن میں آج آپ سے یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر 64 سالوں میں دو طرح کی کرپشن ہوئی ہے۔ ایک financial corruption جسے کبھی انٹی کرپشن نے، کبھی نیب نے، کبھی میڈیا نے پکڑا اور کبھی وہ خود دست و گریباں ہو گئے on the other side ایک intellectual corruption جو 64 سال سے اس ملک میں ہو رہی ہے جسے مخصوص mind set کے لوگ کر رہے ہیں۔ Financial corruption سے زیادہ اس قوم کی intellectual corruption نے بربادی کی ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں چھوٹی سی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب یہاں پر ظاہر کئے جانے والے تمام تحفظات کو مانتے چلے جا رہے ہیں تو ان کا اپنا کیا پروگرام ہے وہ ہمیں بتائیں اور ہم اسے سننے کے لئے یہاں پر بیٹھے ہیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مجھے آپ نے حکم دیا ہے کہ جس جس ممبر نے جو بات کی ہے ہم نے ان کی بات تحمل سے سنی ہے تو اب یہ بھی سننے کا حوصلہ پیدا کریں کیونکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جو کچھ آپ نے کرنا ہے وہ آپ بتائیں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اپنی بہترین پالیسیوں کے تحت میرے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس دفعہ بھی اور اس سے پہلے بھی زراعت کے لئے انہیں پتا نہیں ہے کہ جب ہم سبسڈی کے ساتھ گرین ٹریکٹرز کسانوں کو دے رہے تھے اور اس دفعہ بھی 10 ہزار ٹریکٹرز ہم نے زمینداروں کو دیئے ہیں۔ اس ملک میں پانی کا واقعی ایک بحران ہے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بجٹ کے اندر سولر انرجی سے چلنے والے ٹیوب ویلز لگانے کے لئے فنڈز رکھے ہیں، ہم نے جعلی ادویات کا خاتمہ کیا ہے اور کسان کو at any cost facilitate کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ جب کبھی عالمی منڈی میں

-/700روپے فی من گندم کی قیمت تھی لیکن میرے وزیر اعلیٰ نے اس ملک کے کسان کو facilitate کرنے کے لئے -/950روپے فی من گندم خریدی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس دفعہ ہمارے پاس گندم کا سرپلس سٹاک موجود ہے اور ہمارے پاس گندم وافر مقدار میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جائے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اگر ہم گنے کی فصل کا ذکر کریں تو وہ بھی وافر مقدار میں موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی بہت سی ذمہ داریاں ہیں، بہت سے ایسے actions ہیں جنہیں وہ کرے تو اس ملک سے مہنگائی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں تو چلیں گنا پیدا ہوتا ہے، یہاں پر شوگر ملز ہیں تو ہمارے پڑوس دوبئی میں اگر چلے جائیں تو وہاں کون سی شوگر ملز ہیں، وہاں کون سا گنا پیدا ہوتا ہے بلکہ ان کی import اور export polices بڑی liberal ہیں تو ہمیں اب اپنی interior and foreign policies کو بھی review کرنا پڑے گا import اور export policies کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ اگر ہم روزمرہ استعمال کی ضروریات زندگی کی چیزوں کی import کو liberal کر دیں اور اسے free کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مارکیٹ کے اندر کبھی بھی ایسا disaster نہیں آ سکتا۔ لوگ یہاں پر کبھی آٹا اور کبھی چینی کے لئے ترستے رہیں تو کبھی ایسا نہ ہو اور اب انشاءاللہ ہمیں bold steps لینے ہیں اور ہم آگے جائیں گے اور ہم نے کسان کو at any cost facilitate کرنا ہے اور آپ انشاءاللہ دیکھیں گے اس ملک میں جیسے گندم ہمارے پاس اضافی موجود ہے، چینی کا یہ وقتی بحران تھا جسے پیدا کیا گیا اور ہم نے اس کی وجوہات کو دیکھا ہے حالانکہ اس کے ذمہ دار ہم نہیں تھے لیکن اس کے باوجود میرے وزیر اعلیٰ صاحب نے پوری قوم کو facilitate کیا ہے اور اس حوالے سے انہوں نے pain لیا ہے اور آج چینی ہمارے پاس موجود ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ چینی نہیں مل رہی لیکن ایک بحران ضرور تھا کہ اس کی قیمتیں اتنی زیادہ بلندی پر گئیں لیکن اللہ کے فضل و کرم سے وہ قیمتیں واپس آ رہی ہیں اور اکنامکس کے طلب اور رسد کے اصول پر قیمتیں depend کرتی ہیں۔ جب طلب زیادہ ہو اور رسد کم ہو تو ultimately پھر قیمت بڑھتی ہے اور جب رسد انشاءاللہ تعالیٰ زیادہ ہو جائے گی اور طلب کم ہو جائے گی تو پھر میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ قیمتیں مزید اور کم ہوں گی۔ گنے کی قیمت پنجاب میں -/125روپے فی من تھی اور ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو move کیا ہے جس کے تحت گنے کے کاشتکار کو facilitate کرنے کے لئے کم از کم -/155روپے فی من گنے کی

قیمت مقرر کی جارہی ہے۔ ہم نے ہر قیمت پر کسان کو facilitate کرنا ہے اور ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے۔۔۔

جناب سپیکر: اپنے فیصلوں کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بھی بتادیا کریں کہ کسان کو facilitate کرنے کے لئے آپ کچھ کر رہے ہیں کیونکہ انہیں تو پتا ہی نہیں ہے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! وہ بھی اس ایوان کا حصہ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ پنجاب نہیں بلکہ پاکستان کے اندر اتنا بڑا National disaster آیا لیکن اس دوران بھی وزیر اعلیٰ پنجاب نے کسانوں کو کھاد، بیج اور انہیں otherwise facilitate کرنے کے لئے بھی انتظامات کئے۔

جناب سپیکر: آپ قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے حوالے سے بتائیں کہ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ہمارے سسٹم میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں موجود ہیں اور کمشنرز سے لے کر ڈی سی اوز اور ٹی ایم اوز تک تمام لوگ اس پر لگے ہوئے ہیں اور یقیناً ہماری ہر چیز پر نظر ہے اور میں اس ایوان کی وساطت سے اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے انشاء اللہ کسان کو at any cost facilitate کرنا ہے، مہنگائی کے اس جن کا مقابلہ انشاء اللہ ہم سب نے مل کر کرنا ہے۔ یقین جانئے کہ جس دن ہم نے اپنی خرافات، اپنی فضول خرچیاں اور اپنی ناجائز خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ادھر ادھر ہاتھ مارنا چھوڑ کر پوری قوم نے خود احتسابی کے عمل کا تہیہ کر لیا اور یہ شروع ہو گیا تو اس کے بعد کبھی یہ بحران نہیں آئے گا اور ہم انشاء اللہ اپنے target achieve کریں گے اور ہم میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں اپنی منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ بھی فرمادیں کہ گندم بڑی وافر مقدار میں پڑی ہے تو آئندہ آنے والی گندم کی فصل کے لئے انہیں کوئی فکر ہے اور کوئی سوچ وبچار یا اس کے لئے کیا انتظام کر رہے ہیں کیونکہ پرانی گندم پڑی ہے تو نئی کی خرید کے لئے انہوں نے کیا سوچا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! معزز ممبر نے بڑی اہم بات کی ہے کہ ابھی ہم 25 لاکھ ٹن گندم فوری طور پر انشاء اللہ تعالیٰ ایکسپورٹ کر رہے ہیں اور ہمارے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کی بہترین پالیسیوں کے بعد اتنی وافر مقدار میں اتنی اچھی گندم پیدا ہوئی ہے کہ آج ہم ایکسپورٹ کر رہے ہیں اور آئندہ فصل almost اپریل میں آئے گی تو ہم اس کے لئے arrangements کریں گے کہ اپنی ضرورت سے زیادہ گندم کو بروقت ایکسپورٹ کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جس طرح کی تجویز ایک صاحب دے گئے ہیں، کہیں قیمت کم نہ کر دینا۔ ان بے چارے کسانوں کو کہیں مار نہ دینا۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ایسا نہیں ہوگا۔ ہم نے کسان کو facilitate کرنا ہے انشاء اللہ۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں تمام اپوزیشن ممبرا کی جانب سے honourable Minister صاحب کو اتنے شاندار سبق سنانے پر دس میں سے دس نمبر دیتی ہوں۔

امن عامہ کی صورتحال پر عام بحث

جناب سپیکر: مہربانی آپ کی۔ انہوں نے کتنی اچھی باتیں کی ہیں اور آپ نے ٹکے سی کی بات کر دی ہے۔ چودھری صاحب! ذرا جلدی کام ہو جائے تو بہتر ہے۔ مجھے بھی بہت سی calls آ گئی ہیں لیکن میں ابھی ان کا جواب نہیں دے رہا ہوں۔ رانا صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر آپ ان کے ارشادات سن لیں اور پھر اس کے بعد آپ جواب دینا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کا بھی شکریہ کہ وہ عین موقع پر تشریف لے آئے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی دفعہ بھی دو تین موضوعات پر بات کرنے کے لئے ہمارے کہنے پر دن رکھا گیا لیکن اس کو اسی طرح نمٹایا گیا۔ آج تو میرا خیال ہے، ٹھیک ہے کہ یک دم کوئی ایسے کام آن پڑے ہوں گے لیکن ہم اسی کام کے لئے منتخب ہوئے ہیں اس کے لئے جب تک بھی اجلاس چلے تمام منسٹرز کو یہاں پر بیٹھنا چاہئے۔ ہم میں سے جس جس نے بات کرنی ہے اس نے تو یہاں ہونا ہے لیکن سننے والے ذمہ دار بااختیار لوگوں کو بھی ہونا چاہئے۔ اصل

میں وہ بااختیار کان ہمیں چاہئیں، وہ بااختیار ہاتھ چاہئیں جو قلم تھام کر لکھتے ہیں لیکن وہ ہمیں یہاں پر کم ملتے ہیں۔

جناب سپیکر: دو چار دن گزارہ کریں۔ پھر اس کے بعد ذرا دیکھنا کیسے ہوتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی!

جناب سپیکر: اسی طرح سے کچھ دن گزارہ کر لیں اس کے بعد حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ جو حکم صادر فرمائیں گے اس پر انشاء اللہ تعالیٰ عملدرآمد ہوگا۔ میں آپ کے حکم کے مطابق مختصر بات کروں گا۔ گزشتہ اجلاس میں اس کو ادھورا چھوڑ دیا گیا تھا کیونکہ پالیسی بیان نہیں آیا تھا۔ میں یہ چاہوں گا اور میری خواہش ہو گی کہ آج لاء منسٹر صاحب پالیسی بیان ضرور فرمائیں گے جیسا کہ Minster concerned اپنی کوئی پالیسی تو دے کر نہیں گئے البتہ انہوں نے ادھر سے تحفظات یا الزامات کی جو جو باتیں کی گئی تھیں ان سب کو تسلیم کیا اور کہا کہ اس کا علاج ہونا چاہئے۔ چاہئے، چاہئے کہا اور چاہئے سے ہوتا نہیں ہے۔ کرنے کے ہمارے plans کیا ہیں؟ انہوں نے پالیسی کوئی نہیں دی اس پر ہمیں بہت افسوس ہوا لیکن ہم توقع رکھتے ہیں کہ آئندہ دوسرے منسٹر صاحبان اس کو کریں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔ وہ اچھی باتیں یہاں کر گئے ہیں اور مکمل طور پر اپنی بات کر گئے ہیں۔ آپ اس طرح تو نہ کیا کریں بلکہ appreciate کیا کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! ہم آپ سے اتفاق کر لیتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر جو اس وقت صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے اور اس صوبے کے عوام جتنا آج اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں انہوں نے ساٹھ سال سے اپنے آپ کو کبھی اتنا غیر محفوظ نہیں سمجھا۔ اپنے گھروں میں، اپنے کاروبار میں، اپنی جان کے تحفظ کے سلسلے میں، اپنے مال کے تحفظ کے سلسلے میں، ان کے عزیز واقارب جو کام پر جاتے ہیں ان کی واپسی کے انتظار کے سلسلے میں جتنا اب غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں پنجاب میں 60 سال میں کسی کے دور میں کبھی بھی اتنا غیر محفوظ نہیں سمجھا۔ تمام میڈیا اس سے متفق ہے اور تمام رپورٹس لکھنے والے اس پر متفق ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 2010-11 کے بجٹ میں تقریر فرماتے ہوئے جب وزیر خزانہ نے کہا کہ ہم نے بہتر تربیت کے لئے، بہتر خطوط پر تربیت کرنے کے لئے بجٹ بڑھا کر 49۔ارب 20 کروڑ روپے کر دیا ہے۔ یہ خطیر رقم ہے اور امید بندھی تھی کہ اب صوبہ

امن وامان کا گہوارہ بن جائے گا۔اب تاجر اغواء نہیں ہوں گے، شہری نہیں لٹیں گے وہ رات کو لٹے بغیر گھر واپس آجائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): crime کا ریٹ کم ہو جائے گا اور لوگ مختلف پالیسیوں سے، مختلف statements سے اور مختلف منصوبہ جات کے launch کرکے ان کو واپس لینے سے جو ایک ذہنی تشنج میں مبتلا ہیں اس سے ہٹ کر صرف تحفظ کے مل جانے سے ہی وہ کچھ سنبھل جائیں گے۔یہ ہوتا نظر نہیں آتا۔میں اعداد و شمار پیش کرتا ہوں۔جب اس قسم کے بیانات آتے ہیں جیسے ابھی ہمارے بھائی منسٹر صاحب جن کی آپ نے تعریف فرمائی اور میں بھی تعریف کرتا ہوں۔انہوں نے یہ بیان دیا بے شک آپ ریکارڈنگ چلا کر سن لیجئے گا۔انہوں نے کہا کہ یہ چینی، یہ روٹی، یہ سبزی اور یہ گوشت چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔جب یہ منسٹر صاحبان اپنے floor سے یہ کہیں گے، جب لوگ بھوک سے مر رہے ہوں گے، خودکشیاں ہو رہی ہوں گی، سبزی لوگوں کی دسترس سے باہر ہو گی، لوگوں کی پہنچ سے دال اور چینی باہر ہو گی، منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں انہیں چھوڑ دینا چاہئے۔ پھر اس کے بعد Law and Order کی situation create ہوتی ہے۔اس میں Law Enforcing Agencies کا تو اتنا زیادہ قصور نہیں ہوتا۔جب گورنمنٹ اپنے آپ کو اتنا visionary کہتے ہوئے کچھ سکیمیں launch کرے، آج تک تین سکیمیں launch کی گئی ہیں۔ایک گرین ٹریکٹر سکیم، اس کو launch کرنے کے بعد جب واپس لے لیا جائے، فوڈ سپورٹ سکیم جب اس کو launch کرنے کے بعد واپس لے لیا جائے، سستی روٹی سکیم سینے پر ہاتھ مار مار کر اس کے فوائد بیان کئے گئے ہوں اور وہ واپس لے لی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی ذمہ داری آپ پر ہے۔یہ آپ نے واپس کروائی ہے، زیادہ آپ ہی کرتے رہے ہیں کہ -/2 روپے کی روٹی کیوں ہو گئی ہے، غریب آدمی کیوں خریدتا ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں اس پر کچھ نہیں بولتا۔ Custodian of the House کا جو حکم ہوتا ہے اس پر سرِ تسلیم خم کرنا ہمارا فرض ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے کافی تنقید کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ہماری خواہش یہ ہے کہ صوبے میں کوئی پراجیکٹ جو یہ announce کریں تو پھر وہ واپس نہ ہو۔ اب ایک نیا پراجیکٹ آ رہا ہے اس پر کبھی بعد میں بات ہو جائے گی۔ گورنمنٹ نے پراپرٹی کا کاروبار شروع کر دیا ہے اور پھر جب وہ بھی واپس ہو جائے گا تو اس طرح سے لوگوں کے اندر ہیجان اخیزی ہوتی ہے۔ وہ ہیجان اخیزی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں یہ قدآور شخصیات ہیں، جو منسٹرز ہیں، یہ قدآور شخصیات ہیں جو کہ مخدوم پنجاب ہیں اور چیف ایگزیکٹو ہیں اور قابل احترام بھی ہیں ہم ان سب کا احترام کرتے ہیں، ہم ان سے احترام سے بات کرتے ہیں اور ان کے عہدوں کا نام احترام سے لیتے ہیں لیکن جب ان کے منہ سے بات نکلتی ہے تو وہ اور قسم کی ہوتی ہے تو اس سے ہیجان کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو لامحالہ ہونی ہوتی ہے۔

جناب والا! میں کچھ اعداد و شمار دینے لگا ہوں کہ گزشتہ اجلاس سے اب تک کے درمیان 41 دِنوں میں صرف لاہور میں 2050 ڈکیتیاں ہوئیں اور یہ یومیہ اوسطاً 50 بنتی ہیں۔ تھانوں میں شہریوں کی تذلیل کا کلچر تبدیل نہیں ہوا۔ میں ایک رپورٹ دیکھ رہا تھا جس کے مطابق لاہور کے صرف ایک ڈویژن اقبال ٹاؤن میں 1792 اشتہاری ہیں جو عوام کی جان و مال سے کھیلتے ہیں۔ وہ اپنی لو میں لگے ہوئے ہیں، کسی جگہ کام کرنے جاتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی جگہ روزگار کے لئے درخواست دیتے ہیں۔ وہ ایک ایک شخص کرائم کی یونیورسٹی ہے اور وہ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب ایک ایک ڈویژن کے اندر دو، دو ہزار اشتہاری پھر رہے ہوں جن کا کوئی کام نہ ہو۔ ان کا لائف سٹائل، جو وہ maintain کر رہے ہیں ان یونیورسٹیز کے سٹوڈنٹس کے ہاتھوں سے کسی کا موبائل محفوظ ہے اور نہ ہی کسی کے ہاتھوں کے کنگن محفوظ ہیں، جو اپنی ماں کی دوائی کے لئے پیسے لے کر جا رہا ہے اس کی ماں تک دوائی پہنچنے سے پہلے نہ اس کے پیسے محفوظ ہیں۔ ان کو پکڑنے کے لئے کہاں سے قوانین آئیں گے، کون سا لاء اینڈ آرڈر ہے؟ اس کے لئے اگر یہ قانون ناقص ہے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کیجئے نئی قانون سازی، اس نئی قانون سازی سے ان پر ہاتھ ڈالئے، کون مانع ہے؟ ہم یہاں پر قانون سازی کے لئے آئے ہیں۔ آج میں ایک یہ بات بھی کہتا ہوں کہ لاہور میں پولیس کے ایک سینئر آفیسر جن کا نام غالباً اسلم ترین ہے، میں ٹیلی ویژن پر دیکھ رہا تھا انہوں نے بہت دلیری کے ساتھ کھل کر بات کی کہ جب ہم crime fighting کرتے ہیں تو ہمارے ساتھ ترقیوں، تنزلیوں اور معطلیوں میں جو ہوتا ہے اور جب پولیس پر گولی چلے گی تو وہ آگے سے پھول تو نہیں چلائے گی۔ پولیس کو respect دینا بھی بہت ضروری ہے اور پولیس کو ٹریننگ دینا بھی بہت ضروری ہے۔ اتنی بڑی رقم جو میں نے ابھی پڑھی ہے۔ بجٹ میں رکھی گئی

اس کے لئے میری ایک تجویز ہے اور اس سے کوئی ماتھے پر شکن نہ لے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس پیسے سے کوئی اچھی establishment، کوئی اچھے institutions بنائے جائیں۔ یہ shoulder promotions کا بھی ایک غلغلہ یہاں پر مچا تھا اس میں اصل وجہ سزا اور جزا کے مؤثر نظام کا فقدان ہے۔ میری آپ اور جناب لاء منسٹر صاحب کی وساطت سے چیف منسٹر کے حضور میں درخواست ہو گی کہ آپ سزا اور جزا کے موثر نظام میں جو فقدان ہے اس کو ختم کریں اور اس موثر نظام کو نافذ کریں۔ پولیس کا crime fighting confidence بحال کیا جانا چاہئے کیونکہ وہ ہمارے بھائی، اچھے شہری ہیں اور اچھے پولیس آفیسرز بھی ہیں۔ بڑے بڑے پولیس آفیسرز crime fighting میں جتنا dare devil ہو کر سامنے آتے ہیں اور ان کی پشت پناہی کوئی نہیں ہوتی یہ بھی حکومت کے فرائض میں شامل ہوتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ترقی اور تنزلی کے سلسلے میں جو mechanism ہے اس کو بھی بہتر کیا جائے۔

میں جناب لاء منسٹر کے سامنے رواں سال میں جو دہشتگردی کے واقعات ہوئے ہیں ان کا ذکر کروں گا کہ رواں سال میں دہشتگردی کے 33 واقعات ہوئے ہیں۔ جو صوبہ کے لاء اینڈ آرڈر پر بہت بڑا سوالیہ نشان ہے ان 33 واقعات میں 287 شہری اور پولیس اہلکار شہید ہوئے ہیں، 152 افراد شدید زخمی ہوئے ہیں۔ رواں سال میں 73 دہشتگردی کے الزام میں پکڑے جانے والے ملزم تھے وہ بری ہوئے ہیں۔ یہاں پر میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ دہشتگردی کے الزام میں پکڑے گئے ملزمان کا بری ہو جانا Prosecution کا failure ثابت ہو رہا ہے اور Prosecution کا failure اس وجہ سے ہے کہ اس محکمہ کو بھی ٹارگٹ کیا گیا ہے اور Prosecution Department میں بھی confidence نہیں ہے۔ Prosecution Department پنجاب کا ایک ایسا محکمہ ہے کہ آپ اس کو pride کے طور پر لے سکتے ہیں۔ دنیا کے اندر صرف دو تین ممالک جن میں برطانیہ، پاکستان اور غالباً دو عرب ممالک ہیں جہاں پر Prosecution کا محکمہ ہے۔ Punjab prosecution کو pride کے طور پر لیتے ہوئے ایک بہتر طریقے سے چلائے اور اپنے پسند اور ناپسند کے فیصلے کو ایک طرف رکھے۔ محرم الحرام کی آمد آمد ہے اور خبروں کی حد تک تو حکومت پوری تیاریاں کر رہی ہے لیکن میری یہ تجویز ہے کہ اللہ تعالیٰ شر پسندوں سے پنجاب کو محفوظ رکھے اس میں پولیس کو لیتے ہوئے having hands in one glove rather hands in hands ایک زنجیر بن کے پنجاب کو اس محرم میں اللہ تعالیٰ سے کرم مانگتے ہوئے آگے لے کر جانا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں چند ایک اور معروضات پیش کروں گا کہ VVIP security پر بہت زیادہ پولیس ہے۔ ایک رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے جو کہ بڑی حیرانگی والی بات ہے کہ 511 ایلیٹ فورس کی نفری میں سے 455 اہلکار VVIP ڈیوٹی پر ہیں اور صوبہ کے چیف منسٹر اور ان کی اہل خانہ کی حفاظت پر 171 اہلکار اور 8 سرکاری گاڑیاں مختص کی گئی ہیں۔ اب اس کے جواب میں یہ بھی کہا جائے گا کہ اگر کچھ اور بھی ایسے سیاستدان ہوں گے جن کی سکیورٹی پر اہلکار تعینات ہوں گے اس میں سابق صدر اور سابق وزیر اعظم بھی ہو سکتے ہے لیکن خواہ کوئی بھی ہو اگر انہیں اتنی سکیورٹی دی جاتی ہے تو پھر عوام کی سکیورٹی کے لئے 50 بلین روپے دیئے گئے ہیں تو عوام کی سکیورٹی کے لئے ایلیٹ فورسز میں اضافہ کیا جائے۔ ہم سب جو یہاں پر منتخب ہیں اور اپنے آپ کو خادمین کہلاتے ہیں تو ان کو عوام میں اپنے آپ کو غیر محفوظ نہیں سمجھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں بات کروں گا کہ خواتین کے خلاف جرائم میں اضافہ صوبہ کی اخلاقی حیثیت پر سوالیہ نشان ہے۔ صوبہ پنجاب میں اس وقت خواتین کے خلاف سنگین جرائم میں دیگر تین صوبوں میں سب سے آگے ہے۔ اس میں پرس چھیننا، موبائل چھیننا معمولی وارداتیں بن چکی ہیں، ریپ اور گینگ ریپ کی وارداتوں میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 2009 پنجاب میں ریپ کے 1835 کیسز سامنے آئے اور اگست 2010 میں ان کی تعداد 1415 تک ہو چکی تھی اور عزت کے نام پر خواتین کے قتل کے 158 واقعات ہوئے، سندھ میں 144، خیبر پختونخواہ میں 29 اور بلوچستان میں 46 ہیں اور گو وہ چھوٹے صوبے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا تھوڑا آبادی کے حساب سے بھی ratio دیکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وہ میں نے کہہ دیا ہے کہ جو کہ کم آبادی والے صوبے ہیں لیکن جتنا بڑا صوبہ ہے اتنے بڑے وسائل ہیں اور اتنی ہی زیادہ بہتر طور پر مسائل حل کرنے کی استعداد ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ تیزاب پھینکنے اور چولہا پھٹنے کے واقعات ہیں ان کو Prosecution کے ذریعے یا پولیس کی delay کی وجہ سے یہ کیسز یا تو رجسٹرڈ نہیں ہوتے یا پھر ان پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو سڑکوں پر 500 پٹرولنگ پوسٹیں بنی تھیں جن سے road side robberies ختم ہو رہی تھیں اس میں سے 365 بن چکی ہیں اور بقایا بھی بنائی جائیں۔ ان کو فعال کیا جائے، ان کا سٹاف وہاں پر لگایا جائے اور پٹرولنگ پوسٹوں کا جو پٹرول بند کیا گیا ہے ان کا پٹرول

بحال کیا جائے۔ ٹریفک وارڈن جس جگہ کھڑا ہوتا ہے جو street crime ہوتا ہے سب سے پہلے دیکھنے والا کوئی سرکاری شخص جو کوئی ذمہ دار ہوتا ہے وہ ٹریفک وارڈن ہوتا ہے۔ ٹریفک وارڈن سے پستول اور اسلحہ واپس لے لیا گیا ہے اور وہ ہنستے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ان کو اسلحہ واپس دیا جائے اور ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر کے دوسری پولیس کے برابر کیا جائے کیونکہ وہ ایک بہتر خدمت گزار ثابت ہو رہے ہیں۔ پولیس کی ٹریننگ کو فوجی standard پر کیا جائے تاکہ وہ tough police کے طور پر سامنے آئیں اور Prosecution کو فعال کیا جائے۔ میں آخر میں آپ کی اجازت سے یہ بات کہتے ہوئے ختم کروں گا کہ ہم سب لوگ جس میں حکومتی بنچوں کے ساتھی بھی شامل ہیں اس کو جھیل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت دس منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اور ہم جتنے اس ایوان کے نمائندے ہیں ہمارے ووٹرز بھی اس کو جھیل رہے ہیں۔ میں آخری بات کروں گا کہ ایک تحفظ کا احساس ہی ہے جو لوگوں کو دوسری چیزوں کو چھوڑنے پر بھی راضی کر لیتا ہے، وہ ان کی عزت مال اور جان کا تحفظ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ گورے کا وقت اچھا تھا گورے کے وقت میں تو خوشحالی نہیں تھی لیکن اگر ایک جسٹس کی اڑھائی ہزار تنخواہ تھی تو سائل کی تنخواہ اس وقت -/15 روپے تھی اور اتنا فرق تھا لیکن کہتے ہیں کہ دلہن ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں پورا زیور پہن کر چلی جاتی تھی اور اس کو کوئی راستے میں چھیڑنے والا اور چھیننے والا نہیں تھا۔ عوام عزت، جان اور مال کا تحفظ چاہتے ہیں۔ میں یہ demand کروں گا اور میرا یہ مطالبہ ہوگا کہ عوام کو جان و مال اور عزت کا تحفظ فراہم کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، رانا صاحب! اب آپ بھی wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر باعث کے آغاز کے وقت تقریباً facts and figures جو ہیں وہ میں نے معزز ایوان کے سامنے رکھ دیئے تھے اور اس کے بعد معزز ممبران نے اس پر اپنا اپنا اظہار خیال کیا تو اس پر بحث wind up نہیں ہو سکی تھی۔ اس پر کافی دوستوں نے اظہار خیال کیا تھا اور آج آخری مرتبہ معزز قائد حزب اختلاف نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو اس میں پہلے تو میں ان تمام معزز ممبرا کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ تمام ایجنسیز خواہ وہ پولیس ہو یا Prosecution ہو یا Intelligence ہوں ان کی کارکردگی پر اپنا اظہار خیال کیا اور بہتر تجاویز دیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی تجاویز جو ہیں انہیں میں نے بھی اور گیلری میں بیٹھ کر متعلقہ محکموں کے جو ذمہ داران ہیں انہوں نے بھی نوٹ کیا اور ان سے رہنمائی حاصل کرنے کی

بھرپور کوشش کی جائے گی۔اس میں کسی بھی بات کا contradict or confront کرنا میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی روایات کے برعکس ہوگا کیونکہ اس بحث کو کروانے کا یہ مقصد بالکل نہیں تھا کہ معزز ممبرا یا اپوزیشن اپنے خیالات کا اظہار کرے اور پھر اس کو گورنمنٹ کی طرف سے contradict کیا جائے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے جو چیزیں انہوں نے pinpoint کی ہیں ان سب سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔قائد حزب اختلاف نے جو کہا کہ اس وقت ہر آدمی خود کو غیر محفوظ سمجھ رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا خدشہ درست ہے لیکن اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس وقت ملک امن وامان اورا قتصادی طور پر جن برے حالات سے دوچار ہے آخر اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ جب تک یہ دو بنیادی crisis اس ملک سے دور نہیں ہوں گے اس وقت تک یہ تقاریر اور یہ تجاویز ہیں شاید ان کو ہماری خواہشات کے مطابق عملی جامہ نہ پہنایا جا سکے energy crisis اور دہشتگردی کا crisis،اب energy crisis صرف ایسا crisis نہیں ہے کہ لوڈشیڈنگ ہوتی ہے اور دو گھنٹے یا تین گھنٹے کے لئے بجلی بند ہوتی ہے جب energy crisis ہوتا ہے تو فیکٹریاں بند ہوتی ہیں، ملیں بند ہوتی ہیں اور ہزاروں مزدور بے روزگار ہوتے ہیں۔جب ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مزدور بے روزگار ہوتے ہیں تو سٹریٹ کرائم بڑھتا ہے۔یہ energy crisis پچھلے دو سال کی پیداوار ہے اور نہ ہی پچھلے پانچ سال کی پیداوار ہے۔یہ کم از کم پچھلی دو تین دہائیوں سے ہے۔ان فیصلوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے جو فیصلے اس ملک میں بنیادی طور پر اس ملک کی لیڈر شپ نے اور اس ملک کے حکمرانوں نے کرنے تھے۔پچھلے تین سالوں میں دیکھ لیں کہ وہ کون لوگ تھے جو دس دس سال، گیارہ گیارہ سال، نو نو سال، اس ملک کے اوپر برسر اقتدار رہے اور انہوں نے بنیادی فیصلے نہیں کئے اور وہ کون لوگ تھے جنہوں نے democratic process کو اس ملک میں چلنے نہیں دیا،democratic governments کو انہوں نے اڑھائی سال، پونے دو سال سے زیادہ چلنے نہیں دیا اور خود جب آئے تو دس سال کے لئے بیٹھے، گیارہ سال کے لئے بیٹھے، نو سال کے لئے بیٹھے اور اس ملک کو تباہیوں کی طرف دھکیلتے رہے۔کسی نے energy crisis دور کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا، کسی ڈیم کی بنیاد نہیں رکھی۔کسی نے کسی ایسے بنیادی منصوبے کی بنیاد نہیں رکھی کہ آج سے دس یا بیس سال بعد وہ کون سے حالات ہوں گے جن میں ملک کو energy کی کتنی ضرورت ہوگی اور میں ان لوگوں کے لئے کیا کہوں جو لوگ ان لوگوں کا سہارا بنتے رہے اور ان لوگوں کو اپنا اقتدار اس ملک کے اوپر مسلط رکھنے میں مددگار ثابت ہوئے۔

جناب سپیکر! دوسرا دہشتگردی کا crisis ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ پولیس دہشتگردی کو روکنے کی ٹریننگ حاصل کئے ہوئے نہیں تھی۔ یہ ایک ایسا عمل ہوا، ایک ایسی مصیبت کہہ لیں یا اس کو ایک بلا کہہ لیں کہ اس ملک کے اوپر نازل ہوئی جس کا اس سے پہلے کوئی وجود نہیں تھا۔ ہماری پولیس، ہمارے ادارے جو ہیں وہ counter terrorism جو strategy ہے یا جو ٹریننگ ہے اس کے لئے تیار نہیں تھے لیکن بہر حال اس مقصد کے لئے Quick Response Force کا وجود عمل میں لایا گیا ہے۔ ایلیٹ فورس کی تعداد کو بڑھایا جا رہا ہے۔ پولیس کی فورس کو ایلیٹ فورس کی ٹریننگ کے برابر اور ایلیٹ فورس کی ٹریننگ کو کمانڈو ٹریننگ کے برابر کیا جا رہا ہے۔ Training Institutions کے لئے وافر مقدار میں فنڈز رکھے جا رہے ہیں۔ پولیس کی جو آبادی کے لحاظ سے ratio ہے اس کو بڑھانے کے لئے اور ان کو جدید اسلحہ دینے کے لئے زیادہ رقم مختص کی جا رہی ہے۔ 50۔ارب روپے کی بات تو بہت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی رقم لیکن دیکھیں تو سہی کہ اس میں تقریباً 42 بلین روپیہ تو تنخواہوں میں چلا جاتا ہے اور باقی جو POL Utility Charges or ہیں اس میں 4 سے 5۔ارب روپیہ جاتا ہے اور 4 سے 5۔ ارب روپیہ جو باقی بچتا ہے اس میں آپ کہاں کہاں پر فورس بڑھائیں گے، کہاں کہاں پر facilities بڑھائیں گے اور آپ اس میں کتنا اسلحہ یا advanced techniques لے سکتے ہیں؟ یعنی یہ وہ رقم ہے کہ جو ہم نے اپنے محدود وسائل میں سے زیادہ سے زیادہ جس قدر ہو سکتا تھا وہ دی ہے لیکن عصرِ حاضر کے جو اس وقت تقاضے ہیں یا ہمیں جن مسائل کا سامنا ہے اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ 50۔ارب روپیہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ باقی میں یہ دو تین figures آپ کے سامنے رکھنی چاہوں گا۔ اشتہاری ملزموں کے متعلق قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے تو اس سے متعلق بلیک بک کے نام سے ہم نے بک تیار کی ہے اور اس میں اب تک 233 لوگوں کو identify کیا گیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کی head money مقرر ہے اور ان لوگوں میں سے 37 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے جبکہ گرفتاری کے دوران encounter میں head money کے 19 انتہائی خطرناک ترین لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ تعداد خود reflect کرتی ہے اور اس پراپیگنڈے کو defy کرتی ہے، اس کی نفی کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ پولیس تو خطرناک مجرموں کو یا پکڑ کر fake encounter کرتی ہے یا ان کو پکڑنے کی جرأت ہی نہیں کرتی۔ یہ figures خود اس بات کی دلیل ہیں اور سال 2010 کے دوران 75723 اشتہاریوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان میں سے قتل کے 4782، ڈکیتی کے 3521 اور راہزنی کے 5336 اشتہاریوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور یہ درست ہے کہ اس وقت اگر آپ figure پر جائیں تو آپ کو یہ figure اس لئے بڑا

نظر آئے گا کہ پچھلے سالوں میں یہ رہا کہ ان کو book ہی نہیں کیا جاتا تھا۔ بس وہ جیسے جدھر پڑے ہیں ادھر پڑے ہیں لیکن ہم ان تمام کو black and white میں لائے ہیں اور اس کے بعد ان کی گرفتاری کے لئے targets دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں یہ بات بہت ہوتی ہے ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ ہمیں پولیس کے تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کے لئے ابھی اور بہت کام کرنا ہے اور اس کام کو کرنے کے لئے ہمیں اس معزز ایوان کے ہر ممبر کی رہنمائی کی ضرورت ہے اور اس سے بڑھ کر ہمیں اپوزیشن سے رہنمائی کی ضرورت ہے لیکن ایسا بالکل نہیں ہے کہ پولیس کے اندر احتساب کا کوئی نظام موجود نہیں ہے۔ پولیس بھی اسی ملک کے اداروں جیسا ایک ادارہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ facts and figures پر جائیں تو پولیس میں internal احتساب کا نظام باقی تمام departments سے بہتر ہے۔ کرپشن ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں بھی ہے، ہیلتھ میں بھی ہے، فوڈ میں بھی ہے لیکن وہاں پر اگر آپ facts and figures دیکھیں اور یہاں کے دیکھیں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے پولیس کی ٹوٹل نفری 170000 کے قریب ہے اور 2010 میں 49547 لوگوں کے خلاف departmental action ہوا ہے یہ figure خود بتاتا ہے کہ پولیس کے اندر احتساب کا، punish کرنے کا اور vigilance کا ایک مؤثر نظام موجود ہے اور ان 49547 میں سے صرف یہ نہیں ہے کہ ان کو Censure دی گئی یا ان کو کوئی چھوٹی موٹی سزا دی گئی بلکہ جو major punishments ہیں ان میں سے 2370 لوگوں کو 2010 میں سروس سے dismiss کیا گیا ہے اور 6666 لوگوں کو عہدہ سے تنزلی اور 6271 لوگوں کی سروس forfeit کر کے ان کو سزا دی گئی ہے تو اس لئے اسی طرح سے باقی facts and figures میں نے اس سے پہلے معزز ایوان میں پیش کئے تھے اور میں اس معزز ایوان میں بیٹھے تمام ممبران کو بھی اور اس معزز ایوان کی وساطت سے اس صوبے کے نو کروڑ عوام کو پنجاب حکومت کی جانب سے اور وزیر اعلیٰ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی جانب سے یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ لوگوں کے جان مال اور عزت کی حفاظت کے لئے بھرپور مخلصانہ کوشش ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ مہربانی۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز منگل مورخہ 7۔دسمبر 2010 بوقت 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

238

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،7۔دسمبر2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1۔ جناب خالد جاوید اصغر گھرال: یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ RGST کی صورت میں عوام پر مہنگائی کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔

2۔ محترمہ ثمینہ نوید، ایڈووکیٹ: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت نے جس طرح پنجاب کے دیگر کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کیا ہے، اسی طرح محکمہ بہبود آبادی کے ان کنٹریکٹ ملازمین کو بھی ریگولر کیا جائے جو تاحال ریگولر نہیں ہو سکے۔

3۔ جناب محمد محسن خان لغاری: اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں پانی کے Issue پر کسی تنازعہ سے بچنے کے لئے اور صوبوں کے مابین 1991 کے معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ارسا کی تشکیل نو کی جائے اور ارسا کا پانچواں ممبر غیر جانبدار ہونا چاہئے جو اسلام آباد یا آزاد کشمیر کا رہائشی ہو۔

4۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں: اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا کی عوام کو درپیش عدالتی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے سرگودھا ڈویژن میں ہائی کورٹ بینچ کے قیام کو عمل میں لایا جائے۔

5۔ میاں نصیر احمد: اس ایوان کی رائے ہے کہ جس طرح آئین پاکستان میں 18ویں ترمیم کے ذریعے جنرل ضیاء الحق کا نام حذف کیا گیا ہے۔ اسی طرح صوبہ پنجاب کے جتنے بھی سول اداروں کے منصوبوں کا افتتاح کرتے ہوئے تمام ڈکٹیٹرز نے تختیوں کی نقاب کشائی

کی تھی اور ان کا نام ان تختیوں پر کندہ ہے صوبائی حکومت ان تختیوں کو بھی مذکورہ ترمیم کی نسبت سے حذف کرے۔

240

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

منگل،7۔دسمبر2010

(یوم الثلاثہ،30۔ذوالحج1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر 34منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى
إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي
دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝

سُوۡرَةُ نُوح آیات3 تا5

کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو(3)وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور (موت کے) وقت مقرر تک تم کو مہلت عطا کرے گا۔ جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آ جاتا ہے تو تاخیر نہیں ہوتی۔ کاش تم جانتے ہوتے (4) جب لوگوں نے نہ مانا تو (نوحؑ نے) اللہ سے عرض کی کہ پروردگار میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا(5)

وماعلیناالاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کرم کے آشیانے کی کیا بات ہے
آپ ﷺ کے آستانے کی کیا بات ہے
ایک گھر جو ملے شہر سرکار میں
پھر تو ایسے ٹھکانے کی کیا بات ہے
کتنے نانا ہیں ان کے نواسے بھی ہیں
پر ابن حیدر کے نانا کی کیا بات ہے
فاطمہ و علی حسن اور پھر حسین
پنجتن کے گھرانے کی کیا بات ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، پہلے مجھے بات کرنے دیں۔ جب میں بول رہا ہوں تو کچھ خیال کیا کیجئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں اس وقت بولا ہوں جب آپ نہیں بول رہے تھے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ شاہ صاحب! ویسے تو ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں تمام پارلیمانی پارٹیوں کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ during Question Hour کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا۔ اب آپ دیکھ لیں، آپ کی مرضی ہے، میں اب آپ کا کیا کروں؟ میرے خیال میں اس کو ختم ہو لینے دیں، میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: چلیں، میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں کرتا۔ میری بات کا جواب عرض کر دیں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر آپ پھر بولیں گے کیسے؟ پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر آپ بول نہیں سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چلیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
ضلع چنیوٹ میں شوگر ملز مالکان اور ضلعی لیبر آفیسر کی ملی بھگت سے کاشتکاروں کا استحصال

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج زراعت کا دن ہے، وزیر زراعت اور سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور Question Hour کے بعد انہوں نے چلے جانا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گوش گزار کروں کہ crushing season شروع ہے، مل مالکان نے پورے پنجاب میں اندھیر نگری مچا رکھی ہے۔ میرے ڈسٹرکٹ میں تین شوگر ملز ہیں ان میں اس وقت یہ حالت ہے کہ زبردستی کسانوں سے ان کی مرضی کے دام کے عوض گنا خرید رہے ہیں اور تیس تیس فیصد تک وہ کٹوتیاں کر رہے ہیں۔ کل کا ایک واقعہ ہے کہ وہاں پر ایک پرائیویٹ کنڈے والا جو

کسانوں کو گنے تول کر کے دیتا تھا کمپیوٹرائزڈ کنڈا تھا اور اگر مل والے کم تولتے تھے تو زمیندار ان سے کہتا تھا کہ میں اس کا وزن کروا کر لایا ہوں یہ میرے پاس اس کی پرچی ہے اگر اس کے مطابق آپ نے لینا ہے تو لیں ورنہ میں دوسری مل میں چلا جاتا ہوں۔ پہلے تو اس کنڈے والے کو مل والوں نے خریدنے کی کوشش کی۔ دو لاکھ روپے ماہانہ کی اس کو offer کی کہ آپ ہم سے لیتے رہو اور اس crushing season میں اپنا کنڈا بند کر دو۔ پھر جب وہ نہیں مانا تو ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر وہاں پر تشریف لے گئے اور اس کا کنڈا اتار کر ساتھ لے گئے۔ لیبر منسٹر بھی باہر تو مجھے دکھائی دیئے ہیں یہاں تشریف نہیں لائے اسی floor پر میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ کا لیبر ڈیپارٹمنٹ کسانوں اور مزدوروں کے لئے ہے آپ سرمایہ کار کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں۔ میں نے لیبر منسٹر کو ساتھ لے کر ایک مل visit کروائی جس میں سینکڑوں کمسن بچے کام کر رہے تھے جہاں پر ان کو تنخواہ چار ساڑھے چار ہزار روپے دی جا رہی تھی۔ تین مہینے گزر گئے ہیں لیکن آج تک لیبر ڈیپارٹمنٹ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور دوسری طرف وہی ہڈحرام لیبر ڈیپارٹمنٹ وہ میرے غریب اور کمزور لوگوں کو لوٹنے میں سرمایہ دار کی مدد کر رہا ہے۔ اگر یہ لوٹ مار بند نہ کی گئی تو یہ کسان بھی ایک دن سڑکوں پر آئیں گے۔ ایک دن بجلی بند ہوتی ہے تو یہ سرمایہ دار اپنی ملیں بند کر دیتے ہیں۔ ہم ان سردیوں کی ٹھنڈی اور لمبی راتوں میں جاگ کر اپنی فصل کو پروان چڑھاتے ہیں اور اپنے بچوں کا مستقبل اس کے ساتھ منسلک کر دیتے ہیں۔ آج اگر اس گنے کی قیمت ہمیں نہیں ملے گی تو ہمارے بچوں کی تعلیم کا کون ذمہ دار ہو گا، ہمارے بیمار بچے، بوڑھے ماں باپ ان کے علاج کا کون ذمہ دار ہو گا، ہماری دال روٹی کیسے چلے گی اور یہاں یہ لیبر ڈیپارٹمنٹ۔۔۔

جناب سپیکر: اب بات کریں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ غریب کسان لٹ رہا ہے اس کی جمع پونجی سے سرمایہ دار کی تجوریاں بھر رہی ہیں اور لیبر ڈیپارٹمنٹ ان کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ جس کنڈے سے ہم وزن کرواتے تھے اس کنڈے کو کل کا اکھاڑ لیا گیا ہے۔ صرف اس لئے کہ سرمایہ دار کی چوری سامنے نہ آ سکے۔ میرے وزیر موصوف یہاں تشریف فرما ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں، میری ہی پارٹی کے وزیر ہیں پاکستان پیپلز پارٹی سے ان کا تعلق ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے منشور میں یہ ہے کہ ہم غریب کو تنخواہ نہ دیں، کیا یہ ہمارے منشور میں ہے کہ ہم کسان کا سرمایہ لوٹ کر سرمایہ دار کی تجوریاں بھر دیں؟ یہ بڑے شرم کا مقام ہے کہ اس جمہوری حکومت میں سرمایہ دار کسانوں کو لوٹ رہا ہے اور ہم بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ اگر آج وزیر موصوف اٹھ کر یہ اعلان کریں کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ کسانوں کو

لوٹنے میں برابر کا شریک نہیں ہوگا تو میں سمجھوں گا کہ ان کی بڑی جوانمردی ہے۔یہ اس ڈسٹرکٹ لیبر آفیسر کے خلاف انکوائری لگوائیں اور اس غریب کا کنڈا واگزار کروائیں تو پھر میں مانوں گا کہ یہ وزیر ہیں وگرنہ انہیں یہ وزارت نہیں رکھنی چاہئے جو ان کی پارٹی کے منشور کے خلاف ہے اور نہ ہی انہیں defend کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات کا جواب تو آنے دیں۔اگر ہم عوام کو relief نہیں دے سکتے تو پھر ان سوالات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اگر ہم نے چینی چوروں کو ہی تحفظ فراہم کرنا ہے تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کسان ایک ایک ایکڑ کے مالک ہیں جب ان سے گنا لٹ گیا تو پھر اس پر action کی بھی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی، لیبر منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اگر شاہ صاحب میری بات سنیں تو عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب منسٹر صاحب کی بات غور سے سنئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں ان کی پوری بات سنوں گا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں جس حیثیت میں یہاں کھڑا ہوں وہ حیثیت مجھ سے تقاضا کرتی ہے کہ میں سچ بولوں اور سچ یہ ہے کہ پنجاب کے محنت کشوں کو support کرنے والا کوئی نہیں ہے۔اب اگر سچ کی بات نکلی ہے تو قطع نظر اس کے کہ میں اپنے لیڈر کے خلاف بات کرنے لگا ہوں لیکن آج میں کھل کر بات کروں گا چونکہ میں نے ان کے جذبات کو محسوس کیا ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): سوہنا صاحب!۔۔۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! انہوں نے مجھے کہا کہ سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ، وزیر اعلیٰ کو کہتے ہیں کہ لیبر منسٹر کو روکو یہ خود جا کر فیکٹریوں میں inspection کیوں

کرتا ہے؟ جہاں پر اتنے ذمہ دار عہدیدار یہ بات کہیں کہ مزدور کی مدد کرنے کے لئے مزدور وزیر کیوں متحرک ہے تو مجھے سچ بولنا چاہئے۔ عید سے ایک دن پہلے آپ کے حلقے میں، آپ کے گھر کے بالکل سامنے ایک شخص گتا فیکٹری کی مشین میں آ کر ہلاک ہوا۔ میں نے اخبار میں خبر پڑھی تو میں موقع پر گیا۔ میں نے آپ کے حلقے میں جا کر تعزیت کی۔ اس بیس سال کے بچے کی نانی میرے پاس آئی اور کہا کہ آٹھ ماہ پہلے اس بچے کی شادی ہوئی ہے اس کی نوجوان بیوی کے پیٹ میں بچہ بھی ہے اور مل مالک نے اس مزدور کی تدفین کے لئے صرف چھ ہزار روپے دیئے ہیں۔ میں فیکٹری کے اندر موقع دیکھنے گیا تو وہاں دو تین سو مزدور احتجاج کر رہے تھے کہ کل عید ہے اور آج تک انہیں پچھلے تین ماہ کی تنخواہ نہیں ملی۔ یہ سچ ہے میں اپنے موصوف ممبر کی باتوں پر کیا logic پیش کروں؟

معزز ممبران: استعفیٰ دے دیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! سیاستدان اور سرمایہ دار ملے ہوئے ہیں، صنعتکار، سیاستدان یہاں اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں اور ہم انہیں exploit کرتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ان غریبوں کی زندگیوں میں تبدیلی آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے حلقے کے سارے غریب پڑھ گئے تو ممکن ہے وہ مجھے ووٹ نہ دیں اور میں نمائندہ بن کر یہاں نہ آؤں۔ آج کی سیاست کے اندر یہ خوف ہے۔ میں اپنی بے بسی، اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کرپشن اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کی نااہلی کو یہاں تسلیم کر رہا ہوں چونکہ سیکرٹری ٹو چیف منسٹر، چیف منسٹر کو کہتے ہیں کہ اس کو روکو یہ غریبوں کی مدد کے لئے کیوں جاتا ہے۔

جناب سپیکر: لیبر منسٹر صاحب! شاہ صاحب نے جو بات پوچھی ہے آپ اس طرف تو آئے ہی نہیں ہیں۔ آپ تو سیکرٹری ٹو چیف منسٹر کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ آپ نے کٹوتی کے بارے میں بات کی ہے، کم تول والوں کی بات کی ہے اور نہ ہی اس کنڈے والے کی کوئی بات کی ہے۔ پتا نہیں آپ نے اپنی تقریر کدھر سے کدھر پہنچا دی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی یہاں سے آوازیں آ رہی تھیں اور میرے بھائی لیبر منسٹر کے بارے میں کہا جا رہا تھا کہ resign کر دیں۔ میں بالکل اس چیز کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہم جن حالات میں کام کر رہے ہیں ہمیں واقعی resign کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں نے تو ایسی بات نہیں کی۔آپ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں issue یہ ہے کہ اس وقت ہم ان کرسیوں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں ہم ایک جماعت کے ممبر ہیں اور ہم اپنی قیادت کے ہر فیصلے کو جو وہ اس ملک اور اس ملک کے غریب عوام کے لئے بہتر سمجھتے ہیں اسے تسلیم کرتے ہیں اور ہماری قیادت کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم نے اس ملک میں مفاہمت کی سیاست کرنی ہے اور ہم نے اس صوبے میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو کمزور نہیں ہونے دینا، ان کے ساتھ رہنا ہے کیونکہ یہ پورا پاکستان جانتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) کے پاس وہ figure موجود نہیں جو انفرادی حیثیت میں ان کے پاس ہونی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No cross talk please.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اگر آج پیپلز پارٹی مسلم لیگ (ن) کو چھوڑتی ہے تو انہیں اپنی figure پوری کرنے کے لئے کچھ لوٹے بنانا پڑیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ مسلم لیگ (ن) لوٹے بنائے۔ ہم اس حکومت کو مضبوط رکھنا چاہتے ہیں۔ میرے بھائی نے جو مسائل بتائے ہیں ہم ان کے باوجود۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, Order please, Order in the House.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ہم ان مسائل کے باوجود حکومت کو مضبوط رکھیں گے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ استعفیٰ دے دیں میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے یہ وزارتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ ہم تو اپنی قیادت کے حکم پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم ایسے لوگ نہیں کہ باہر بیٹھ کر اپنی قیادت کو گالیاں دیں۔ ہمیں فخر ہے کہ ہماری قیادت ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس ملک کے لئے جان کی قربانی دی ہے۔ ہم اپنی قیادت پر فخر کرتے ہیں۔ ہم جناب آصف علی زرداری کی قیادت پر فخر کرتے ہوئے ان کے اس فیصلے کو کہ آپ نے پنجاب کی حکومت میں رہنا ہے اور اسے قائم رکھنا ہے اس لئے اس پر عمل کر رہے ہیں۔ ہمیں جو استعفیٰ کا سبق سکھاتے ہیں میں انہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ وزارتیں محترمہ کی جوتی کی نوک پر پھینکنے کے لئے تیار ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد خان): جناب سپیکر! میں یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے سینئر منسٹر اور وزیر لیبر قابل احترام ہیں، شاہ صاحب بھی قابل احترام ہیں۔ point تو یہ

raise ہوا تھا کہ زمیندار کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور سرمایہ دار کر رہا ہے اور اس سرمایہ دار کا احتساب ہونا چاہئے۔ انڈسٹری بند ہے۔جب مزدور سڑکوں پر آتے ہیں اس وقت ہمیں نظر نہیں آتا کہ یہ مزدور بھوکا مر رہا ہے؟ پہلے جو انڈسٹری چوبیس گھنٹے چلتی تھی وہ اب آٹھ گھنٹے چلتی ہے۔بجلی کہاں چلی گئی، سوئی گیس کہاں چلی گئی؟ ہمیں بھی مزدور کا احساس ہے، مزدور کے بچے رو رہے ہیں، بلک رہے ہیں لیکن میں اپنے محترم بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم سب نے مل کر جمہوریت کے لئے جدوجہد کی تھی اور آج لوگ توقع رکھتے ہیں کہ ہم مرکز اور صوبوں میں بیٹھ کر عوام کی توقعات پر پورا اُتریں۔ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں کہ زمیندار کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔point کچھ اور raise کیا گیا تھا لیکن بات کہیں اور نکل گئی ہے۔ایسا نہیں ہونا چاہئے، یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ ہماری جماعت مسلم لیگ (ن) نے بھی وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی کو ووٹ دیئے تھے اور تب ہی وہ وزیراعظم بنے تھے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ان کے پاس مرکز میں ووٹ پورے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ میری بات سنیں، آپ coalition government ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ باتیں آپ کو پارٹی میٹنگ میں کرنی چاہئیں۔اس ہاؤس میں ایسی بات کرنا مجھے تو اچھا نہیں لگا۔جب آپ خود اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو پھر یہاں سے بھی کوئی استعفیٰ کی بات کرتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے۔ بھئی! وہ کیوں استعفیٰ دیں، کس لئے دیں؟ وہ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ میں ایسی بات برداشت نہیں کروں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے ایک بات clear کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنی بات کا جواب لیں، تشریف رکھیں۔ میں ان سے آپ کی بات کا جواب لے رہا ہوں۔ میں نے point out کیا ہے ابھی وہ آپ کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو بات کہی ہے اسے کسی اور سمت موڑ دیا گیا ہے۔ میرے ضلع اور حلقہ میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کی بھی ایک مل ہے لیکن مجھے اس سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ جس بندے کو یہ سب کچھ اپنی حکومت کے بل بوتے پر کرنا چاہئے وہ نہیں کر رہا۔یہاں تو case ہی الٹا ہے۔ وہاں پر ایک مل مدینہ گروپ آف انڈسٹریز کی ہے۔ میں نام لے کر کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اس کنڈے والے کو خریدنے کی کوشش کی تھی جب وہ نہ بک سکا تو پھر انہوں نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کو خریدا۔ انہوں نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے ڈسٹرکٹ آفیسر کو وہاں بھیج کر اس کا کنڈا اُتروایا۔ میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں انکوائری کروائی جائے اور اس کا

کنڈا واگزار کروایا جائے۔ وہ وہاں پر گنّا کی خریداری نہیں کر رہا بلکہ وہ صرف اور صرف زمیندار کو وزن کر کے دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں اسی کی بات کر رہا ہوں، میں ان سے اسی کا جواب لے رہا ہوں۔ ایک تو آپ نے 30 فیصد کٹوتی کی بات کی ہے، دوسرا کم تول کی بات ہے اور تیسرا اس کنڈے والے کے حوالے سے آپ نے point out کیا ہے۔ ان تینوں باتوں کا جواب ہم منسٹر صاحب سے لے رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ:

شہر گر طلب کرے علاج تیرگی
صاحب اختیار ہو، آگ لگا دیا کرو

میں سچ کہتا ہوں اور مختصراً عرض کرتا ہوں کہ آج میں اپنے سیکرٹری لیبر کو لے کر جاؤں گا۔ وہاں پر خود visit کروں گا، دیکھوں گا اور کل صبح ہاؤس میں رپورٹ پیش کر دوں گا کہ وہاں پر کیا ہوا ہے۔

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے، آپ کی مہربانی ہے۔ اب سوالات شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔ آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1634۔

جناب سپیکر: جی، میاں شفیع صاحب! کیا آپ کے سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ زراعت توسیع ونگ میں سروس رولز کی تفصیلات

*1634: میاں شفیع محمد: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت توسیع ونگ میں سروس رولز کے مطابق زراعت آفیسر کا سکیل اور تعلیمی قابلیت کیا ہے، وقت کے ساتھ ساتھ کس سکیل میں ترقی پاتا ہے اور کتنے عرصہ کے بعد اسے پہلی مرتبہ ترقی ملتی ہے؟

(ب) کتنے زراعت افسران نے اپنی ملازمت کے دوران دومرتبہ ترقی حاصل کی ہے 1997 کے بعداب تک کس کس زراعت آفیسر نے دوسری دفعہ ترقی حاصل کی ہے؟

(ج) کتنے زراعت افسران نے اپنی ملازمت کے دوران سکیل نمبر 18 حاصل کیاہے اگر کیاہے تو تفصیل بیان کی جائے؟

(د) کتنے کلرک محکمہ زراعت توسیع میں 1997 کے بعد سکیل 18 میں پروموٹ ہوئے ہیں ان کی تعلیمی قابلیت کیاہے؟

(ہ) کیاحکومت براہ راست بھرتیاں بند کرکے پروموشن کے ذریعے تمام اسامیاں پر کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں توکب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(و) محکمہ زراعت توسیع ونگ میں براہ راست 18 سکیل میں کتنے آفیسران بھرتی ہوئے ہیں اور محکمانہ ترقی کے ذریعے کتنے افسروں نے ترقی حاصل کی ہے کل اسامیوں کے حساب سے تناسب بتائیں نیز یہ بتائیں کہ ان رولز کے مطابق کوئی زراعت آفیسر 18 سکیل تک پہنچا ہے اگر نہیں تو وجوہات کیاہیں اور محکمہ کے پاس اس بے ضابطگی کاتدارک کیا ہے؟

(ز) کیاموجودہ رولز تبدیل نہیں ہو سکتے، اگر کوئی امر مانع ہے تو اسکی وضاحت بیان کی جائے؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت توسیع ونگ میں زراعت آفیسر کابنیادی سکیل نمبر 17 ہے۔ شعبہ توسیع میں موجودہ سروس رولز 2007 کے مطابق زراعت آفیسر کی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی (ایگریکلچر)/ بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر ہے۔ موجودہ سروس رولز کے مطابق زراعت آفیسر 3 سال کے بعد گریڈ 18 میں ترقی پانے کااہل ہو جاتا ہے جبکہ تعیناتی اگلے گریڈ میں جگہ خالی ہونے پر منحصر ہے۔

(ب) 1978 سے آج تک 65 زراعت آفیسرز نے دوران سروس 2 دفعہ ترقی حاصل کی اور 1997 کے بعد آج تک 4 زراعت آفیسرز نے 2 دفعہ ترقی حاصل کی جن کے نام درج ذیل ہیں:-

1- ملک عطاءاللہ
2- فیض احمد ڈوگر
3- شیخ انوار الحق (Officiating)
4- ملک غلام محمد (Officiating)

(ج) 1978 سے آج تک 2 دفعہ ترقی پانے والے 65 زراعت آفیسر کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) محکمہ زراعت (توسیع) میں کلیریکل سٹاف سے اب تک سکیل نمبر 18 میں مندرجہ ذیل 3 ملازمین پرموٹ ہوئے ہیں-

نمبر شمار	نام آفیسر	تعلیمی قابلیت	موجودہ حیثیت
1	محمد یوسف چیمہ	بی اے	ریٹائرڈ
2	غلام مصطفیٰ	میٹرک	ریٹائرڈ
3	رانا محمد صفدر	بی اے	ڈپٹی ڈائریکٹر (اکاؤنٹس اور انتظامیہ)

(ہ) ایسا ارادہ نہیں رکھتی، اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملازمت کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے لئے براہ راست بھرتی ضروری ہے-

(و) محکمہ زراعت (توسیع) میں بی ایس (18+165) میں براہ راست 12 آفیسران بھرتی ہوئے جبکہ 1997 سے اب تک 57 افسران ترقی پا کر اس سکیل تک پہنچے- موجودہ سروس رولز کے مطابق اس سکیل پر براہ راست بھرتی کا کوٹا 10 فیصد اور پروموشن کا 90 فیصد ہے اس طرح ترقی کا تناسب 37:4 ہے لہذا موجودہ سروس رولز کے تحت خاطر خواہ تدارک کر دیا گیا ہے- علاوہ ازیں خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر زراعت کی خصوصی توجہ سے سکیل نمبر (17+150) کی تمام اسامیاں سکیل نمبر 18 میں اپ گریڈ کر دی گئی ہیں-

(و) محکمہ زراعت توسیع کے سروس رولز 1980 کو ملازمین کے لئے مزید بہتر کر کے سروس رولز 2007 بنائے گئے ہیں- جس میں براہ راست بھرتی کم کر کے آفیسران کی حوصلہ افزائی کے لئے پروموشن کوٹا بڑھایا گیا ہے اس لئے سروس رولز میں فی الحال تبدیلی کی ضرورت نہ ہے-

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب ہاؤس میں رپورٹ پیش کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے ہاؤس کے اندر فرمادیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس ہاؤس میں میری موجودگی اس کے ساتھ مشروط ہے کہ اگر وہ گنہگار ہوئے تو منسٹر صاحب ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ یہاں پر میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اگر ایک مل والے کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو پورے پاکستان کی انڈسٹریز بند ہو جاتی ہیں۔ یہاں پر 80 فیصد زمینداروں، کسانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور اس پر منسٹر صاحب صرف یہ کہہ کر آ جائیں کہ میں اس کو دیکھ لوں گا، یہ برداشت نہیں ہوگا۔ اگر کل یہاں ہاؤس میں جواب نہ آیا تو میں اس اسمبلی کے سامنے خود سوزی کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ایسی بات نہ کریں۔ شاہ صاحب! ایسا نہ کریں۔ کل منسٹر صاحب آپ کی تسلی کروائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر میں نے حلال کھانا ہے، اگر میں نے اسی زمین سے پیسا نکالنا ہے تو پھر میں کیسے کہہ دوں کہ گنّا کے کاشتکاروں کے ساتھ ظلم ہوتا رہے؟

جناب سپیکر: ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، کوئی بھی ایسا نہیں ہونے دے گا۔ آپ فکر نہ کریں، منسٹر صاحب اس کا پورا بندوبست کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب کچھ نہ کر سکے تو پھر مجھے کچھ نہ کچھ تو ضرور کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی خدمت میں بھی کروں گا اور منسٹر صاحب بھی کریں گے۔ حضرت! منسٹر صاحب کی بات تو سن لیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں تھوڑی سی آپ سے مدد مانگتا ہوں۔ میں سید حسن مرتضیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تین بجے ہمارے ساتھ چلیں اور اگر شاہ صاحب واقعی اتنے serious ہیں تو میں وزیر زراعت، احمد علی اولکھ صاحب سے بھی آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی ہمیں join کریں۔ ہم ایک مشترکہ انکوائری کر کے آئیں گے تاکہ آنے والے دنوں میں گنّے کے سیزن میں کاشتکاروں کو اس حوالے سے شکایت نہ ہونے پائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، وزیر زراعت، احمد علی اولکھ صاحب کو بھی آپ ساتھ لے جائیں لیکن یہ زیادتی تو کسی صورت بھی برداشت نہیں ہو گی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! جز(د) میں جو وضاحت دی گئی ہے اس کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے جن آفیسرز کو up grade کیا ہے وہ کہاں سے belong کرتے ہیں اور کن اضلاع میں تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ یہ ترقی پانے والے افسران کن اضلاع میں تعینات ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیا معزز ممبر جز(د) کی بابت ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ہاں وہ جز(د) کے بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے پہلے تو میں اس حوالے سے ایک منٹ کے لئے بات کروں گا کہ جس کو حسن مرتضیٰ صاحب نے point out کیا ہے۔ ہماری کیبنٹ میٹنگ میں یہ بات ہوئی تھی اور وہاں پر ہمارے وزیر قانون نے یہ offer کی تھی کہ ہم لیبر کے معاملات پر بات کرنے کے لئے، بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ اس پر کوئی کمیٹی بنالیں۔ حکومت پنجاب مزدوروں کی بھلائی اور بہتری کے لئے کام کرنا چاہتی ہے اور ان کے مسائل حل کرنا چاہتی ہے۔ منسٹر صاحب کی اس پر کچھ reservations ہیں۔ بہر حال حکومت ہر طرح سے مزدوروں کو facilitate کرنے کو تیار ہے۔ میں بطور farmer یہاں پر بات کر رہا ہوں۔ میں خود شاہ صاحب اور لیبر منسٹر صاحب کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تو تمام شعبوں میں merit اور شفافیت کو فروغ دیا ہے۔ اگر کسی طرف سے کوئی شکایت آئی ہے تو میرے بھائی، فاضل ممبر بتائیں، ہم خود جا کر وہاں پر سارے حالات دیکھیں گے۔ اگر وہاں پر شوگر ملیں قواعد و ضوابط سے ہٹ کر کوئی زیادتی کر رہی ہیں تو اس کا ضرور ازالہ کیا جائے گا اور ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔ میں کین کمشنر اور سیکرٹری خوراک سے خود بات کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کین کمشنر صاحب کو بھی آپ ساتھ لے کر جائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، بالکل ہم ان کو بھی ساتھ رکھیں گے اور اس کو پورا pursue کریں گے۔ حکومت نے farmers کی بہتری کے لئے تو بہت سے اقدامات اٹھائے ہیں۔ چھوٹے کاشتکار کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے۔ اسی طرح pesticides میں ملاوٹ کی روک تھام کے لئے بہت سے steps لئے گئے ہیں۔ ٹریکٹر کے انعامات بھی چھوٹے کاشتکاروں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ حکومت ہر طرح سے farmers کے interests کو safeguard کرے گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اگر آپ نے اپنے ملک کو خوشحال بنانا ہے تو پھر کاشتکاروں کو خوشحال بنائیں۔ اگر کاشتکار خوشحال ہو گا تو پھر ہی آپ کا ملک خوشحال ہو سکے گا۔ آپ کی مہربانی ہو گی، کم تولنے والوں کو لٹکائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب زراعت پر بات ہو گی تو میں بتاؤں گا کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے اور کیا کیا اقدامات کئے ہیں۔ ریسرچ کا کیا کام ہو رہا ہے اور extension میں کیا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! پہلے سوال میں، میں عرض کروں گا کہ محکمہ زراعت کے افسران کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ ہماری ترقی بہت آہستہ ہوتی ہے اور کسی ایگریکلچر آفیسر کو promote ہونے کے لئے پچیس تیس سال لگ جاتے ہیں اور اکثر گریڈ 17 کے افسران اسی گریڈ میں ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ اب موجودہ حکومت نے ہی یہ مسئلہ حل کیا ہے۔ ہم نے یہ کیا ہے کہ زراعت افسر کی دو دفعہ ترقی ہوتی تھی کہ پہلے گریڈ 17 جمع -/150 روپے جسے سوا 17 گریڈ کہا جاتا تھا اور پھر بعد میں گریڈ 18 میں ترقی ہوتی تھی۔ پہلے پچاس فیصد direct appointment سے اور پچاس فیصد by promotion ہوتی تھی۔ اب رولز 2007 میں ترامیم کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے سمری منظور کی ہے۔ اس میں 715 ملازمین کو فائدہ ہوا ہے اور ان کو گریڈ 17 سے 18 میں ترقی ملی ہے، گریڈ سوا 17 والوں کی بھی 18 میں ترقی ہو گئی اور 18 والوں کی گریڈ 19 میں ترقی ہوئی ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ 715 افسران کی جو ترقی ہوئی ہے وہ پورے پنجاب کے مختلف اضلاع میں تعینات ہیں اور ان کی transfers and postings بھی ہوتی رہتی ہیں۔

میاں محمد شفیع: جناب سپیکر! یہ 2008 کا سوال ہے، اولکھ صاحب صحیح فرما رہے ہیں کہ ان دنوں محکمے اور ہماری حکومت کا جھگڑا چل رہا تھا، انھوں نے معاملہ حل کر دیا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ! آپ پینل آف چیئرمین میں بھی ہیں؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی ہے جیسے مرضی کر لیں۔ جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اسی سوال کے جز(ب) میں یہ بتایا گیا ہے کہ 1997 سے لے کر اب تک چار زراعت افسران نے دو دفعہ ترقی حاصل کی ہے۔ یہاں حکومت کے جو رولز موجود ہیں ان کے مطابق جب تک کوئی سیٹ خالی نہ ہو اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کسی بھی افسر کی basic pay کتنی دفعہ revise ہوتی ہے، اس کا کوئی وقت مقرر ہے کہ دو یا چار سال بعد revise ہوتی ہے کیونکہ 13 سالوں میں inflation rate کم از کم اڑھائی سو فیصد تو بڑھ گیا ہوگا اس سلسلے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے، اگر کوئی پالیسی نہیں ہے تو کیا اس میں بہتری لانے کی حکومت کی جانب سے کوئی پلاننگ ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ابھی حال ہی میں تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ sufficient ہے۔ اب فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کہ تنخواہوں میں مزید اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ محکمہ زراعت توسیع میں BS-18 جمع 165 یہ کون سا گریڈ ہے، اسی طرح آگے BS-17 جمع 150 لکھا ہے یہ کون سا گریڈ ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے سروس رولز 1974 کے چل رہے تھے پھر 1980 میں ان رولز میں ترامیم ہوئیں اور پھر 2007 میں ترامیم کی گئیں جن کے مطابق گریڈ 17 جمع 150 کیا جاتا تھا جسے کچی promotion کہا جاتا تھا اور بعد میں گریڈ 18 میں promote کیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر: یہ کیسی preposition ہے جس کا کسی کو پتا نہیں ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): یہ 2007 کے رولز میں تھا۔اب اس میں ترمیم کر دی گئی ہے۔اب گریڈ 17 جمع -/150 روپے کو گریڈ 18 کر دیا گیا ہے۔ اس طرح 715 زراعت افسران کو فائدہ ہوا ہے۔اسی طرح گریڈ 18 جمع -/165 روپے سپیشل الاؤنس ہوتا تھا۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے ترامیم کر کے رولز بہتر کئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے رولز میں ترامیم کر کے service structure کو بہتر کیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد اعجاز شفیع صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: On his behalf Question No. 1635 (معزز ممبر نے جناب محمد اعجاز شفیع کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

مارکیٹ کمیٹی رحیم یار خان کی تفصیلات

*1635: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2005 سے آج تک رحیم یار خان مارکیٹ کمیٹی میں کس کس کو کب اور کس کس کی سفارش پر چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا اور اس کا عرصہ تقرری کیا ہے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچہ ہوا؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی رحیم یار خان کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اس عرصہ کے دوران کتنی تقرریاں غیر قانونی کی گئیں؟

(د) اس عرصہ کے دوران کون کون سے ترقیاتی منصوبے مارکیٹ کمیٹی کے فنڈز سے کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئے اور کتنے منصوبے نامکمل رہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر	عہدہ اور مدت
1	جام میر احمد	(چیئرمین 01-01-2005 تا 18-05-2005
2	جام میر احمد	(ایڈمنسٹریٹر 19-05-2005 تا 20-06-2005)
3	سردار افتخار کورائی	(ایڈمنسٹریٹر 21-06-2005 تا 11-10-2005)
4	میاں احمد کمال	(ایڈمنسٹریٹر 12-10-2006 تا 07-04-2008)

5	شاہد بشیر چیمہ ((E&M) (EADA)	ایڈمنسٹریٹر 08-04-2008 تا 20-05-2010
6	رانا سلیم احمد خان (DDOR)	ایڈمنسٹریٹر 26-05-2010 تا 01-08-2010
7	چودھری محمد شفیق	ایڈمنسٹریٹر 02-08-2010 تا حال

(تمام تعیناتیاں محکمہ زراعت حکومت پنجاب کی طرف سے ہوئیں)

(ب) اس عرصہ کے دوران آمدن اور اخراجات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر	آمدنی (روپوں میں)	اخراجات (روپوں میں)
1-جام میر احمد	48لاکھ 51ہزار 98	29لاکھ 40ہزار 306
2-جام میر احمد	3لاکھ 4ہزار 50	4لاکھ 52ہزار 265
3-سردار اختر کورائی	ایک کروڑ 7لاکھ 87ہزار 366	67لاکھ 43ہزار 278
4-میاں احمد کمال	2کروڑ 50لاکھ 98ہزار 634	ایک کروڑ 35لاکھ 78ہزار 517
5-شاہد بشیر چیمہ	4کروڑ 46لاکھ 54ہزار 472	3کروڑ 90لاکھ 57ہزار 307
6-رانا سلیم احمد خان	20لاکھ 94ہزار 886	20لاکھ 2ہزار 623
7-چودھری محمد شفیق	8لاکھ ایک ہزار 289	22لاکھ 87ہزار 598

(ج) مارکیٹ کمیٹی میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 35 ہے-اس عرصہ کے دوران کوئی غیر قانونی تقرری نہیں کی گئی-تمام تقرریاں حکومت پنجاب کے قواعد و ضوابط کے مطابق عمل میں لائی گئیں-

(د)

نمبر شمار	نام چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر	نام ترقیاتی منصوبہ	لاگت
1	جام میر احمد (چیئرمین)	NIL	NIL
2	جام میر احمد (ایڈمنسٹریٹر)	NIL	NIL
3	سردار افتخار کورائی (ایڈمنسٹریٹر)	NIL	NIL
4	میاں احمد کمال (ایڈمنسٹریٹر)	1-تعمیر پلیٹ فارم سبزی منڈی رحیم یار خان	15لاکھ 78ہزار 8روپے
		2-سیوریج سسٹم سبزی منڈی	7لاکھ 24ہزار 695روپے
		3-تعمیر روڈ سبزی منڈی	4لاکھ 71ہزار 611روپے
		4-تعمیر غلہ منڈی	2لاکھ 51ہزار 563روپے
		5-سٹریٹ لائٹ سبزی منڈی	ایک لاکھ 88ہزار 76روپے
5	شاہد بشیر چیمہ (ایڈمنسٹریٹر)	1-تعمیر روڈ سبزی منڈی	12لاکھ 36ہزار 158روپے
		2-سیوریج سسٹم سبزی منڈی	37لاکھ 74ہزار 49روپے
		3-تقرری کنسلٹنٹ برائے تعمیراتی کام نیو غلہ منڈی رحیم یار خان (پلاننگ اینڈ ڈیزائن فیسز)	18لاکھ 14ہزار روپے
6	رانا سلیم احمد خان	NIL	NIL
		NIL	NIL

کوئی منصوبہ نامکمل نہیں رہا-

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز(ب) میں آمدن اور خرچ کے حوالے سے ذکر ہے تو میں اس حوالے سے پوچھنا چاہوں گا کہ سیریل نمبر4 پر میاں احمد کمال صاحب 2006-10-12 سے لے کر2008-04-07تک ایڈمنسٹریٹر تھے۔ان کے دور میں آمدن دو کروڑ50لاکھ روپے کے قریب تھی۔اس کے بعد جب وہ تبدیل ہو گئے اور چودھری محمد شفیق آئے اور آمدن8لاکھ ایک ہزار روپے ہو گئی تو یہ آمدن اور اخراجات میں اتنا فرق کیوں ہوا؟ اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر: سیریل نمبر4اور7کے متعلق پوچھا گیا ہے۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آمدن اور اخراجات مالی سال کے اخراجات نہیں ہیں بلکہ جتنا عرصہ وہ ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں اس دوران کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل ہے۔ چودھری شفیق صاحب نے10-08-02 سے ایڈمنسٹریٹر کا چارج لیا ہے تو اس قلیل عرصے میں ظاہر ہے کہ آمدن 8لاکھ ایک ہزار روپے ہونی چاہئے تھی۔ ان سے پہلے جو میاں احمد کمال 06-10-12 سے لے کر 08-04-07تک ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں ان کے تقریباً دو سال کی آمدن دو کروڑ50لاکھ روپے ہے۔ سوال میں ان کے ایڈمنسٹریٹر رہنے کے عرصے کی آمدن اور اخراجات پوچھے گئے تھے۔ یہ مالی سال کی آمدن اور اخراجات نہیں ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ عرصے کا فرق ہے تو میاں احمد کمال صاحب نے دو سال کے عرصے میں ایک کروڑ35 لاکھ روپے کا خرچہ کیا ہے جبکہ چودھری محمد شفیق صاحب نے تھوڑے سے عرصے میں جن کی آمدن 8 لاکھ روپے تھی انھوں نے 22لاکھ 87ہزار روپے کا خرچہ کیا ہے۔ یہ کیا differenceہوا؟ ابھی منسٹر صاحب فرمارہے تھے کہ عرصہ تعیناتی کی وجہ سے ان کی آمدن کم ہے جبکہ اخراجات انھوں نے زیادہ کر دیئے ہیں۔

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ): گزارش یہ ہے کہ چونکہ موجودہ مالی سال چل رہا ہے اس لئے بجٹ میں amount موجود ہوتی ہے جس میں خرچ کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ بجٹ میں پیسے تو موجود تھے اس لئے انہیں باقاعدہ competent authority سے منظوری لے کر اخراجات کرنے کا اختیار تھا۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کوئی اچھے کام کر دیئے ہوں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بجٹ میں جو رقم موجود تھی اس میں سے وہ خرچ کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے ڈویلپمنٹ پر 22لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں انہوں نے سیریل نمبر 2 & 1 پر جام میر احمد کا بتایا ہے جو پہلے چیئرمین تھے اُس کے بعد ان کو ایڈمنسٹریٹر لگا دیا گیا۔ اسی طرح سیریل نمبر 6 پر رانا سلیم احمد خان ڈی ڈی او (آر) تھے ان کو ایڈمنسٹریٹر تعینات کیا گیا۔ جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ سیریل نمبر 2 & 1 کی کل آمدن تقریباً 52لاکھ روپے بنتی ہے جس میں سے انہوں نے ساڑھے 33لاکھ روپے کے قریب خرچہ کر لیا ہے جبکہ ان کے دور میں کوئی ترقیاتی منصوبہ مکمل یا شروع نہیں کیا گیا۔ اسی طرح سے سیریل نمبر 6 پر رانا سلیم احمد ڈی ڈی او (آر) نے 20لاکھ 94ہزار 886روپے کی income generate کی جس میں سے 20لاکھ 2ہزار روپے انہوں نے خرچ کر لئے لیکن انہوں نے بھی اپنے پورے tenure میں کسی قسم کا کوئی ترقیاتی منصوبہ شروع نہیں کیا۔ بتایا جائے کہ جتنا کمایا اتنا ہی خرچ کر لیا تو یہ expenditures کہاں پر ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آخر پر پڑھ کر دیکھیں تو وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی بھی منصوبہ نامکمل نہیں رہا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے دور میں کوئی ترقیاتی منصوبہ ہی نہیں تھا اس لئے اُس کا نام ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے فائنل رپورٹ دے دی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرے ہاتھ میں ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ عرصہ تعیناتی جام میر احمد کا بھی مختصر ہے۔ اسی طرح محترمہ نے رانا سلیم صاحب کے بارے میں کہا ہے تو یہ اُن کی اپنی مرضی ہے لیکن جو income موجود پڑی ہے اُس میں سے انہوں نے خرچ نہیں کیا اور یہ تفصیل میں بھی لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے ڈویلپمنٹ کے کاموں پر جو خرچ کیا ہے اُس کی تفصیل دی ہوئی ہے اگر یہ چاہیں تو جہاں جہاں پر خرچ کیا گیا ہے وہ تفصیل بھی میں انہیں بتا سکوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہی بات پوچھی ہے کہ اتنے کم عرصے میں انہوں نے جتنی income generate کی ہے اُس کا more than 75 percent خرچ کر دیا ہے لیکن کسی ترقیاتی منصوبہ پر خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی منصوبہ نامکمل نہیں رہا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اتنے کم عرصے میں انہوں نے پھر کیا کیا تھا؟

جناب سپیکر: کوئی بھی منصوبہ نامکمل نہیں رہا سب کے سب مکمل ہو گئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اتنے کم عرصے کی انہوں نے بات کی ہے تو اُسی کم عرصے میں جتنی انہوں نے income generate کی ہے اُس کا more than 75 percent خرچ کر لیا تھا لیکن یہ اُس کی تفصیل تو بتائیں کہ کہاں پر خرچ کیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میاں احمد کمال نے جو کام کیا ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جام میر احمد کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ جام میر احمد اور رانا سلیم احمد کی بات کر رہی ہیں۔

معزز ممبران: بوٹی دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کو بوٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ماشاء اللہ وہ قابل آدمی ہیں لہذا ایسی بات نہ کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں POL اور عملے کی تنخواہیں بھی ہوتی ہیں جس کی میں تفصیل فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، انہیں سمجھ آ گئی ہے۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 1672 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے کی تفصیلات

*1672: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اس ضلع میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال2006 سے آج تک ضلع لاہور میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیااور کیاکارروائی عمل میں لائی گئی ان کے نام اور پتاجات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے تین آفیسر کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
1	محمد شہباز	اسسٹنٹ ڈائریکٹر، پیسٹ وارننگ	18	دسمبر2009تاحال
2	ملک عبدالغفور ناصر	ڈسٹرکٹ آفیسر، توسیع	18	ستمبر2008تاحال
3	راؤ محمد انور	ڈسٹرکٹ آفیسر، توسیع	18	جون2010تاحال

(ب) سال2006 سے30 نومبر2010 تک ضلع لاہور میں21 افراد کو گرفتار کیا گیاان کے نام، پتا جات اور کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کی تفصیل کے مطابق2006 سے لے کر اب تک21 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں جواب کی تفصیل میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کسی کو سزا نہیں ہو پائی، اس میں بہت سے کیسز عدالت میں ہیں اور کئی کیسوں کے نتائج میں بری کر دیا گیا بلکہ تفصیل میں سیریل نمبر11 پر ایک آدمی کا مقدمہ ہی پولیس نے خارج کر دیا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وجہ ہے کہ آج تک یہ محکمہ تقریباً پانچ سال کے عرصہ میں کسی آدمی کو سزا نہیں دلوا سکا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر بڑا خصوصی focus تھا اور ہماری حکومت کے دوران تقریباً اب تک43 افراد کو گرفتار کر کے سزائے قید ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے کیا اُس میں یہ چیزیں ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں صوبے کی صورتحال مجموعی طور پر بتا رہا ہوں کہ میرے پاس اس کی پوری تفصیل ہے کہ جتنی جتنی سزا اُن لوگوں کو ہوئی ہے۔ کل63 سال قید کی سزا ہوئی ہے،71 افراد کو88 لاکھ8 ہزار روپے جرمانہ ہوا ہے۔ جہاں تک لاہور کی بات ہے کہ اُن کو سزا نہیں ہوئی تو چونکہ چالان کورٹ میں پہنچے ہوئے ہیں اُن چالانوں پر عدالت میں pursue کیا جا رہا ہے۔ جو

لوگ متعلقہ افسران تھے ان میں محمد شہباز اسسٹنٹ ڈائریکٹر پیسٹ وارننگ اور عبدالغفور ناصر ڈسٹرکٹ آفیسر کو proper پیروی نہ کرنے پر چارج شیٹ کر دیا گیا ہے۔ اگر اُن سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اب یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے کیونکہ عدالت آزاد ہے۔ اب عدالت میں اس کی پیروی کی جارہی ہے اور اُن کے خلاف چارج شیٹ تیار کر کے کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ میں یہ بھی بتارہا تھا کہ مجموعی طور پر سزائیں ہوئی ہیں اور جرمانے بھی ہوئے ہیں۔ پورے پنجاب میں 88 لاکھ سے زیادہ جرمانے ہوئے ہیں اور قید کی سزائیں بھی ہوئی ہیں جس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے صرف لاہور کے بارے میں پوچھا ہے پورے پنجاب کا نہیں پوچھا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال چونکہ لاہور کے متعلق تھا اس لئے اس جواب کا result یہی نکلا کہ 2006 سے لے کر اب تک اس کیس میں کسی کو سزا نہیں ہوئی۔ سیریل نمبر 11 پر چودھری خادم حسین ہیں جن کا کیس ہی پولیس نے خارج کر دیا تھا، کیا محکمہ نے اُس آفیسر کے خلاف کارروائی کی تھی جس نے وہ کیس بنایا تھا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لیبارٹری سے اُن کا sample fit آگیا تھا اس لئے وہ کیس خارج ہوا ہے۔ تاہم جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ چونکہ معاملہ عدالت میں ہے اور عدالت میں فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے ہی delay ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے باقاعدہ رجسٹرار ہائیکورٹ سے کہہ کر پورے پنجاب میں ہر ضلع میں ایک سنگل کورٹ مقرر کروائی ہے اور سپیشل برانچ کے ذریعے معلومات حاصل کر کے پورے پنجاب میں ہر ضلع میں مقدمات کی پیروی کے لئے ایک سپیشل پراسیکیوٹر بھی مقرر کیا گیا ہے اور خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں۔ تاہم ان افسران کے خلاف عدالت نے فیصلہ کرنا تھا لیکن اس کے باوجود بھی مناسب پیروی نہ کرنے کی وجہ سے متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اور اُن کو شوکاز نوٹس بھی مل چکے ہیں جن کے خلاف مناسب کارروائی ہوگی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مقدمے درج ہی اُس وقت کئے جائیں جب لیبارٹری کی رپورٹ آجائے۔ یہ تو بالکل مزاحیہ سی بات ہوگئی کہ آپ لوگ پہلے مقدمات بنا دیتے ہیں لیکن جب لیبارٹری کی رپورٹ positive نہیں آتی تو پولیس مقدمات خارج کر دیتی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مختلف دفعات کے تحت کارروائی ہوتی ہے۔ دفعہ 23A میں یہ ہے کہ اگر اُس شخص نے رجسٹریشن نمبر غلط استعمال کیا، لیبل غلط استعمال کیا، کسی غلط کمپنی کا نام استعمال کیا اور دیگر ایسے بہت سارے relevant and different laws ہیں جس کا sample سے تعلق نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر اُس نے کسی دوسری کمپنی کا نام استعمال کر لیا تو اُس کے لئے کوئی اور جرم بنتا ہے اور اگر اس کا sample unfit ہو جائے تو اس کے لئے کوئی دوسرا جرم بنتا ہے۔ یہ سارے different offences ہیں جس کے تحت کارروائی ہو رہی ہے لیکن تمام مقدمات sample سے متعلقہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اب سوال کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2244 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

میاں شفیع محمد: سوال نمبر 2363 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان۔ کاٹن کنٹامینیشن فورس سے متعلقہ تفصیلات

*2363: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کاٹن Contamination Force میں چیک اینڈ بیلنس کے پیش نظر کتنے انسپکٹرز مقرر کئے گئے ہیں اور کب، ان کے گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ انسپکٹرز اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، اگر ہاں تو فرائض کی تفصیل مہیا کی جائے نیز ان انسپکٹرز نے اب تک جو کارکردگی کی ہے، اس کی تفصیلی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کاٹن کنٹامینیشن فری فورس کے تحت ضلع رحیم یار خان میں کوئی سپیشل انسپکٹر بھرتی نہ کیا گیا ہے بلکہ کاٹن کنٹرول ایکٹ 1966 کو نافذ کرنے کے لئے 3 انسپکٹرز تعینات کئے گئے تھے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تحصیل	تعداد انسپکٹر	سکیل نمبر	تعلیمی قابلیت	نام کاٹن انسپکٹر	عرصہ تعیناتی
					(جنوری 2001 تا حال)
رحیم یار خان	02	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	ظفر محمود	جنوری 2001 تا نومبر 2003
				منصور عالم	جنوری 2001 تا مئی 2007
صادق آباد	01	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	-	خالی
خانپور	01	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	محمد باسط	مارچ 2004 تا مئی 2006
لیاقت پور	01	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	-	خالی

(ب) اس وقت تمام کاٹن انسپکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں۔بہر حال کاٹن کنٹرول ایکٹ کے تحت ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسران زراعت (توسیع)ان کی جگہ کاٹن انسپکٹر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کے فرائض کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

- کاٹن ایکٹ 1966 کے تحت غیر قانونی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کرنا۔
- کاٹن فیکٹریوں میں نصب شدہ مشینری کی کوالٹی چیکنگ، سالانہ فیس کی وصولی، جرمانوں کا تعین اور ان کی وصولی کو یقینی بنانا۔
- کپاس کے کاشتکاروں کو آلائشوں سے پاک کپاس کے لئے تربیت دینا۔

گزشتہ پانچ سالوں میں ان کی کارروائی کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	سال	آمدن (روپوں میں)
1	2005-06	8لاکھ 86ہزار 733
2	2006-07	9لاکھ 13ہزار 778
3	2007-08	7لاکھ 20ہزار 260
4	2008-09	7لاکھ 79ہزار 690
5	2009-10	8لاکھ 27ہزار 900
	کل میزان	41لاکھ 28ہزار 361

آلائشوں سے پاک کپاس کا حصول۔

2005-06	محمود کاٹن فیکٹری، خانپور	218
2007-08	محمود کاٹن فیکٹری، خانپور	3325
2007-08	ملی کاٹن فیکٹری، رحیم یار خان	3325

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ تحصیل صادق آباد اور لیاقت پور میں cotton contamination free کے لئے انہوں نے سپیشل انسپکٹر

بھرتی کرنے تھے تو یہاں دونوں سیٹیں خالی ہیں اور میری گزارش ہے کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور تقریباً پاکستان میں ایک کروڑ کے لگ بھگ کاٹن کی bales produce ہوتی ہیں جس میں زیادہ تر حصہ پنجاب سے آتا ہے اور خود ہی جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ کپاس کے کاشتکاروں کو آلائش سے پاک کپاس کے لئے تربیت دینا انسپکٹروں کی ذمہ داری ہے اور خود ہی انہوں نے اس کی progress بھی بیان فرمائی ہے کہ آلائش سے پاک bales کی production انہوں نے فرمائی ہے کہ 2005-06 میں 218 اور 2007-08 میں 3325 تو جب ایک کروڑ کے لگ بھگ ہماری bales ہوتی ہیں تو اس میں progress یہ ہے کہ تین ہزار bales صرف contamination free پوری دنیا میں جارہی ہیں تو اس کے لئے یہ مہربانی کریں کہ انسپکٹروں کی خالی اسامیوں پر کب تک بھرتی کریں گے تاکہ ہمارا کام ہو سکے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بھرتی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2004 میں کاٹن انسپکٹر کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے تھے جن کا گریڈ 16 ہے چونکہ ان کی کوالیفکیشن ایم ایس سی، بی ایس سی (آنرز) تھی جبکہ گریڈ 16 ہونے کی وجہ سے attraction نہیں تھی تو اکثر بھرتی ہونے والے انسپکٹر یہاں سے اپنی سروس چھوڑ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اضلاع کی تفصیل میرے پاس موجود ہے کہ یہ منصوبہ 2007-08 میں 12 اضلاع میں cotton contamination کے لئے بنا تھا اور اس وقت جو amount خرچ کرنی تھی تو 50 فیصد share مرکزی حکومت اور 50 فیصد صوبائی حکومت کا تھا اور کسانوں کو clean cotton کے لئے 50 روپے فی من زیادہ قیمت دینے کی مد میں 52 ملین روپے ادا کئے گئے تھے تو موجودہ حکومت نے جس طرح محکمہ زراعت کے دیگر ملازمین کی تنخواہوں اور گریڈ میں اصلاحات کی ہیں تو انسپکٹروں کی کوالیفکیشن چونکہ زراعت افسر کے برابر تھی تو ان سیٹوں کو بھی upgrade کر کے گریڈ 16 کی بجائے 17 میں کر دیا ہے اور امید ہے کہ وہ اسے join کریں گے۔ ویسے پورے پنجاب میں زراعت کے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر، ڈسٹرکٹ آفیسر، ای ڈی او اور ڈی جی ایگریکلچر ex ofico انسپکٹر بھی ہیں اور وہ clean cotton پر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: on her behalf Sir سوال کا نمبر 2544 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں2008میں فصلوں کی پیداوار کی تفصیلات

*2544: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں2008میں زیر کاشت رقبہ میں کمی کے علاوہ فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں بھی کمی ریکارڈ کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کپاس کی پیداوار91لاکھ 56 ہزار bales رہی اگر ہاں تو گزشتہ سال پیداوار کتنی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنے کی پیداوار3کروڑ18لاکھ19ہزار ٹن رہی اگر ہاں تو گزشتہ سال پیداوار کتنی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں چاول کی پیداوار37لاکھ73ہزار ٹن رہی، اگر ہاں تو گزشتہ سال کتنی تھی

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں مکئی کی پیداوار25لاکھ36ہزار700 ٹن رہی اگر ہاں تو گزشتہ سال کتنی تھی؟

(و) جزہائے بالا کی روشنی میں اگر مذکورہ زرعی اجناس کی پیداوار گزشتہ سال کے مقابلے میں کم رہی تو اسکی وجوہات کیا ہیں اور حکومت اس بحرانی کیفیت سے نمٹنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ تمام خریف فصلات2008کے زیر کاشت رقبہ اور فی ایکڑ پیداوار میں کمی ہوئی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

فصل	2007-08 رقبہ (ہزار ایکڑ)	2007-08 پیداوار (ہزار گانٹھ/ٹن)	2007-08 اوسط (من فی ایکڑ)	2008-09 رقبہ (ہزار ایکڑ)	2008-09 پیداوار (ہزار گانٹھ/ٹن)	2008-09 اوسط (من فی ایکڑ)
کپاس	5992	9062	19.45	5495	8751	20.48
چاول	4259	3286	20.67	4887	3643	19.97
گنا	2044	40306	528	1647	32294.7	525
مکئی	1228	2402	52.40	1358	2659	52.45

(ب) حتمی تخمینہ 09-2008 کے مطابق کپاس کی 87 لاکھ 51 ہزار گانٹھیں پیدا ہوئیں جو گزشتہ سال کی پیداوار 90 لاکھ 62 ہزار گانٹھ سے 3.5 فیصد کم ہے لیکن فی ایکڑ پیداوار پچھلے سال 19.45 من اور اس سال 20.48 من فی ایکڑ ہے جو کہ گزشتہ سال کی نسبت 5.3 فیصد زیادہ ہے۔

(ج) 2008 میں گنے کی کم پیداوار رقبہ میں کمی کی وجہ سے ہوئی، کماد کی پیداوار 3 کروڑ 22 لاکھ 94 ہزار ٹن ہوئی جبکہ گزشتہ سال 4 کروڑ 3 لاکھ 6 ہزار ٹن پیداوار تھی۔اس طرح 2008 میں گزشتہ سال کی نسبت 19.88 فیصد کم پیداوار حاصل ہوئی۔

(د) نہیں، پیداوار کے حتمی اندازے کے مطابق پنجاب میں سال 2008 میں 36 لاکھ 43 ہزار ٹن چاول پیدا ہوا جبکہ گزشتہ سال اس کی پیداوار 32 لاکھ 86 ہزار ٹن رہی۔اس طرح پیداوار میں 10.9 فیصد اضافہ ہوا۔

(ہ) سال 2008 مکئی کی پیداوار 26 لاکھ 58 ہزار ٹن رہی جبکہ گزشتہ سال مکئی کی پیداوار 24 لاکھ 2 ہزار ٹن رہی جو گزشتہ سال کے مقابلہ میں 10.7 فیصد زیادہ تھی۔

(و) یہ کہنا کہ پنجاب میں تمام فصلات کی پیداوار کم رہی درست نہ ہے۔جزہائے بالا کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ چاول اور مکئی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔صرف کپاس و کماد کی پیداوار میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

کپاس:

1- کپاس کا زیر کاشت کم رقبہ

2- اہم علاقوں میں CLCV کا حملہ

کماد:

1- گزشتہ فصل پر کورے کے مضر اثرات سے کاشتکاروں کی بددلی

2- ملوں کا لیٹ کرشنگ شروع کرنا۔

3- گنا کی گزشتہ فصل میں کچھ ملوں کی طرف سے عدم ادائیگی واجبات کی شکایات

چودھری عامر سلطان چیمہ: سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ 2008 میں گنے کی کم پیداوار رقبے میں کمی کی وجہ سے ہوئی اور اسی طرح انہوں نے کپاس کی پیداوار میں بھی کمی بتائی ہے جبکہ چاول اور مکئی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ بتایا ہے تو بیان کردہ وجوہات کس tactical طریقے سے لی ہیں اس کی ذرا وضاحت کی جائے اور دوسرا یہ ہے کہ کپاس اور کماد کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر

رہی ہے اور کیا زرعی یونیورسٹی کی ریسرچ یا حکومت اپنے ریسرچ ونگ سے ریسرچ کر کے کپاس اور کماد کے نئے بیجوں کو introduce کروا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی پوچھے گئے سوال سے متعلق میں تقابلی جائزہ بتانا چاہتا ہوں کہ 08-2007 میں ملک کے اندر گندم کی پیداوار 15.6 ملین یعنی ایک کروڑ 56 لاکھ ٹن پیدا ہوئی تھی جبکہ 09-2008 میں یہ پیداوار بڑھ کر ایک کروڑ 84 لاکھ ٹن پیدا ہوئی اور ایک سال میں 28 لاکھ ٹن گندم کی پیداوار بڑھی ہے پھر 10-2009 میں بارشوں کی کمی اور موسم کی تبدیلی کے باوجود بھی ایک کروڑ 79 لاکھ ٹن یعنی 17.9 ملین ٹن گندم پیدا ہوئی جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور پاکستان کی تاریخ میں 18.4 ملین ٹن گندم آج تک کبھی پیدا نہیں ہوئی اور اس دوران 14 کروڑ کے ٹریکٹروں کے انعامات دیئے گئے ہیں اور محکمہ زراعت نے پورا focus کیا ہے اور بلاشبہ اس میں قیمتوں کا بڑا عمل دخل ہے کہ کسانوں کو گندم کی قیمت بھی -/950 روپے فی من دی گئی۔

جناب سپیکر! ہماری دوسری بڑی فصل چاول ہے تو جب ہماری حکومت آئی تو اس سے پہلے 32.5 لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا تھا لیکن اگلے سال یہ پیداوار 36 لاکھ ٹن ہوئی ہے یعنی چار لاکھ ٹن زیادہ چاول پیدا ہوا۔ کپاس پر مسلسل تین سال سے cotton leaf curl virus کا attack ہوتا رہا ہے اور میرے بھائی فاضل ممبر کو یاد ہو گا کہ کاٹن کے علاقے میں شدید گرمی کی وجہ سے C.L.C.V اور white fly کا attack ہوتا رہا جس کی وجہ سے محکمہ زراعت مکمل functional رہا ہے اور ان کاشتکاروں کے ساتھ پورا رابطہ رہا ہے اور انہوں نے کسانوں کو اگرانومی practices بتائی ہیں جس سے کچھ بہتری آئی ہے ورنہ تو بہت سارے لوگوں کا خیال تھا کہ کاٹن ساری ختم کرنی پڑے گی۔ اس کے باوجود کاٹن کی پیداوار فی ایکڑ کم نہیں ہوئی بلکہ area کم ہوا کیونکہ چاول کی قیمت کسان کو بہتر مل رہی تھی اور کاٹن بیماری کا شکار تھی چنانچہ چار لاکھ ایکڑ پر کپاس کی کاشت کم ہوئی جس کی وجہ سے مجموعی طور پر کپاس کی پیداوار کم ہوئی لیکن پھر بھی 87 لاکھ bales پیدا ہوئیں اس لئے پیداوار کم نہیں ہوئی بلکہ area کم ہوا اور کپاس کی بیماری کی وجہ سے کسانوں نے کپاس کی بجائے کپاس کے علاقے میں چاول کاشت کئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک sugarcane کی بات ہے تو sugarcane کا موسم بہت سخت رہا، بارشیں نہیں ہوئیں اور پانی کی کمی تھی in puts کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور شوگر ملوں کی طرف سے sugarcane growers کو support نہیں ملی اور رقبے کے لحاظ سے گنے کی پیداوار 08-2007

میں 40 ملین ٹن ہوئی تو پھر اس وقت شوگر ملوں نے گنے کی صحیح طور پر خریداری نہ کی، بروقت ادائیگی نہ ہوئی جس سے کاشتکار discouraged ہوئے۔چنانچہ انہوں نے گنے کی کاشت کا رقبہ کم کر دیا اور پھر گنے کی پیداوار 40 لاکھ ٹن سے کم ہو کر اگلے سال 32 ملین ٹن پر آ گئی یعنی 40 ملین ٹن سے کم ہو کر 32 ملین ٹن گنا پیدا ہوا اور وجہ یہی ہے کہ پانی کی کمی اور پھر سردی کے موسم میں شدید "کورا" پڑا اور چودھری صاحب خود شوگر ملز کے مالک ہیں اور ان کا sugarcane میں بڑا عمل دخل ہے تو اس سال شدید "کورا" پڑنے، بارشیں نہ ہونے سے پورے ملک میں فی ایکڑ پیداوار کم ہوئی اور ساتھ ہی پانی کی شدید قلت اور کاشتکار کو بروقت ادائیگی نہ ہونے سے انہوں نے گنے کی کاشت کم کر دی جس سے پیداوار کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ زیادہ زور ریسرچ کے بارے میں دے رہے ہیں تو آپ اس کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 8 B.D Cotton کی نئی ورائٹی تیار کی گئی ہے اور موجودہ دور حکومت کے اس تھوڑے سے عرصے یعنی دو سالوں میں مختلف فصلوں کی 33 نئی اقسام کی پنجاب سیڈ کونسل نے باقاعدہ منظوری دی ہے جس میں گندم، کپاس، fodder اور rice کی ورائٹی بھی شامل ہیں جو ریسرچ کی ہی بدولت ہوا ہے اور ریسرچ کا process اس طرح ہے کہ اس کے 5/6 سال تک trial ہوتے ہیں اور پھر basic seed تیار ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ فارم پر multiply ہوتا ہے اور جو ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں ان کے ساتھ seed پر مذاکرات ہو رہے ہیں۔ ہم اس کاٹن کو فوری طور پر biddy cotton پر لے جانا چاہتے ہیں اور اس سے pesticide کا استعمال بہت ہو گا اور فی ایکڑ پیداوار بڑھے گی۔ جس طرح موجودہ حکومت research پر تیزی سے کام کر رہی ہے آپ دیکھیں گے کہ اس کے مثبت اثرات مستقبل میں ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس دفعہ آپ کے پاس کاٹن کی کیا رپورٹ آ رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اب دیکھیں کہ 18 لاکھ ایکڑ سیلاب سے متاثر ہوا ہے ان میں 13 لاکھ ایکڑ پر ابھی گندم کاشت ہو رہی ہے۔ ہماری کاٹن 8 لاکھ ایکڑ پر تباہ ہوئی ہے جن میں راجن پور، مظفر گڑھ اور لیہ کے اضلاع ہیں جو ہمارے کاٹن کے علاقے ہیں۔ جب 8 لاکھ ایکڑ پر کاٹن تباہ ہو گئی ہے تو کاٹن کی پیداوار تو کم ہو گی لیکن مجموعی طور پر فی ایکڑ کاٹن کی پیداوار بہتر ہو گی اور میں یہاں کہتا ہوں کہ یہ 75 لاکھ گرانٹ سے اوپر جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے کپاس اور کماد کی ریسرچ کے حوالے سے پوچھا تھا کہ گورنمنٹ اس کے نئے بیج کے حوالے سے scientific بنیادوں پر کیا ریسرچ کر رہی ہے؟ انہوں نے کپاس کا تو بتا دیا ہے لیکن کماد کے حوالے سے ذکر نہیں کیا۔ دوسرا انہوں نے یہاں جو statiscal data دیا ہے تو یہ کس ادارے کی طرف سے دیا گیا ہے، انہوں نے بتایا ہے کہ گورنمنٹ ریسرچ پر بڑی توجہ دے رہی ہے۔ یہ بتایا جائے کہ اس سال محکمہ زراعت میں ریسرچ پر کتنا بجٹ allocate کیا گیا ہے اور اس کی ابھی تک کتنی utilization ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! موجودہ ریسرچ پر ہمارا ایک "پنجاب ایگریمنٹ ریسرچ بورڈ" ہے۔ پہلے وہ non functional تھا، 1997 میں enactment ہوئی اس کے بعد اس کے rules بھی نہیں بنائے گئے۔ جب موجودہ حکومت آئی تو چونکہ اس کا چیئرمین ex officio minister agriculture ہوتا ہے ہم نے اس کے باقاعدہ rules بنائے اور اس کو functional کیا۔ اس کی continuously میٹنگیں ہو رہی ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے ریسرچ کے لئے ایک بلین روپے رکھے ہیں جس میں سے 64 کروڑ کے پراجیکٹ ایک grant کے ذریعے ریسرچ کے لئے allocate ہو چکے ہیں اور موقع پر ریسرچ کا کام تیزی سے جاری ہے۔ اس کے نتائج دو تین سالوں میں آنا شروع ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس تیزی سے کام ہو رہا ہے "ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ" ہے اور اس کے علاوہ ہماری جو regular سکیمیں ہیں "پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ" کے ذریعے اس پر ابھی تک میں سمجھتا ہوں کہ 70 کروڑ روپے سے زیادہ خرچ ہو چکا ہے لیکن ہمارے پاس ایک بلین روپے کی رقم موجود ہے۔ ایک ارب روپے کی رقم جب خرچ ہو جائے گی تو اس پر وزیراعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ ریسرچ کے لئے جتنی بھی رقم درکار ہو گی وہ دینے کے لئے تیار ہوں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ماشاء اللہ اتنا سارا 70 کروڑ روپے سے زائد ریسرچ پر خرچ ہو رہا ہے اور جتنی یہ باتیں بتا رہے ہیں واقعی بڑا competent department ہے۔ میں صرف hon'ble minister صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کروڑوں روپے کو خرچ کرنے کے بعد کتنے بیج اب تک انہوں نے ایجاد کئے ہیں، اس ساری محنت کے صلے میں کیا کوئی نئی invention ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس ابھی یہ موجود ہے۔ کماد اور rice میں، rice کی ایک نئی ورائٹی 515 ہے وہ ابھی approval کے لئے آرہی ہے۔ ہماری تقریباً آٹھ نئی ورائٹی approval کے لئے آرہی ہیں۔ جو سپر باسمتی اور دوسری ورائٹیاں تھیں جن میں کرنل کا نام تھا، باسمتی 385، باسمتی 2000 اور اس کے بعد باسمتی 515 نئی ورائٹی آرہی ہے اس کی پیداوار 70 من فی ایکڑ ہوگی اور دو نئی ورائٹی آرہی ہیں جن کی پیداوار 90 من فی ایکڑ ہوگی۔ کماد پر بھی دو نئی ورائٹی آرہی ہیں جن پر کم پانی استعمال ہوگا۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وہ appreciate کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش، شاباش۔ بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2659 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فارم مزہب کا قیام و دیگر تفصیلات

*2659: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت نے پنجاب کے دیہی علاقوں میں کاشتکاروں کو زرعی معلومات کی فراہمی اور فصلوں کے جدید پیداواری طریقوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرنے کے لئے فارم مزہب کا قیام کب سے شروع کیا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا نے متذکرہ پروگرام کے لئے اس سال کتنی رقم مختص کی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس پروگرام سے محکمہ ہذا کو زرعی پیداوار میں بہتری لانے کے ساتھ ساتھ فصلوں کا اہداف بھی حاصل ہوگا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس پروگرام کو ایشیائی ترقیاتی بنک کا تعاون حاصل ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہب فارمز کا پروگرام مئی 2008 میں شروع کیا گیا ہے جس کے تحت ہر فیلڈ اسسٹنٹ گاؤں کی سطح پر ایک ترقی پسند زمیندار کا انتخاب کر کے زرعی توسیعی سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے اور ان تک جدید زرعی ٹیکنالوجی پہنچاتا ہے۔

(ب) محکمہ ہذا نے ہب پروگرام کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) ہب پروگرام کو ایشیائی ترقیاتی بنک کا تعاون حاصل نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ ہر فیلڈ اسسٹنٹ گاؤں کی سطح پر ایک ترقی پسند زمیندار کا انتخاب کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ ترقی پسند زمیندار کا انتخاب کس طرح کیا جاتا ہے؟ ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے کہ پھر انتخاب کر کے جو زرعی ٹیکنالوجی کاشتکاروں تک پہنچاتا ہے، یہ زرعی ٹیکنالوجی کس طریق کار کے تحت پہنچائی جاتی ہے، کیا کوئی تعلیم دی جاتی ہے یا پمفلٹ پہنچائے جاتے ہیں یہ ٹیکنالوجی کس طرح سے پہنچائی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ ترقی پسند زمیندار کس کو کہتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے پنجاب میں 2500 یونین کونسلیں ہیں۔ اس میں 23 ہزار چکوک ہیں جہاں پر ہمارے سنٹرز بنے ہیں۔ یونین کونسل کی سطح پر یہ سنٹرز بنائے گئے ہیں۔ وہاں پر ترقی پسند grower سے یہ ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر زیادہ ٹائم خرچ نہ کریں ذرا اس کو فعال بنائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کو یہ کیا جاتا ہے کہ جو grower ہوتا ہے وہ پرانی وہی practice کے مطابق جو محکمہ زراعت کے سائنسدان ان کو recommendation دیتے ہیں کہ اس کی جڑی بوٹیوں کا خاتمہ، بروقت fertilizer کا استعمال، متوازن fertilizer کا استعمال اور اس کے نقصانات کو کنٹرول کرنا۔ وہ جو فی ایکڑ پیداوار ایک seed کا potential ہے اس کے مطابق آپ کا potential اگر 60 من ہے اور ہمارا عام کسان 25 من لے رہا ہے تو progressive farmer تیس، چالیس اور پچاس من پیداوار بھی لے رہے ہیں ان کو progressive farmer کہا جاتا ہے۔ ان کو وہاں

پر محکمہ زراعت کے ایگریکلچر آفیسر، ڈی او اور ای ڈی او جاکر وہاں پر ٹریننگ دیتے ہیں کہ جو گندم کاشت کی جا رہی ہے اس میں جتنی جلدی کاشت ہوگی پیداوار بھی بہتر ہوگی، اچھی کوالٹی کا seed استعمال کیا جائے، ٹائم پر fertilizer استعمال کیا جائے، ٹائم پر پانی دیا جائے اور یہی awareness دینے کے لئے وہاں پر سنٹرز بنائے گئے ہیں جہاں farmer کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے کافی لمبا جواب دیا ہے اور مجھے کچھ سمجھ لگی ہے اور کچھ میں نہیں سن سکی ہوں۔ میں نے ترقی پسند کا پوچھا تھا اگر یہ محکمہ زمینداروں کو کچھ سہولیات دیتا ہے تو میرا خیال ہے کہ جو کچھ اتنی تفصیل دی ہے کہ اتنی سہولیات دیتے ہیں تو ہر زمیندار ہی ترقی پسند بننے کا خواہش مند ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ ہر انسان ترقی پسند ہوتا ہے اور اس کو ترقی پسند ہے۔ میرا سوال کچھ اور تھا انہوں نے کافی detail میں جواب دیا ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں لگی۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنا criteria بتا دیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ٹھیک ہے۔ میرا اگلا سوال جز (الف) سے متعلق ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ محکمے نے کوئی رقم مختص نہ کی ہے تو پھر یہ پروگرام کس طرح سے چل رہا ہے اور اس کی funding کہاں سے ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں۔ نہ انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور۔ چلی جا رہی خدا کے سہارے۔ بس ٹھیک ہے، آپ بات کو سمجھ لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ hub کا، جہاں پر ہمارے محکمہ زراعت کے باقی functions ہیں وہ regular کام کر رہے ہیں۔ یہ کوئی پراجیکٹ نہیں ہے، یہ کوئی منصوبہ نہیں ہے بلکہ محکمہ زراعت کے جو field کا سٹاف ہے اس کو متحرک کرنے کے لئے وہ گاؤں کی سطح پر جانے کے پابند ہوں گے۔ ہمارے پاس ٹ tall free نمبر تھا وہاں پر farmers اکٹھے ہوتے تھے اور پھر ہم farmers سے پوچھتے تھے اور ان کو ٹریننگ دی جاتی تھی، ان کی تربیت کی جاتی تھی۔ اس بارے میں وہاں telephonically پتا کرتے تھے کہ وہاں پر کیا farmers کو بتایا جا رہا ہے یا نہیں بتایا جا رہا ہے کہ کتنی کھاد استعمال کرنی ہے، کتنا بیج استعمال کرنا ہے اور کون سی اقسام استعمال کرنی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس میں تھوڑا سا ایک کام اور کریں۔ ہمارے جو متعلقہ ایم پی اے صاحبان ہیں جہاں جہاں آپ نے Field Assistants صاحبان بنائے ہوئے ہیں۔۔۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! hub Centres بنائے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جو Field Assistants بنائے ہوئے ہیں وہ پندرہ دن کی رپورٹ اور اپنا پروگرام ہمارے ایم پی اے صاحبان کو ضرور بھجوایا کریں اس طرح سے اس میں بہتری آئے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال کو چھوڑ دیں۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔ محترمہ! آپ کا دوسرا سوال بھی ہے۔ نہیں، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ نے اس کو announce کر دیا ہے اب اس کو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ نے اگلے سوال کا کہہ دیا ہے تو اس کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ٹائم دیکھ نہیں پایا تھا، sorry۔ اب اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ جو ٹائم ایک گھنٹے کا ہے اس سے ہم آگے جا نہیں سکتے۔ یہ ہماری مجبوری ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پھر اس کو آپ pending کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، pending نہیں ہوتے۔ بس، مہربانی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ساہیوال-غیر معیاری بیج اور سیڈ کارپوریشن کے عملہ سے متعلقہ معلومات

*2244: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن ساہیوال میں بیج کیسے اور کہاں سے اکٹھا کیا جاتا ہے گریڈنگ کا طریق کار کیا ہے اور دوائی کونسی، کب اور کیسے مکس کرکے لگائی جاتی ہے ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے اہلکاران غیر معیاری بیج ضلع پاکپتن کے کسانوں کو مہیا کر رہے ہیں ؟

(ج) مذکورہ ضلع میں لاٹ نمبر 53775 Sahara کہاں کہاں اور کن کن زمینداروں کو مہیا کی گئی ہے، ان کے نام وپتا جات سے آگاہ کیا جائے نیز اس لاٹ کے غیر معیاری بیج کی وجہ سے پیداوار میں نقصان کا ذمہ دار کون ہوگا، سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے عملہ کے خلاف بسلسلہ غیر معیاری بیج کون کونسی تادیبی کارروائیاں یکم جولائی 2001 سے 17۔نومبر 2008 تک عمل میں لائی گئی ہیں اوران کے نتائج سے آگاہ فرمایا جائے ؟

(د) سیڈ کارپوریشن ساہیوال میں عملہ وافسران کی تعیناتی کب سے ہے، ان کے نام، عہدے و تاریخ تعیناتی سے آگاہ کیا جائے نیز معیاری بیج کی فراہمی کے لئے کیا پالیسی وضع کی جارہی ہے ؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے آفیسرز کا رویہ کسانوں کے ساتھ ہتک آمیز ہونے کی وجہ سے محکمہ اور حکومت کی بدنامی ہو رہی ہے اگر جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے عملہ وافسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے ؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بنیادی (Basic) اور تصدیق شدہ (Certified) نہایت جدید طریقہ سے اپنے محکمہ کے رجسٹرڈ کاشتکاروں (Registered Growers) کے پاس اگایا جاتا ہے اور بار بار اس کی انسپیکشن کی جاتی ہے اور خریداری سے پہلے وفاقی محکمہ سیڈ سرٹیفکیشن و رجسٹریشن (F.C.S.&R.D) کے ذریعے لیبارٹری ٹیسٹ کئے جاتے ہیں جو کہ عالمی معیار کے مطابق ہوتے ہیں۔

گریڈنگ کا طریق کار یہ ہے کہ سب سے پہلے مٹی، پتھر، بھوسہ اور چھوٹا دانہ علیٰحدہ کیا جاتا ہے اس کے بعد دوائی(fungicide)کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ پنجاب سیڈ کارپوریشن صرف اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں سے وفاقی سیڈ سرٹیفکیشن ور جسٹریشن کی لیبارٹری پر تصدیق شدہ و معیاری قرار پانے والے بیج ہی کسانوں کو مہیا کرتی ہے اور اس کے ہر تھیلے پر وفاقی محکمہ سیڈ سرٹیفکیشن کے معیارات پر پورا اترنے کا لیبل چسپاں ہوتا ہے۔

(ج) ضلع پاکپتن میں گندم کی لاٹ نمبر53775، 9رجسٹرڈ کاشتکاروں کو مہیا کی گئی، جن کے مکمل کوائف"A" Annexureایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

اس لاٹ کا ٹیسٹ رزلٹ یعنی خالص پن اور اگاؤ وغیرہ بمطابق فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن و رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ مندرجہ ذیل ہے:۔

Wheat Variety	Lot No.	Purity % age	Other Variety	Innert Matter	Germination
Sahar-2006	53775	99.53%	0.19%	0.53%	89%

بیج کے ناقص ہونے کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی لہذا کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

(د) سیڈ کارپوریشن ساہیوال میں تعینات عملہ کے نام، عہدہ و تاریخ تعیناتی کی مکمل تفصیل "B" Annexureایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے پنجاب سیڈ کارپوریشن محکمہ زراعت کا ذیلی ادارہ ہے جس کی بنیادی پالیسی یہ ہے کہ فصلوں میں خاطر خواہ اضافے کے لئے اعلیٰ، معیاری اور خالص بیج کسانوں جدید سائنسی مراحل میں تیار کر کے مناسب نرخوں پر فراہم کئے جائیں۔

(ہ) پنجاب سیڈ کارپویشن ساہیوال کے دفتر میں عملہ کے متعلق کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔اگر کسی ملازم کے متعلق کوئی شکایت ہو تو محکمہ کے افسران باقاعدہ انکوائری آفیسر مقرر کرتے ہیں اور جرم ثابت ہونے پر قرار واقعی سزا دی جاتی ہے۔

سپر کرنل چاول و دیگر زرعی اجناس کی 2008میں نئی قسم کی دریافت کی تفصیلات

*3272: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا محکمہ زراعت نے سال2008میں سپر کرنل چاول کی کوئی نئی قسم دریافت کی ہے؟

(ب) محکمہ زراعت نے سال 2008 کے دوران کون کون سی زرعی اجناس کی نئی اقسام دریافت کی ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت نے سال 2007-08 کے دوران چاول کی کوئی نئی قسم عام کاشت کے لئے منظور نہیں کی۔

(ب) محکمہ زراعت نے 2007-08 کے دوران مندرجہ ذیل فصلوں کی نئی اقسام عام کاشت کے لئے منظور کیں۔

I- گندم لاثانی 08، فیصل آباد 08، معراج 08 اور چکوال 50

II- سبزیات کدو: فیصل آباد دراونڈ
کریلا: فیصل آباد لانگ
مٹر: میٹیور 08 (Metor-08)

III- دالیں چنا پنجاب 2008

اصلاح شدہ نہری کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے پر پابندی کی تفصیلات

*3544: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی جاری پالیسی کے تحت اصلاح شدہ نہری کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے؟

(ب) مذکورہ پابندی کی وجوہات بیان فرمائیں، نیز یہ پابندی کس اتھارٹی کے حکم سے لگائی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت کاشتکاروں کے بہتر مفاد میں اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے کے لئے کوئی ترقیاتی پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی کام کرنے پر پابندی ہے۔

(ب) یہ پابندی "قومی پروگرام برائے اصلاح کھالہ جات" کے شروع ہونے پر وفاقی حکومت نے لگائی تاکہ اس پروگرام کے تحت مقرر کئے گئے ہدف کو پورا کیا جاسکے۔

(ج) پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے کے لئے محکمہ زراعت نے ایک سمری وزیراعلیٰ پنجاب کو بھجوائی تھی جس کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے سے پہلے wapdaکے زیر نگرانی ایکimpact evaluation studyہوگی جس کی بنیاد پر سیٹیزن کیمونٹی بورڈ(CCB)کے فنڈز سے پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی کام کیا جاسکے گا۔

چاول ریسرچ سنٹر کالا شاہ کاکو شیخوپورہ کی تفصیلات

*3656:چودھری محمد اسداللہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چاول ریسرچ سنٹر کالا شاہ کاکو شیخوپورہ میں چاول کی نئی نئی اقسام تیار کی جاتی ہیں اگر ہاں تو کون کونسی نئی اقسام تیار کی گئی ہیں ان سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ ریسرچ سٹیشن میں کتنے ملازمین ہیں؟

(ج) مذکورہ ریسرچ سنٹر کو2008-09 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اور اس کا استعمال کن کن مدات میں کیا گیا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحقیقاتی ادارہ دھان کالا شاہ کاکو کا بنیادی مقصد ہی دھان کی نئی نئی اقسام کی تیاری ہے۔اس ادارہ نے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کے پیش نظر اب تک باسمتی اور موٹے چاول کی اٹھارہ اقسام دریافت کیں اور عام کاشت کے لئے منظور کروائیں۔جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام قسم	سال اجرا
1	باسمتی370	1933
2	جھونا349	1933
3	مشکن41	1933
4	مشکن7	1933
5	ستھرا278	1934
6	ماہلڑ346	1938
7	پلمن سفید	1939
8	باسمتی622سی	1964
9	باسمتی پاک	1968

10	اری پاک(IR8)	1969
11	اری6	1971
12	باسمتی198	1972
13	پی کے177	1977
14	کے ایس282	1982
15	باسمتی385	1985
16	سپر باسمتی	1996
17	باسمتی2000	2000
18	کے ایس کے133	2006

نوٹ:۔ مندرجہ بالا اقسام کے علاوہ باسمتی515 تیار کی گئی ہے اس کی پیداواری صلاحیت، تنے کی مضبوطی، چاول کی مقدار اور پکائی سپر باسمتی سے بہتر ہے۔اس کی منظوری کا کیس تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔

(ب) تحقیقاتی ادارہ دھان کالا شاہ کاکو میں کل ملازمین کی تعداد115 ہے۔

سائنسدان	41	غیر سائنسدان	74
سائنسدانوں کی خالی پوسٹوں کی تعداد			18
غیر سائنسدانوں کی خالی پوسٹوں کی تعداد			14

(ج)

بجٹ 2008-09 22288500/- (2کروڑ22لاکھ88ہزار500روپے)

تفصیل:۔

خرچہ برائے تنخواہ مع الاؤنسز:	17989000/-	(ایک کروڑ79لاکھ89ہزار روپے)
یوٹیلٹی اور ٹرانسپورٹ	2917500/-	(29لاکھ17ہزار500روپے)
کھاد اور زہر وغیرہ	1027000/-	(10لاکھ27ہزار روپے)
مرمت ٹریکٹر وغیرہ	355000/-	(3لاکھ55ہزار روپے)

پنجاب میں گندم کے بیج کی نئی اقسام کی دریافت کے لئے تحقیقاتی اداروں کی تفصیلات

*3657: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گندم کے بیج کی نئی اقسام کی دریافت کے لئے پنجاب میں کتنے تحقیقاتی ادارے کام کر رہے ہیں، آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان اداروں میں گندم کے بیج کی کتنی نئی اقسام دریافت کی گئیں اور فی ایکڑ پیداوار سے بھی آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گندم کی تحقیق پر مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:-

1- تحقیقاتی ادارہ برائے گندم، فیصل آباد

2- بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، چکوال

3- ریجنل زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاول پور

4- ایرڈزون تحقیقاتی ادارہ، بھکر

(ب) گندم کی 46 اقسام 2000 سے پہلے متعارف کروائی گئیں۔

تفصیل اقسام گندم جو کہ 2000 کے بعد متعارف کروائی گئیں۔

نام اقسام	پیداواری صلاحیت فی ایکڑ	اوسط پیداوار فی ایکڑ
چناب 2000	68 من	41 من
اقبال 2000	55 من	30 من
عقاب 2000	69 من	42 من
ایس ایچ- 02	68 من	41 من
اے ایس- 02	67 من	41 من
سحر- 06	70 من	40 من
شفق 06	60 من	42 من
فیصل آباد-08	61 من	46 من
لاثانی 08	61 من	43 من
فرید- 06	55 من	42 من
معراج 08	70 من	45 من
چکوال 50	70 من	45 من

پی پی-236 وہاڑی، پکے کھالہ جات کی تفصیلات

*3699: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال پکے کھالہ جات کے لئے فنڈز مختص کرتی ہے؟

(ب) حلقہ پی پی۔236 وہاڑی میں پکے کھالہ جات کے لئے مالی سال 09۔2008 کے دوران کتنے فنڈز رکھے گئے اور اب تک کس کس کھالہ پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کے لئے فنڈز مختص کرتی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔236 وہاڑی میں مالی سال 09-2008 کے لئے 10 لاکھ 90 ہزار روپے مختص کئے گئے اور یہ رقم ایک کھال (نمبر 13920/R) کی اصلاح پر خرچ ہوئی۔

لاہور میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4017: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر / چیئرمین کے نام و پتاجات بتائیں؟

(ج) ان ایڈمنسٹریٹر / چیئرمین کی تقرری کیسی کی جاتی ہے اور ان کے لئے کیا کیا ریکوائرمنٹ ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن ترقیاتی کاموں پر خرچ کی، تفصیل منصوبہ وار بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں پانچ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان مارکیٹ کمیٹیوں کے نام اور جائے وقوع درج ذیل ہیں:۔

نام مارکیٹ کمیٹی	پتا
لاہور	46 لوئر مال، لاہور
کوٹ لکھپت	فیروزپور روڈ
ملتان روڈ	96 مہران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن
سنگھ پورہ	جی ٹی روڈ سنگھ پورہ
رائیونڈ	مین بازار نزد میلاد چوک لاہور روڈ رائیونڈ

(ب)

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	پتا
لاہور	شیخ عبدالمنان B-II	421ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور
کوٹ لکھپت	محمد شوکت	شجاع کالونی سوامی نگر45جی ٹی روڈ لاہور
ملتان روڈ	مہر محمود احمد	B-30سبزہ زار کالونی لاہور
سنگھ پورہ	چودھری اختر علی	کان نمبر148، گلی نمبر46Aبلال پارک چاہ میراں لاہور
رائیونڈ	محمد عباس ملک	سندر روڈ نزدPTCLایکسچینج،رائے ونڈ لاہور

(ج) ان ایڈمنسٹریٹر کی تقرری حکومت پنجاب بذریعہ محکمہ زراعت بروئے پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس1978 سیکشن 33 کے تحت کرتی ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی عام پبلک کے ساتھ ساتھ محکمہ کے سرکاری افسران میں سے بھی کی جا سکتی ہے جبکہ چیئرمین کی تقرری تشکیل شدہ مارکیٹ کمیٹی کے ممبران میں سے بذریعہ انتخاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز1979 کے قاعدہ12 کے تحت ہوتی ہے۔

(د) مارکیٹ کمیٹی لاہور

آمدن2007-08	6کروڑ85لاکھ37ہزار959روپے
اخراجات2007-08	7کروڑ0لاکھ94ہزار755روپے
آمدن2008-09	3کروڑ44لاکھ55ہزار313روپے
اخراجات2008-09	3کروڑ27لاکھ64ہزار835روپے

مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت

آمدن2007-08	ایک کروڑ29لاکھ64ہزار395روپے
اخراجات2007-08	ایک کروڑ27لاکھ20ہزار649روپے
آمدن2008-09	ایک کروڑ17لاکھ41ہزار490روپے
اخراجات2008-09	ایک کروڑ36لاکھ4ہزار723روپے

مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ

آمدن2007-08	ایک کروڑ30لاکھ14ہزار900روپے
اخراجات2007-08	82لاکھ83ہزار175روپے
آمدن2008-09	86لاکھ67ہزار600روپے
اخراجات2008-09	ایک کروڑ52لاکھ61ہزار3روپے

مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ

آمدن2007-08	ایک کروڑ33لاکھ14ہزار14روپے

اخراجات 2007-08 ایک کروڑ 9 لاکھ 38 ہزار 407 روپے

آمدن 2008-09 ایک کروڑ 5 لاکھ 18 ہزار 428 روپے

اخراجات 2008-09 99 لاکھ 75 ہزار 738 روپے

مارکیٹ کمیٹی رائیونڈ

آمدن 2007-08 19 لاکھ 89 ہزار 587 روپے

اخراجات 2007-08 32 لاکھ 34 ہزار 522 روپے

آمدن 2008-09 22 لاکھ 83 ہزار 700 روپے

اخراجات 2008-09 23 لاکھ 84 ہزار 522 روپے

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ترقیاتی کام مع منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں محکمہ زراعت انجنیئر نگ ونگ کے پاس بلڈوزروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4275: جناب محمد شفیق خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں محکمہ زراعت انجنیئر نگ ونگ کے پاس کتنے بلڈوزر ہیں، تفصیل ڈویژن وار بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان بلڈوزرز کے لئے سال 2009-10 میں دو کروڑ روپے برائے خرید ڈیزل مختص ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو کروڑ روپے کا چالیس فیصد 31۔دسمبر 2009 تک خرچ کرنے کی پابندی عائد ہے اس سے زائد خرچ نہیں کیا جا سکتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن کے 43 بلڈوزر کے لئے فراہم کردہ رقم برائے خرید ڈیزل ابھی سے ختم ہو چکی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن سے محکمہ زراعت انجنیئر نگ ونگ نے سینکڑوں کسانوں سے بلڈوزر کی فراہمی کے لئے لاکھوں روپے ایڈوانس رینٹ وصول کر رکھا ہے مگر ان بلڈوزر کو ڈیزل نہ ملنے کی وجہ سے فراہم نہیں کئے جا رہے، اس سلسلہ میں حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت کے انجینئرنگ ونگ کے پاس553 عدد بلڈوزر ہیں جن میں سے 344 بلڈوزر چالو حالت میں موجود ہیں۔جن کی ڈویژن وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ڈویژن	تعداد بلڈوزر
فیصل آباد	21
سرگودھا	25
لاہور	20
گوجرانوالہ	16
راولپنڈی(بشمول ڈائریکٹر سائل کنزرویشن راولپنڈی)	115
ملتان	44
ڈی جی خان	50
بہاولپور	53
کل تعداد	344

(ب) یہ درست نہ ہے محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے مالی سال10-2009 کے لئے بلڈوزروں کو چلانے کے لئے مبلغ13 کروڑ77لاکھ 50ہزار روپے P.O.L کی مد میں مختص کئے تھے لیکن بلڈوزروں کے زیادہ استعمال کی ضرورت کے پیش نظر اس مد میں اضافہ کرکے مجموعی طور پر 41کروڑ29لاکھ روپے مذکورہ سال میں جاری کئے گئے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ اس رقم میں سے صرف40 فیصد رقم 31۔دسمبر2009تک خرچ کرنے کی شرط بھی عائد کی گئی تھی لیکن محکمہ زراعت (فیلڈ ونگ) کی طرف سے محکمہ خزانہ کو اس پابندی کو ختم کرنے کے لئے گزارش کی گئی جس پر محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے اس شرط کو ختم کر دیا۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن کے لئے مختص ایک کروڑ50لاکھ 59ہزار روپے کی رقم دو ماہ میں15160 لٹر ڈیزل کے استعمال سے1358 ایکڑ زمین کو لیول کرنے میں خرچ ہو گئی۔

(ہ) جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن میں محکمہ ہذا نے کسانوں سے محکمانہ پالیسی کے تحت ایڈوانس رقوم کرایہ کی مد میں جمع کیں لیکن کسانوں کو ڈیزل کی عدم فراہمی کی وجہ سے بلڈوزر فراہم نہیں کئے جا رہے تھے۔محکمہ زراعت فیلڈ ونگ نے اعلیٰ حکام کو اس صورتحال سے آگاہ کیا جس کی بنا پر مزید فنڈ جاری کر دیئے گئے۔اب راولپنڈی ڈویژن میں لوگوں کو

بلڈوزر فراہم کئے جا رہے ہیں اور اب تک 145 کسانوں سے 6542 گھنٹوں کے لئے 36لاکھ 63ہزار 526 روپے وصول کئے گئے اور اس رقم میں سے 2800 گھنٹے کا 15 لاکھ 68ہزار روپے کا کام ہو چکا ہے۔

پی پی۔28 بھلوال سرگودھا میں کھالوں کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*4309: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پی پی۔28 بھلوال سرگودھا میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران اس حلقہ کے کتنے کھال پختہ کئے گئے ہیں، ان کے نمبر اور گاؤں مع تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت حلقہ ہذا میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے طریق کار کیا ہے؟

(ہ) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔28 بھلوال سرگودھا میں 89 کھال پختہ ہیں۔

(ب) مالی سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران 12 کھال پختہ کئے گئے ہیں جن پر 43لاکھ 31ہزار 490روپے (4331490) لاگت آئی مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کھال نمبر L/4832 چک قاضی اور کھال نمبر TR/19000 نینو واس کھالہ جات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے اس پر 17 لاکھ 25ہزار 877 روپے لاگت آئے گی۔

(د) کھال کے جملہ حصہ داران اپنی انجمن آبپاشاں کی تشکیل دیتے ہیں اور اپنے حصے کی رقم انجمن آبپاشاں کے صدر اور خزانچی کے مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کرواتے ہیں۔ کھال کا سروے اور ڈیزائن مشاورتی ادارے سے پاس ہونے کے بعد گورنمنٹ اپنے حصہ کے رقم کی پہلی قسط انجمن کے مشترکہ اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے چونکہ کھال کو پختہ کرنے سے پہلے کچے کھال کی اصلاح کی جاتی ہے جس میں کھال کے کناروں کو ہموار کرنا، نکے بنانا اور کھال کی سمت کو بہتر کرنا وغیرہ شامل ہے اس لئے کچے کھال کی اصلاح کے کام کا 100 فیصد اور کھال کے پختہ کرنے کی اصلاح کا کام 40 فیصد مکمل ہونے پر حصہ داروں کے ذمہ کی بقایا رقم مشترکہ اکاؤنٹ

میں جمع کروادی جاتی ہے جس پر مشاورتی ادارے کی منظوری کے بعد حکومت اپنے حصہ کی دوسری قسط انجمن کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے۔

پختہ اصلاح کا کام مکمل ہونے، مشاورتی ادارہ کی چیکنگ اور تکمیلی رپورٹ کے بعد حکومت اپنے حصے کی تیسری اور آخری قسط انجمن کے مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کروادیتی ہے۔پختگی کا کام مکمل ہونے کے بعد کھال کو انجمن آبپاشاں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو کہ اس کی دیکھ بھال اور ٹوٹ پھوٹ کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

(ہ) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے 36 فیصد رقم وصول کی جاتی ہے جس کا 16 فیصد کچے کھال کی اصلاح (پیڈ وغیرہ بنانے کے لئے) اور 20 فیصد رقم کھال کی پختگی کروانے میں بطور مزدوری خرچ کی جاتی ہے۔

ساہیوال، ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4394: رانا بابر حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا ساہیوال کب کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ب) اس ادارے کے پاس اس وقت کتنی زمین ہے؟

(ج) کتنی ادارہ کے پاس ہے اور کتنی مختلف لوگوں کو کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی ہے؟

(د) اس ادارے کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ہ) اس ادارہ کی سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات بیان کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا ساہیوال، سال 79-1978 کو ساہیوال میں قائم ہوا، اس کا کل رقبہ 16 ایکڑ 2 کنال 12 مرلے ہے۔اب یہ ادارہ تحقیقات آلو میں تبدیل ہو چکا ہے۔

(ب) اس ادارے کے پاس اس وقت 16 ایکڑ 2 کنال 12 مرلے زمین ہے۔

(ج) تمام رقبہ ادارہ کے پاس ہے۔

(د)

1- تمباکو کی زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل اگیتی، کیڑے، بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت اور نامساعد موسمی حالات کی برداشت رکھنے والی اقسام کی دریافت:۔

-2 تمباکو کی موجودہ اور نئی اقسام کی کم لاگت پیداواری ٹیکنالوجی کی دریافت
-3 تمباکو کی کوالٹی کے اجزائی عناصر کا تجزیہ (نکوٹین، نشاستہ، پوٹاش کلورائیڈ)
-4 تمباکو خشک کرنے کے مراحل کا معیار مقرر کرنا۔
-5 تمباکو کی منظور شدہ اقسام اور پیداواری ٹیکنالوجی کا بلحاظ علاقائی مطابقت تعارف کروانا۔

(ہ) آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن	اخراجات
2006-07	2لاکھ12ہزار633روپے(212633)	43لاکھ65ہزار728روپے(4365728)
2007-08	2لاکھ97ہزار322روپے(297322)	43لاکھ26ہزار65روپے(4326065)
2008-09	3لاکھ63ہزار998روپے(363998)	45لاکھ85ہزار297روپے(4585297)

کوئی بھی زرعی تحقیقاتی ادارہ نان کمرشل اور لمبا عرصہ (Long term process) کی بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے اور تحقیقات کی بناء پر جب کسی فصل کی نئی اقسام تیار کر کے منظور کی جاتی ہیں تو اس سے ملکی معیشت پر خاطر خواہ مثبت اثرات پڑتے ہیں۔

ساہیوال، ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4395: رانا بابر حسین: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا ساہیوال میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، پتاجات بتائیں؟

(ب) ان ادارہ کو حکومت کی طرف سے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) ریسرچ پر خرچ کردہ رقم کن کن منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے پیٹرول / ڈیزل / مرمت پر خرچ ہوئی یہ گاڑیاں کس کس کے زیر استعمال ہیں؟

(و) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم ادارہ کے سربراہ کے دفتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی، کتنی رقم بجلی / ٹیلی فون / دیگر یوٹیلٹی بلز پر خرچ ہوئی؟

(ز) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم ادارہ ہذا کے سربراہ کو ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا میں ملازمین کی کل تعداد 25 ہے۔جن کی عہدہ، گریڈ اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ادارہ کو حکومت کی طرف سے سال2007-08اور2008-09میں کل89لاکھ11ہزار 362روپے فراہم کئے گئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2007-08	فراہم کردہ رقم	43لاکھ26ہزار65روپے(4326065)
سال2008-09	فراہم کردہ رقم	45لاکھ85ہزار297روپے(4585297)

حکومت کی طرف سے فراہم کردہ رقم تمباکو کی مختلف نئی اقسام دریافت کرنے کے لئے خرچ کی گئی۔

(ج) مذکورہ سالوں کے دوران ریسرچ پر کل رقم 11 لاکھ 43 ہزار روپے، تنخواہوں پر کل رقم 76لاکھ79ہزار132روپے اور ٹی اے،ڈی اے کی مد میں کل رقم89ہزار230روپے خرچ ہوئی، تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2007-08	برائے ریسرچ	5لاکھ62ہزار93روپے(562093)
	برائے تنخواہ	36لاکھ81ہزار202روپے(3681202)
	برائے ٹی اے	82ہزار770روپے(82770)
سال2008-09	برائے ریسرچ	5لاکھ80ہزار907روپے(580907)
	برائے تنخواہ	39لاکھ97ہزار930روپے(3997930)
	برائے ٹی اے	6ہزار460روپے(6460)

(د)

1- تمباکو کی نئی اقسام دریافت کرنے پر خرچ ہوئی۔

2- تیلدار اجناس کی اقسام کے اضافی تجربات کرنے پر خرچ ہوئی۔

(ہ) مذکورہ عرصہ میں ڈیزل کی مد میں کل رقم2لاکھ53ہزار954روپے اور مرمت کی مد میں کل رقم34ہزار741روپے خرچ ہوئی، تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال2007-08	برائے ڈیزل	ایک لاکھ34ہزار روپے(134000)
	برائے مرمت	24ہزار871روپے(24871)
سال2008-09	برائے ڈیزل	ایک لاکھ19ہزار954روپے(119954)
	برائے مرمت	19ہزار870روپے(19870)

صرف ایک گاڑی نسان پک اپ نائب ماہر تمباکو کے زیر استعمال ہے۔

(و) مذکورہ عرصہ کے دوران تزئین و آرائش پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی جبکہ آفس ایریا کی بجلی کے بلوں کی مد میں کل رقم 2لاکھ 70ہزار123روپے اور ٹیلی فون کی مد میں 26ہزار199روپے خرچ ہوئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2007-08	برائے بل بجلی آفس ایریا	ایک لاکھ 40ہزار600روپے (140600)
	برائے بل ٹیلی فون	16ہزار991روپے (16991)
سال 2008-09	برائے بل بجلی آفس ایریا	ایک لاکھ 29ہزار523روپے (129523)
	برائے بل ٹیلی فون	9ہزار208روپے (9208)

(ز) مذکورہ عرصہ کے دوران ٹی اے / ڈی اے کی مد میں کل رقم 43ہزار555روپے خرچ ہوئی۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 2007-08	برائے ٹی اے / ڈی اے	31ہزار45روپے (31045) (یہ رقم سربراہ کو ٹرانسفر ٹی اے کی مد میں دی گئی)
سال 2008-09	برائے ٹی اے / ڈی اے	12ہزار510روپے (12510)

ضلع راولپنڈی، محکمہ زراعت کے پاس موجود مشینری کی تفصیلات

*4607: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت ضلع راولپنڈی کے پاس زمین کو کٹاؤ سے روکنے اور قابل کاشت بنانے کے لئے کل کتنی مشینری موجود ہے اور اس میں سے کتنی مشینری اس وقت کارآمد ہے؟

(ب) مذکورہ شعبے میں ضلع راولپنڈی میں کل کتنا عملہ تعینات ہے اور ان کی گریڈ وائز تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت اس ناکارہ مشینری کو کارآمد بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اس کی مرمت میں کیا مشکلات حائل ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت فیلڈ ونگ کے زیر انتظام ضلع راولپنڈی میں زمین کے کٹاؤ کو روکنے اور قابل کاشت بنانے کے لئے 30عدد بلڈوزر موجود ہیں ان میں سے 3عدد بلڈوزر زیر مرمت ہیں اور 27عدد بلڈوزر کارآمد ہیں اور اس وقت فیلڈ میں چل رہے ہیں۔

(ب) محکمہ زراعت فیلڈونگ کے زیر انتظام زرعی انجینئر فیلڈ راولپنڈی اور زرعی انجینئر تحفظ اراضیات اپنے دیگر عملہ کے ساتھ راولپنڈی ڈویژن میں چلنے والی مشینری پر تعینات ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں گزارش ہے کہ ضلع راولپنڈی میں زمینی کٹاؤ کو روکنے کے لئے تمام مشینری کارآمد ہے۔ صرف 3 عدد بلڈوزر زیر مرمت ہیں جو کہ جلد ہی مرمت ہو کر فیلڈ میں کام کرنا شروع کر دیں گے۔ مرمت کے لئے تمام ضروری وسائل دستیاب ہیں اور کوئی مشکل حائل نہ ہے۔

شعبہ شماریات محکمہ زراعت کی پرائیویٹائزیشن پر عوامی تحفظات

*4633: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت شعبہ شماریات پنجاب جو 1957 میں قائم ہوا تھا کو حکومتی سرپرستی سے محروم کر کے ایک برطانوی ادارے ڈفڈ (DFID) کی کنٹریکٹ فرم آکسفورڈ پالیسی مینجمنٹ (OPM) کی سٹڈی کی روشنی میں پرائیوٹائز کیا جا رہا ہے اور تقریباً 500 ملازمین کو بے روزگار کرنے کی ایک سعی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قومی اہمیت کے اس ادارہ کو جو کہ صوبائی اور وفاقی سطح پر اکنامک اور پلاننگ کے لئے درست اور مصدقہ اعداد و شمار مہیا کرتا ہے، حکومتی سرپرستی سے محروم کرنے سے حکومت ایک بہت بڑے اثاثہ سے محروم ہو جائے گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کے سالانہ بجٹ کی بنیاد اس ادارہ کے اعداد و شمار پر ہوتی ہے اور اس ادارہ کی طرف سے سالانہ چھپنے والی بک پنجاب ڈویلپمنٹ Statistics صوبائی سطح پر آئندہ بہتر منصوبہ بندی کے لئے مفید ثابت ہوئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ادارہ کو اپنی سرپرستی میں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے نہیں تو کیوں، نیز ادارہ ہذا کے 500 ملازمین کے بارے میں حکومت نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے اس بارے میں بھی ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ زراعت شعبہ شماریات نے برطانوی ادارے ڈفڈ (DFID) کے ساتھ کچھ فنی مسائل کے بارے میں مشاورت کی تھی لیکن محکمہ شعبہ شماریات کو پرائیویٹائز کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کو پرائیویٹائز کرنے کی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے۔

(د) محکمہ ہذا کو پرائیویٹائز کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

پنجاب میں سبزیوں کی گریڈنگ، پیکنگ، مارکیٹنگ کے لئے سنٹرز بنانے کی تفصیلات

*4652: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت، پنجاب میں سبزیوں کی گریڈنگ، دھلائی، پیکنگ اور مارکیٹنگ کے لئے سنٹرز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کتنے سنٹر کہاں کہاں قائم کئے جائیں گے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی سرپرستی میں پھلوں اور سبزیوں کو خشک کرنے کے لئے ڈی ہائیڈریشن یونٹس قائم کئے جانے کا امکان ہے، اگر ہاں تو یہ یونٹس کس کس جگہ اور کتنی لاگت سے قائم ہوں گے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! محکمہ زراعت سبزیوں کی گریڈنگ، دھلائی، پیکنگ اور مارکیٹنگ کی سہولیات زیادہ سبزیاں پیدا کرنے والے اضلاع میں کاشتکار تنظیموں کو 80:20 فیصد کی شراکتی بنیادوں پر دینے کے لئے غور کر رہا ہے لیکن یہ منصوبہ تیاری کے ابتدائی مراحل میں ہے اس لئے اس کی حتمی منظوری کے بغیر کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔

(ب) جی نہیں! ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

سال2009، سپر باسمتی چاول کے ریٹ کی تفصیلات

*4678: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے سال2009میں سپر باسمتی چاول کو کس حساب سے کسانوں سے خریدا؟

(ب) صوبہ پنجاب میں سال2009کے دوران چاولوں کی کتنی اقسام کو کاشت کیا گیا؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے سال2009 میں سپر باسمتی -/1250روپے فی40 کلوگرام کی قیمت سے خریدا۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سال2009 کے دوران چاول کی مندرجہ ذیل منظور شدہ اقسام کو کاشت کیا گیا۔

* سپر باسمتی
* باسمتی385
* باسمتی2000
* اری6

گندم کی کاشت بڑھانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4914: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت گندم کی کاشت بڑھانے اور مقررہ اہداف پورنے کرنے کے لئے صاف ستھرے صحت مند بیج اور کھادوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھارہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) حکومت جعلی اور ملاوٹ شدہ زرعی ادویات کی فروخت کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:۔

- پنجاب سیڈ کارپوریشن کے18 سیل پوائنٹ پنجاب بھر میں کھولے گئے ہیں جواس وقت کسانوں کو درج ذیل اضلاع میں معیاری بیج فراہم کررہے ہیں۔

- اٹک، پپلاں، سرگودھا، جھنگ، فیصل آباد، گوجرانوالہ، لاہور، ساہیوال، چیچہ وطنی، وہاڑی، خانیوال، ملتان، ڈی جی خان، لیہ، بھکر، بہاول پور، لودھراں اور رحیم یار خان
- پنجاب بھر میں اس وقت پنجاب سیڈ کارپوریشن کے 1761 نجی ڈیلرز کسانوں کو معیاری بیج فراہم کر رہے ہیں۔
- تحصیل و مرکز کی سطح پر محکمہ زراعت کی طرف سے گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے نمائشی پلاٹ لگائے جاتے ہیں جس کے ذریعے پیداواری ٹیکنالوجی سے کسانوں کو عملی طور پر آگاہ کیا جاتا ہے۔
- کھاد بنانے والی کمپنیوں کی جانب سے تمام اضلاع کو روزانہ مہیا کی جانے والی کھاد کی متعلقہ ضلع کو فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے اور تمام اضلاع کے متعلقہ آفیسر بھی کھاد کی دستیابی کا مکمل ریکارڈ رکھتے ہیں۔
- صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبوں کو کھادوں کی غیر قانونی ترسیل روکنے کے لئے بھرپور اقدامات کئے جا رہے ہیں۔
- TCP (ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان) کے ذریعے باہر کے ملکوں سے کھاد کی درآمد کو بروقت یقینی بنایا جاتا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب اپنے قانونی دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے غیر معیاری زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:-

- غیر معیاری زرعی ادویات کا کاروبار کرنے والے کاروباری حضرات کے خلاف بلاتمیز قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔
- ضلع کی سطح پر ٹال فری کنٹرول لائن 0800-02200 کی تشہیر کی جاتی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔ اس کے علاوہ پیسٹیسائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔ کیمیائی تجزیہ میں اگر کھاد یا کیمیکل ملاوٹ شدہ ثابت ہو جائے تو فوری طور پر متعلقہ تھانہ میں حسب قانون ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے۔
- ان کاوشوں کے نتیجے میں ملاوٹ کی شرح 18.7 فیصد سے کم ہو کر 2.47 فیصد رہ گئی ہے۔

زراعت میں پی ایچ ڈی کرنے والے افراد کی تفصیلات

*5001: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے علاوہ کتنی یونیورسٹیوں میں زراعت کے کسی شعبے میں پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے نیز پنجاب میں گزشتہ دو برسوں میں کل کتنے افراد نے زراعت میں پی ایچ ڈی کی؟

(ب) زراعت میں پی ایچ ڈی کے لئے اندرون ملک اور بیرون ملک کتنے سکالرشپ صوبائی حکومت کی طرف سے دیئے جاتے ہیں اور کیا حکومت ان میں اضافہ کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے علاوہ بارانی یونیورسٹی راولپنڈی میں بھی زراعت کے مختلف شعبوں میں پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے۔ دونوں زرعی یونیورسٹیوں میں گزشتہ دو برسوں میں کل 150 افراد نے پی ایچ ڈی مکمل کی جن کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل اس طرح ہے۔

سال	زرعی یونیورسٹی فیصل آباد	بارانی یونیورسٹی راولپنڈی	میزان
2008	57	3	60
2009	78	12	90
میزان	135	15	150

(ب) کسی بھی زرعی یونیورسٹی کے طلباء کو زراعت میں پی ایچ ڈی کے لئے اندرون یا بیرون ملک کوئی سکالرشپ صوبائی حکومت کی طرف سے نہیں دیا جا رہا ہے۔

پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد کا قیام و دیگر تفصیلات

*5085: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ AARI، فیصل آباد کب قائم ہوا اس کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) اس میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں کس پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس انسٹیٹیوٹ میں کتنی گاڑیاں ہیں، ان گاڑیوں کے ان دو سالوں کے اخراجات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(و) کیا حکومت اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 1938 میں sereal section میں دالوں کی تحقیق پر کام شروع ہوا۔ 1971 میں پلسز سیکشن خود مختار ہو گیا اور پھر 1982 میں تحقیقاتی ادارہ برائے دالیں بن گیا۔

اغراض ومقاصد

- دالوں کی فصلوں کی نئی اقسام بنانا جن کی پیداواری صلاحیت بہتر ہو۔ بیماریوں اور موسمی اثرات کے خلاف قوت مدافعت ہو۔ تھوڑے عرصہ میں پکنے والی ہوں اور ان کی کوالٹی بھی بہتر ہو۔
- پوری پیداواری صلاحیت حاصل کرنے کے لئے بہتر پیداواری ٹیکنالوجی روشناس کروانا۔
- دالوں کی فصلوں کو زیادہ سے زیادہ اگانے کی ترغیب دینا۔

(ب) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران تنخواہوں، آپریشنل فنڈ اور گاڑیوں کی مرمت اور دیگر آلات کی مدات میں کل 4 کروڑ 9 لاکھ 63 ہزار روپے فراہم کئے گئے۔ ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل اس طرح سے ہے۔

تنخواہیں

(2007-08)	ایک کروڑ 55 لاکھ 64 ہزار روپے
(2008-09)	ایک کروڑ 80 لاکھ 13 ہزار روپے
کل:	3 کروڑ 35 لاکھ 77 ہزار روپے

آپریشنل فنڈ:

(2007-08)	25 لاکھ 22 ہزار روپے
(2008-09)	42 لاکھ 75 ہزار روپے
کل:	67 لاکھ 97 ہزار روپے

مرمت گاڑیاں اور دیگر آلات:

(2007-08)	2 لاکھ 94 ہزار روپے
(2008-09)	2 لاکھ 95 ہزار روپے
کل:	5 لاکھ 89 ہزار روپے

(ج) پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کل 92 ملازمین کام کرتے ہیں جن میں سے 15 ملازمین گزیٹڈ اور 77 معاون نان گزیٹڈ ملازمین ہیں۔ یہ ملازمین فیصل آباد، سیالکوٹ، شیخوپورہ، کلور کوٹ اور رکھ اترا میں کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ادارہ میں دیسی چنے، کابلی چنے، مسور، مونگ، ماش، خشک مٹر اور لوبیا وغیرہ کی فصلوں پر تحقیقاتی کام ہو رہا ہے۔ان دو سالوں میں کل 3 کروڑ 80 لاکھ 21 ہزار روپے کی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی۔

(ہ) ادارہ ہذا کے پاس کل 6 گاڑیاں ہیں۔دو سالوں میں ان گاڑیوں پر کل 3 لاکھ 89 ہزار 272 روپے خرچ کئے گئے۔ان میں مالی سال 08-2007 میں 96 ہزار 711 روپے اور مالی سال 09-2008 میں 2 لاکھ 92 ہزار 561 روپے خرچ ہوئے۔

(و) جی ہاں، حکومت پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

ضلع وہاڑی، محکمہ کے شعبہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5135: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت ضلع وہاڑی میں کون کون سے شعبہ جات کام کر رہے ہیں ان شعبہ جات کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ب) ہر شعبہ کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم مد وائز وصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کون کون سے منصوبہ جات مکمل کئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنے اور کون کون سے منصوبہ جات ابھی زیر تکمیل ہیں یہ کب تک مکمل ہوں گے اور ان کے لئے کتنی رقم درکار ہوگی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ زراعت کے مندرجہ ذیل ذیلی دفاتر کام کر رہے ہیں:-

نمبر شمار	نام شعبہ جات	ذیلی دفاتر	نام انچارج	عہدہ	گریڈ
1	ڈائریکٹر جنرل ریسرچ	کاٹن ریسرچ سٹیشن، وہاڑی	خالد محمود	ماہر کپاس (کاٹن باٹنسٹ)	18+165
		سوائل اینڈ واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری، گورنمنٹ سیڈ فارم وہاڑی	محمد اشرف	ڈسٹرکٹ آفیسر سوائل فرٹیلیٹی	18
2	ڈائریکٹر جنرل اصلاح آبپاشی	واٹر مینجمنٹ وہاڑی	محمد گلزار خلجی	ڈسٹرکٹ آفیسر واٹر مینجمنٹ	18
3	ڈائریکٹر جنرل فیلڈ	زرعی انجینئرنگ وہاڑی	کیوان قدر عزیز	اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ اینڈ ورکشاپ) وہاڑی	17

			عبدالغفور	اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (ویل ڈرلنگ) وہاڑی	17
4	ڈائریکٹر جنرل توسیع	شعبہ توسیع وہاڑی	شہزار صابر	ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر زراعت(توسیع)وہاڑی	18
			رانااحمد منیر	ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت(توسیع) وہاڑی	18
5	ڈائریکٹر جنرل پیسٹ وارننگ اینڈکوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز	(پلانٹ پروٹیکشن) وہاڑی	چودھری محمداشرف	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پلانٹ پروٹیکشن) وہاڑی	18

(ب) ان شعبہ جات کی سال2007-08 اور 2008-09 میں مد وار وصول شدہ رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ زراعت وہاڑی کے ذیلی دفاتر میں جو منصوبہ جات مکمل کئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت اس طرح سے ہیں:۔

1۔ڈائریکٹر جنرل ریسرچ

کاٹن ریسرچ سٹیشن وہاڑی	کپاس کی قسم	FVH-53	1998	
	۔ایضاً۔		VH-289	
سوائل اینڈواٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری	2007-08	مٹی کے نمونہ جات9505	پانی کے نمونہ جات	602
	2008-09	مٹی کے نمونہ جات9555	پانی کے نمونہ جات 732	

2۔ڈائریکٹر جنرل اصلاح آبپاشی

2007-08 تعمیر کھالہ جات115 لاگت 7کروڑ50لاکھ38ہزار500روپے

2008-09 تعمیر کھالہ جات41 لاگت 3کروڑ14لاکھ45ہزار720روپے

3۔ڈائریکٹر جنرل فیلڈ

اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجنیئر (فیلڈورکشاپ)

ہمواری زمین کے لئے رعائیتی نرخوں پر مہیا کئے گئے ٹریکٹر 11عدد

2007-08اور2008-09ناہموار رقبہ کو ہموار بنایا 4100ایکڑ

اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجنیئر (ویل ڈرلنگ)

2007-08اور2008-09رعائیتی نرخوں پر فراہم کردہ ٹیوب ویل 137عدد

4۔ ڈائریکٹر جنرل توسیع

سال	نام ذیلی دفتر	مدات	وصول شدہ رقم (روپوں میں)	کل بجٹ (روپوں میں)
2007-08	شعبہ توسیع،وہاڑی	وہاڑی میں بیالوجیکل لیبارٹری کا قیام مینجنگ بوریوالہ سٹرینوائرس آف کاٹن کمیونٹی انٹیگریٹڈ پیسٹ مینجمنٹ(CIMP)	4لاکھ22ہزار ایک لاکھ53ہزار 19لاکھ13ہزار300	24لاکھ88ہزار300

2008-09	سرکاری رقبہ پر گندم کی کاشت مہم	2لاکھ47ہزار500	32لاکھ17ہزار500
	فصل گندم	29لاکھ70ہزار	

(د) محکمہ زراعت وہاڑی کے ذیلی دفاتر میں جو منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

1- ڈائریکٹر جنرل ریسرچ

مذکورہ بالا شعبہ کے دونوں ذیلی دفاتر میں کوئی ترقیاتی منصوبہ زیر تکمیل نہیں ہے۔

2- ڈائریکٹر جنرل اصلاح آبپاشی

مذکورہ بالا شعبہ کے ذیلی دفتر کے دونوں سالوں کے دوران کوئی منصوبہ زیر تکمیل نہیں ہے۔

3- ڈائریکٹر جنرل فیلڈ

مذکورہ بالا شعبہ کے ذیلی دفاتر کے پاس موجود مشینری اپنی عمر پوری کر چکی ہے اس لئے اپنے 10303 ایکڑ بنجر رقبہ کو قابل کاشت بنانے کے لئے دونوں سالوں کے دوران 100 عدد نئے بلڈوزر خریدنے کا منصوبہ منظوری کے لئے حکام بالا کو بھجوایا ہوا ہے۔

4- ڈائریکٹر جنرل توسیع

سال	شعبہ	نام زیر تکمیل منصوبہ جات	لاگت (روپوں میں)	کل رقم (روپوں میں)
2008-09	شعبہ توسیع، وہاڑی	گرین ٹریکٹر سبسڈی سکیم	6کروڑ30لاکھ	7کروڑ11لاکھ44ہزار50
		گندم کی پیداوار بڑھا کر تحفظ خوراک کو یقینی بنانا	40لاکھ86ہزار250	
		سبزیات کی پیداوار کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی کی ترویج	40لاکھ57ہزار800	

تحصیل بھلوال، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5152: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بھلوال تحصیل کی حدود میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ہر مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کا نام و پتا بتائیں؟

(ج) ان چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر کا چناؤ کون کرتا ہے اور ان کا طریق کار کیا ہے؟

(د) ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ہ) ہر مارکیٹ کمیٹی کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں، ان کے نمبر اور ماڈل بتائیں؟

(و) ان گاڑیوں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل بھلوال کی حدود میں دو مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی بھلوال (بھلوال شہر)

2۔ مارکیٹ کمیٹی پھلرواں (پھلرواں)

(ب)

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	پتا
بھلوال	شیخ الطاف سعید	لالہ زار بھلوال
پھلرواں	راناغلام سرور	مکان نمبر108، گلی جھل پانی محلہ پھکوالی میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

(ج) ان ایڈمنسٹریٹر کی تقرری حکومت پنجاب بذریعہ محکمہ زراعت بروئے پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 سیکشن 33 کے تحت کرتی ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی عام پبلک کے ساتھ ساتھ محکمہ کے سرکاری افسران میں سے بھی کی جاسکتی ہے۔ جبکہ چیئرمین کی تقرری تشکیل شدہ مارکیٹ کمیٹی کے ممبران میں سے بذریعہ انتخاب پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز1979 کے قاعدہ12 کے تحت ہوتی ہے جو مارکیٹ کمیٹی کے پہلے اجلاس میں کی جاتی ہے۔

(د) سرکاری ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کو -/800روپے، سیاسی ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی کو -/250 روپے اور چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کو -/1000روپے ماہانہ بطور اعزازیہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر مارکیٹ کمیٹی کے پاس گاڑی ہو تو چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی دفتری امور سرانجام دینے کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔

(ہ) مارکیٹ کمیٹی بھلوال کے پاس ایک گاڑی ہے جس کا ماڈل سوزوکی جیپ پوٹھوہار2005 ہے۔ گاڑی نمبرSLG6449 ہے مارکیٹ کمیٹی پھلرواں کے پاس کوئی گاڑی نہ ہے۔

(و) مارکیٹ کمیٹی بھلوال کے زیر استعمال گاڑی کے دونوں سالوں 08۔2007اور 09۔2008 کے پٹرول اور مرمت کے کل اخراجات 3لاکھ2ہزار261روپے ہیں۔ سال وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

مارکیٹ کمیٹی بھلوال	2007-08	پٹرول اور مرمت	ایک لاکھ30ہزار238روپے
	2008-09	-ایضاً-	ایک لاکھ72ہزار29روپے

سال2007اور2008کے دوران چاول کی نئی قسم دریافت کرنے کی تفصیلات

*5182: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

محکمہ زراعت نے سال2007اور2008 میں سپر کرنل چاول کی کوئی نئی قسم دریافت کی ہے، اگرہاں تو تفصیل فراہم کریں؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

زرعی تحقیقاتی ادارہ دھان کالاشاہ کاکو نے سال2007اور2008 میں باسمتی515تیار کی ہے اور ٹیسٹنگ کے تمام مراحل مکمل کرنے کے بعد عام کاشت کی منظوری کے لئے کیس تیار کرلیا ہے۔ جو ورائٹی ایویلوایشن کمیٹی (variety evaluation committee) سے منظوری کے بعد کاشتکاروں کو مہیا کر دیا جائے گا۔

پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی کا قیام ودیگر تفصیلات

*5266: میاں نصیر احمد: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے محکمہ زراعت کا ایک ذیلی ادارہ PAMCO (پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی) ہے تو اس ادارے کا کام کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ PAMCO نے صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں کولڈ سٹوریج بنائے ہیں یہ کولڈ سٹوریج سنٹر کن کن شہروں میں بنائے گئے ہیں، ان پر کتنی لاگت آئی ہے، ان میں کون سا فروٹ اور سبزی سٹور کی جاتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ PAMCO پنجاب کے مختلف شہروں میں کولڈ سٹوریج سنٹر بنانے کے بعد کسی این جی او یا کسی ادارے کے سپرد کرتا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو اب تک کون کون سا کولڈ سٹوریج سنٹر کس این جی او یا ادارے کے سپرد کیا گیا ہے اور کون سا کولڈ سٹوریج سنٹر بنانے کے بعد سپرد کیا جائے گا نیز کن شرائط اور معاہدوں کے تحت یہ کیا جارہا ہے یا کیا جائے گا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔کہ PAMCO حکومت پنجاب محکمہ زراعت کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔یہ ادارہ پرائیویٹ سیکٹر کے لوگوں کے ذریعے چلایا جاتا ہے اور اس کے تمام کام بورڈ آف ڈائریکٹرز کی زیر نگرانی ہوتے ہیں۔PAMCO کے منصوبے پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے بنائے جاتے ہیں اور وہی ان کو چلاتے ہیں۔اس ادارے کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

- پھلوں اور سبزیوں کی مقامی اور بیرون ملک منڈیوں تک رسائی بہتر کرنا۔
- فارم مصنوعات کی کوالٹی بعد از برداشت جدید ٹیکنالوجی سے بہتر بنانا۔
- نئی مصنوعات اور مارکیٹنگ کے شعبہ میں بعد جدید عالمی رجحانات متعارف کروانا۔
- موجودہ زرعی مارکیٹنگ نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنا۔
- نئے منصوبہ جات جن میں پھلوں اور سبزیوں کی مارکیٹنگ جدید طریقے سے ہو ان کی کاشت اور بعد از حفاظت اور پھر ان کو بیرون ملک برآمد کے لئے تیار کرنا شامل ہے۔

(ب) ابھی تک صرف لاہور میں 15 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک کولڈ سٹور تعمیر کیا گیا ہے جو کہ علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ کی حدود میں واقع ہے۔ایک کثیر المقاصد کولڈ سٹور ہونے کی بناء پر اس میں مختلف پھل، سبزیاں اور گوشت وغیرہ بیک وقت مختلف درجہ حرارت پر محفوظ کئے جا سکتے ہیں تاکہ وہ اپنی قدرتی تازگی کے ساتھ بیرون ملک منڈیوں سے پہنچائے جا سکیں جس سے صوبہ کی مختلف اشیاء کی ساکھ میں بہتری آئے۔

(ج) لاہور کے کولڈ سٹور کا انتظام اور دیکھ بھال ایجیلیٹی (agility) جو کہ بین الاقوامی لاجسٹکس کمپنی ہے، کے سپرد کیا جا چکا ہے جس کی منظوری PAMCO کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے دی ہے۔ ایجیلیٹی (agility) لاجسٹکس کمپنی کو تین سال کے لئے لاہور کولڈ سٹور کے آپریشن لیز پر دیئے گئے ہیں۔اس تین سالہ لیز کی مدت 11-نومبر 2009 سے 11-نومبر 2012 تک ہے۔

رحیم یار خان میں آم اور کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے تحقیقاتی اداروں کی تفصیلات

*5458: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رحیم یار خان میں آم اور کپاس کی پیدوار بڑھانے کے لئے کتنے تحقیقاتی ادارے کام کر رہے ہیں انکے دفاتر کہاں کہاں پر موجود ہیں؟

(ب) ان میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ج) ان تحقیقاتی اداروں نے 2005 سے آج تک کون کون سی ریسرچ کی ان اداروں کی مجموعی کارکردگی کیا رہی، اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) رحیم یار خان میں محکمہ زراعت پنجاب کا کوئی ادارہ آم پر تحقیقی کام نہیں کر رہا ہے۔ البتہ رحیم یار خان میں کپاس پر تحقیقات کا ایک مرکز "کاٹن ریسرچ سٹیشن" کے نام سے کام کر رہا ہے جو کہ چک نمبر 101/P ابوظہبی روڈ پر واقع ہے۔ یہ مرکز تحقیقاتی ادارہ برائے کپاس فیصل آباد کے ماتحت ہے۔

(ب) اس تحقیقی مرکز "کاٹن ریسرچ سٹیشن رحیم یار خان" میں کل 42 افراد کام کر رہے ہیں۔

(ج) کپاس کے تحقیقی مرکز "کاٹن ریسرچ سٹیشن رحیم یار خان" کی دریافت کردہ اقسام RH-620 اور (RH-625(Bt نے سال 10-2009 میں قومی اور صوبائی سطح پر اہم ترین تجربات / ٹرائلز میں بہت اچھی پیداوار دی ہے جو کہ درج ذیل جدول سے ظاہر ہے۔

Provincial Cotton Research Trials		National Coordinated Varietals Trials	
Varieties	Yield (m/ac)	Varieties	Yield (m/ac)
MNH-886	32.0	BH-172	28.0
BH-172	29.6	MNH-814	26.2
FH-113	29.6	RH-620	23.0
MNH-814	28.4	SLH-317	20.7
SLH-317	26.0	FH-941	17.3
VH-280	25.7	FH-942	17.2
FH-941	24.5	CRSM-2007	14.8
RH-625(Bt)	24.0	VH-289	13.4
VH-289	22.3	CIM-496	10.4
CIM-496	22.3		

اس کے علاوہ کپاس کی مزید اقسام آزمائش کے مختلف مراحل میں ہیں جو آئندہ 2 سے 3 سال مطلوبہ ٹرائل مکمل کر لیں گی۔

محکمہ اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5544: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) یہ گاڑیاں کن کن آفیسرز کے زیر استعمال ہیں نیز ان افسران کے نام، عہدہ، گاڑی نمبر اور ماہانہ پٹرول و مرمت کا خرچہ بتائیں؟

(ج) کیا یہ افسران گاڑیاں رکھنے اور استعمال کرنے کے مجاز ہیں نیز ان کی موجودہ ذمہ داریوں کی تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں اس وقت 14 گاڑیاں ہیں۔

(ب) ان گاڑیوں پر مالی سال 10۔2009 میں پٹرول اور مرمت کی مد میں کل 66 لاکھ 44 ہزار 16 روپے خرچ ہوئے۔ افسران کے نام، عہدہ، گاڑیوں کے نمبر اور ماہانہ پٹرول و مرمت کے خرچہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں وہ ان کے استعمال کے مجاز ہیں۔ ان افسران کی موجودہ ذمہ داریوں کی تفصیل جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔ مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5779: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین مقرر کئے گئے ہیں اور کیا ان کا تقرر سیاسی بنیادوں پر کیا جاتا ہے؟

(ب) مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین کی تقرری کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(ج) لاہور شہر میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان کے عہدے داران کا تقرر کون کرتا ہے نیز ان کو کیا سہولیات اور مراعات مہیا کی جاتی ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس وقت لاہور شہر میں مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی بجائے پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 کی دفعہ 33 کے تحت سول ایڈمنسٹریٹرز تعینات کیے گئے ہیں۔ ان کی تعیناتی صرف بطور عارضی انتظام ہے جبکہ حکومت پنجاب بلدیاتی انتخابات کے بعد ضلع

کونسل کی موجودگی میں ضابطے کے مطابق مارکیٹ کمیٹیوں میں ممبران کی تعیناتی کے ساتھ ساتھ چیئرمین کا انتخاب عمل میں لائے گی۔

(ب) پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 و جنرل رولز 1979 کی دفعہ 12 و قاعدہ 12 کے تحت ہر مارکیٹ کمیٹی اپنے ارکان میں سے کسی ایک کا انتخاب بطور چیرمین کر سکتی ہے تاہم شرط یہ ہے اگر کوئی ممبر کاشتکار نہیں ہے اور تعلیم میٹرک نہ ہے تو وہ چیئرمین کے انتخاب کا اہل نہیں ہو گا۔

(ج) لاہور شہر میں چار مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔ پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ 9(2) کے تحت سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب بذریعہ نوٹیفکیشن مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ اگر اس تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود ہو تو ضلع ناظم ہر مارکیٹ کمیٹی کے طے شدہ ممبران کی تعداد کے مطابق اپنی سفارشات کے ساتھ ہر اسامی کے لئے 2 افراد کا پینل ضلع کونسل کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ضلع کونسل اس پینل میں سے ایک ایک نام مارکیٹ کمیٹی کی ہر نشت کے لئے منتخب کرتی ہے۔ تاہم ضلع کونسل ضلع ناظم کی سفارشات کو کلی یا جزوی طور پر قبول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے مقرر شدہ تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود نہ ہو تو درج بالا طریق کار کے مطابق متعلقہ ضلعی رابطہ آفیسر ممبران کے ناموں کے پینل کی سفارشات حکومت کو ارسال کرتا ہے اور حکومت اس پینل سے ممبران کے نام منتخب کر کے نوٹیفائی کرتی ہے۔

مراعات / سہولیات (سفری / ڈیلی الاؤنس) کے حوالے سے قاعدہ 58 میں ممبران مارکیٹ کمیٹی کا استحقاق گریڈ 16 کے سرکاری ملازم کے مطابق ہے جبکہ چیئرمین اور وائس چیئرمین مارکیٹ کمیٹی (Class A&B) کا استحقاق گریڈ 18 کے سرکاری ملازم کے مطابق ہے اور چیئرمین اور وائس چیئرمین مارکیٹ کمیٹی (Class C) استحقاق گریڈ 17 کے سرکاری ملازم کے مطابق ہے تاہم چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کو -/250 روپے ماہانہ اعزازیہ بھی ملتا ہے اور مارکیٹ کمیٹی کے پاس اگر گاڑی ہو تو چیئرمین کو دفتری امور کی انجام دہی کے لئے گاڑی کی سہولت بھی مہیا ہوتی ہے۔

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں کاٹن کی ورائٹی دریافت کرنے کی تفصیلات

*5826: رانا محمد افضل خان: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد نے قائم کئے جانے سے آج تک کاٹن کی کتنی ورائٹی دریافت کرنے کے بعد کامیابی سے متعارف کروائی ہیں؟

(ب) ان ورائٹیز کو جن سائنسدانوں نے دریافت کیاان کے نام کیاہیں اور کس سال میں دریافت کیا گیا؟

(ج) پاکستان میں کامیاب کاٹن ورائٹی کی فی ایکڑپیداوار کتنی ہے ہر ورائٹی کے بارے میں بتایا جائے؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد نے 1962 سے آج تک کپاس کی 37اقسام کامیابی سے متعارف کروائی ہیں۔

(ب) ان اقسام کے نام اور دریافت کردہ سائنسدانوں کے نام مع سال گوشوارہ نمبر (اے) میں درج ہیں۔

(ج) پاکستان میں گزشتہ سال کپاس کی فی ایکڑاوسط پیداوار 21 من جبکہ زیادہ سے زیادہ 40 من فی ایکڑرہی۔ان میں منظور شدہ قسم MNH-786اور FH-113شامل ہیں۔دیگر ورائٹیز کی PCRT(Provincial Cotton Research Trials)اور NCVT(National Coordinated Varietals Trials)کے مطابق پیداواراس طرح سے ہے۔

Provincial Cotton Research Trials		National Coordinated Varietals Trials	
Varieties	Yield(m/ac)	Varieties	Yield(m/ac)
MNH-886	32.0	BH-172	28.0
BH-172	29.6	MNH-814	26.2
FH-113	29.6	RH-620	23.0
MNH-814	28.4	SLH-317	20.7
SLH-317	26.0	FH-941	17.3
VH-280	25.7	FH-942	17.2

FH-941	24.5	CRSM-2007	14.8
RH-625(Bt)	24.0	VH-289	13.4
VH-289	22.3	CIM-496	10.4
CIM-496	22.3		

فیصل آباد۔ہارٹیکلچر ریسرچ سٹیشن فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ کی تفصیلات

*5828: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ہارٹیکلچر ریسرچ سٹیشن فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ فیصل آباد کس جگہ پر ہے؟

(ب) اس ادارے کی گزشتہ 5 سال کی کیا کارکردگی رہی ہے اور اس کو 10-2009 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہارٹی کلچر ریسرچ سب سٹیشن فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ جھنگ روڈ فیصل آباد میں واقع ہے۔

(ب) پچھلے پانچ سال کے عرصہ کے دوران اس سٹیشن کی کارکردگی اس طرح سے ہے۔

- مختلف غیر ملکی پودے جیسے یوکا (yucca)، کٹ فریزیا (cut freesia)، روزا سیٹی فولیا (rosa cetifolia)، گل گلائل (gladiolus) اور رینکولس (rananculus) وغیرہ پر مقامی ماحول کے لئے مختلف کامیاب تجربات کئے گئے۔
- ضروری تیل کشید کرنے کے لئے مختلف پودے جیسے سم بوپوگن (cymbopogon)، پودینہ (mint)، روزمیری (rosemary)، روزا سیٹی فولیا (rosa cetifolia)، نیاز بو اور سفیدہ پر تجربات کر کے بہتر نتائج حاصل کئے گئے۔
- 13 فلاور شوز / مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔
- 12 مضامین مختلف رسالہ جات اور اخبارات میں انگلش اور اردو میں شائع ہوئے۔
- مختلف عنوانات پر 16 تقاریر ریڈیو اور ٹی وی پر ریکارڈ کروائی گئیں۔
- پانچ سالوں کے عرصہ میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے 23 طلباء کو انٹرن شپ سکیم کے تحت عملی تربیت کروائی گئی۔
- مذکورہ ادارے کو مالی سال 10۔2009 میں 54 لاکھ 28 ہزار روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا۔

رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو کے رقبہ،
سٹاف اور کارکردگی کی تفصیل

*6077: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو شیخوپورہ کا کل کتنا رقبہ ہے نیز کتنے رقبے پر عمارت بنی ہوئی ہے اور کتنا رقبہ زرعی مقاصد کے طور پر استعمال ہوتا ہے؟

(ب) متذکرہ انسٹیٹیوٹ میں کل کتنا سٹاف کام کرتا ہے؟

(ج) متذکرہ انسٹیٹیوٹ نے سال 2000 تا 2005 میں چاول کے کتنے نئے بیج مارکیٹ میں متعارف کروائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ، کالا شاہ کاکو 560 ایکڑ اور 5 کنال پر مشتمل ہے۔

عمارات، شاہرات کا رقبہ: 68 ایکڑ

زرعی مقاصد کے لئے زیر استعمال رقبہ: 492 ایکڑ 5 کنال

(ب) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو میں کل پوسٹوں کی تعداد 115 ہے جس میں 80 افراد کام کر رہے ہیں باقی 35 پوسٹیں خالی ہیں۔

(ج) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو نے 2000 تا 2005 میں چاول کی ایک نئی قسم باسمتی 2000 مارکیٹ میں متعارف کروائی۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حضرت!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں جناب نے حکم دیا تھا کہ میرے حلقہ پی پی-145 میں سیوریج واٹر sweet water میں mix ہوتا ہے۔ آپ نے منسٹر صاحب کو حکم دیا تھا کہ اگلے اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کریں۔ اس کی رپورٹ نہیں پیش کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، متعلقہ منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ ابھی متعلقہ منسٹر موجود نہیں ہیں اگر ابھی آجاتے ہیں تو ابھی رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ کسی کی ڈیوٹی لگا دیں تاکہ یہ رپورٹ پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! ان سے متعلقہ رپورٹ متعلقہ منسٹر صاحب لے کر مجھے پہنچائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973 کے آرٹیکل (130) جس میں کابینہ کو defined کیا گیا ہے تو اس میں وہ کہہ رہا ہے کہ:

> There shall be cabinet of ministers with the Chief Minister as its head.

اس پورے Constitution کے آرٹیکل کو پڑھ لیں اس میں لفظ خادم اعلیٰ کہیں بھی نہیں ہے۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چلیں! آپ تشریف رکھیں، آپ کو ہر بات پر اعتراض ہوتا ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے اور الحمدللہ کہ وہ خادم اعلیٰ ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اب جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی پہلی تحریک التوائے کار نمبر 704 ہے۔ جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کدھر ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں اور اگر نہیں ہیں تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 725/10 سردار خالد سلیم صاحب کی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آنا تھا؟

لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول بننے والی اکثر رہائشی کالونیوں کی تعمیر میں بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول علاقوں میں غیر قانونی تعمیرات کے خلاف مسماری اور sealing کی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے نیز غیر قانونی کمرشل استعمال پر مالکان پراپرٹی کے چالان بھی کئے جا رہے ہیں۔ فیصل ٹاؤن و گارڈن ٹاؤن میں متعدد شو روم کو سیل کیا گیا ہے اور سمن آباد میں غیر قانونی شادی ہال کو بھی سیل کیا گیا ہے اور متعدد غیر قانونی

تعمیرات پر مسماری کی کارروائی بھی عمل میں لائی جارہی ہے اور غیر قانونی ہاسٹل میں کمروں کی الاٹمنٹ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed تحریک التوائے کار نمبر725/10 کو dispose of کیا جاتا ہے۔
اگلی تحریک التوائے کار نمبر769/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شہر کو آلودہ کرنے والے ٹوسٹروک رکشوں پر پابندی کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے شہروں بالخصوص لاہور میں چنگ چی رکشا جس کو عرف عام میں چاند گاڑی بھی کہا جاتا ہے کی تعداد ناقابل یقین حد تک بڑھ چکی ہے۔ پہلے ہی ٹوسٹروک رکشوں نے شہری زندگی کو جس طرح آلودہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج لاہور pollution کے لحاظ سے دنیا کا polluted ترین شہر کہلاتا ہے۔ ان چنگ چی رکشوں میں بہت بڑی تعداد چوری کی موٹر سائیکلوں کی ہے جن کی برآمدگی خود پنجاب پولیس کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ رکشے کہیں بھی رجسٹرڈ ہیں اور نہ ہی کوئی روٹ ہے۔ دھوئیں اور شور کا ایک طوفان ہے جو لاہور کی سڑکوں پر رواں دواں ہے۔ جس سے انسانی زندگیاں شدید خطرے کا شکار ہیں۔ چنگ چی رکشوں اور ٹوسٹروک رکشوں کی وجہ سے شہری اور بالخصوص بچے سانس، ناک اور گلے کی تکالیف کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں Environment Protection Department نے عوام کی صحت کے مفاد کے خلاف مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسی تمام گاڑیاں اور بالخصوص ٹوسٹروک گاڑیاں، رکشے اور چنگ چی رکشوں پر فوری پابندی لگانا انتہائی ضروری ہے۔ ان رکشوں کی replacement کوئی ناممکن کام نہ ہے۔ اس سلسلہ میں دہلی ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ آف انڈیا کا تاریخی فیصلہ مشعل راہ بن سکتا ہے۔ محرک بھی اس سلسلہ میں خود بھی تجاویز دے سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے آپ کی باتوں کی سمجھ نہیں آرہی ہے۔ ایک طرف تو آپ جتنے بھی کاشتکار ہیں ان کو رگڑا دے رہے ہیں کہ ان کی گندم کی قیمت کو -/725 روپے فی

من ہو جانا چاہئے۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ آپ ملک کی خدمت کرتے ہیں یا ملک کے ساتھ کچھ اور چل رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ میں آپ سے علیحدگی میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: دوسری بات یہ ہے کہ دیکھیں! یہ غریب آدمی جو رکشا چلاتا ہے کدھر جائے گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے views کی قدر کرتا ہوں لیکن بات اگر افراط زر پر ہے تو آج ہی آپ بحث رکھ لیں اور مجھے آپ نے کل پانچ منٹ کا بڑی مشکل سے ٹائم دیا اور میں اس کی background بتانا چاہتا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر یہاں بیٹھے کیوں نہیں اور بھاگ کیوں گئے؟ لوگوں کی باتیں تو پھر سننی تھیں آپ کے جانے کے بعد جو باتیں یہاں پر ہوئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بات کو سمجھ لیجئے۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن اس کا اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لیکن اب میں اس کی بات کر دیتا ہوں کہ آپ نے یہ کہا ہے کہ لوگوں کا روزگار لگا ہوا ہے تو اس کی replacement موجود ہے۔ اگر کروڑوں لوگ بیمار ہو رہے ہیں اور asthma کا شکار ہو رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم گندہ موبل آئل جلانے والے رکشے چلانے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر تو 12 شراب کی دکانیں صرف مال روڈ پر تھیں اور ان کو بھی on کریں، ان سے بھی بہت سارے لوگوں کا روزگار ہوتا تھا، بے شمار لوگ ان شراب کی دکانوں سے روزگار کماتے تھے اور جو باہر ان سے لے کر بیچتے تھے ان کو on کر دیں اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ رکشے تباہی پھیلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ان کا جواب آتا ہے تو میں سنتا ہوں کہ ان کا جواب کیا ہے۔ جی، رانا صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! غریبوں کی سواری سے شراب کا کیا تعلق، اس سے بہت لوگوں کے روزگار کو خطرہ ہے اور اگر غریبوں کو سستی سواری ملتی ہے تو شیخ صاحب کو اس قسم کی تحریک اسمبلی میں نہیں لانی چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں! ان کی تحریک کا جواب آنے دیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب حکومت پہلے ہی ٹو سٹروک موٹر سائیکل رکشا اور ٹو سٹروک موٹر کیپ رکشا پر 2005 سے پابندی عائد کر چکی ہے اور ان کی جگہ CNG fitted فور سٹروک انجن رکشا بھی متعارف کرائے جا چکے ہیں۔ اب تک تقریباً 25ہزار فور سٹروک انجن رکشے سڑکوں پر آ چکے ہیں۔ ضلعی حکومتوں اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت جاری کی جا چکی ہیں کہ تمام ٹو سٹروک انجن موٹر سائیکل و موٹر کیپ رکشوں کو تمام بڑے شہروں سے نکالا جائے اور ان پر مکمل پابندی عائد کر کے ان کی جگہ فور سٹروک انجن CNG fitted رکشے چلائے جائیں۔

جناب سپیکر! یہ معاملہ اب gradually طے ہونا ہے کیونکہ ایک دم اگر سب کو پکڑ کر علیحدہ کر دیا جائے تو اس پر واقعی وہ بات جو ساجدہ میر صاحبہ نے کی ٹھیک ہے تو اس سے لوگوں کے بے روزگار ہونے کا خطرہ ہے اور gradually اگر ٹو سٹروک کو فور سٹروک میں convert کر دیا جائے گا تو اس سے یہ خطرہ بھی نہیں رہے گا اور اس مسئلہ کا حل بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ٹو سٹروک انجن رکشا کی حوصلہ شکنی کے لئے ان کا داخلہ مال روڈ، جیل روڈ اور مین بلیووارڈ روڈ لاہور میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول نے سٹی ٹریفک پولیس کے تعاون سے جنوری 2010 تا اکتوبر 2010 تک لاہور میں دھواں اور شور پیدا کرنے والی 74ہزار 5سو 81 گاڑیاں جن میں اکثریت ٹو سٹروک رکشا شامل ہے کے چالان بھی کئے ہیں تو اس قسم کے جو discouraging measures ہیں وہ بھی لئے جا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! two stroke رکشا علیحدہ چیز ہے اور چنگ چی علیحدہ چیز ہے۔ چنگ چی رکشا موٹر سائیکل پر بنتا ہے۔

جناب سپیکر: Mover اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ رانا صاحب! چنگ چی رکشے کی رپورٹ لیں۔ اس رپورٹ سے وہ مطمئن نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا چنگ چی رکشا two stroke نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! چنگ چی بھی two stroke رکشا ہے لیکن آپ چنگ چی کے حادثات دیکھیں اس میں گندہ موبل آئل پڑتا ہے اسے گیس پر نہیں چلایا جارہا۔ یہ لوگوں کی صحت تباہ کر رہے ہیں اور اس کا substitute موجود ہے۔ میں آپ کو بتادوں کہ اس کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ اگر آپ صبح کے وقت جہاز میں لاہور آئیں یا جائیں تو لاہور نظر نہیں آتا جب تک کہ جہاز land نہ کر جائے۔ ان کے دھویں کی وجہ سے لاہور اب نظر نہیں آتا۔ مصری شاہ میں جو رکشا چل رہا ہے اس کا دھواں کینٹ میں بھی جارہا ہے، ڈیفنس میں بھی جارہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! صبح صبح دُھند بہت ہوتی ہے۔ شیخ صاحب بات کو کسی اور طرف لے جارہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دُھند کا لاء منسٹر صاحب سے شاید زیادہ ہی تعلق ہے۔

جناب سپیکر: آپ چنگ چی رکشا والوں کو ایک ایک ٹیوٹا کار دے دیں وہ بہتر رہے گا۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ یہ ایک serious matter ہے، لوگوں کی صحت کا معاملہ ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جتنے یہ رکشے بڑھتے جائیں گے لاہور اتنا ہی polluted ہوتا جائے گا۔ میرا فرض ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے آپ کی مہربانی سے یہ معاملہ لایا ہوں۔ یہ کوئی چھوٹا معاملہ نہیں ہے۔ آپ اکثر باہر جاتے ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ جب ہم ائیرپورٹ پر اُترتے ہیں تو سب سے پہلے ہم ہلکا ہلکا محسوس کرتے ہیں۔ ان ملکوں میں کیا ہے؟ ٹوکیو میں جب آپ Narita Airport پر اُترتے ہیں تو آپ محسوس کرتے ہیں کہ کیا ہو گیا، میرے lungs بڑے ہو گئے ہیں، مجھے اتنا اچھا سانس کیوں آرہا ہے؟ کروڑوں گاڑیاں ہیں اس کے باوجود، انہوں نے emission کو کنٹرول کیا ہے۔ یہ آنے والی نسلوں کا اور موجودہ نسلوں کا معاملہ ہے، ہر ڈاکٹر کے پاس رات کو مریضوں کی لائن لگی ہوئی ہے۔ میری جو گزارشات ہیں وہ میں نے پیش کر دی ہیں، آگے آپ کا حکم ہے جو آپ چاہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے 74580 گاڑیوں کا چالان کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ سارے steps لئے گئے ہیں لیکن اب شیخ صاحب میرے بھائی ہیں اور ہم جس عمر کو پہنچے ہوئے ہیں تو سانس اب آگے سے آگے مشکل ہی آنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ press نہیں کریں گے، مجھے پتا ہے۔ بس ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کیا، press کرنے سے سانس نہیں آئے گا، یہ لاء منسٹر صاحب کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، بس اب اس کو چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ ٹھیک کوئی نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہیں آشیانہ میں بٹھا دیا ہے اس لئے سانس نہیں آ رہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کچھ لوگوں کو آشیانہ کا مسئلہ درپیش ہے ان کو رکھ لیں۔ ایک معزز ممبر نے کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! ایک اجازت تو دے دیں، میں نے آپ کی بات مان لی۔ کل ایک معزز ممبر نے کہا ہے کہ ہم فارم کا -/900 روپیہ لے رہے ہیں۔ اس معزز ممبر کو اسی اخبار میں گورنمنٹ پختو نخواہ کا یہ add دیکھنا چاہئے تھا کہ وہ ایک فارم کے -/5000 روپے لے رہے ہیں۔ ہم -/8,40,000 میں گھر دے رہے ہیں وہ -/75,00,000 روپے میں فلیٹ دے رہے ہیں۔ چیف منسٹر پنجاب اس میں اس سے بہتر اور کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: بہت اچھے۔ شاباش! جی، next سردار سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 772 ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: ابھی مجھے ایک کام کرنے دیں، یہ نمٹا لینے دیں۔ اس کے بعد میں آپ کی بات سُنوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! ابھی تو مجھے تحریک التوائے کار take up کرنے دیں۔ جی، سردار صاحب!

گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین عظیم آباد، بورے والا کی خستہ حالت، ٹیوب ویل کی خرابی اور سکیورٹی نہ ہونے کی وجہ سے عملہ اور طالبات کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز ووکیشنل انسٹیٹیوٹ عظیم آباد تحصیل بورے والا شدید مسائل سے دوچار ہے۔ گرلز ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کی پرنسپل نے متعدد بار محکمہ تعلیم کو مراسلہ جات بھجوائے لیکن تاحال یہ مسائل جوں کے توں ہیں۔ انسٹیٹیوٹ کی بلڈنگ انتہائی خستہ ہو چکی ہے۔ اُس کی چھتیں جگہ جگہ سے ٹپک رہی ہیں۔ کافی عرصہ سے ٹیوب ویل خراب پڑا ہے جس کے باعث طالبات کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پانی نہ ہونے کے باعث طالبات گھر سے پینے کے پانی کی بوتلیں لانے پر مجبور ہیں اور یہ کہ انسٹیٹیوٹ میں طالبات کی سکیورٹی کے لئے مناسب انتظامات نہ ہیں، انسٹیٹیوٹ کے گیٹ سکیورٹی نہ ہونے کے باعث طالبات غیر محفوظ ہیں۔ انسٹیٹیوٹ کی سکیورٹی کے لئے مقامی انتظامیہ کو بھی اطلاع کی گئی لیکن تاحال کوئی مثبت کارروائی کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی سرکاری سطح پر سکیورٹی تعینات کی گئی ہے۔ انسٹیٹیوٹ کی خستہ حالت، ٹیوب ویل کی خرابی، اساتذہ کی کمی اور سکیورٹی کے مناسب انتظامات نہ ہونے کے باعث طلباء، ان کے والدین اور حلقہ کی عوام بے حد پریشان ہیں اور وہ انتظامیہ کے خلاف سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ اس صورتحال سے عظیم آباد کی عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! یہ 772 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! Adjournment Motion No.772 ہے۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین بورے والا کی عمارت عمدہ حالت میں ہے۔ حال ہی میں اس کی مرمت کا کام ہوا ہے۔ عمارت کی چھتیں بالکل درست حالت میں ہیں۔ پانی کی فراہمی کے لئے اس ادارہ میں چار عدد الیکٹریکل پمپس لگائے گئے ہیں جو کہ ادارہ کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ پینے کے پانی کے لئے دو عدد الیکٹرک واٹر کولر لگائے گئے ہیں جس سے

گرمیوں میں پینے کا ٹھنڈا پانی بھی میسر ہوتا ہے۔ چوکیدار کا تبادلہ سی ایم آئی، میاں چنوں ہو گیا تھا۔ ادارہ کے لئے نئے چوکیدار کی تعیناتی ہو چکی ہے اور اوباش ادارہ کے باہر بالکل موجود ہوتے ہیں اور نہ ہی ادارہ کو سکیورٹی کا کوئی مسئلہ ہے۔ نصاب کے مطابق اساتذہ کی کمی کو پورا کر دیا گیا ہے۔ ادارہ میں اساتذہ کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

جناب سپیکر: سکیورٹی کی کیا بات کر دی؟ وہ مجھے بھی سمجھ میں نہیں آئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غالباً اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہر وقت انسٹیٹیوٹ کے گیٹ کے باہر اوباش دندناتے پھرتے ہیں تو اس کو انہوں نے deny کیا ہے اس کو مزید check کروا لیتے ہیں اور جو متعلقہ تھانہ ہے ان سے کہتے ہیں کہ اگر وہاں پر اس قسم کی کوئی intervention ہو رہی ہے تو اس کو check کر کے ایسے لوگوں کو وہاں سے ہٹایا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم پر ڈیوٹی لگوائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ایک سیکنڈ دے دیں۔

جناب سپیکر: بس۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ صحیح حالت میں ہیں۔ میں عرض کر دوں کہ اگر یہاں سے کوئی ٹیم جائے تو مجھے ساتھ لے کر ذرا وہ check کروا لیں۔ میں ان کو check کروا دوں گا، ساری بات clear ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں جی، clear کروا دیں۔ Not pressed, disposed of.

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم! ابھی آپ مجھے تھوڑا کام کرنے دیں گے؟ آپ کی مہربانی ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش سُن لیں۔ یہ ایک تحریک التوائے کار ہے اسے آپ out of turn take up کر لیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار؟ دیکھیں شاہ صاحب! بات یہ ہے کہ ہمارے جو پارلیمانی لیڈر صاحبان ہیں وہ اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ ان کی باقاعدہ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے اور اس میں یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ کوئی تحریک التوائے کار out of turn نہیں لی جائے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ چند ایک جو پارلیمانی لیڈر بنائے ہوئے ہیں وہ نہ تو ہم سے پوچھ کر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسی بات نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش سُن لیں۔ہم سارے ممبرز ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی، نہیں۔مجھے ابھی یہ کام تو کرنے دیں پھر اس کے بعد آپ اپنی باری لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دے رہا۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر !آپ مجھے پڑھنے کی اجازت نہ دیں مجھے بات کرنے کی تو اجازت دے دیں ناں۔

جناب سپیکر: مجھے اپنا کام کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کل خود سوزی کرنی ہے۔ان ساروں نے اِدھر ہی رہنا ہے۔

جناب سپیکر: خُدا کے لئے آپ ایسا نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا اہم issue ہے۔آپ مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، دیکھیں! میں آپ کی یہ بات نہیں مانوں گا۔ میں نے out of turn نہیں لینی۔ مجھے اپنا کام کرنے دیں پلیز!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تحریک نہیں پڑھتا میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا issue انتہائی اہم ہے اور پہلے بھی اسی طرح ہوا ہے کہ بھرتی ہو رہی تھی میں نے یہ issue raise کیا تو اجلاس ختم ہو گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میں یہ بات نہیں سنوں گا۔ میں جب آپ کو کہہ رہا ہوں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پلیز! شاہ صاحب میں کہہ رہا ہوں کہ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ نامناسب بات ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر مجھے بات نہیں کرنے دینی تو میں کورم point out کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ شاہ صاحب! آپ گورنمنٹ ہیں کچھ سوچیں، آپ کیسی بات کرتے ہیں؟

کورم کی نشاندہی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں کورم point out کر رہا ہوں۔ میرا right ہے۔ آپ گنتی کروائیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کورم point out ہو چکا ہے۔ اب آپ گنتی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، کورم Point out کیا گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے شاہ صاحب!

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 8۔دسمبر صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

318

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،8۔دسمبر 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ کھیل)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مریدکے 2010 (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مریدکے 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ مسودہ قانون صنعتی تعلقات پنجاب 2010 (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون صنعتی تعلقات پنجاب 2010، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت و انسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون صنعتی تعلقات پنجاب 2010 منظور کیا جائے۔

320

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

بدھ، 8-دسمبر 2010

(یوم الاربعاء، یکم محرم الحرام 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 55 منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَ
سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ
لِيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿٤٣﴾
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤٤﴾
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَ
دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ
بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿٤٧﴾

سُوْرَةُ الأحزَاب آیات 41 تا 47

اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو (41) اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو (42) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اُس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے (43) جس روز وہ اُس سے ملیں گے اُن کا تحفہ (اللہ کی طرف

سے) سلام ہوگا اور اُس نے اُن کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے(44)اے پیغمبر ﷺ ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے(45)اور اللہ کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن(46)اور مومنوں کو خوشخبری سنادو کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے(47)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یا نبی ﷺ سب کرم ہے تمھارا یہ
جو وارے نیارے ہوئے ہیں
اب کمی کا تصور بھی کیسا
جب سے منگتے تمھارے ہوئے ہیں
دور ہونے کو ہے اب یہ دُوری
اُن کی چوکھٹ پر ہو گی حضوری
خواب میں مجھ کو آقا ﷺ کے در سے
حاضری کے اشارے ہوئے ہیں
اُن کے دربار سے جب بھی میں نے
پنجتن کے وسیلے سے مانگا
مجھ کو خیرات فوراً ملی ہے
خُوب میرے گزارے ہوئے ہیں
چاہتا ہے اگر نیک نامی
آل اطہار کی کر غلامی
اُن کے صدقے سے زاہد نیازی
پُرسکوں غم کے مارے ہوئے ہیں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے دو منٹ کے لئے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر
گورنر پنجاب کی ملک میں عدم موجودگی کے بارے میں نشر خبر کی تصدیق کا مطالبہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! بہت سے T.V Channels کی خبروں کے مطابق اور بہت سے print Media میں بھی ہم نے یہ بات پڑھی ہے کہ گورنر پنجاب اس وقت ملک میں موجود نہیں ہیں اور وہ خفیہ طریقے سے، کسی خفیہ دورے پر بیرون ملک گئے ہوئے ہیں۔ اٹھارھویں ترمیم کے مطابق جس وقت گورنر ملک میں موجود نہ ہو تو سپیکر قائم مقام گورنر ہوتا ہے۔ بغیر کوئی اطلاع دیئے، بغیر کوئی چھٹی لئے گورنر پنجاب اس وقت ملک میں موجود نہیں ہیں۔ گورنر صاحب کو باہر جانے کے لئے ex-Pakistan leave پر جانا پڑتا ہے جو کہ انہوں نے نہیں لی ہوئی تو اٹھارھویں ترمیم کے مطابق آپ اس وقت اس House کو Chair نہیں کر سکتے۔ اٹھارھویں ترمیم کے مطابق آپ اس وقت قائم مقام گورنر ہیں۔ اگر آپ اس وقت House کو Chair کریں گے تو یہ آئین کی خلاف ورزی ہوگی۔ [******************]*

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس وقت House کو Chair نہ کریں کیونکہ یہ آئین کی خلاف ورزی ہوگی۔ آپ اس وقت قائم مقام گورنر ہیں اس لئے آپ اس وقت اس House کو Chair نہیں کر سکتے۔ اس وقت ڈپٹی سپیکر رانا مشہود صاحب قائم مقام سپیکر ہیں اور ان کا حق بنتا ہے کہ وہ آکر House میں صدارت کریں۔ آپ اس وقت قائم مقام گورنر ہیں اس لئے آپ اس وقت House کو Chair نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ مہربانی کر کے سب تشریف رکھیں۔ میری بات سنیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 328 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!نیازی صاحب گورنر صاحب کی توہین کر رہے ہیں۔یہ بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے اور ہم اس طرح کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!ایوان یہ بھی جاننا چاہتا ہے کہ ایک شخص اس طرح کھلم کھلا آئین کی خلاف ورزی کر رہا ہے،وہ اس وقت ملک سے باہر جا چکا ہے۔[*********]میں اس پر سراپا احتجاج ہوں۔ایسے شخص کو گورنر پنجاب رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔آپ مہربانی کریں،آپ اس وقت House کو Chair نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر:نیازی صاحب!آپ الفاظ تو مناسب استعمال کریں۔اس طرح کے الفاظ استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔

وزیر ثقافت، کھیل و امور نوجوانان (جناب تنویر الاسلام):جناب سپیکر!ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے۔یہ گورنر صاحب کی توہین کر رہے ہیں۔ہم اس کو قطعاً برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر:دیکھیں!میری بات سنیں۔ہندلی صاحب،تنویر الاسلام صاحب!آپ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!میں اس وقت حکومت سے جواب چاہتا ہوں،ہمیں بتایا جائے کہ اس وقت یہ آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کیوں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر:نیازی صاحب!تشریف رکھیں،میری بات سنیں،ایک منٹ،میری بات سنیں۔دیکھیں!علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی طرف سے یہ اعتراض آیا ہے لیکن سر دست میرے نوٹس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی:جناب سپیکر!میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز،مجھے بات کرنے دیں،please مجھے بات کرنے دیں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے،ان کا check up کروایا جائے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 328 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔دیکھیں!رانا ثناء اللہ صاحب!نیازی صاحب نے جو بات کی ہے ابھی تک میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں آئی۔اس بات کو confirm کرنے کے لئے مجھے time دیں۔میں اپنے طور پر اس بات کو confirm کرتا ہوں۔میں کوئی غیر آئینی کام نہیں کروں گا۔میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں کوئی غیر آئینی کام نہیں کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ خبر تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کے قریب "سماء" نیوز چینل نے بریک کی ہے اور اس کے بعد سے اس بات کی confirmation کے لئے میں نے کئی اطراف میں رابطہ کیا ہے لیکن کسی جگہ سے بھی کوئی authentic بات سامنے نہیں آ سکی۔ گورنر ہاؤس کے ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ گورنر صاحب پچھلے دو دن سے حیدر آباد میں ہیں۔ یہ بات تو confirm ہو گئی ہے کہ وہ ادھر لاہور میں نہیں ہیں یا پنجاب میں نہیں ہیں پھر میں نے ڈی سی او حیدر آباد جناب آفتاب کھتری سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ گورنر صاحب یہاں آئے ہیں اور نہ ہی ان کی یہاں آنے کی مجھے اطلاع ہے۔

جناب سپیکر: میں اپنے طور پر confirm کروں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کیونکہ اٹھارھویں ترمیم کی رُو سے اگر گورنر صاحب موجود نہیں ہیں یا وہ اپنے فرائض کو انجام دینے سے قاصر ہیں تو پھر آپ کے پاس automatically قائم مقام گورنر کا charge ہے۔ اس میں اٹھارھویں ترمیم کے بعد کوئی حلف involve نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس بات کو confirm کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: میں confirm کروں گا۔ ایسی بات تو نہیں کہ میں confirm نہ کروں۔ میں خود confirm کرنا چاہتا ہوں اس لئے میں پندرہ منٹ کے لئے ہاؤس کو adjourn کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر 15 منٹ کے وقفہ کے بعد 12 بج کر 25 منٹ پر
جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! علی نور نیازی صاحب نے کچھ دیر پہلے ایک point raise کیا تھا اُس کی وضاحت کی جائے۔ اُس وقت سپیکر صاحب Chair کر رہے تھے، براہ مہربانی آپ اس بات سے ہاؤس کو آگاہ کیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ ان کو جواب دے لیں پھر میں کچھ کہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب ابھی آ گئے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! حکومت نے جو confirm کیا ہے آپ اُس کے بارے میں ذرا ہاؤس کو apprise کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہم نے ساری reports لی ہیں۔ یہ خبر تقریباً صبح ساڑھے آٹھ یا پونے نو بجے کے قریب "نیوز چینل سماء" پر break ہوئی ہے اُس کے بعد ہم نے بھی رابطے کرنے شروع کئے ہیں لیکن سیکرٹری برائے گورنر سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ اُس کے بعد گورنر ہاؤس کے سٹاف سے پتا چلا کہ وہ کراچی میں ہیں۔ کراچی سے معلوم کیا تو پتا چلا کہ وہ یہاں پر نہیں آئے۔ اُس کے بعد کہا گیا کہ وہ حیدرآباد ہیں تو حیدرآباد کے ڈی سی او سے خود میری اپنی بات ہوئی ہے لیکن اُس نے کہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اگر وہ یہاں پر آئیں تو ہمیں اطلاع نہ ہو کیونکہ ہمیں اطلاع ہونا ضروری ہے اور گورنر صاحب ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ اُس کے بعد کہا جا رہا ہے کہ وہ سکھر میں ہیں جب سکھر سے پتا کروایا تو وہاں سے بھی confirmation نہیں ہو رہی اس لئے دوسری صورت میں سپیکر صاحب قائم مقام گورنر ہیں تو اب وہ اس حوالے سے confirmation کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کی کارروائی آپ کی Chair میں جاری رہنی چاہئے جب تک کہ یہ بات either way confirm نہیں ہو جاتی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گورنر صاحب ہمارے صوبے کے آئینی سربراہ ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہمیں تمام کارروائی pending کر کے اس چیز پر غور کرنا چاہئے کیونکہ رابطہ کرنے کے باوجود وہ کسی طرف سے بھی نہیں مل رہے یا تو اُن کو missing person کی لسٹ میں include کر دیا جائے یا تلاش گمشدہ کا اشتہار دے دیا جائے۔ یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے کیونکہ اگر ایک صوبے کا آئینی سربراہ جس کو

تلاش کرنے کے باوجود بھی لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ نہیں مل رہا تو اس سے بڑی اور کیا چیز ہوگی کہ ایک آئینی سربراہ کو ابھی تک ہم ڈھونڈ نہیں پا رہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ابھی ہم confirm کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لہذا ہمیں وقت دیا جائے۔ ابھی سے اگر آپ اُن کو missing person declare کرتے ہیں تو پھر فوری طور پر مقدمہ درج ہوگا اور اگر مقدمہ درج ہوا تو سب سے پہلے شامل تفتیش مجھے ہونا پڑے گا اس لئے مہربانی کر کے فی الحال ابھی کوئی فیصلہ نہ دیں اور مزید ہمیں ٹائم دیں۔ مثال کے طور پر وہ ملک سے باہر بھی گئے ہیں تو جس شک کا اظہار کیا جا رہا ہے تو یہاں سے کوئی تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمت کریں اور تھوڑے عرصے میں وہ یہاں پہنچ جائیں اس لئے میرا خیال ہے کہ آپ کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کریں اس کے بعد پھر آپ declare کریں کہ وہ missing person ہیں یا اغواء ہو گئے ہیں۔

وزیر ثقافت، کھیل و امور نوجوانان (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے منسٹر صاحب بات کر لیں پھر آپ کر لیجئے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔

وزیر ثقافت، کھیل و امور نوجوانان (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ابھی حکومت پنجاب کے پاس confirmed report نہیں ہے کہ گورنر صاحب صوبے میں ہیں یا دوسرے صوبے میں چلے گئے ہیں لیکن یہاں پر ایک فاضل ممبر نے جو نازیبا الفاظ کہے کہ "وہ بھاگ گئے ہیں، وہ نازیبا حرکتیں کرتے ہیں" میں ان الفاظ کی سخت مذمت کرتا ہوں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم بطور ممبر صوبائی اسمبلی قوم کو کیا message دے رہے ہیں؟ وہ اس صوبے کے آئینی سربراہ ہیں اور وہ بتائے بغیر نہیں جا سکتے۔ ابھی حکومت کو بھی confirm نہیں ہوا تو جو نازیبا الفاظ فاضل ممبر نے استعمال کئے ہیں وہ استعمال نہیں ہونے چاہئیں اور میں ان الفاظ کی سختی سے مذمت کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنے گریبان میں جھانکیں کہ وہ کہاں پر stand کرتے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ تصدیق کروانا چاہتی ہوں کہ ان کی اور گورنر صاحب کی اکثر "ان بن" چلتی ہے تو کہیں یہ وجہ تو نہیں ہے کہ رانا صاحب نے انہیں اغواء کروا دیا ہو تو کیا وجہ ہے کہ اتنا بڑا آئینی سربراہ کدھر غائب ہو گیا ہے، کون سے کمرے میں گھس گیا ہے، کون سے باتھ روم میں ڈر کر بیٹھا ہوا ہے تو رانا صاحب کھڑے ہو کر اس کی تصدیق کریں اور بتائیں کہ کہیں انہوں نے تو نہیں کوئی ایسا کام کروایا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ House کی proceedings کو جاری رکھیں۔ ایک گھنٹے تک ان کے بارے میں confirmed خبر سامنے آ جائے گی۔

(اس مرحلہ پر پیپلز پارٹی کے متعدد ممبران اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے
ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پکارنے لگے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تحمل کا مظاہرہ کریں اور یہاں پر حکومت پنجاب جب تک اس کی پوری تحقیق کر کے ایوان کے اندر رپورٹ نہیں دیتی تو ہمیں مفروضوں پر بات نہیں کرنی چاہئے۔ let the government find out کہ گورنر صاحب کہاں پر ہیں اور اس کے بعد جب رپورٹ ایوان میں آ جائے تو پھر ہم اس پر بات کریں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وقفہ سوالات کا پہلے ہی اعلان کر چکا ہوں تو اب سوالات لیتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان میں نیازی صاحب نے گورنر پنجاب اور وفاق کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں میں ان کی شدید مذمت کرتا ہوں اور نیازی صاحب کے استعمال کئے گئے الفاظ کی مجھے قطعاً ان سے امید نہیں تھی کہ وہ اس طرح سے نازیبا الفاظ، گورنر جو صوبے کا آئینی سربراہ ہے اور وفاق کے بارے میں اس طرح کے الفاظ استعمال کریں

گے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ انہیں ہدایت دیں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور اگر یہ واپس نہیں لیں گے تو پھر ہم اس پر اپنا احتجاج کریں گے اور یہ ایوان اس وقت تک نہیں چلے گا جب تک یہ وفاق کے بارے میں کہے گئے الفاظ واپس نہیں لیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ الفاظ کیا ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ ان الفاظ کو حذف کریں یا نیازی صاحب واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کون سے الفاظ ہیں چونکہ جس وقت یہ سب کچھ ہوا میں Chair پر موجود نہیں تھا لیکن اس House کا decorum ہے اور یہاں پر کسی بھی شخصیت کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہئیں اور اگر کوئی ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں تو سیکرٹری اسمبلی اُنہیں سے دیکھیں اور ان الفاظ کو فوری طور پر ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اٹھارھویں ترمیم کے بعد گورنر صاحب کی عدم موجودگی میں سپیکر اسمبلی قائم مقام گورنر ہوتے ہیں اور اس کے لئے کسی نوٹیفکیشن کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں اور اس بارے میں حکومت ایک گھنٹے تک رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی, This is no way ہاؤس کے decorum کا خیال رکھیں کیونکہ حکومت پنجاب نے یہ بات کہی ہے کہ ایک گھنٹے تک وہ بتائے گی کہ گورنر صاحب کہاں ہیں۔

سوالات

(محکمہ کھیل)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے تو یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر غزالہ رضا رانا صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 2349 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کھرڑیانوالہ فیصل آباد، مجوزہ سٹیڈیم میں سہولیات کی فراہمی

*2349: ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ (فیصل آباد) میں بچوں کے کھیلنے کے لئے کوئی گراؤنڈ نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں مجوزہ ایک سٹیڈیم کی صرف چار دیواری اور اس کا گیٹ لگایا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مجوزہ سٹیڈیم میں کوئی سہولت نہیں ہے؟

(د) اگر درج بالا سوالات درست ہیں تو کیا حکومت مجوزہ سٹیڈیم میں تمام تر سہولیات فراہم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالا میں بچوں کے کھیلنے کے لئے کوئی باقاعدہ گراؤنڈ نہ ہے تاہم گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول کی گراؤنڈ میں بچے کھیلتے ہیں۔

(ب) درست ہے کہ کھرڑیانوالا میں چک نمبر 194 ب میں تقریباً 2 ایکڑ رقبے پر سٹیڈیم کی چار دیواری اور گیٹ لگا ہوا ہے۔

(ج) درست ہے کہ بچوں کے کھیلنے کے لئے کوئی سہولت نہ ہے صرف چار دیواری اور گیٹ لگا ہوا ہے اور یہ TMA جڑانوالہ نے تعمیر کیا ہے۔

(د) چونکہ حکومت پنجاب کی پالیسی گراس روٹ لیول پر کھیلوں کے فروغ کے لئے ہے تاکہ گراس روٹ لیول پر دیہی علاقہ میں بھی بچوں کو کھیلوں کی سہولتیں فراہم کی جائیں اس سٹیڈیم میں سہولت میسر کرنے کے لئے فزیبلٹی تیار کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ Feasibility Report تیار کی جا رہی ہے۔ یہ سوال دسمبر 2008 کا ہے اب دسمبر 2010 ہے تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا

چاہتی ہوں کہ Feasibility Report کتنے دنوں میں تیار کر لی جاتی ہے، کتنا وقت لگتا ہے اور اگر وقت زیادہ لگتا ہے تو کتنے سال لگ جاتے ہیں اور اگر چند ہفتے لگتے ہیں تو اب تک Feasibility Report تیار کر لی ہو گی تو کھرڑیانوالہ میں سٹیڈیم کی تعمیر کے حوالے سے کیا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کھرڑیانوالہ میں 80 گاؤں اس کے ساتھ attached ہیں اور یونین کونسلیں بھی اتنی زیادہ ہیں کہ ہم اسے تحصیل کا درجہ بھی دے سکتے ہیں اور ہم اس کے لئے کام بھی کر رہے ہیں۔ اتنی زیادہ یونین کونسلوں کا علاقہ، 80 گاؤں اور فیصل آباد کا یہ سب سے بڑا انڈسٹریل ایریا ہے لیکن یہاں پر سٹیڈیم موجود نہیں ہے اگر Feasibility Report تیار ہے تو اس بارے میں بتایا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وسیم قادر صاحب کے ہاکی سے متعلق سوال کو جس کو آپ نے dispose of کر دیا ہے تو آپ کی اجازت سے on the floor of the House being Minister Sports پنجاب اسمبلی کی طرف سے 20 سال بعد پاکستانی ہاکی ٹیم کے ایشیئن چیمپئنز بننے پر ہاکی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ خوشیاں ہمیشہ اس طرح رہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک فاضل ممبر نے ضمنی سوال کیا ہے تو حکومت پنجاب کی پالیسی ہے کہ grass root level پر جا کر گراؤنڈز provide کر رہے ہیں اور Feasibility کی بات ہے تو یہ T.M.A کے پاس تھا تو as soon as T.M.A ہمارے handover کرے گی تو ہم اس کی Feasibility Report بنا کر اس کے لئے فنڈز مختص کریں گے لیکن ابھی تک T.M.A نے ہمیں handover نہیں کیا۔ جب ہمیں handover ہو جائے گا تو پھر ہم اس پر کام شروع کر دیں گے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! میں آج صبح ہی جڑانوالا کے T.M.A سے معلوم کر کے آئی ہوں تو انہوں نے 2008 میں اس کی Feasibility Report بنا کر وہاں سے بھیج دی تھی جو کہ میرے ہاتھوں سے گئی ہے اور میں نے خود بھجوائی تھی تو یہ ممکن نہیں ہے کہ ان کے پاس Feasibility Report نہ پہنچی ہو اور میں آج بھی ان سے confirm کر کے آئی ہوں تو انہوں نے بتایا ہے کہ ہم نے یہ رپورٹ بھجوا دی ہے لیکن تاحال اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! On the floor of the House معزز ممبر کہہ رہی ہیں کہ انہوں نے خود بنوا کر بھجوائی ہے تو آپ اسے دیکھ لیں۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں اسے دیکھ لیتا ہوں اور اسے trace کروالیتا ہوں کہ کہاں پر ہے۔ دوسرا معاملہ یہ تھا کہ چونکہ انہوں نے چار دیواری بنا کر باہر گیٹ لگایا ہوا تھا اور وہ اسے اپنی پراپرٹی show کرتے تھے۔ بہت ساری سکیمیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے level پر ہوتی ہیں اور بہت ساری T.M.A کے level پر ہوتی ہیں تو یہ ویسی ہی ایک سکیم ہے لیکن میں پھر بھی probe کر لیتا ہوں کہ کہاں تک معاملہ ہے اور فاضل ممبر کو میں satisfy کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! probe کر کے اس ایوان میں بھی بتائیں گے کیونکہ یہ بات اسمبلی کی امانت ہے اور اگر اس حوالے سے کوئی غلط بیانی ہے تو آپ کل ایوان میں بتائیں گے۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جی، بالکل میں اس ایوان میں بتاؤں گا۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتائیں گے کہ سوال کھرڑیانوالہ سے متعلق پوچھا گیا ہے اور جواب میں چک 194 ر۔ب ہے تو کھرڑیانوالہ اور چک نمبر 194 ر۔ب کا کتنا فاصلہ ہے؟ دوسرے نمبر پر کہا گیا ہے کہ دو ایکڑ رقبہ تو میں مذکورہ چک کا رہائشی ہوں تو وہاں پر کوئی دو ایکڑ رقبہ سٹیڈیم میں نہیں ہے، یہ جواب سراسر غلط ہے لہذا اس کی بھی تصدیق کل کی جائے کہ جواب کس حد صحیح ہے یا نہیں، یہ بتادیں کہ دونوں گاؤں کا کتنا فاصلہ ہے جس کا حوالہ دیا جارہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا کہنا ہے کہ جس گاؤں کی بات ہو رہی ہے وہ ادھر fall ہی نہیں کرتا۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال کھرڑیانوالہ کا پوچھا گیا ہے جو 266 ر۔ب ہے، جواب میں 194 ر۔ب دیا جارہا ہے کہ یہاں پر سٹیڈیم موجود ہے جو کہ وہاں پر بھی موجود نہیں ہے تو ان دونوں چکوک کا آپس میں کیا تعلق ہے اور انہیں یہ ہی نہیں پتا کہ ان کا درمیانی فاصلہ کتنا ہے اور یہ سہولت وہاں پر موجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جواب یہ ملا ہے کہ 194 ر۔ب میں دو ایکڑ رقبے پر سٹیڈیم کی چار دیواری بنی ہے اور گیٹ لگا ہوا ہے لیکن اگر فاضل ممبر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر

چار دیواری بھی نہیں اور گیٹ بھی نہیں لگا ہوا تو میں کل on the floor of the House انہیں یہ بات بھی confirm کر دوں گا کہ گیٹ وہاں پر لگا ہوا ہے اور کیا وہاں پر چار دیواری ہے یا نہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ وہاں پر چار دیواری اور گیٹ نہیں ہے بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر کوئی دو ایکڑ رقبہ نہیں ہے۔ ایک چار دیواری تھوڑے سے رقبے پر ہوئی ہے جسے دو ایکڑ رقبہ ظاہر کر کے یہ سٹیڈیم بتا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ جواب کل غلط ہوا تو میری استدعا ہوگی کہ میری تحریک استحقاق محکمہ کے خلاف بنتی ہے اور اس کی اجازت دی جائے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب! پہلے آپ بات کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ منسٹر موصوف کے بارے میں مجھے ایسا لگتا ہے کہ باہر سے کوئی بندہ جواب دے رہا ہے جب متعلقہ منسٹر جن کے پاس اس منسٹری کا charge ہے جب وہ ہاؤس میں جواب دیتا ہے تو اس منسٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ جواب ہاؤس میں confirm کر کے دے اور یہ نہ کہے کہ میں کل بتاؤں گا، ہم question اس لئے دیتے ہیں کہ اسی دن وہ ذمہ داری سے جواب دے اور اگر آج کوئی منسٹر یہ کہتا ہے کہ میں اس کو کل confirm کروں گا تو ہم کس کے پاس جائیں گے اور کیا آپ روزانہ اسی میں ٹائم ضائع کریں گے کہ کل اس کا جواب دیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ضمنی سوال اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اس کے جواب کا thrash out کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب! یہاں پر سپورٹس کے متعلقہ آفیشل کون بیٹھا ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہاں پر میرے سیکرٹری اور ڈی جی بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غزالہ رانا صاحبہ! آپ اور میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب اس سوال کو لے کر ابھی باہر چلے جائیں، اس کا جواب لے کر آئیں اور اگر یہ غلط ہوا تو ہم ابھی اس کے خلاف ایکشن لیں گے اور یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ہاؤس کو غلط جواب بتائے جائیں۔ آپ دونوں ابھی باہر جائیں اور جو متعلقہ آفیشل بیٹھا ہے اس کے ساتھ اس جواب کو دیکھیں۔ اگر اس پر غلط بیانی کی گئی ہے تو اس پر لاء منسٹر صاحب سے بات کر کے ابھی ہاؤس فیصلہ کرے گا۔ اتنی دیر ہم اگلا سوال نمبر 2712 جناب شفیق احمد گجر صاحب کا لیتے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا اسی سے related question ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو یہ نئی سکیمیں دی ہیں اور ابھی جو پرانی سکیمیں ہیں مثلاً بہاولپور میں Asia کا سب سے بڑا سٹیڈیم ہے وہاں پر جو پرانی سکیمیں چل رہی ہیں وہ بند پڑی ہیں، ابھی تک یہ ان کو شروع نہیں کر رہے اور لاکھوں، کروڑوں روپے وہاں پر خرچ ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں پر اتنا بڑا سٹیڈیم ہے اور درجہ چہارم کے وہاں پر ملازم نہیں ہیں تو اس بارے میں یہ کیا اقدامات کرنا چاہتے ہیں کہ اتنے بڑے سٹیڈیم میں درجہ چہارم کا کوئی بندہ اسے سنبھالنے والا نہیں ہے۔ سکیم بنتی ہے، اس کا خیال نہیں رکھا جاتا کیونکہ اس کے نگران ہوتے نہیں ہیں اور سکیم ضائع ہو جاتی ہے اس سلسلے میں مہربانی کر کے ذرا بتائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میرے خیال میں یہ ضمنی سوال بنتا ہے اور اس کا ان کے پاس جواب بھی نہیں ہوگا۔ فی الحال آپ ذرا اپنے متعلقہ محکمہ کو کہیں کہ جن صاحبان کو ہم نے باہر بھیجا ہے ان کو جواب دے کر فوری طور پر اندر بھجوائیں۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ان کو بھجوا دیا ہے اور وہ باہر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب شفیق احمد گجر صاحب!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز خاتون ممبر نے جناب شفیق احمد گجر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2712 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد گراؤنڈز / سٹیڈیم کی تفصیلات

*2712: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ نے کھیلوں کے فروغ کے لئے 2003 تا 2007 کہاں کہاں گراؤنڈز / سٹیڈیم تعمیر کروائے؟

(ب) گراؤنڈ/سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے مذکورہ بالا عرصہ میں کتنا فنڈ فراہم کیا گیا اور وہ کس کس مد میں خرچ ہوا؟

(ج) ڈسٹرکٹ آفیسر سپورٹس نے مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنے کھلاڑیوں کو تربیت دی اور کس کس کھیل میں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع فیصل آباد میں مندرجہ ذیل جگہوں پر گراونڈ/سٹیڈیم تعمیر کروائے گئے۔

1۔ سپورٹس کمپلیکس، چک نمبر 189ر ب، چک جھمرہ۔
2۔ گراونڈ چک نمبر 642ج ب، جڑانوالہ
3۔ گراونڈ چک نمبر 172گ ب، سمندری
4۔ گراونڈ چک نمبر 221گ ب، سمندری
5۔ گراونڈ چک نمبر 225گ ب، سمندری
6۔ گراونڈ چک نمبر 214گ ب، سمندری
7۔ گراونڈ چک نمبر 474گ ب، سمندری
8۔ گراونڈ چک نمبر 60ج ب، فیصل آباد
9۔ ملٹی پرپز جیمنیزیم سمن آباد، فیصل آباد

ضلع فیصل آباد کے لئے 2006 کے دوران ایک multipurpose Gymnasium دیگر ADP میں شامل کیا گیا جس کے فنڈز/ایڈمنسٹریٹو منظوری گورنمنٹ آف دی پنجاب سپورٹس ڈیپارٹمنٹ لاہور کے ذریعے ہوئی اس پراجیکٹ پر کام شروع کروادیا گیا۔ دسمبر 2008 میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے فیصل آباد دورے کے دوران اہل علاقہ کی سفارش پر اس جیمنیزیم کے منصوبے کو ڈگری کالج بنانے کی ہدایات جاری کیں جس بنیاد پر اس جیمنیزیم کو ڈگری کالج میں تبدیل کر دیا گیا۔

(ب) گراونڈ تعمیر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شرح سے فنڈ مہیا کیا گیا جو کہ تقریباً پورا تعمیر ہو چکا ہے۔

1۔ سپورٹس کمپلیکس، چک نمبر 189ر ب، چک جھمرہ	2856 ملین روپے
2۔ گراونڈ چک نمبر 642ج ب، جڑانوالہ	2624 ملین روپے
3۔ گراونڈ چک نمبر 172گ ب، سمندری	2624 ملین روپے
4۔ گراونڈ چک نمبر 221گ ب، سمندری	2624 ملین روپے
5۔ گراونڈ چک نمبر 225گ ب، سمندری	2.624 ملین روپے

6۔ گراؤنڈ چک نمبر 214گ ب، سمندری 2.624ملین روپے

7۔ گراؤنڈ چک نمبر 474گ ب، سمندری 3.711ملین روپے

8۔ گراؤنڈ چک نمبر 60ج ب، فیصل آباد 2.729ملین روپے

9۔ ملٹی پرپز جمنیزیم کے لئے ابتدائی طور پر 52.654ملین روپے مختص کئے گئے تھے جس میں سے 21.178ملین روپے خرچ ہوئے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر اس جمنیزیم کی جگہ پر ڈگری کالج میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(ج)

2003

نام کھیل	تعداد کھلاڑی	نام کھیل	تعداد کھلاڑی
باکٹ بال	16	ہاکی	30
والی بال	16	اتھلیٹکس	25
بیڈمنٹن	08	ٹیبل ٹینس	10
فٹبال	18	ہینڈ بال	20
کراٹے	10	جوڈو	10
تیکوانڈو	10	ووشو	

2004

نام کھیل	تعداد کھلاڑی	نام کھیل	تعداد کھلاڑی
باسکٹ بال	16	ہاکی	30
والی بال	16	اتھلیٹکس	25
بیڈمنٹن	08	ٹیبل ٹینس	10
فٹبال	18	ہینڈ بال	20
کراٹے	10	جوڈو	10
تیکوانڈو	10	ووشو	

2005

نام کھیل	تعداد کھلاڑی	نام کھیل	تعداد کھلاڑی
باسکٹ بال	26	ہاکی	36
والی بال	18	اتھلیٹکس	30
بیڈمنٹن	10	ٹیبل ٹینس	8
فٹبال	28	ہینڈ بال	24
کراٹے	15	جوڈو	12
تیکوانڈو	13	ووشو	12

2006

نام کھیل	تعداد کھلاڑی	نام کھیل	تعداد کھلاڑی
باسکٹ بال	26	ہاکی	36
والی بال	18	اتھلیٹکس	30
بیڈمنٹن	10	ٹیبل ٹینس	8
فٹبال	28	ہینڈ بال	24
کراٹے	15	جوڈو	12

2007

نام کھیل	تعداد کھلاڑی	نام کھیل	تعداد کھلاڑی
باسکٹ بال	26	ہاکی	36
والی بال	18	اتھلیٹکس	30
بیڈمنٹن	10	ٹیبل ٹینس	8
فٹبال	28	ہینڈ بال	24
کراٹے	16	جوڈو	13

ان تربیت یافتہ کھلاڑیوں نے سپورٹس بورڈ پنجاب اور ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے شیڈول کے مطابق ہونے والے مختلف کھیلوں میں شرکت کی جبکہ مزید ڈسٹرکٹ کوچز مختلف سکولز، کالجز، یونیورسٹی، اور ایسوسی ایشنز کی ٹیموں کو تربیت دیتے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کے جز (ج) میں ایک ٹیبل دیا گیا ہے جس میں کھلاڑیوں کو تربیت دینے کے متعلق معلومات دی گئی ہیں۔ اس سوال کے آخری نمبر کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ اس میں تقریباً209 کھلاڑی بنتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا آپ ایک چیز ذہن میں رکھیں کہ اگر آپ on his behalf آرہی ہیں تو آپ کے جو اپنے دو سوال ہیں وہ آپ کو drop کرنے پڑیں گے کیونکہ اس میں ایک rule ہے جس میں ایک ممبر کے دو سے زیادہ سوال نہیں آ سکتے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں ایک سوال کر لیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! 2007 کے ٹیبل میں 209 کھلاڑی بنتے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان کی تربیت پر کتنا بجٹ رکھا گیا تھا اور اس پر کتنا خرچ ہوا اور ساتھ ہی اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ کھلاڑی

جنہوں نے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے شیڈول کے مطابق ٹورنامنٹ میں شرکت کی تو کیا ان کھلاڑیوں میں سے کوئی کھلاڑی صوبائی level یا نیشنل level تک جا کر کھیلا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کھیل!

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جس طرح کہا ہے کہ ان پر جو ہماری پنجاب حکومت کے expenditures ہوئے ہیں اور میں انہیں بتاتا ہوں کہ اس وقت بھی ہماری قومی ٹیم میں تین سے زیادہ کھلاڑی اسی علاقے کے ہیں اور وہ نیشنل ہاکی گیم میں کھیل رہے ہیں۔ ان کے ہم نے پہلے inter division games، inter provincial game کروائے ہیں اور پھر نیشنل گیمز ہوئی ہیں وہ کھلاڑی اس وقت بھی نیشنل گیمز میں موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال نمبر 2805 محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے وہ موجود نہیں ہیں تو ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا سوال ہے۔ جی، سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3080 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اوکاڑہ، سپورٹس کمپلیکس برائے خواتین کی تعمیر کی تفصیلات

*3080: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت پنجاب ضلع اوکاڑہ میں خواتین کے لئے سپورٹس کمپلیکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

ضلع اوکاڑہ میں ملٹی پرپز سپورٹس کمپلیکس / جمنیزیم مرد و خواتین دونوں کو کھیلوں کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لئے مہیا کیا جاتا ہے۔ خواتین کی کھیلوں کے لئے چادر اور چاردیواری کو خصوصی طور پر ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے اور خواتین کھلاڑی بھرپور اطمینان سے پورا سال کھیلوں کی سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا حکومت خواتین کے لئے علیحدہ مخصوص سٹیڈیم بنانے کا ارادہ ہے تو اس کا انہوں نے کوئی جواب ہی نہیں دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس میں ان کا سوال یہ تھا کہ حکومت پنجاب ضلع اوکاڑہ میں خواتین کے لئے سپورٹس کمپلیکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں تو اس میں آپ کی طرف سے specific answer نہیں آیا تو وہ اس پر آپ کا point of view پوچھ رہی ہیں۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اس وقت جتنے بھی سٹیڈیم موجود ہیں اور اس میں ایسی کوئی specification نہیں ہے لیکن کل وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں اعلان کیا ہے کہ ہم لاہور میں سپیشل ویمن کے لئے ایک سٹیڈیم بنا رہے ہیں۔ ویسے جو سٹیڈیم موجود ہیں اس میں ٹائم کا difference موجود ہے کہ صبح کے ٹائم مرد آجاتے ہیں اور شام کے وقت خواتین آجاتی ہیں، ان کی چار دیواری کا proper خیال رکھا جاتا ہے اور وہ اپنی practice کرتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ان کی بات بڑی valid ہے کہ specific question ہے کہ خواتین کے لئے سپورٹس کمپلیکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں رکھتی تو وہ یہاں پر لکھ دیں کہ ابھی نہیں رکھتی اور ابھی planning کر رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو جواب سیدھا دینا چاہئے۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ آپ on the floor of the House کہہ رہے ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ اب اگلا سوال بھی محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3081 ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حویلی لکھا اوکاڑہ میں سٹیڈیم کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*3081: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں کھیلوں کے لئے سٹیڈیم کب بنایا گیا اور اس پر کتنی لاگت آئی تھی آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ سٹیڈیم کی موجودہ صورتحال یعنی یہ کس حالت میں ہے؟

(ج) مذکورہ سٹیڈیم میں ضلعی انتظامیہ نے 2004 سے آج تک کتنے ٹورنامنٹ کروائے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے، مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ضلعی سپورٹس آفیسر کو محکمہ نے 09-2008 میں کتنا بجٹ فراہم کیا اور وہ کن کن مدات پر خرچ کیا گیا آگاہ فرمائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں سپورٹس سٹیڈیم جون 1996 میں مبلغ۔/35,00,000 روپے کی لاگت سے تعمیر ہوا۔

(ب) مذکورہ سٹیڈیم کا پویلین، دو اطراف کی دیوار، ٹیوب ویل، پانی کی سپلائی، سیوریج اور کرکٹ کھیلنے کے لئے وکٹ پچ قابل استعمال حالت میں ہے۔ باقی ماندہ دیوار بارش کے سیلابی پانی کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ج) بنیادی طور پر مذکورہ سٹیڈیم کرکٹ سے متعلقہ ہے اور حویلی لکھا کی مقامی کرکٹ کلبز گاہے بگاہے مقامی اور ذاتی وسائل سے مختلف ٹورنامنٹ کرواتی رہتی ہیں۔ کرکٹ کا کھیل چونکہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے دائرہ کار میں نہیں آتا لہذا ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس نے مذکورہ سٹیڈیم میں کوئی ٹورنامنٹ نہیں کروایا۔

(د) ضلعی سپورٹس آفیسر اوکاڑہ کو ضلعی حکومت کی طرف سے مالی سال 09-2008 کے لئے مبلغ۔/1990752 روپے بجٹ فراہم کیا گیا ہے۔ مختلف مدات میں اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر! میرا اس پر ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب ذرا اس میں وضاحت کر دیں کہ ایک جگہ تو یہ جز(ج) میں یہ کہہ رہے ہیں کہ سپورٹس کمپلیکس کا جو تعلق ہے یہ ضلعی حکومت کے underآتا ہے اور اوپر اس کے حوالے سے 35لاکھ کی اطلاع بھی ہمیں دے رہے ہیں تو کیا یہ irresponsibleنہیں رہے یا کیا کر رہے ہیں؟ یہ ان کے دونوں جواب متضاد ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ویسے میرا خیال ہے کہ جو جواب ہے وہ بڑاclearہے کیونکہ میں بھی پڑھ رہا تھا اور آپ نے جو پوچھا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر! اگر ہم جز(الف) میں دیکھیں تو یہ جب محکمہ کی طرف سے جواب آ رہا ہے کہ 35لاکھ روپے کی رقم سے یہ سٹیڈیم تعمیر کیا گیا ہے اور اس کے بعد آگے جا کر اگر آپ جز(ج) میں دیکھیں تو انہوں نے کہا ہے کہ کرکٹ کا کھیل چونکہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے دائرہ کار میں نہیں آتا لہذا ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس نے مذکورہ سٹیڈیم میں کوئی ٹورنامنٹ نہیں کروایا تو میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ اگر یہ ٹورنامنٹ نہیں کروایا تو پھر اس کا جواب بھی ڈیپارٹمنٹ کو نہیں دینا چاہئے، یہ سوال لوکل گورنمنٹ کی طرف جانا چاہئے اور جواب بھی لوکل گورنمنٹ کی طرف سے آنا چاہئے، یہ جواب کس مد میں دے رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر:ہاں، اگر یہ لوکل گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے تو پھر محکمہ سپورٹس کیسے اس کا جواب دے سکتا ہے؟ ان کے پوچھنے کا مقصد یہ ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر! I am trying to say کہ یہ تو خود ان کی contradictory statementہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرا خیال ہے کہ اس پر میں جو overallدیکھ رہا ہوں کہ اس کے اندر آپ نے جو جو سوال پوچھا ہے اس کا انہوں نے جواب دیا اور میرا خیال ہے کہ وہ اس کو clearکر کے آپ کو بتائیں گے۔

محترمہ عائشہ جاوید:جناب سپیکر! In other thing, supplementary I wanted to reiterate something. This stadium is already in a very bad condition. اور محکمہ نے مانا بھی ہے تو اس سوال کو almostدو سال ہو چلے ہیں تو ابھی تک انہوں نے اس کی conditionکو صحیح نہیں کیا اور کرنے کا ارادہ بھی ان کا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، sports facilities کو بہتر کریں کیونکہ محکمہ خود لکھ رہا ہے کہ اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ہم اس کی بہتری کے لئے اقدامات اٹھائیں گے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حویلی لکھا آپ کا علاقہ ہے۔ آپ فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے خود یہ لکھا ہے کہ عرصہ دراز سے ایک side سے دیوار ٹوٹی ہوئی ہے تو اس کے لئے اب تک کیا ہوا ہے، اس کا ذرا بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ویسے بھی یہ 2009 کا سوال ہے تو اب تک اس میں بہتری کیا لائے ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! 2009 میں اس دیوار کے لئے پیسے رکھے گئے تھے لیکن کچھ وجوہات کی وجہ سے پیسے وہاں پر ابھی خرچ نہیں ہوئے اور باقی وہاں پر activities continuously ہو رہی ہیں۔ ایک دیوار کا مسئلہ ہے اور وہ بھی ان شاء اللہ جلد حل ہو جائے گا۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! یہ کب تک حل ہو جائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ویسے 2009 کا سوال ہے آپ یہاں پر پوچھ کر بتا دیں۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اس مالی سال میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس مالی سال میں یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا بہت ہی اہم سوال ہے کہ جناب وزیر کھیل ویمن سپورٹس کمپلیکس بھی تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور پنجاب میں سہولیات کا بھی اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو میری ان سے یہ گزارش ہے کہ کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ پنجاب میں سپورٹس کے سلسلے میں development funds کتنے رکھے گئے ہیں اور اس کے مقابلے میں منسٹر، پارلیمانی سیکرٹری، سٹینڈنگ کمیٹی اور ٹاسک فورس کے ممبران کی تنخواہوں کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ویسے نیا سوال بنتا ہے۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ اسی ہاؤس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے تمام ٹاسک فورسز ختم کر دی تھیں، سپورٹس میں کوئی ٹاسک فورس نہیں ہے۔ میں فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپورٹس محکمے میں کوئی ٹاسک فورس ہے اور نہ ہی ان کو کوئی تنخواہ دی جاتی ہے۔

میاں عطاء محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مانیکا صاحب!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ٹاسک فورس نہیں ہے تو یہ بتا دیں کہ ڈویلپمنٹ فنڈز کتنے رکھے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے وہ پوچھ کر اس کا بتا دیں گے۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ہمارا کل بجٹ 4 کروڑ روپے ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: تنخواہوں میں کتنے پیسے نکل جائیں گے یہ بھی بتائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): one third اور یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، مانیکا صاحب!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے متعلقہ وزیر صاحب آئیں بائیں شائیں کر رہے ہیں۔ جب یہ سٹیڈیم تعمیر ہوا تھا تو اس وقت میں وہاں سے ایم پی اے تھا۔ میں ان دنوں جب بھی کبھی وہاں سے گزرا ہوں مجھے تو اس سٹیڈیم میں کتے کھیلتے نظر آئے ہیں، کبھی انسان کے بچے مجھے وہاں کھیلتے نظر نہیں آئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ موصوف نے فرمایا ہے کہ کرکٹ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے لہذا ہم اس کے ٹورنامنٹ منعقد نہیں کرواتے۔ میں وزیر موصوف صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس قانون یا کس rule کے تحت ان پر پابندی ہے کہ سپورٹس بورڈ پنجاب کرکٹ کا ٹورنامنٹ وہاں پر منعقد نہیں کروا سکتا؟

جناب سپیکر! میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ اکثر حویلی لکھا کی شادیاں اس سٹیڈیم میں ہوتی ہیں۔کیا وہ گراؤنڈ یا سٹیڈیم کرائے پر دیا جاتا ہے جس سے کچھ آمدن ہو سکے یا ویسے ہی جس کا دل چاہے وہ وہاں تمبو لگا لے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): فاضل ممبر صاحب جس طرح فرما رہے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی شادی حویلی لکھا سٹیڈیم میں ہوتی ہو کیونکہ اگر کوئی بھی شادی ہو تو ڈی سی او اس کی رپورٹ کرتا ہے۔ نہ انہوں نے کبھی ڈی سی او کو کوئی complaint کی ہے نہ کبھی ڈیپارٹمنٹ کو بتایا ہے اور جہاں تک میری انفارمیشن ہے وہاں پر کوئی شادی نہیں ہوتی۔وہ صرف سپورٹس کے لئے ہے۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! اس بات پر تو چلو اس کو pending کیا جا سکتا ہے کہ شادیاں وہاں ہوتی ہیں یا نہیں لیکن میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس وثوق سے نہ کہیں کہ وہاں شادیاں نہیں ہوتیں کیونکہ وہاں شادیاں ہوتی ہیں۔آپ کو اگر نہیں پتا تو کم از کم غلط بیانی نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ کافی بات ہو گئی۔اب اگلی شادی جس میں آپ شریک ہوں ان کو بھی بُلا لیجئے گا۔اب اگلا سوال محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3088 ہے۔اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات، خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*3088: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گجرات کی متعلقہ انتظامیہ نے آج تک خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے کیا کردار ادا کیا؟

(ب) مذکورہ ضلع میں کھیلوں کے فروغ کے لئے اور خاص طور پر خواتین کے لئے 2006 تا 2008 جو اقدامات اٹھائے، انکی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) خواتین کے لئے علیٰحدہ کھیلوں کے گراؤنڈز یا سٹیڈیم بنائے گئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع گجرات کی انتظامیہ نے ضلع میں خواتین کھلاڑیوں کے مقابلوں کے بعد منتخب کھلاڑیوں کو پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 اتھلیٹکس بیڈ منٹن ٹیبل ٹینس والی بال ہاکی جوڈو کراٹے ووشو تائیکوانڈو میں شمولیت کروائی۔ ضلع گجرات کی ہاکی ٹیم سال 07-2006 میں پنجاب بھر میں دوسرے نمبر پر رہی جبکہ بیڈ منٹن ٹیبل ٹینس اور اتھلیٹکس اور ووشو کی کھلاڑیوں نے پنجاب کے مقابلوں میں گوجرانوالہ ڈویژن کی نمائندگی کی اور ووشو میں فضیلہ اصغر نے گولڈ میڈل حاصل کیا جبکہ ٹیبل ٹینس کی ٹیم نے پنجاب بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ رابعہ مقبول پنجاب کی ٹیم میں منتخب ہوئی۔

سال 2007-2006

1۔ ڈسٹرکٹ گجرات بوائز اینڈ گرلز ٹیبل ٹینس مقابلے بسلسلہ یوم آزادی (9 تا 10۔اگست 2006 بمقام گورنمنٹ جامع ہائی سکول گجرات)

2۔ شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز جوڈو ٹورنامنٹ (29 اکتوبر تا یکم نومبر 2006 بمقام قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول گوجرانوالہ)

3۔ پانچ روزہ ٹریننگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز کراٹے ٹورنامنٹ (29۔اکتوبر تا یکم نومبر 2006 بمقام قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول گوجرانوالہ)

4۔ شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز بیڈ منٹن چیمپئن شپ فیصل آباد (20 تا 24۔نومبر 2006)

5۔ پانچ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز ہاکی چیمپئن شپ (8 تا 12۔فروری 2006 بمقام نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور)

6۔ چھ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 بوائز اینڈ گرلز ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ (26 تا 29۔دسمبر 2006 بمقام رحیم یار خان)

7۔ تین روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز اتھلیٹکس چیمپئن شپ (8 تا 10۔مارچ 2007 بمقام پنجاب سٹیڈیم لاہور)

8۔ چار روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز والی بال چیمپئن شپ (3 تا 4۔اپریل 2007 بمقام کریسنٹ سپورٹس کمپلیکس فیصل آباد)

سال 2008-2007

1۔ انٹر سکول و کالج گرلز ہاکی چیمپئن شپ مرغزار کالج برائے خواتین گجرات (14 تا 16۔نومبر 2007)

2۔ چار روزہ ٹریننگ کیمپ وشمولیت گرلز انڈر 17 اتھلیٹک چیمپئن شپ لاہور (12تا 14۔دسمبر2007) پنجاب سٹیڈیم لاہور
3۔ بیڈمنٹن ورکشاپ بمقام ضلع کونسل ہال گجرات(6.5.2008)
4۔ ڈسٹرکٹ گجرات انٹر کلب بیڈمنٹن چیمپئن شپ (30۔اگست تایکم ستمبر2008) جامع ہائی سکول گجرات
5۔ انٹر کالجیٹ ویمن ہاکی چیمپئن شپ مرغزار کالج گجرات(20تا22۔اکتوبر2008)

(ب)

سال2007-2006

1۔ ڈسٹرکٹ گجرات بوائز اینڈ گرلز ٹیبل ٹینس مقابلے بسلسلہ یوم آزادی(9تا10۔اگست 2006 بمقام گورنمنٹ جامع ہائی سکول گجرات)
2۔ شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز جوڈو ٹورنامنٹ (29۔اکتوبر تا یکم نومبر2006 بمقام قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول گوجرانوالہ)
3۔ پانچ روزہ ٹریننگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز کراٹے ٹورنامنٹ(29۔اکتوبر تایکم نومبر2006 بمقام قائداعظم ڈویژنل پبلک سکول گوجرانوالہ)
4۔ شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز بیڈمنٹن چیمپیئن شپ فیصل آباد (20تا24۔نومبر2006)
5۔ پانچ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ وشمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر17 گرلز ہاکی چیمپیئن شپ(8تا12۔فروری2006 بمقام نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور)
6۔ چھ روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ وشمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر17 بوائز اینڈ گرلز ٹیبل ٹینس چیمپئن شپ(26تا29۔دسمبر2006 بمقام رحیم یار خان)
7۔ تین روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ و شمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر 17 گرلز اتھلیٹکس چیمپئن شپ(8تا10۔مارچ2007 بمقام پنجاب سٹیڈیم لاہور)
8۔ چار روزہ ٹریننگ کوچنگ کیمپ وشمولیت سپورٹس بورڈ پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ انڈر17 گرلز والی بال چیمپئن شپ(3تا4۔اپریل2007 بمقام کریسنٹ سپورٹس کمپلیکس فیصل آباد)

سال2008-2007

1۔ انٹر سکول و کالج گرلز ہاکی چیمپئن شپ مرغزار کالج برائے خواتین گجرات(14تا 16۔نومبر2007)
2۔ چار روزہ ٹریننگ کیمپ وشمولیت گرلز انڈر17 اتھلیٹک چیمپئن شپ لاہور (12تا 14۔دسمبر2007) پنجاب سٹیڈیم لاہور

3۔ بیڈمنٹن ورکشاپ بمقام ضلع کونسل ہال گجرات (06-05-2008)
4۔ ڈسٹرکٹ گجرات انٹر کلب بیڈمنٹن چیمپئن شپ (30 اگست تا یکم ستمبر 2008) جامع ہائی سکول گجرات

(ج) ضلع گجرات کے درج ذیل تعلیمی اداروں میں خواتین کی کھیلوں کی سہولتیں میسر ہیں۔
1۔ گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول غریب پورہ گجرات
2۔ یونیورسٹی آف گجرات کالج برائے خواتین فوارہ چوک گجرات
3۔ کالج برائے خواتین مرغزار کالونی گجرات
4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سرائے عالمگیر

اس کے علاوہ بعد از تکمیل جیمنیزیم میں خواتین کو مختلف کھیلوں کی علیٰحدہ سہولت فراہم کی جائے گی۔

ضلع گجرات میں خواتین کی کھیلوں کے لئے کوئی علیٰحدہ سٹیڈیم موجود نہیں البتہ مختلف سکولوں اور کالجوں میں بمطابق جواب جز(ب) سہولتیں موجود ہیں جبکہ زیر تعمیر ملٹی پرپز جمنیزیم کی تکمیل کے بعد خواتین کو کھیلوں کی تمام ان ڈور سہولتیں میسر ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا جز(الف) سے متعلق ضمنی سوال ہے میں نے پوچھا تھا کہ آج تک خواتین نے کھیلوں کے فروغ کے لئے کیا کردار ادا کیا؟ اس میں بہت detail دی گئی ہے۔ جہاں تک مجھے اندازہ ہوا ہے جب سے ہماری گورنمنٹ ختم ہوئی ہے اس کے بعد 10-2009 میں خواتین کی سپورٹس کو کسی بھی قسم کا کوئی فروغ نہیں دیا گیا۔ kindly ایک تو یہ بتایا جائے کہ کیا وجہ ہے کہ پچھلے دو تین سالوں سے اس کو کیوں ignore کیا جا رہا ہے، آج تک کی رپورٹ اس میں نہیں دی گئی۔ میرا دوسرا ضمنی سوال بھی ہے پہلے ایک کا جواب دیں گے یا دونوں اکٹھے پوچھ لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پوچھ لیں، اکٹھے ہی پوچھ لیں۔ وہ اکٹھا ہی respond کریں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: اچھا جی! میرا جز(ج) میں سے دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ بعد از تکمیل جمنیزیم میں خواتین کو مختلف کھیلوں کی علیٰحدہ سہولت فراہم کی جائے گی۔ اس سوال کو پوچھے ہوئے بھی دو سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس میں کسی قسم کی کوئی progress نہیں ہوئی۔ اگر یہ کوئی time and date بتادیں کہ وہ سہولت کب تک فراہم کر دی جائے گی تو بہت مہربانی ہو گی۔ (شور وغل)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House. Minister for Sports!

وزیر کھیل(جناب تنویرالاسلام):جناب سپیکر!ڈسٹرکٹ گجرات میں خواتین کھلاڑیوں نے مقابلوں کے لئے مختلف کھیلوں جن میں پنجاب انٹر ڈسٹرکٹ 17،بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس،والی بال،ہاکی،جوڈو کراٹے، میں شمولیت کی۔District level پر یہ گیمز ہوئیں جن میں خواتین نے حصہ لیا پھر یہ provincial level پر ہوئیں جن میں ڈسٹرکٹ گجرات نے participate کیااور میں یہ بات فخر سے کہتا ہوں کہ They get third position.جہاں تک یہ بات کر رہی ہیں کہ وہ جمنیزیم کب مکمل ہو گا تو پنجاب کے بیشتر اضلاع میں pro-gymnasium complete ہو چکے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی:جناب سپیکر!ہاؤس کو in order کروائیں،سب باتیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ممبران سے گزارش ہے کہ غور سے بات سُنیں اور ہاؤس کے decorum کا خیال رکھیں۔چیمہ صاحب!آپ بھی ذرا ادھر دھیان رکھیں۔

وزیر کھیل(جناب تنویرالاسلام):جناب سپیکر! بتیس اضلاع میں Pro-gymnasium Stadiums complete ہو چکے ہیں اور جہاں تک انہوں نے گجرات کا سوال کیا ہے تو اس کا جواب میں نے ان کو دے دیا ہے کہ وہاں پر تمام گیمز میں females نے participate کیا اور Punjab under 17 میں گجرات نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں اس جواب سے satisfied نہیں ہوں۔انہوں نے جو detail دی ہے پچھلی گورنمنٹ نے یہ سارے پروگرام کروائے تھے۔میں یہ کہہ رہی ہوں کہ پچھلے دو سالوں میں آج تک کسی قسم کی کوئی کارکردگی نظر نہیں آرہی تو اس کا میں نے ان سے پوچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 2009 میں جواب آیا ہے اور میں بھی دیکھ رہا تھا اس کے اندر کافی زیادہ activities انہوں نے 2008 کی بھی mention کی ہوئی ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!دسمبر 2009 میں جواب آیا ہے تو اس کے مطابق بھی ایک سال بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ویسے منسٹر صاحب بات یہ ہے کہ activities زیادہ generate ہونی چاہئیں۔آج ویمن کرکٹ ٹیم نے پوری پاکستانی قوم کا سر فخر سے بلند کیا ہے۔اسی طرح ہم ویمن کے لئے زیادہ

activities create کریں تاکہ باقی گیمز میں بھی ہم اپنا مقام بنا سکیں تو آپ اس کو ذرا ensure کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جمنیزیم کی یہ کوئی deadline بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 2009 میں جواب آیا ہوا ہے کہ بعد از تکمیل جمنیزیم میں، اس کا مطلب ہے کہ جمنیزیم وہاں پر بن رہا ہے تو 2009 کا جو بعد از تکمیل ہے اب تک وہ مکمل ہو گیا ہے یا اس کی تکمیل نہیں ہوئی، مجھے یہ بتائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): end of 2010 تک تمام جمنیزیم مکمل ہو جانے ہیں۔ جو رہ گیا ہے وہ انشاء اللہ اس مالی سال میں مکمل ہو جائے گا اور جہاں تک female games promotion کی بات ہے تو پنجاب حکومت اس میں پوری توجہ دے رہی ہے اور حکومت پنجاب female sports activity کی promotion کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے چیف منسٹر کی special instructions بھی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے specific time دے دیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! دسمبر تو آگیا ہے، kindly اگر یہ بتادیں کہ اس وقت exactly اس جمنیزیم کا کیا status ہے اگر یہ اتنے confidence سے کہہ رہے ہیں کہ 2010 تک مکمل ہو جائے گا تو یہ kindly اس کا status بتادیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: 2010 تو ویسے ختم ہو گیا ہے۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! جمنیزیم کا 90 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! کس جگہ پر مکمل ہوا ہے اور کتنی funding سے تیار ہوا ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ان کا سٹیڈیم 90 فیصد complete ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بتا رہے ہیں کہ 90 فیصد complete ہے آپ اس کو دیکھ کر House کو apprise کریں کیونکہ منسٹر صاحب نے on floor of the House بات کی ہے۔ آپ اس کو دیکھیں اور دیکھ کر ہاؤس کو بتائیں۔ اگر وہ نہیں ہے جو یہ کہہ رہے ہیں تو ہم اس پر بالکل ایکشن لیں گے۔ اس کے بعد اگلا سوال بھی محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3089 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات میں فٹبال، ہاکی، کرکٹ کے گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3089: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں فٹبال، ہاکی اور کرکٹ کے کتنے سٹیڈیم / گراؤنڈز موجود ہیں؟

(ب) کیا موجودہ حکومت کھیلوں کے فروغ کے لئے مزید کوئی گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ انتظامیہ نے کھیلوں کے فروغ کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے، انکی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(د) ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر گجرات نے کھیلوں کے فروغ میں جو کردار ادا کیا یا جو اقدامات اٹھائے 2007 سے آج تک کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع گجرات میں درج ذیل گراؤنڈز اور سٹیڈیم موجود ہیں۔

کرکٹ 1۔ سٹیڈیم ایک (1) 2۔ گراؤنڈز تین (3)

فٹبال 1۔ گراؤنڈز آٹھ (8)

ہاکی 1۔ گراؤنڈز آٹھ (8)

(ب) جی، ہاں۔

(ج) مختلف کھیلوں کے مقابلوں کے علاوہ جن کی تفصیل سوال نمبر 3087 میں دی گئی ہے ملاحظہ فرمائیں جز (ب) ظہور الٰہی سٹیڈیم کی اپ گریڈیشن اور تزئین و آرائش پنجاب حکومت سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کے اشتراک سے ضلعی حکومت ایک ملٹی پرپز جمنیزیم ہال اور سکول کلسٹر پروگرام کے تحت منی سٹیڈیم جامع ہائی سکول گجرات میں زیر تعمیر ہے۔

(د) جواب کی تفصیل سوال نمبر 3087 کے جز (الف) میں ملاحظہ فرمائیں مزید برآں ضلعی سطح پر کھیلوں کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر گجرات نے درج ذیل اہم اقدامات / کردار ادا کیا۔

ضلع سطح پر کھیلوں کے مقابلوں کا انعقاد۔ انٹر ڈسٹرکٹ یوتھ پنجاب مقابلوں میں گجرات کی ٹیموں کی شرکت کو یقینی بنانا مختلف کھیلوں کے ٹریننگ کوچنگ کیمپوں کا انعقاد۔ ضلع گجرات میں کھیلوں کے ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی اور ایسوسی ایشن سکولوں کالجوں اور یونیورسٹی آف

گجرات کے زیر انتظام منعقدہ کھیلوں کے مقابلوں میں تعاون و شمولیت۔ پنجاب گیمز اور نیشنل گیمز میں بطور آفیشل ضلع گجرات کی نمائندگی اور گوجرانوالہ بورڈ کے زیر انتظام انٹر ڈسٹرکٹ سکول و کالجز گرلز و بوائز گجرات میں منعقدہ مقابلوں میں تکنیکی معاونت فراہم کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس میں بھی میرا وہی ضمنی سوال ہے کہ جز (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ حکومت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ سوال بھی میں نے 2009 میں کیا ہے۔ یہ بتادیں کہ وہ کس جگہ پر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس کے لئے ابھی تک انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کس جز کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3089 کے جز (ب) کے علاوہ (ج) اور (د) میں، میں نے پوچھا تھا تو اس میں 10-2009 کی کوئی activities نہیں بتائیں اس کا جواب دے دیا ہے کہ ان دو سالوں میں کسی قسم کی کوئی activities نہیں ہوئی ہیں۔ مگر جز (ب) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ارادہ رکھتی ہے تو مہربانی کر کے بتائیں کہ کب تک؟

جناب ڈپٹی سپیکر: موجودہ حکومت کھیلوں کے فروغ کے لئے مزید کوئی گراؤنڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو اس کا جواب ہے کہ جی ہاں! تو 10-2009 تک اس جی، ہاں میں کیا ہوا ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! وہاں پر already چار سٹیڈیم موجود ہیں جس میں کرکٹ سٹیڈیم موجود ہے، فٹبال سٹیڈیم موجود ہے، ہاکی سٹیڈیم موجود ہے اور تین گراؤنڈز جو کلسٹر پروگرام چل رہا ہے اس کے تحت وہاں پر already functioning ہے۔ اس کے علاوہ حکومت ہر وقت گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ Land identification ہو جائے تو حکومت وہاں پر گراؤنڈ بنادے گی لیکن وہاں پر already چار سٹیڈیم موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب on the floor of the House ایک سوال کا جواب آتا ہے تو This is no way کہ آپ کہہ دیں کہ جی ہاں، جی ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ پیچھے انہوں نے کوئی جگہ identify کی ہوئی ہے جس پر انہوں نے جی، ہاں لکھ کر بھیجا ہے یا تو ان کو یہاں پر جی، ہاں نہیں لکھنا چاہئے تھا یا یہاں پر کچھ بتانا چاہئے تھا۔ اب آج 2010 میں یہ سوال اسمبلی کے اندر آیا ہے تو انہوں نے اس ایک

سال میں کیا کیا ہے، آپ اس کی تفصیل ابھی منگوائیں اور ہمیں ابھی بتائیں کہ 2010 تک انہوں نے کیا کیا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! چٹ والے تو آپ نے شروع میں ہی باہر بھیج دیئے ہیں، ڈی جی صاحب اور سیکرٹری صاحب موجود تھے آپ نے ان کو باہر بھیج دیا ہے، ایک معاملہ ابھی تک ان سے حل نہیں ہوا تو یہ باقی سارے معاملات کس طرح سے چلیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! ہم نے اس House کے decorum کا بھی خیال رکھنا ہے اور House کی supremacy کا بھی خیال رکھنا ہے اسی لئے میں نے پہلے سوال پر باہر بھیج دیا ہے اور اس پر بھی ابھی respond لے کر بتاتا ہوں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! آپ نے ان کو آتے ہی باہر بھیج دیا ہے اور وہ ممبران کو بھی ابھی تک باہر لے کر بیٹھے ہوئے ہیں، میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اگر ایک معاملہ ان سے حل نہیں ہو گا تو باقی معاملات کیسے چلیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اللہ بہتر کرے گا سب حل ہوں گے آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ان کی "ہاں جی اور نہ جی" پر یہ کہنا ضرور چاہوں گا کہ Question Hour کے لئے لیڈر آف دی ہاؤس سے یہ request کی جائے کہ وہ خود یہاں پر تشریف لایا کریں کیونکہ وزراء کو تو کوئی اختیارات ہیں اور نہ ہی یہ کچھ کر سکتے ہیں۔ جب یہ وزراء بے اختیار ہیں تو اس کے لئے ہمیں ضرورت ہے کہ ہمارے پیارے وزیر اعلیٰ خود تشریف لایا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی اس بات کو میں اس لئے نہیں مانوں گا کہ supremacy of the House اگر کسی کے پاس اختیار ہے یا نہیں، اس House کے پاس اختیار ضرور ہے اور ہمیں وہ اختیار استعمال کرنا بھی آتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! "ہاں جی اور نہ جی" کہنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، کہیں اس طرح نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! یہ سارے منسٹر بیٹھے ہیں کوئی کہہ دے کہ ہمارے پاس کوئی اختیار ہے۔ ان کی بجائے اگر سیکرٹری جواب دے دیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں بہت شکریہ۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: On his behalf Question No. 4702 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان شہر، سپورٹس کلب کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4702: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان شہر میں کتنے سپورٹس کلب ہیں؟

(ب) ان میں کون کون سی کھیلوں کے لئے ٹورنامنٹس کروائے جاتے ہیں؟

(ج) کیا کشتی (پہلوانی) کے ٹورنامنٹ کروائے جاتے ہیں اگر ہاں تو 2008 اور 2009 میں اب تک کتنے ٹورنامنٹس کروائے گئے اور ان پر کتنے اخراجات ہوئے؟

(د) 2008 اور 2009 میں کشتی کے کھیل کے فروغ کے لئے کتنے فنڈز مہیا کئے گئے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ملتان میں مختلف کھیلوں کی 200 کلبیں موجود ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کرکٹ	27
باڈی بلڈنگ	30
رسہ کشی	5
ہاکی	11
باسکٹ بال	8

فٹبال	24
بیڈمنٹن	8
ٹیبل ٹینس	6
جمناسٹک	5
اتھلیٹکس	5
کبڈی	6
بیس بال	6
رگبی	6
تائیکوانڈو	5
ریسلنگ	30
لان ٹینس	4
طائی بانڈ	4
جوڈوکراٹے	10

(ب) ان تمام کھیلوں کے ٹورنامنٹ کروائے جاتے ہیں جن میں ہاکی، کرکٹ، فٹبال، بیڈمنٹن، باسکٹ بال، ریسلنگ۔ رسہ کشی، جمناسٹک، اتھلیٹکس، رگبی، بیس بال، لان ٹینس، باڈی بلڈنگ، جوڈوکراٹے وغیرہ شامل ہیں۔

(ج) 22۔اگست 2008 میں رستم پارک وہند دنگل قاسم باغ سٹیڈیم میں منعقد کیا گیا جس میں حامد پہلوان نے انڈیا کے نارنیندر کمار کو شکست دی اور مبلغ۔/25000 روپے بطور کیش انعام دیا گیا۔ اس کے علاوہ 2008 میں شیر پاکستان دنگل یوتھ سنٹر ملتان میں ریسلنگ ایسوسی ایشن کے تعاون سے منعقد ہوا۔ ان دو دنگلوں پر مبلغ۔/4,50,000 روپے خرچ ہوئے۔

(د) 2008 میں کشتی کے فروغ اور دنگل منعقد کرانے پر چار لاکھ پچاس ہزار روپے خرچ ہوئے۔ 2009 میں جشن آزادی پاکستان کے سلسلہ میں 14۔اگست 2009 کو جشن آزادی دنگل کرایا گیا۔ دیگر کلبوں اور ایسوسی ایشنوں نے بھی اپنی مدد آپ کے تحت مختلف دنگل منعقد کرائے۔ 2009 میں مبلغ۔/2,00,000 روپے کشتی کے فروغ کے لئے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی نے اپنے اجلاس میں فنڈ مختص کئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو انہوں نے جز(الف) کی detail دی ہے کہ شہر میں کتنے سپورٹس کلب ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ کرکٹ کے 27 اور فٹبال کے 24 کلب ہیں۔ میں ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ یہ جواب سارا جھوٹ کا پلندا ہے۔ میں ملتان ڈسٹرکٹ سپورٹس کلچر کا 5 سال چیئرمین رہا ہوں۔ مجھے ایک ایک کلب کا پتا ہے اور جو کچھ وہاں پر ہوتا ہے مجھے وہ بھی پتا ہے۔یہاں پر جو جواب دیا گیا ہے یہ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے، وہاں اتنے کلب نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں جواب میں فٹبال کا بتایا گیا ہے کہ 24 کلب، میں کہتا ہوں کہ صرف 5 ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ سیکرٹری صاحب نے یا انہوں نے اپنے دفتر میں بیٹھ کر خود لکھ کر یہاں بھیج دیا ہے کہ اتنے کلب موجود ہیں۔ اگر اتنے کلب وہاں پر موجود ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہسپتال تو وہاں پر کبھی آباد نہیں ہو سکتے۔ وہاں پر اتنے گراؤنڈ ہی موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے کبڈی کے 6 کلب لکھے ہیں ہم نے صرف ایک کلب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under بنایا تھا اور وہی صرف ایک موجود ہے باقی دو تین پرائیویٹ ہیں۔ دوسرا یہ بھی میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ کلب گورنمنٹ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں یا پرائیویٹ لوگوں کے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کلب باقاعدہ رجسٹرڈ ہیں یا پرائیویٹ ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب والا! یہ رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور پھر پنجاب اولمپک ایسوسی ایشن ان کو own کرتی ہے۔ وہاں سے ہماری نرسری develop ہوتی ہے، بچے جو کھیلتے ہیں وہیں سے نکلتے ہیں، اس کو پنجاب اولمپک ایسوسی ایشن own کرتی ہے اور یہ باقاعدہ رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ جہاں تک فاضل ممبر نے یہ کہا کہ اس سوال کا جواب جھوٹ پر مبنی ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے، اگر یہ satisfied نہیں ہیں تو میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں اور میں ان کو prove دوں گا کہ یہ جواب غلط ہے یا صحیح ہے، میرے خیال میں جو جواب محکمے کی طرف سے آیا ہے یہ on the floor of the House جواب ہے کسی سیکرٹری کی جرأت نہیں ہے کہ وہ دفتر میں بیٹھ کر جواب تیار کرے اور منسٹر کو غلط جواب دے۔ یہ جواب حقیقت پر مبنی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: میں وزیر موصوف سے صرف یہ کہوں گا کہ یہ فٹبال کے کلبوں کے صرف نام ہی بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے جو numbers لکھ کر بھیجے ہیں کیا ان کے ساتھ کلبوں کے نام بھیجے ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب والا! نام mention نہیں لیکن جو سپورٹس کرواتے ہیں سپورٹس کے نام mention ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں فوری طور پر منسٹر صاحب کی سربراہی میں ملتان کے جو ایم پی ایز حضرات ہیں ان کی ایک کمیٹی بنا رہا ہوں یہ کل صبح تک اس جواب کی verification کر کے House کو بتائیں گے اور اگر نہ ہوا تو House اس پر کارروائی کرے گا۔

جناب عبدالوحید چودھری: جی، شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! آپ کی سربراہی میں کمیٹی بنا دی ہے اس کمیٹی کے اندر آپ اس کو probe in کریں گے، House کے ساتھ ہم کسی کو مذاق کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ اگر اس سوال کا جواب غلط ہے تو اس پر کل پھر House action لے گا جتنے ہمارے ملتان کے محترم ایم پی ایز صاحبان موجود ہیں ان کی منسٹر صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنی ہے وہ کل تک House کو اس بارے میں apprise کریں گے۔ جی، وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! یہ جو games لکھی گئی ہیں کہ فلاں فلاں games کی اتنی کلب ہیں اس میں ایک لکھا ہوا ہے طائی بانڈ دوسرا لکھا ہوا ہے تائیکوانڈو وزیر موصوف بتا دیں کہ یہ کون سی games ہیں، وہ وزیر ہیں، آخر انہیں تو پتا ہوگا؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب والا! یہ games جو ہیں 1973 میں جاپان سے initiate ہوئی تھیں اور یہ جمناسٹک ٹائپ گیم ہے اس کی detail میں ان کو بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ان کا knowledge ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب اس کے بعد اگلا سوال take up کرتے ہیں۔ وزیر صاحب میں نے آپ کی سربراہی میں ملتان کے تمام ایم پی ایز کی ایک کمیٹی بنا دی ہے کل آپ نے House کو apprise کرنا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ٹرانسپورٹ بڑا اہم محکمہ ہے اور کل اس کے بھی جوابات ہیں اس کے بارے میں بھی ہدایت جاری کر دیں کہ یہ تیاری کر کے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ کل جب باری آئے گی تو دیکھ لیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! ٹرانسپورٹ کے محکمے کو بھی توجہ کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ثمینہ خاور حیات فرما رہی ہیں کہ کل ٹرانسپورٹ کے وزیر تیاری کر کے آئیں۔ چودھری محمد اسد اللہ صاحب!

چودھری محمد اسد اللہ: سوال نمبر 5224۔

ضلع حافظ آباد۔ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی ودیگر تفصیلات

*5224: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ضلع حافظ آباد میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی بنائی گئی ہے اگر ہاں تو اس کے ممبران کے نام سے آگاہ کریں؟

(ب) سال 09-2008 میں مذکورہ سپورٹس کمیٹی کے کتنے اجلاس ہوئے اور ان اجلاس میں کئے گئے فیصلوں کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) جی ہاں! ممبران کے نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 09-2008 میں ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی حافظ آباد کا کوئی اجلاس منعقد نہ ہوا کیونکہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کھیلوں کے فروغ کے لئے گرانٹ نمبر 15 ایجوکیشن سے فنڈز مختص کئے تھے۔ نئی ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی ماہ جنوری 2010 میں تشکیل دی گئی ہے جس کے ممبران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ جو نئی کمیٹی بنائی گئی ہے کیا اس کا ابھی تک کوئی اجلاس ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب والا! اس کی کمیٹی ڈسٹرکٹ کی سطح پر ڈی سی او کی چیئرمین شپ کے تحت بنتی ہے اور ان کا اجلاس بھی ڈی سی او ہی طلب کرتا ہے اور دو مہینے کے بعد ایک دفعہ پنجاب سپورٹس بورڈ ان کو بلاتا ہے۔ ابھی اس کا اجلاس نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جنوری 2010 میں کمیٹی بنی اور ابھی اس کا اجلاس نہیں ہوا۔

وزیر کھیل(جناب تنویرالاسلام): نہیں۔جناب!ابھی کچھ مہینے پہلےfresh بنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، جواب میں لکھا ہوا ہے کہ نئی ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی ماہ جنوری2010 میں تشکیل دی گئی ہے۔

وزیر کھیل(جناب تنویرالاسلام):ان کے اجلاس باقاعدگی سے ڈی سی او کی چیئر مین شپ میں ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیوں جی، آپ بتائیں کہ آپ کے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے کوئی اجلاس ہوئے ہیں؟

چودھری محمد اسد اللہ: جناب والا!ابھی تک تو کوئی اجلاس نہیں ہوا۔وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ کمیٹی کسیrules کی پابند ہے کہ کتنے عرصہ کے اندر اندر اجلاس بلانا چاہئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے فرمایا ہے کہ دو ماہ میں ایک اجلاس ہونا چاہئے۔

وزیر کھیل(جناب تنویرالاسلام): جناب والا! یہ اجلاس ڈی سی او بلاتے ہیں اور اگر اجلاس نہیں ہوا تو یہ نشاندہی کریں ہم ان سے جواب طلب کرتے ہیں کہ اجلاس کیوں نہیں ہوا۔

چودھری محمد اسد اللہ: میں تو کہہ رہا ہوں کہ ابھی تک ایک بھی اجلاس نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ حافظ آباد کا مسئلہ ہے؟

چودھری محمد اسد اللہ: جی، حافظ آباد کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حافظ آباد کے جو ہمارے معزز ممبران ہیں ان کو اور منسٹر صاحب کو کل ڈی سی او آکر بتائیں گے کہ کتنے اجلاس ہوئے ہیں اور اگر نہیں ہوئے تو کیوں نہیں ہوئے۔اس کی فوری تفصیل آپ کو دیں گے ورنہ اس طرح یہHouse نہیں چلے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

حافظ آباد کے تمام ممبرز جو ہیں وہ منسٹر سپورٹس کے ساتھ بیٹھیں گے اور کل ڈی سی او کو بھی آپ بلائیں، سپورٹس کمیٹی کو بھی بلائیں اور وہ آکر اس پرrespond کریں۔خواجہ محمد اسلام صاحب۔

خواجہ محمد اسلام: سوال نمبر5404۔

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! یہ سپورٹس کمیٹیاں جو وزیر صاحب بتا رہے ہیں وہ کس قسم کی کمیٹیاں ہیں اس کاcriteria کیا ہے، کس طرح وہ تشکیل دی جائیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کل وہ سارا کچھ ہی کر کے House کو apprise کریں گے۔ میں نے دو کمیٹیاں بنا دی ہیں جو کل ہی House کو بتائیں گی۔

خواجہ محمد اسلام: سوال نمبر 5404۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! اس کا جواب جو آیا ہے وہ بڑا خوبصورت ہے کہ جناب وزیر سپورٹس نے تین مہینے لگا کر جس کو ہم نوے دن کہتے ہیں مختصر جواب دے دیا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں، اس کا تو جواب ہی موصول نہیں ہوا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب والا! آج اس کو ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ 30۔ دسمبر کو سوال موصول ہوا تھا اور آج پھر دسمبر آ گیا ہے۔ ایک سال بعد ان کا جواب آیا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت کی ہے۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! یہ جواب نہ آنے پر میں نے متعلقہ آفیسر کو معطل کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت اچھا۔ میرے خیال میں انہوں نے بڑا احسن اقدام کیا ہے۔ (قطع کلامیاں) یہ غلط بات ہے on the floor of the House ایسی بات نہ کریں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! انہوں نے جس آفیسر کو معطل کیا ہے اس کا نام بتا دیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! ان کا نام جلیل ہے اور یہ لائزن آفیسر ہیں جو ڈیپارٹمنٹ سے جواب لے کر اسمبلی آتے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ جب تک اس سوال کا جواب نہیں آئے گا automatically یہ pending رہے گا۔ اگلا سوال بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! سوال نمبر 5405، میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہاکی سٹیڈیم مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد سے متعلقہ تفصیلات

*5405: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ہاکی سٹیڈیم مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کتنے رقبہ پر مشتمل ہے ؟

(ب) اس گراونڈ کی تعمیر کب کتنی لاگت سے ہوئی تھی ؟

(ج) اس گراونڈ کی سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ؟

(د) اس گراونڈ کی نگرانی پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ؟

(ہ) کیا اس گراونڈ میں عالمی معیار کی سہولیات میسر ہیں ؟

(و) کیا اس گراونڈ میں عالمی معیار کے ٹورنامنٹس کا انعقاد ہو سکتا ہے ؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ہاکی سٹیڈیم چک نمبر 213 ر۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد 13.5 ایکڑ پر واقع ہے۔

(ب) گراونڈ کی تعمیر سال 2002۔12۔31 میں مکمل ہوئی اور اس کی تعمیر پر 88.9 ملین روپے لاگت آئی۔ گراونڈ کی تعمیر اور Synthetic turf لگانے پر مزید 32.5 ملین روپے لاگت آئی۔

(ج) گراونڈ پر سال 09۔2008 میں مبلغ 3.209 ملین روپے مرمت اور دیکھ بھال پر خرچ آئے، سال 10۔2009 میں مبلغ 1.224 ملین روپے کے اخراجات ہوئے۔

(د) گراونڈ کی نگرانی پر فیصل آباد ترقیاتی ادارہ کے سات ریگولر ملازمین کام کرتے ہیں۔ ڈیلی ویجز پر رکھے گئے ملازمین کی تعداد کام کی مناسبت سے کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ مارچ 2010 میں ان ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد 15 تھی۔

(ہ) گراونڈ میں عالمی معیار کی سہولیات میسر ہیں۔ Synthetic turf کا معیار global ہے جو کہ عالمی معیار کے لئے موزوں ہے۔ کم از کم عالمی معیار کے دو ٹورنامنٹ / میچز اس گراونڈ پر کھیلے جا چکے ہیں جن میں ایک بھارت اور پاکستان جونیئرز کے درمیان 2006۔02۔24 کو منعقد ہوا دوسرا پاکستان اور اومان کے درمیان 2007۔08۔24 کو منعقد ہوا۔

(و) گراونڈ میں عالمی معیار کے ٹورنامنٹس کا انعقاد ہو سکتا ہے اور جیسا کہ "ہ" کے جواب میں بتایا گیا ہے۔ کم از کم دو عالمی معیار کے ٹورنامنٹس اور میچز منعقد ہو چکے ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! جز (ہ) گراونڈ میں عالمی معیار کی سہولیات میسر ہیں۔ Synthetic turf کا معیار global ہے جو کہ عالمی معیار کے لئے موزوں ہے۔ کم از کم عالمی معیار کے دو ٹورنامنٹ / میچز اس گراونڈ پر کھیلے جا چکے ہیں جن میں ایک بھارت اور پاکستان جونیئرز کے درمیان 2006-02-24 کو منعقد ہوا۔ دوسرا پاکستان اور عمان کے درمیان 2007-08-24 کو منعقد ہوا۔ اس گراونڈ کے بارے میں عالمی معیار کے بارے میں میرے ذہن میں یہ concept تھا لیکن وہاں ہاکی سٹیڈیم کے باہر کاروں کی ورکشاپیں بنی ہوئی ہیں، کاروں کے شوروم بنے ہوئے ہیں، تھرڈ کلاس ریسٹورنٹ بنے ہوئے ہیں۔وہاں دن رات لوگ روڈ پر کرسیاں لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں اور وہاں پان کی اتنی پیکس ہیں لگتا ہے جیسے ہم بنگلور یا بمبئی میں پھر رہے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ ایک کمیٹی بنائیں جو فیصل آباد میں جا کر دیکھے کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے کیا اس کے مطابق واقعی وہ سہولتیں وہاں میسر ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! فاضل ممبر جو نشاندہی کر رہے ہیں اس سلسلے میں تمام اضلاع کے ڈی سی اوز کو واضح ہدایات ہیں کہ جنہوں نے بھی ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے یا جو گورنمنٹ کی premises کو misuse کر رہے ہیں انہیں خالی کروایا جائے اور ایسا ہر ضلع میں ہو رہا ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں ناجائز قبضے کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو ان دکانوں کی بات کر رہا ہوں جو پاکستان کے ہر سٹیڈیم کے باہر موجود ہیں۔ دیکھنے والی یہ بات ہے کہ انہوں نے وہ دکانیں کن کو رینٹ پر دی ہوئی ہیں؟ انہوں نے وہ دکانیں کاروں کی ورکشاپوں کو، تھرڈ کلاس ریسٹورنٹ کو، پان سگریٹ کی دکانوں اور کاروں کے شوروم کو دی ہوئی ہیں۔وہاں سٹیڈیم کا ماحول کیسے بن سکتا ہے اور پھر وہ بھی عالمی معیار کا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دکانیں کرائے پر دینے کا کوئی criteria ہوتا ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! مجھے یہ بات کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ اگر منسٹر صاحب کا عالمی معیار یہی ہے تو پھر ہمیں دھوکا منڈی چلے جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! سٹیڈیم میں دکانیں کرائے پر دینے کا کوئی criteria ہوتا ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! اس سٹیڈیم کا کنٹرول FDA کے پاس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی اور آپ کی coordination کس طرح ہوتی ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): یہ دکانیں انہوں نے دی ہوئی ہیں۔ہماری activities تو سٹیڈیم کے گراؤنڈ کے اندر ہوتی ہیں، ہم اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔باقی یہ انہی کی premises بنتی ہے اور انہوں نے ہی دکانیں دی ہوئی ہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں جو چیزیں کہہ رہا ہوں اگر یہ وہاں ہوں تو پھر کیا action لیں گے ؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! خواجہ صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، ان پر غور کیا جائے اور محکمہ جو غلط کام کر رہا ہے ابھی ان کو معطل کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ خواجہ اسلام صاحب کے بارے میں کہہ رہی ہیں ؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب! ابھی معطل کریں۔وہ ہلکی سی معافی مانگ کر چلے جائیں گے پھر ویسے کے ویسے رہیں گے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آپ اس بارے میں کمیٹی بنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ بات فیصل آباد کے حوالے سے ہے۔پہلے آپ موجود نہیں تھے تو میں نے کل کے لئے ڈی سی او حافظ آباد سے کہا ہے کہ وہ آکر جواب دیں۔اب آپ اس کا بتائیں کہ کیا کرنا چاہئے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غالباً آج سیکرٹری سپورٹس یہاں موجود ہوں گے انہیں bound کر لیتے ہیں۔ وزیر صاحب بھی موجود ہیں، میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں، حافظ آباد اور فیصل آباد سے جو متعلقہ معاملات ہیں بیٹھ کر ان کا جائزہ لے کر کل ایوان میں رپورٹ پیش کر دیں گے اور اگر وہاں پر کوئی corrective measures لینے کی ضرورت ہے تو وہ بھی لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ فیصل آباد سے ہمارے جتنے معزز ممبران ہیں وہ سارے، وزیر قانون، وزیر سپورٹس بیٹھ کر اسے دیکھیں۔ یہ کمیٹی form کر دی گئی ہے اور وہ ہاؤس کو apprise کرے گی۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! Excuse me! میرا سوال دوسرے نمبر پر تھا جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ باہر جا کر آفیشلز سے بات کر لیں۔میں نے اور میجر صاحب نے ان سے بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 2349 ہے۔ آفیشلز سے بات ہوئی ہے لیکن وہ کوئی مثبت جواب نہیں دے سکے انہوں نے اپنے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے بھی پوچھا ہے لیکن انہوں نے صحیح جواب نہیں دیا اور انہوں نے استدعا کی ہے کہ ہمیں کل تک کے لئے اجازت دے دی جائے تو ہم کل بتائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: کل کس نے دیکھنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اور میجر صاحب دونوں لاء منسٹر صاحب اور سپورٹس منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر دیکھیں اور پھر یہ اس کے بارے میں مکمل ہاؤس کو apprise کریں گے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! فیصل آباد کے حوالے سے جتنے بھی سوال ہیں سب کے جواب غلط دیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ہم question to question دیکھیں گے۔ فی الحال اس پر تو بات ہو گئی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! انہوں نے فیصل آباد کو کھنڈرات بنا دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 5634 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے معزز خاتون ممبر محترمہ نسیم لودھی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور۔ گلبرگ ٹاؤن میں گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5634: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

گلبرگ ٹاؤن لاہور میں محکمہ کی کل کتنی گراؤنڈز اور سپورٹس ہال ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان میں عوام کی تفریح کے لئے حکومت نے کیا کیا سہولیات مہیا کر رکھی ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

گلبرگ ٹاؤن لاہور میں سپورٹس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی حسب ذیل گراؤنڈز اور ہال درج ذیل مقامات پر واقع ہیں:

i- نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور:

نشتر پارک فیروز پور روڈ، (بالمقابل قذافی سٹیڈیم)، لاہور

ii- پنجاب فٹبال سٹیڈیم لاہور:

نشتر پارک فیروز پور روڈ، (بالمقابل قذافی سٹیڈیم) لاہور

iii- انٹر نیشنل لیول سوئمنگ پول (زیر تعمیر):

نشتر پارک فیروز پور روڈ، (متصل گیٹ قذافی سٹیڈیم)، لاہور

iv - سپورٹس جمنیزیم (زیر تعمیر):

نشتر پارک فیروز پور روڈ، (بالمقابل پنجاب سٹیڈیم)، لاہور

v- لان ٹینس کورٹ (زیر تعمیر)

نشتر پارک فیروز پور روڈ، (بالمقابل پنجاب سٹیڈیم)، لاہور

مذکورہ بالا سپورٹس سٹیڈیم اور ہال میں عوام کی تفریح کے لئے ہاکی، فٹبال اور اتھلیٹک کی کھیلوں کی سہولیات مہیا کر رکھی ہیں جبکہ انٹر نیشنل لیول سوئمنگ پول کی تعمیر سے عوام کو سوئمنگ کی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی۔ اس طرح سپورٹس جمنیزیم کی تعمیر مکمل ہونے سے انڈور گیمز مثلاً بیڈ منٹن ٹیبل ٹینس، والی بال، جوڈو، کراٹے، تائیکوانڈو، ووشو اور دیگر کھیلوں کی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی۔ اسی طرح لان ٹینس کورٹ کی تعمیر سے بھی عوام کو لان ٹینس کھیلنے کی سہولت حاصل ہو جائے گی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اس کے آخری پیرے میں بتایا گیا ہے جو میں جناب کی اجازت سے پڑھنا چاہوں گا کہ مذکورہ بالا سپورٹس سٹیڈیم اور ہال میں عوام کی تفریح کے لئے ہاکی، فٹبال، اتھلیٹک کی کھیلوں کی سہولیات مہیا کر رکھی ہیں جبکہ انٹر نیشنل لیول سوئمنگ پول کی تعمیر سے عوام کو سوئمنگ کی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔جناب سپیکر!اس طرح سپورٹس جمنیزیم کی تعمیر مکمل ہونے سے انڈور گیمز اور لان ٹینس بورڈ کی تعمیر سے عوام کو لان ٹینس کھیلنے کی سہولت حاصل ہو جائے گی تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تعمیرات کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر!اس پر کام جاری ہے لیکن due to flood تھوڑا سا رک گیا تھا انشاءاللہ یہ عنقریب جلدی مکمل ہو جائے گا اور اس میں تمام سہولیات میسر ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کی یہ بات genuine ہے کہ جب سیلاب آیا تھا تو جتنے بھی ترقیاتی فنڈز تھے وہ سب ان علاقوں کے لئے divert کر دیئے گئے تھے۔اب یہ on the floor of the House کہہ رہے ہیں تو یہ جلدی مکمل ہو جائے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب!حکومت نے گورنر صاحب کے حوالے سے جواب کے لئے ایک گھنٹہ مانگا تھا۔House اس کا بڑی شدت سے انتظار کر رہا ہے تو آپ کے پاس اس بارے میں کیا report ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!کوئی دس منٹ اور دے دیں، اس کے بعد میں definite اس House کو بتانے کی position میں ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تک کی کیا report ہے؟

خواجہ محمد اسلام: جناب والا!چھاپے مارے جا رہے ہیں۔(قہقہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب تک کی رپورٹ یہ ہے کہ مختلف جگہوں پر رابطے کرنے کے بعد to the best of my knowledge میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے پاکستان روانہ ہو چکے ہیں۔میرا خیال ہے کہ اگلے کوئی پندرہ بیس منٹ میں وہ کسی نہ کسی جگہ پر land کر جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ confirm ہو گیا ہے کہ وہ ملک سے باہر تھے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اب تک کی information کے مطابق وہ دبئی میں تھے۔ جونہی یہاں پر میڈیا نے اس چیز کو اٹھایا تو اس کے بعد پھر وہ جلدی سے کوئی انتظام کر کے واپس روانہ ہوئے ہیں اور اگلے دس، پندرہ منٹ میں کسی نہ کسی جگہ پر land کر جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، آپ نے دس، پندرہ منٹ بعد دوبارہ House کو apprise کرنا ہے کیونکہ یہ ایک constitutional مسئلہ ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اگر ایک گھنٹے بعد گورنر صاحب نہ ملیں تو پھر اس کی ایف۔آئی۔آر وزیر قانون کے خلاف درج ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے، بہر حال آپ تشریف رکھیں۔ اب اگلا سوال چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کا ہے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 5917۔

ضلع سیالکوٹ، سپورٹس کمپلیکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5917: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں عالمی معیار کی سپورٹس کمپلیکس کہاں کہاں واقع ہیں، ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت ضلع سیالکوٹ میں فٹبال گراونڈز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) صوبہ پنجاب کے کونسے اضلاع میں فٹبال گراونڈ موجود ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں عالمی معیار کے سپورٹس کمپلیکس نہ ہیں البتہ سیالکوٹ سپورٹس کمپلیکس بمقام کوٹلی امیر علی تحصیل سیالکوٹ زیر تعمیر ہے۔ جب اس کی تعمیر مکمل ہوگی تو اس میں فٹبال گراونڈ، دو باسکٹ بال کورٹس، دو ٹینس کورٹس اور ایک جیمنیزیم ہال کی سہولت میسر ہوگی۔

(ب) حکومت پنجاب کی گرانٹ سے گورنمنٹ ہائی سکول، چارواہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں فٹبال گراؤنڈ تیار کروائی گئی ہے۔ یہ منصوبہ سپورٹس ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب کا ہے اور سکیم 276اے ڈی پی 10-2009 ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں فٹبال گراؤنڈ موجود ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر ضرور raise کریں لیکن پہلے اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہاں سیٹیں مختص نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب سیٹیں مختص ہو چکی ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر پیچھے آ جائیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے رانا ثناء اللہ صاحب اور آپ کی بات پر سخت اعتراض ہے۔ جس طریقے سے اس معاملے کو lightly لیتے ہوئے رانا صاحب نے کہہ دیا ہے کہ جناب! وہ باہر ہیں، ابھی آ رہے ہیں۔ یہ بڑا serious معاملہ ہے اگر کوئی constitutional head کسی notification کے بغیر، کسی کو inform کئے بغیر یہاں سے چلے جاتے ہیں تو یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے۔ یہ ایک ملک ہے، یہ حکومت ہے اور وہ اس پنجاب حکومت کے head ہیں۔ آپ آئین میں پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ گورنر حکومت کا head ہوتا ہے۔ یہ ایک constitutional post ہے۔ یہ ایک second کے لئے بھی خالی نہیں رکھی جا سکتی۔ جب گورنر یہاں سے take off کرتے ہیں تو acting Governor حلف لیتا ہے یا پھر جیسا کہ وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد اب oath لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن acting Governor کا notification تو لازمی ہونا چاہئے۔ حلف تو نہیں لینا ہوگا لیکن acting Governor کا notification تو ہونا ہے، کابینہ ڈویژن یا S&GAD کسی نے تو اس کا notification کرنا ہوتا ہے۔ مجھے وزیر قانون کے جواب پر سخت اعتراض ہے، وہ ہنس کر جواب دے رہے تھے جبکہ یہ serious معاملہ ہے۔ اس کو اس طریقے سے lightly نہیں لینا چاہئے۔ یہ ہاؤس بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر ہم اس معاملے کو اس طریقے سے ہنسی مذاق میں لیں گے کہ ایف آئی آر درج کروائی جائے تو یہ مناسب بات نہیں ہے۔ یہ ہنسی مذاق والا معاملہ نہیں ہے۔ ایک constitutional head کسی کو بتائے بغیر چلا جائے اور اس معاملہ کو lightly لیا جائے، ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ آپ یقین کریں کہ میرا مقصد کسی پر تنقید کرنا نہیں ہے۔ ہم جس ہاؤس کے ممبر ہیں، جس

ہاؤس میں یہ بات take up ہوئی ہے آیا یہاں پر اس معاملے کو اسی طرح non serious طریقے سے لیا جانا چاہئے؟ مجھے اپنے پیپلز پارٹی کے دوستوں کا بڑا احترام ہے۔ اگر اس طرح کا کوئی معاملہ ہے تو اس ہاؤس کو اس بات کا نوٹس لینا چاہئے۔ اس معاملے کو جس طریقے سے lightly لیا جا رہا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ایک عام معاملہ ہے اور نہ ہی یہ کوئی مذاق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ میں نے بالکل سنجیدگی سے جواب دیا ہے اور اس میں کوئی غیر سنجیدہ بات نہیں تھی۔ نوانی صاحب اس بات پر اعتراض کر رہے ہیں کہ وزیر قانون نے ہنس کر جواب دیا ہے۔ دراصل جب پیچھے سے آواز آئی کہ چھاپے مارے جا رہے ہیں تو اس کے اوپر میرا خیال ہے کہ ہر کوئی مسکرایا تھا لیکن میں نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا ہے اور میں نے اس بارے میں to the best of my knowledge بات کی ہے۔ اب جب گورنر صاحب آ جاتے ہیں تو اس کے بعد یہ confirmation ہو جائے گی۔ کیبنٹ سیکرٹری کو already یہ کہہ دیا گیا ہے کہ وہ انکوائری کر کے بتائیں کہ اگر گورنر صاحب بیرون ملک گئے تھے تو انہوں نے notify کیوں نہیں کیا، اگر انہیں اطلاع نہیں تھی تو کیوں نہیں تھی؟ یہ ساری چیزیں sort out ہوں گی اور یہ معاملہ باقاعدہ inquire ہو گا۔ یقیناً اگر ایسا ہوا ہے تو پھر یہ بالکل ایک unconstitutional act ہوا ہے اور اس کا پورا نوٹس وفاقی سطح پر بھی لیا جائے گا۔ صوبائی سطح پر اس کی inquiry کے لئے already احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر ایک لمحے کے لئے یہ مان لیا جائے کہ گورنر صاحب یہاں نہیں ہیں تو پھر پچھلے دو دن کی کارروائی اور آج کی ساری کارروائی null and void اور illegal ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ جس طرح وزیر قانون صاحب نے بات کی ہے، نوانی صاحب نے بھی بات کی ہے This House cannot act on mere surmise اب اس پر Let the government find out کہ گورنر صاحب یہاں پر موجود تھے یا نہیں، پھر اس کے جو legal and constitutional repercussions آنے ہیں ان کو ہاؤس اس وقت دیکھے گا جب یہ بات confirm ہو جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ خود بخوبی جانتے ہیں، میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہر ممبر یہ چاہتا ہے کہ ہم constitutionally چلیں۔ آپ مجھے صرف یہ بتائیں کہ اگر چیف جسٹس صاحب نہ ہوں تو کیا ہائیکورٹ کام کر سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں کر سکتی۔

شیخ علاؤالدین: تو پھر ہم یہاں پہلے یہ تسلی کر لیں کہ آیا ہم آج جو کچھ کر رہے ہیں وہ constitutional ہے؟ فرض کیجئے، یہ confirm ہو گیا کہ گورنر صاحب واقعی باہر گئے ہیں تو پھر ہمیں تو اس کا جواب دینا پڑ جائے گا کہ ہم غیر آئینی کام کیوں کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم انشاء اللہ تعالیٰ وہ جواب لیں گے، آپ بے فکر رہیں لیکن پہلے ہمیں decide کر لینے دیں۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے وضاحت کر دی ہے اور میرا خیال ہے کہ اب اس پر مزید discuss کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیبنٹ سیکرٹری کو کہہ دیا گیا ہے اور اس سارے معاملے کی چھان بین ہو رہی ہے، جیسے ہی کوئی رپورٹ سامنے آئے گی تو اس کے بعد شیخ صاحب یا دوسرے دوستوں کے اعتراض کو دیکھا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت اس حوالے سے مزید گفتگو نہ کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ صحیح فرما رہے ہیں کہ اس پر اب مزید بات نہیں کرنی چاہئے۔ جی، عطا مانیکا صاحب!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! عجیب بات ہے اور یہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ کا پہلا اور انوکھا واقعہ ہے کہ گورنر گم ہو گئے ہیں۔ حکومت یہ کہہ سکتی ہے کہ گورنر صاحب ہیں اور نہ ہی یہ کہہ سکتی ہے کہ گورنر صاحب گم ہو چکے ہیں۔ سینئر وزیر اور وزیر قانون ہمیں کیا سمجھا رہے ہیں، سکھا رہے ہیں؟ اس وقت ایک بج کر 30 منٹ ہو چکے ہیں لیکن انہیں اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ صوبے کا آئینی سربراہ موجود ہے، غائب ہے، زندہ ہے، صحت مند ہے، بیمار ہے یا کہاں ہے تو پھر یہ کیسی حکومت ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ بات کہہ دینا کہ وزیر قانون اور سینئر وزیر کا جواب آ گیا ہے اس لئے اب اس بارے میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں

ہے، میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ ہم اس اسمبلی کی کارروائی آئین اور کسی قانون کے تحت چلا رہے ہیں۔ جب اس صوبے کا آئینی سربراہ ہی نہیں ہے تو پھر یہ ساری کارروائی غلط ہو رہی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): منڈا صاحب! آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ نہیں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! تشریف رکھیں، please میری بات سنیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سلمان تاثیر جس کی appointment پرویز مشرف نے کی تھی وہ بالکل ایک غیر آئینی اور غیر قانونی حکومت تھی تو مجھے سینئر منسٹر صاحب بتا دیں کہ گورنر سلمان تاثیر اس وقت کہاں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اگلے پندرہ منٹ میں وہ on the floor of the House اس بارے میں حتمی بات بتائیں گے۔ منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ وزیر قانون صاحب بات کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے ہر چیز کا اہتمام کیا ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو بات کی ہے کہ اگر پچھلے دو دن سے گورنر صاحب یہاں پر نہیں تھے تو پھر سپیکر صاحب بطور قائم مقام گورنر ہاؤس کی صدارت نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے جو صدارت کی ہے اور جو اس دوران کارروائی ہوئی ہے تو جب انکوائری کا نتیجہ آ جائے گا تو اس کا فیصلہ ہو جائے گا لیکن آج جب یہ بات اس معزز ایوان تک یا گورنمنٹ تک پہنچی ہے تو اسی وقت سپیکر صاحب اس خدشے کے پیش نظر کہ اگر وہ قائم مقام گورنر ہیں اور ایوان کے معزز ممبران کی طرف سے یہ بات ان کے نوٹس میں آئی تو انہوں نے اجلاس کی کارروائی روک دی اور اس کے بعد وہ اجلاس کی صدارت کے لئے نہیں آئے بلکہ ان کی جگہ پر ڈپٹی سپیکر صاحب صدارت کر رہے ہیں اس لئے اس بات کا اہتمام تو کر لیا گیا ہے باقی اب confirmation تک دوستوں کو چاہئے کہ یہ وقت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ confirmation تک اس پر مزید کوئی بات نہیں ہونی چاہئے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ ڈپٹی سپیکر ہیں یا قائم مقام سپیکر ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جب تک فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت تک میں بطور ڈپٹی سپیکر بیٹھا ہوں۔ Let the Government decide اس کے بعد ساری باتیں decide ہوں گی۔ اس پر مزید بات نہیں ہو گی۔ منڈا صاحب تشریف رکھیں۔

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلعی سطح پر ہاکی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*1598: جناب وسیم قادر: کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2003 تا 2007 حکومت نے ضلعی سطح پر ہاکی کے کھیل کے فروغ کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے؟

(ب) کیا حکومت ضلع یا سکول لیول پر ہاکی ٹیمیں بنانا چاہتی ہے، تو کب تک؟

(ج) کیا حکومت ہر ضلع میں یو سی لیول یا سکول لیول پر ہاکی کے کھیل کے لئے گراؤنڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) حکومت ہر سطح پر ہاکی کے فروغ کے لئے کوشش کر رہی ہے جس میں سکول، کلب، تحصیل، ڈسٹرکٹ لیول اور پراونشل لیول کے مقابلہ جات شامل ہیں اور ہر سطح پر ٹیمیں بنائی جاتی ہیں اور پھر انٹر پراونشل اور نیشنل گیمز کے لئے بھی ٹیموں کی تیاری اور شمولیت یقینی بنائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں کھلاڑیوں کی تربیت کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے۔

(ب) فاضل ممبر صوبائی اسمبلی کی خدمت میں عرض ہے کہ ہر سطح پر ہاکی ٹیمیں موجود ہیں اور مختلف لیول کے مقابلہ جات میں حصہ لے رہی ہیں۔

(ج) حکومت نے ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر تحصیل اور ضلع کی سطح پر گراؤنڈ کی سہولت کو میسر کرنے کے لئے اقدامات اور رقوم رکھی ہیں۔

پنجاب سٹیڈیم لاہور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2805: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سٹیڈیم لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) پنجاب سٹیڈیم لاہور کب تعمیر کیا گیا نیز تعمیر کے وقت اس پر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ج) پنجاب سٹیڈیم کو سال 08-2007 کے دوران کھیلوں کی مد میں کتنی رقم اکٹھی ہوئی؟

(د) پنجاب سٹیڈیم لاہور کی انتظامیہ کے سکیل، تنخواہ اور عہدہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) پنجاب سٹیڈیم لاہور کی دیکھ بھال کے لئے سال 08-2007 کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی نیز یہ رقم کہاں کہاں خرچ کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) پنجاب سٹیڈیم لاہور کا کل رقبہ 218 کنال ہے۔

(ب) پنجاب سٹیڈیم 2003 میں مکمل ہوا ہے اور اس پر مبلغ 111.112 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ج) پنجاب سٹیڈیم کو سال 08۔2007 میں۔/971,000 روپے کی رقم اکٹھی ہوئی ہے۔

(د) پنجاب گورنمنٹ نے مندرجہ ذیل سٹاف برائے پنجاب سٹیڈیم دیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1	ایڈمنسٹریٹر	بی ایس 16	1
2	کیئر ٹیکر سٹور کیپر	بی ایس 9	1
3	سینئر کلرک	بی ایس 9	1
4	الیکٹریشن	بی ایس 5	1
5	پلمبر	بی ایس 5	1
6	کارپینٹر	بی ایس 5	1
7	بیلدار	بی ایس 1	8
8	چوکیدار	بی ایس 1	2
9	سویپر	بی ایس 1	2

(ہ) پنجاب سٹیڈیم لاہور کی دیکھ بھال کے لئے سال 08۔2007 میں مبلغ۔/1,34,575 روپے خرچ ہوئے ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

چار عدد گیٹس مرمت	8,000.00 روپے
مختلف اشیاء برائے گراؤنڈ	1,675.00 روپے

5عدد ٹرالی بھل	8,000.00روپے
کھاد	8,000.00روپے
مٹی برائے گرین بیلٹ	9,000.00روپے
ٹرالی مٹی 3عدد	9,000.00روپے
گیٹ وال	5,900.00روپے
مرمت سیڑھیاں	5,000.00روپے
سپرے	2,500.00روپے
بیریئر مرمت	75,000.00روپے
متفرق اشیاء	2,500.00روپے
کل رقم	1,34,575.00روپے

پنجاب سپورٹس بورڈ کا سالانہ بجٹ و دیگر تفصیلات

*3247: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیاوزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پنجاب سپورٹس بورڈ کا کتنا سالانہ بجٹ ہے، کھیلوں اور کھلاڑیوں کے لئے یکم جنوری 2007 سے 30-اپریل 2009 کہاں کہاں خرچ کیا گیا، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

سپورٹس بورڈ پنجاب کا سالانہ بجٹ چار کروڑ ہے یکم جنوری 2007 سے 30-اپریل 2009 تک جتنے اخراجات ہوئے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	آئٹم	2007	2008	2009	میزان
1	سکالرشپ	-/137000	-/1774000	-/875000	-/2786000
2	ٹریننگ/کوچنگ کیمپ	-/1843458	-/4528158	-/2900000	-/9271616
3	انٹر پراونشل ٹورنامنٹ	-/1970473	-/5992883	-/3500000	-/11463356
4	انٹر ڈسٹرکٹ ٹورنامنٹ	-/4275396	-/6400000	-/5100000	-/15775396
5	سالانہ گرانٹ ایسوسی ایشنز	-/2765000	-/1722000	-/1200000	-/5687000
6	سپیشل گرانٹ ایسوسی ایشنز	-/3279400	-/1549000	-/3688050	-/8516450
	کل میزان	-/14270727	-/21966041	-/17263050	-/5,34,99,818

صوبہ میں کرکٹ سٹیڈیمز کی تعداد و تفصیل

*6081: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے کرکٹ سٹیڈیم ہیں؟

(ب) صوبہ پنجاب میں کن کن اضلاع میں اور کہاں کہاں کرکٹ سٹیڈیم واقع ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) صوبہ پنجاب میں کرکٹ کے کل 13 سٹیڈیم موجود ہیں۔

(ب) پنجاب میں مندرجہ ذیل اضلاع میں کرکٹ سٹیڈیم واقع ہیں۔

نمبر شمار	ضلع	سٹیڈیم	زیر کنٹرول
1	فیصل آباد	اقبال سٹیڈیم فیصل آباد	ڈی سی او فیصل آباد
2	گوجرانوالہ	جناح کرکٹ سٹیڈیم گوجرانوالہ	کمشنر گوجرانوالہ
3	سیالکوٹ	جناح کرکٹ سٹیڈیم سیالکوٹ	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
4	گجرات	ظہور الٰہی کرکٹ سٹیڈیم گجرات	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
5	حافظ آباد	کرکٹ سٹیڈیم حافظ آباد (زیر تعمیر)	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
6	راولپنڈی	پنڈی کرکٹ سٹیڈیم راولپنڈی	پاکستان کرکٹ بورڈ
7	راولپنڈی	کے آر ایل کرکٹ سٹیڈیم راولپنڈی	ڈاکٹر قدیر ریسرچ لیبارٹری
8	اٹک	کرکٹ سٹیڈیم اٹک	پاکستان کرکٹ بورڈ
9	جہلم	ڈی سی اے کرکٹ سٹیڈیم جہلم	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
10	سرگودھا	کرکٹ سٹیڈیم سرگودھا	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
11	لاہور	قذافی کرکٹ سٹیڈیم لاہور	پاکستان کرکٹ بورڈ
12	ملتان	ملتان کرکٹ سٹیڈیم ملتان	پاکستان کرکٹ بورڈ
13	وہاڑی	خورشید انور کرکٹ سٹیڈیم وہاڑی	ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی

علاوہ ازیں پنجاب کے تقریباً تمام اضلاع میں ملٹی پرپز سٹیڈیم اور گراؤنڈز موجود ہیں جن میں دیگر کھیلوں کے علاوہ کرکٹ بھی کھیلی جاتی ہے۔

ضلع سرگودھا میں کھیلوں کے لئے گراؤنڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6222: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع سرگودھا میں ہاکی، کرکٹ، فٹبال اور والی بال کے کتنے گراؤنڈز کس کس جگہ ہیں؟

(ب) اس ضلع میں ان کھیلوں کے کتنے رجسٹرڈ کلب ہیں؟

(ج) ان کھیلوں کے انعقاد پر کتنی رقم سال 10-2009 کے دوران خرچ ہوئی؟

(د) ان کھیلوں کی گراؤنڈز پر حکومت نے سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کتنی رقم خرچ کی؟

(ہ) ان کھیلوں کی گراؤنڈز کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع سرگودھا میں ہاکی، کرکٹ، فٹبال اور والی بال کے گراونڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رجسٹرڈ کلبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کھیلوں پر سال 10-2009 میں درج ذیل رقم خرچ ہوئی:۔

نمبر شمار	کھیل	رقم
1	ہاکی	2,41,792/-
2	کرکٹ	56,000/-
3	فٹبال	1,66,750/-
4	والی بال	2,43,078/-

مذکورہ رقم چیف منسٹر سپورٹس پروگرام 10-2009 میں ٹیموں کی تیاری اور لاہور میں ہونے والے فائنل راونڈ میں شرکت پر خرچ ہوئی۔

(د) ان کھیلوں کے گراونڈز پر حکومت نے درج ذیل رقم خرچ کی:

نمبر شمار	کھیل	2008-09	2009-10	
1	کرکٹ	16.342 ملین	جاری	سرگودھا سٹیڈیم کی اپ گریڈیشن اور چاردیواری کے لئے خرچ کی جارہی ہے۔
2	فٹبال	------	11.739 ملین	اپ گریڈیشن گراونڈز سیٹلائٹ ٹاؤن D بلاک سرگودھا کے لئے خرچ کی جارہی ہے۔
	فٹبال	------	10.875 ملین	سکول کلسٹر سکیم کے تحت گورنمنٹ ہائی سکول شاہ پور صدر پر خرچ کی جارہی ہے۔
3	ہاکی	11.290 ملین	جاری	سکول کلسٹر سکیم کے تحت گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول نمبر 2 سرگودھا میں خرچ کی گئی۔
4	والی بال	------	--------	-----------

(ہ) چونکہ زیادہ تر گراونڈز تعلیمی اداروں میں ہیں اس لئے ان کے اپنے ملازمین گراونڈز کی دیکھ بھال کرتے ہیں محکمہ سپورٹس سرگودھا کے پاس گراونڈز کی دیکھ بھال کے لئے اپنا عملہ نہ ہے۔ تاہم جب بھی ضرورت پڑتی ہے تو ٹی ایم اے سے سٹاف منگوایا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی، کھیلوں کے فروغ کے لئے ٹورنامنٹس کروانے کی تفصیلات

*6288: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سپورٹس نے 2007 سے آج تک کھیلوں کے فروغ کے لئے کتنے ٹورنامنٹ منعقد کروائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں خواتین کی کتنی سپورٹس ٹیمیں ہیں؟

(ج) خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ بالا عرصہ میں کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(د) ضلع ہذا میں سپورٹس سٹیڈیم کہاں کہاں ہیں، یہ کس کس کھیل کے ہیں، حکومت مزید سٹیڈیم کب تک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع وہاڑی میں ٹورنامنٹس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ٹورنامنٹس 08-2007

نمبر شمار	نام ٹورنامنٹ	تاریخ انعقاد	مقام انعقاد	اخراجات ٹورنامنٹ
1	انٹر تحصیل والی بال ٹورنامنٹ	16۔ستمبر تا 17۔ستمبر 2007	وہاڑی	26000/-روپے
2	انٹر تحصیل فٹبال ٹورنامنٹ	25۔ستمبر تا 27۔ستمبر 2007	وہاڑی	38500/-روپے
3	انٹر تحصیل ہاکی ٹورنامنٹ	13۔نومبر تا 15۔نومبر 2007	وہاڑی	38500/-روپے
4	انٹر تحصیل اتھلیٹکس چمپیئن شپ	24۔نومبر تا 26۔نومبر 2007	وہاڑی	34842/-روپے

ٹورنامنٹس 09-2008

نمبر شمار	نام ٹورنامنٹ	تاریخ انعقاد	مقام انعقاد	اخراجات ٹورنامنٹ
1	جشن بہاراں سپورٹس میلہ، ہاکی میچ، باسکٹ بال میچ، کبڈی میچ، جوڈو کراٹے	19 مارچ تا 20۔مارچ 2009	وہاڑی	177000/-روپے

ٹورنامنٹس 10-2009

نمبر شمار	نام ٹورنامنٹ	تاریخ انعقاد	مقام انعقاد	اخراجات ٹورنامنٹ
1	جشن آزادی فٹبال، تائیکوانڈو، جوڈو کراٹے، ہاکی ٹورنامنٹس	12۔اگست تا 14۔اگست 2009	وہاڑی	29802/-روپے
2	وزیراعلیٰ پنجاب سپورٹس پروگرام انٹرہائی سکول مقابلہ جات ڈسٹرکٹ لیول فٹبال، والی بال، بیڈمنٹن، اتھلیٹکس (بوائز اینڈ گرلز)	یکم دسمبر تا 3۔دسمبر 2009	وہاڑی	39300/-روپے
3	وزیراعلیٰ پنجاب سپورٹس پروگرام فٹبال، والی بال، ہاکی، بیڈمنٹن، اتھلیٹکس انٹر لیول (بوائز اینڈ گرلز)	10۔دسمبر تا 12۔دسمبر 2009	وہاڑی	79800/-روپے
4	گرلز انڈر 16 بیڈمنٹن چمپیئن شپ	6۔مارچ تا 7۔مارچ 2010	وہاڑی	28258/-روپے

(ب) ضلع میں خواتین کی سپورٹس ٹیمیں درج ذیل ہیں:۔

1۔	ہاکی	2۔	بیڈمنٹن	3۔	ٹیبل ٹینس
4۔	والی بال	5۔	اتھلیٹکس	6۔	تائیکوانڈو
7۔	کراٹے	8۔	ووشواینڈ کنگفو	9۔	سافٹبال
10۔	فٹبال	11۔	نیٹ بال	12۔	کرکٹ

(ج) خواتین میں کھیلوں کے فروغ کے لئے مذکورہ اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

2008-09

1۔ یوتھ انڈر16 گرلز سپورٹس میلہ کے لئے کوچنگ اینڈ ٹریننگ کیمپ20تا25۔اکتوبر2008لگایا گیا۔

2۔ یوتھ انڈر16 گرلز سپورٹس میلہ 27۔اکتوبر تا31۔اکتوبر2008لاہور میں منعقد ہوا جس میں ضلع وہاڑی کی اتھلیٹکس، ٹیبل ٹینس، جوڈو کراٹے، تیکوانڈو کی گرلز ٹیموں نے حصہ لیا۔ان ٹیموں پر ہونے والے اخراجات مبلغ۔/65000روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

3۔ انٹر ڈسٹرکٹ یوتھ انڈر17اتھلیٹکس گرلز چمپیئن شپ 4۔فروری2009ملتان میں منعقد ہوئی۔ جس میں ضلع وہاڑی کی اتھلیٹکس گرلز ٹیموں نے حصہ لیا۔ان ٹیموں پر ہونے والے اخراجات مبلغ۔-/18160روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

4۔ یوتھ انڈر16 گرلز والی بال ٹیم کے ٹرائلز مورخہ 23۔فروری تا26۔فروری2009کو ملتان میں منعقد ہوئے جس میں ضلع وہاڑی کی والی بال ٹیم نے حصہ لیا۔اس ٹیم پر ہونے والے اخراجات مبلغ۔/32220روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

5۔ یوتھ انڈر16 گرلز نیٹ بال ٹیم کے لئے کوچنگ اینڈ ٹریننگ کیمپ20تا23۔اپریل9200کو ملتان لگایا گیا جس میں ضلع وہاڑی کی ٹیم نے حصہ لیا۔ اس ٹیم پر ہونے والے اخراجات مبلغ۔/17100روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

6۔ یوتھ انڈر16 گرلز ٹیبل ٹینس،بیڈمنٹن ٹیم کے لئے کوچنگ اینڈ ٹریننگ کیمپ 18تا21۔مئی 2009کو ملتان لگایا گیا جس میں ضلع وہاڑی کی ٹیبل ٹینس،بیڈمنٹن ٹیم نے حصہ لیا۔اس ٹیم پر ہونے والے اخراجات مبلغ۔/59630روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

2009-10

1۔ آل پاکستان امن گرلز ٹیبل ٹینس چمپیئن شپ شورکوٹ منعقدہ6۔دسمبر2009ضلع وہاڑی کی ٹیم نے شرکت کی۔اس ٹیم پر ہونے والے اخراجات مبلغ۔/12750روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

2۔ انٹر تحصیل انڈر16 گرلز بیڈمنٹن چمپیئن شپ 6۔مارچ تا7۔مارچ2010میلسی میں منعقد کروائی گئی۔اس چمپیئن شپ کے انعقاد پر ہونے والے اخراجات مبلغ ۔/28258روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

3۔ انٹر ڈسٹرکٹ گرلز انڈر 16 بیڈ منٹن چمپیئن شپ منعقدہ 10تا 11۔مارچ 2010 ملتان میں ضلع وہاڑی کی ٹیم نے شرکت کی۔اس چمپیئن شپ میں حصہ لینے پر مبلغ۔/8350 روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

4۔ ضلع وہاڑی کی گرلز انڈر 16 ہاکی کی ٹیم نے ملتان میں منعقدہ ٹرائلز 19۔مارچ 2010 میں شرکت کی اس ٹرائلز میں حصہ لینے پر مبلغ۔/10800 روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

5۔ ضلع وہاڑی کی گرلز انڈر 16 ہاکی کی ٹیم نے ملتان میں ٹرائلز اور کوچنگ اینڈ ٹریننگ کیمپ منعقدہ 26۔اپریل تا 27۔اپریل 2010 میں شرکت کی۔اس پروگرام میں حصہ لینے پر مبلغ۔/20000 روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

6۔ ضلع وہاڑی کی گرلز انڈر 16 ہاکی کی ٹیم نے لاہور میں منعقدہ ٹرائلز 3۔مئی 2010 میں شرکت کی۔اس ٹرائلز میں حصہ لینے پر مبلغ۔/28000 روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

7۔ ضلع وہاڑی کی گرلز انڈر 16 تائیکوانڈو ٹیم نے لاہور میں منعقدہ ٹرائلز 4۔مئی 2010 میں شرکت کی۔اس ٹرائلز میں حصہ لینے پر مبلغ۔/19600 روپے ڈسٹرکٹ سپورٹس فنڈز سے ادا کئے گئے۔

(د) ضلع وہاڑی میں سپورٹس سٹیڈیم کی تفصیل اور ان میں ہونے والے کھیل

(1) خورشید انور سٹیڈیم وہاڑی

1۔ والی بال	2۔ اتھلیٹکس	3۔ تائیکوانڈو
4۔ کراٹے	5۔ ووشو اینڈ کنگفو	6۔ سافٹ بال
7۔ فٹبال	8۔ نیٹ بال	9۔ کرکٹ

(2) قائداعظم سٹیڈیم بورے والا

1۔ والی بال	2۔ اتھلیٹکس	3۔ تائیکوانڈو
4۔ کراٹے	5۔ ووشو اینڈ کنگفو	6۔ سافٹ بال
7۔ فٹبال	8۔ نیٹ بال	9۔ کرکٹ

(3) الہلال ہاکی سٹیڈیم وہاڑی (ہاکی)

(4) قمر ہاکی سٹیڈیم وہاڑی (ہاکی)

مزید کسی نئے سٹیڈیم کی سکیم ابھی تک منظور نہ ہوئی ہے۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ کھیل کے سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6289: سردار خالد سلیم بھٹی: کیاوزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سپورٹس کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) اس ضلع میں کس کس کھیل کے گراؤنڈ کس کس جگہ واقع ہیں؟

(د) سال09-2008اور10-2009کے دوران کتنی رقم محکمہ سپورٹس ضلع وہاڑی کو کہاں کہاں سے موصول ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم کس کس ترقیاتی کام پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم کھیلوں کے فروغ پر خرچ ہوئی؟

(ز) کتنی رقم سرکاری ملازمین اور گاڑیوں کے پٹرول، ڈیزل اور مرمت پر خرچ ہوئی؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سپورٹس کے عملے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ڈسٹرکٹ سپورٹس آفس وہاڑی۔

1۔ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر (BS:17)

2۔جونیئر کلرک (BS:07)

3۔نائب قاصد (BS:01)

تحصیل سپورٹس آفس وہاڑی

1۔تحصیل سپورٹس آفیسر (BS:16)

2۔جونیئر کلرک (BS:07)

تحصیل سپورٹس آفس بورے والا

1۔تحصیل سپورٹس آفیسر (BS:16)

2۔جونیئر کلرک (BS:07)

تحصیل سپورٹس آفس میلسی

1۔تحصیل سپورٹس آفیسر (BS:16)

2۔جونیئر کلرک (BS:07)

(ب) اس وقت کسی بھی گریڈ کی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) ضلع وہاڑی میں گراؤنڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال09۔2008اور 10۔2009کے دوران موصول شدہ رقم کی تفصیل:

سال	رقم	ایجنسی
2008۔09	5742433/-روپے	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاڑی
2009۔10	6036300/-روپے	ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وہاڑی

(ہ) ترقیاتی کاموں پر خرچ کی تفصیل:

نام منصوبہ	منظور شدہ	جاری کردہ رقم 2008۔09	جاری کردہ 2009۔10	کل خرچ شدہ رقم 30۔06۔2010
جمنیزیم میلسی تاریخ	67.875(M) 14۔10۔2008	11.500(M)	18.300(M)	29.800(M)
جمنیزیم بورے والا تاریخ	70.139(M) 14۔10۔2008	14.000(M)	32.000(M)	46.000(M)
اپ گریڈیشن آف گراؤنڈز Govt.H/S School جلہ جیم میلسی (تاریخ)	6.612(M) 10۔02۔2009	2.000(M)	5.453(M)	7.453(M)
ڈویلپمنٹ آف سپورٹس فسیلٹیز اراؤنڈ سکول کلسٹر پروگرام Govt. H/S School9-11/WB وہاڑی (تاریخ	6.621(M) 11۔02۔2009	1.000(M)	4.221(M)	5.221(M)

(و) کھیلوں کے فروغ پر خرچ رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) سرکاری ملازمین اور گاڑیوں کے پٹرول، ڈیزل اور مرمت پر خرچ رقم:

سال	تنخواہ	مرمت گاڑی/پٹرول وغیرہ
2008۔09	1929924/-روپے	19999/-روپے
2009۔10	1027486/-روپے	19920/-روپے

پنجاب میں سپورٹس بورڈ کے دفاتر کی تفصیلات

*7030: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں سپورٹس بورڈ کے دفاتر کن کن اضلاع میں قائم ہیں؟

(ب)ان دفاتر میں کام کرنے والے کل کتنے ملازمین ہیں نیز ان میں کتنی خواتین اور کتنے مرد ہیں؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) پنجاب میں سپورٹس بورڈ کا صرف ایک دفتر ہے جو کہ نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں واقع ہے۔

(ب) سپورٹس بورڈ میں کام کرنے والے کل ملازمین کی تعداد 57 ہے ان میں کوئی خاتون ملازمہ نہیں ہے۔

ننکانہ صاحب میں جمنیزیم کی تعمیر کی تفصیلات

*7210: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر کھیل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ننکانہ صاحب gymnasium کی تعمیر کب شروع ہوئی؟
(ب) اس کی تعمیر کا ٹھیکہ کس ٹھیکیدار کو کتنی مالیت میں اور کتنے عرصے میں اس کی تعمیر مکمل کروانے کے لئے دیا گیا؟
(ج) مذکورہ جمنیزیم کی تعمیر کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا نیز کتنے ٹھیکیداروں نے tender میں حصہ لیا مکمل تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) ننکانہ صاحب جمنیزیم کی تعمیر 2007-04-13 کو شروع ہوئی۔
(ب) جمنیزیم کی تعمیر کا ٹھیکہ محمد اکرم ٹھیکیدار کو 52.52 ملین روپے میں دیا گیا جو 09-04-12 کو مکمل ہوا۔
(ج) مذکورہ جمنیزم کی تعمیر کے لئے بلڈنگ یپارٹمنٹ نے باقاعدہ طور پر ٹینڈر دیا۔ جس میں مندرجہ ذیل ٹھیکیداروں نے حصہ لیا:۔

1۔ محمد اکرم اینڈ برادرز
2۔ گولڈن لائف
3۔ محمد عثمان اینڈ برادرز

بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے محمد اکرم اینڈ برادرز کو کم قیمت پر ٹینڈر دینے پر ٹھیکہ دے دیا۔

صوبہ میں کھیلوں کے انعقاد کی تفصیلات

*7211: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر کھیل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں سال 2008 سے اب تک کتنی مرتبہ پنجاب گیمز کا انعقاد کروایا گیا؟
(ب) پنجاب گیمز کا انعقاد کن اضلاع میں کروایا گیا نیز ان پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی؟
(ج) سال 10-2009 کے بجٹ میں Punjab Games کے انعقاد کے لئے کل کتنی رقم مختص کی گئی، تفصیلاً ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کھیل (جناب تنویر الاسلام):

(الف) صوبہ پنجاب میں سال 2008 سے اب تک پنجاب گیمز کا انعقاد نہیں کروایا گیا۔
(ب) چونکہ سال 2008 سے اب تک پنجاب گیمز کا انعقاد نہیں کروایا گیا لہذا اس سوال کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔

(ج) سال 10۔2009 میں خصوصی طور پر 05.00 ملین روپے پنجاب گیمز کے لئے مختص کئے گئے تھے لیکن پنجاب گیمز ملتوی ہونے کے باعث یہ فنڈز ابھی تک استعمال نہیں ہو سکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہندلی صاحب! آپ بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

ہمیں جذبات کے اندر decorum of the House کو نہیں بھولنا چاہئے۔ آپ سب میری بات غور سے سنیں کہ جس طرح وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں جذبات میں نہیں آنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی constitutional void create ہو گیا ہے لیکن ہمیں پہلے confirm کر لینے دیں کہ گورنر صاحب پاکستان میں ہیں یا نہیں ہیں؟ جب تک یہ confirm نہیں ہو گا تو پھر اس کے بعد کی باتیں ہم پہلے نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: گورنمنٹ کون ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گورنمنٹ پتا کر رہی ہے۔ جی، مانیکا صاحب!

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں اور وہ تجویز یہ ہے کہ ہمارے فاضل وزیر قانون اور ہمارے محترم سینئر وزیر صاحب دونوں گورنر ہاؤس جائیں اور وہاں تلاشی لیں اور گورنر صاحب کو بازیاب کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہندلی صاحب!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5197 تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس بحث کے دوران وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ہر کام کا مدعا (ق) لیگ پر پھینک دیتے ہیں۔ آج یہ کہیں ہم پر مدعا نہ پھینک دیں کہ گورنر (ق) لیگ نے غائب کر دیا ہے۔ آپ دونوں coalition partners حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ بتائیں کہ گورنر کدھر گیا ہے؟ گورنر کو نکال کر لے کر آئیے اور ہاؤس کو بتایا جائے کہ گورنر صاحب کدھر ہیں؟ ہاؤس کو بتایا جائے کہ گورنمنٹ کون ہے؟ پنجاب گورنمنٹ کدھر ہے اور گورنمنٹ کس کو کہتے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ گورنمنٹ کو فیصلہ کرنے دیں، سوچنے دیں تو کون دیکھے گا، کون سوچے گا اور کون گورنر کو ڈھونڈے گا؟ پھر ultimately مدعا (ق) لیگ پر نہ آ جائے اس لئے میں بار بار آپ سے request کر رہی ہوں کہ پہلے گورنر صاحب کو ڈھونڈیں اور پھر ہاؤس کی کارروائی چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں جو بات ہو چکی ہے اس پر مزید بات نہ کی جائے۔ منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! موصوف ممبر خوامخواہ بات کو بڑھا رہی ہیں۔ اگر انہوں نے اسی طرح بات کو بڑھایا تو ہم جواب دینا جانتے ہیں۔ اس حد تک بات کو نہ لے کر جائیں۔ وزیر قانون نے حکومت کی طرف سے بڑا واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ جیسے ہی ہمارا رابطہ ہوتا ہے، ہماری انکوائری شروع ہے جو بھی رپورٹ آئے گی وہ اس ہاؤس کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔ میرے خیال میں اس معاملے پر مزید نہ بولا جائے تو بہتر ہے۔ اگر اس پر بولا گیا تو پھر ہم جواب دینے کا حق رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب تک یہ معاملہ clear نہیں ہو جاتا اس وقت تک کوئی constitutional void create نہیں ہوا۔ ہم اس بات کو ابھی discuss نہ کریں جس کی confirmation ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ ہاؤس عوام کی امانت ہے۔ اس پر ہم ایسے موضوع پر بات نہ کریں جس کی confirmation نہیں ہے۔

وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے اور منسٹر صاحب نے بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے تھے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ نے مجھے سوال کرنے کا موقع دیا تھا اور یہ سارے معاملات ہو گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا سوال pending کیا جاتا ہے۔

رپورٹیں
(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، ہندلی صاحب!

تحریک التوائے کار نمبر103/8اور نشان زدہ سوال نمبر2012کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری طاہر محمود ہندلی(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Adjournment Motion 103/08 moved by Sheikh Alau-ud-din MPA PP-181 and Question No 2012 asked by Mr Muhammad Naveed Anjum MPA PP-145

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion 103/08 moved by Sheikh Alau-ud-din MPA PP-181 and Question No 2012 asked by Mr Muhammad Naveed Anjum MPA PP-145

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion 103/08 moved by Sheikh Alau-ud-din MPA PP-181 and Question No 2012 asked by Mr Muhammad Naveed Anjum MPA PP-145

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، محترمہ!

نشان زدہ سوال نمبر 3435,2481 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ

"سوال نمبر 2481، 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"سوال نمبر 2481، 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"سوال نمبر 2481، 3435 اور 3436 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں ہائیکورٹ بنچ کے قیام کے حوالے سے اپنی submissions عرض کر رہا ہوں کہ سرگودھا کو 1960 میں ڈویژن بنایا گیا۔ سرگودھا ڈویژن کی ایک کروڑ کی آبادی اور یہاں کے چار اضلاع۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں، کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ آپ طریق کار پڑھیں اور کوئی قرارداد لائیں اور طریق کار کو follow کریں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! اس وقت سرگودھا ڈویژن کی ایک کروڑ عوام اس محرومی کا شکار ہے کہ پچاس سال سے آج تک ہائیکورٹ بنچ کا انعقاد نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تقریر نہیں کر سکتے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ قانون کو پڑھیں اور اس کے مطابق کوئی تحریک یا قرارداد لے کر آئیں۔ جی، منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پچھلے تین ماہ سے سرگودھا میں ہر روز وکلاء کی ہڑتالیں ہو رہی ہیں، وہاں لوگوں کے کام رکے ہوئے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس پر ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے جو یہ دیکھے کہ سرگودھا میں ہائیکورٹ بنچ کی ضرورت ہے یا نہیں ہے اگر ضرورت ہے تو اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میری بات سنیں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ واقعی اس معاملے پر اسمبلی کوئی کارروائی کرے تو پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی کارروائی نہیں ہونی۔ آپ رولز پڑھ لیں اور اس کے مطابق آپ تحریک لے کر آئیں اور وزیر قانون صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور قرارداد لے کر آئیں تو پھر اس پر بات ہو جائے گی۔ اگر آپ صرف میڈیا کی خبر بنانا چاہتے ہیں تو آپ کی خبر بن چکی ہے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہم اخبار کی خبر نہیں بنانا چاہتے۔ ہماری submission یہ ہے کہ سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ کے بنچ کی اشد ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے لئے proper procedure adopt کریں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میں نے تحریری قرارداد پیش کی ہے جو ریکارڈ میں موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی بات ہو چکی ہے پلیز تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے پرویز رفیق صاحب نے کہا تھا ابھی میں ان کو ٹائم دیتا ہوں۔ ان کے بعد محترمہ سیمل کامران صاحبہ بولیں گی۔

پوائنٹ آف آرڈر
آئین کی دفعہ 295بی اور سی کے غلط استعمال کے حوالے سے قرارداد ایوان میں پیش کرنے کا مطالبہ

جناب پرویز رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کا، آپ کا as a Chair اس معزز ایوان کے اختیار کا اور حکومت کے پریشر کی وضاحت چاہتا ہوں۔ میں نے اس ہاؤس میں صوبے کے عوام سے متعلقہ ایک قرارداد اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی تھی تو سپیکر صاحب نے مجھے اور معزز لاء منسٹر رانا ثناء اللہ صاحب سے کہا کہ بات کر لیں۔ رانا صاحب نے ایک دو آدمیوں کو consult کیا تھا تو اُس وقت میں نے گزارش کی کہ اگر یہ قرارداد ہاؤس میں reject بھی ہو جاتی ہے جو 295 B,C کے قانون کے غلط استعمال کے حوالہ سے ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کا بھی اس پر مکمل اتفاق ہے۔ میں اس صوبے کی آپ کو تاریخ بتادوں کیونکہ یہ بھی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی قرارداد پر کیا فیصلہ ہوا تھا؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اس قرارداد پر رانا ثناء اللہ صاحب نے سپیکر صاحب کے چیمبر میں مجھے threat کیا تھا کہ میں نہیں ہونے دوں گا آپ جو مرضی کر لیں۔ (شیم، شیم)
انہوں نے کہا کہ reject ہو جائے گی جس پر میں نے کہا کہ reject بھی ہو جائے تو کوئی بات نہیں اس لئے انہوں نے مجھے threat کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہم لاشیں اٹھا رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے گوجرہ میں کہا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرویز رفیق صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں اور پہلے ذرا میری بات سن لیں۔ یہ قراردادیں پاس کرنا اور اسمبلی میں لے کر آنا سپیکر آفس کے پاس power ہے۔ اگر آپ کی قرارداد پر کوئی فیصلہ کیا گیا تو سپیکر آفس ہی کرے گا۔ آپ اس کو سیاسی issue نہ بنائیں۔ آپ میرے پاس میرے چیمبر میں آئیں، ہم اُس قرارداد کو دیکھتے ہیں اگر وہ in order ہوئی تو میں بالکل اُس کو ہاؤس میں لے کر آؤں گا اور اگر وہ in order نہ ہوئی تو میں یہاں پر ہی آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہ ہاؤس میں نہیں آئے گی لہذا آپ تشریف رکھیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری پہلے گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ یہ ایک غلط tradition ہے کہ آپ اپنی قرار دادیں لانے کے حوالے سے Rules of Procedure کو follow نہ کریں اور یہاں آکر on the floor of the House بات شروع کر دیں۔ آپ میرے پاس آئیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں نے procedure follow کیا ہے لیکن اب میں آپ کو بالکل fresh بتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ قرار داد میرے پاس لے کر آئیں پھر ہم دیکھیں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے مجھے threat کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میرے پاس آئیں let me watch it

جناب پرویز رفیق: میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے لاء منسٹر صاحب نے threat کیا تھا۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .No cross talk پلیز آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ سچ بول رہا ہے۔ آپ کو اُس کی سچائی سننی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اللہ کے فضل سے ہم سچ بولتے بھی ہیں اور سچ پر عمل کرنا بھی جانتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب کو بات کر لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے جو بات کی ہے اس پر میں سمجھتا ہوں کہ انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے پرویز رفیق صاحب اور مسیحی برادری کا بھی بے پناہ احترام ہے کیونکہ یہ سب ہمارے بھائی ہیں بلکہ سب اسی دھرتی کے سپوت ہیں خواہ وہ مسلمان ہوں، عیسائی ہوں یا ہندو ہوں۔ ان تمام اقلیتوں کے یکساں حقوق ہیں اور انہیں constitutional guarantee بھی ہے۔ اب معاملہ صرف یہ ہے کہ قانون 295 C کے حوالے سے میرے بھائی قرار داد لانا چاہتے تھے تو میں نے ان سے صرف اس لئے گزارش کی کہ اس سے پہلے نور نیازی صاحب اس سلسلے میں قرار داد لانا چاہتے تھے کیونکہ یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے اور اس میں مذہبی جذبات کے ابھرنے کا خدشہ ہے خاص طور پر اس وقت محرم کا عشرہ چل رہا ہے اس لئے میں نے نور نیازی صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ آپ اس قرار داد کو نہ لائیں کیونکہ اس کو لانے سے ہمارے اقلیتی اور مسیحی بھائیوں کے جذبات مجروح ہوں گے اس لئے آپ اس نازک مسئلے میں ہاؤس کو involve نہ کریں لیکن

انفرادی طور پر بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔ اس بات کا سب کو علم ہے کہ نور نیازی صاحب کو ہم نے قرارداد لانے سے روکا۔ اسی مثال کو پیش کرتے ہوئے میں نے پرویز رفیق صاحب سے کہا تھا کہ آپ اگر اس پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں لیکن آپ سے request ہے کہ قرارداد نہ لائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ہاؤس اور مذہبی رواداری جو پورے معاشرے، صوبے اور ملک میں پائی جاتی ہے اُس کو ملحوظ خاطر رکھ کر میں نے یہ بات کی تھی لہذا باقی قراردادیں بالکل سپیکر آفس سے ہو کر آتی ہیں اور کبھی بھی کسی پر کوئی اعتراض نہیں کیا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہے لہذا وہ اپنی غلط فہمی کو اپنی پوری کمیونٹی تک extend نہ کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے تو اُس سے بہتر میرے خیال میں آپ نے پہلے بات کر دی تھی کہ آپ ان کو بھی بلا لیں، نور نیازی صاحب کو بھی بلا لیں اور مل بیٹھ کر فیصلہ کر لیں۔ اگر اُن کی طرف سے قرارداد آ جائے یا یہ لانا چاہیں تو لے آئیں لیکن میرے خیال میں آپ جو فیصلہ کریں گے تو میں اپنے معزز بھائی سے بھی کہوں گا کہ وہ انتظار کریں کیونکہ سب لوگوں کے جذبات کی ترجمانی ہونی چاہئے۔ لاء منسٹر صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے بلکہ میرے سامنے لاء منسٹر صاحب اور ہم سب نے نور نیازی صاحب سے request کی تھی کہ آپ اس انتہائی حساس مسئلے پر یہاں پر بات نہ کریں کیونکہ دوسری طرف سے بھی بات آئے گی۔ اگر یہ قرارداد لانا چاہتے ہیں تو دونوں طرف سے آ جائے ورنہ آپ جو فیصلہ کریں گے وہ سب کو قبول ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پہلے معزز ممبران سے یہ بات کر دوں کہ سپیکر آفس independent اور neutral ہوتا ہے بلکہ معذرت کے ساتھ میں کہوں گا کہ یہ گورنمنٹ کی منشاء پر نہیں چلتا۔ سپیکر آفس اپنے فیصلے خود کرتا ہے اگر رولز کی اجازت دیں گے تو بالکل ہم اس کو دیکھ کر پیش کرنے کی اجازت بھی دیں گے۔ اس پر ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ گورنمنٹ کی منشاء کیا ہے بلکہ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ رولز کیا کہتے ہیں اور سپیکر صاحب کے اختیارات کیا ہیں اُس کے مطابق فیصلہ ہو گا۔ اس حوالے سے ہاؤس بالکل اعتبار رکھے اسی کے مطابق ہی ہم فیصلہ کریں گے۔ جی، خواجہ اسلام صاحب کھڑے ہیں وہ بول لیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے ابھی یہاں پر جو بات کی ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بعد بھی جو آتا ہے آپ اسے بھی ٹائم دے دیتے ہیں اور جو میرے سے پہلے تھے انہیں بھی آپ نے بولنے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس جس نے بھی floor مانگا ہوا ہے میں نے اُن کے نام لکھے ہوئے ہیں اور میں آپ کو بھی floor دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ آپ صرف اتنا بتا دیں کہ ان سے پہلے میں نے پوائنٹ آف آرڈر لیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اُس کے بعد آپ ہاؤس سے باہر چلے گئے تھے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے میرے آنے کے بعد ان کو ٹائم دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! اصل میں یہ خود سوزی کی تیاری کر رہے ہیں اس لئے انہیں یہ پریشانی ہے۔ بات یہ ہے کہ میرے معزز بھائی نے جو بات کی ہے مجھے افسوس اس بات پر ہوا ہے کہ تھوڑی دیر پہلے کی بات ہے کہ گوجرہ میں رانا ثناء اللہ نے جس محبت اور dedication کے ساتھ جدوجہد کر کے مسیحی کمیونٹی کو وہاں پر accommodate کیا اس حوالے سے پوری مسیحی کمیونٹی نے وہاں پر بینرز اور فلیکس لگائے ہوئے ہیں جو ابھی تک میلے نہیں ہوئے۔ وہاں پر مسیحائے کرسچئن اور اس طرح کے بہت سے الفاظ ان کے بارے میں لکھے ہوئے ہیں۔ ابھی دس دن ہی نہیں گزرے تو معزز ممبر نے یہ بات کر دی ہے۔ میری یہ request ہے کہ یہ اپنی ذاتی بات کو پوری کمیونٹی پر مسلط نہ کریں کیونکہ پوری مسیحی کمیونٹی جانتی ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب کس محبت سے انہیں accommodate کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ میں خواجہ صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پرویز رفیق صاحب! اب بات ہو چکی ہے اور سینئر منسٹر نے بھی بات کر لی ہے۔

جناب پرویز رفیق: میں اُس پر بات نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! گوجرہ میں راناصاحب کا اتنا اچھا کردار تھا جس پر میں ان کو اور وزیراعلیٰ صاحب کو سراہتا ہوں۔ میں نے جو قرارداد دی تھی تو وزیراعلیٰ صاحب کی پریس میں سٹیٹمنٹ تھی کہ اِس کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے ہم حکومتی سطح پر جو بھی کر سکتے ہیں کریں گے۔ میری قرارداد وزیراعلیٰ صاحب کی اُس سٹیٹمنٹ سے related ہے کہ غلط استعمال کو روکنے کے لئے ہم مناسب قانون سازی کریں گے اور وفاقی حکومت سے سفارش کریں گے۔ میں نے راناصاحب یا وزیراعلیٰ صاحب کے حوالے سے بات نہیں کی بلکہ ہم اُن کے بیان کی روشنی میں قرارداد لے کر آئے تھے جس کو reject کر دیا گیا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں باری باری سب کو ٹائم دوں گا لیکن ساتھ ساتھ میں نے ہاؤس کی کارروائی بھی چلانی ہے۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! میری قرارداد باقاعدہ ایجنڈے پر موجود تھی تو پھر کیوں نہیں آئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، یہ طریقہ نہیں ہے۔ اتنا زیادہ business پڑا ہوا ہے let me go through the business آپ نے اگر وہ قرارداد لے کر آنی ہے تو لے آئیں جسے میں out of order لوں گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! کل سارا دن میں یہاں پر موجود تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اُس کو پھر دوبارہ لے آئیں۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: ٹھیک ہے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں لے آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ بات کر لیں اور باقی دوستوں نے بھی ٹائم مانگا ہوا ہے اس لئے میں سب کو ٹائم دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے تو ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Let the Chair decide پلیز تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے معزز ممبران نے سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ بنچ کے لئے اس ایوان میں بات کی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پھر وہی بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! آپ بھی چونکہ وکلاء برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور سرگودھا ڈویژن کی پوری وکلاء برادری ہڑتال پر ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا current issue ہے۔ بھکر سے 200 کلو میٹر تو صرف سرگودھا کا فاصلہ ہے اور پھر یہاں سے 150/200 کلو میٹر لاہور کا فاصلہ ہے تو ایک آدمی بھکر سے آٹھ گھنٹے میں لاہور پہنچتا ہے اور آپ یقین کریں کہ وہاں پر اتنے مسائل بن چکے ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھلوں صاحب! آپ کی بات آ گئی اور آپ کا پوائنٹ رجسٹرڈ ہو گیا لہذا آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

تعلیمی شعبہ میں بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے ایوان میں بنائی گئی کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے اور آر جی ایس ٹی کے حوالے سے بلا باری قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں دو گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو اسمبلی کے باہر پروفیسرز اور ٹیچنگ کے پیشے سے تعلق رکھنے والے معزز افراد مکمل طور پر احتجاج پر ہیں اور شاید ان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی شامل ہوئے ہیں تو اسمبلی کے اندر کوئی آ سکتا ہے اور نہ باہر جا سکتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی Chair کی طرف سے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس میں ہماری معزز ممبر بھی شامل تھی اور ان کے ساتھ negotiation ہوئی تھی کہ

انہیں کسی منطقی نتیجے تک پہنچانے کے لئے اسمبلی کے اندر کوئی بات کی جائے گی۔ غالباً اس پر کوئی بات نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس وقت ان کا احتجاج اشتعال کی حدوں کو چھو رہا ہے۔ میری ایک تو یہ درخواست ہو گی کہ اس وقت لاء منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں یا جس کی بھی آپ ڈیوٹی لگائیں کہ وہاں باہر جا کر انہیں بتائے کہ جس کمیٹی نے کام کیا اور جس کے ساتھ ان کے پروفیسرز ڈاکٹر یا دوسرے ساتھیوں نے جو کام کیا تھا اس پر کوئی کام ہو رہا ہے یا نہیں اس بارے میں انہیں بتایا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے پر مفاد عامہ کی قراردادوں میں سے ایک ہماری بھی قرارداد تھی، جس دن اجلاس شروع ہوا تو میں نے اس دن یہاں پر کھڑے ہو کر آپ کے حضور عرض کیا تھا کہ میری یہ مفاد عامہ کی قرارداد ہے جسے out of turn لیا جائے۔ یہاں پر چھوٹی چھوٹی عام سی بھی ہم نے out of turn لی ہیں اور ادھر سے بھی لی جاتی ہیں تو مجھے لاء منسٹر صاحب کی طرف سے یہ کہا گیا تھا کہ منگل کے دن آپ کی قرارداد آ رہی ہے تو آپ کی پارٹی کا کوئی بھی ممبر اسے لے لے۔ ہم نے اس میں اپنا ایک اظہار کرنا ہوتا ہے اور وہ House کی طرف سے جانا ہوتا ہے۔ یہ ایک قرارداد پورے ایوان کی recommendation ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ RGST کے بارے میں قرارداد تھی اور اب بھی موجود ہے اور یہاں پر RGST کو ہمارے چیف ایگزیکٹو بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ اسے ناپسند کرتے ہیں اور دونوں پارٹیاں کہہ رہی ہیں کہ ہم اسے ناپسند کرتے ہیں، ہم نے اسے پیش کیا ہے اور یہ خود اسے own کرتے ہیں تو اسے آج out of turn ہمیں پیش کرنے کی اجازت دی جائے جو کہ دو سطری اور چند لفظی قرارداد ہے تاکہ ہم عوام پر مہنگائی کا بوجھ اور ان کی کھال اتارنے کے لئے لائے جانے والے بل کے لئے ہم اپنی sense دے سکیں اور اپنا اظہار کر سکیں کہ اس ایوان کے 371 ممبران اسے ناپسند کرتے ہیں۔ یہ میری استدعا ہے کہ RGST کے خلاف اسے out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے قرارداد پیش کرنے کی بات کی ہے تو خود لیڈر آف دی اپوزیشن نے سپیکر چیمبر میں بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر یہ بات طے کی ہوئی ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن، سینئر منسٹر as پارلیمانی لیڈر پیپلز پارٹی اور PML(N) کی طرف سے میں، اگر تینوں لوگ متفق نہ ہوں تو کوئی قرارداد out of turn نہیں لی جا سکتی۔ میں اس سلسلے میں neutral ہوں، سینئر منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف فیصلہ کر لیں اور اگر

یہ consensus کے ساتھ out of turn لانا چاہتے ہیں تو بے شک لے آئیں لیکن اس کے لئے انہیں سینئر منسٹر صاحب کو on board لینا ہوگا اور اگر وہ on board نہیں ہوتے تو پھر یہ out of turn نہیں لاسکتے۔ یہ باقاعدہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر ان کا اپنا فیصلہ ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا point انہوں نے فرمایا ہے کہ اسمبلی کے باہر سٹوڈنٹ یا پروفیسرز صاحبان احتجاج کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آج سے تین چار ماہ پہلے بھی معزز ایوان کا اجلاس ہو رہا تھا تو یہ احتجاج ہوا تھا اور اپوزیشن کی آمنہ الفت صاحبہ نے یہ معاملہ ایوان کے اندر اٹھایا اور Chair نے ایک کمیٹی بنائی کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کریں۔ میں اس کمیٹی میں شامل تھا اور ہم نے دو دن ساتھ بیٹھ کر ان کے ساتھ کافی دیر تک discussion کی اور بالآخر ہم ایک نتیجے پر پہنچے۔ تقریباً ان کی پانچ reservations تھیں جن کے متعلق انہوں نے کہا کہ آپ انہیں settle کر دیں تو اس کے بعد بورڈ آف گورنرز پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ معاملہ جب settle ہو گیا تو اس کے بعد انہوں نے مجھے وہ لسٹ فراہم کرنی تھی جس میں ان کے بقول ہمارے خلاف انتقامی کارروائیاں ہوئی ہیں تاکہ ان کو واپس لیا جائے اور اس کے بعد باقی چیزوں پر عمل ہو۔ ہمارے ساتھ یہ بات طے کرنے کے بعد وہ ملتان ہائیکورٹ میں چلے گئے اور وہاں سے stay لے لیا۔ جب انہیں ملتان ہائیکورٹ بنچ سے stay مل گیا تو انہوں نے ہمارے ساتھ رابطہ کرنا اور ہماری بات سننے سے انکار کر دیا۔ اب ملتان ہائیکورٹ نے ان کا پورا case سننے کے بعد ان کی پٹیشن خارج کر دی ہے تو اب وہ پھر طلبا کو ورغلا کر سڑکوں پر لے آئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ عمل درست نہیں ہے۔ کمیٹی پہلے سے قائم ہے، قائد حزب اختلاف سے اگر ان کا رابطہ ہوا تو یہ ان سے بات کریں اور انہیں کمیٹی کے ساتھ بٹھائیں۔ جہاں سے وہ چھوڑ کر ملتان ہائیکورٹ بنچ میں stay لینے گئے تھے تو وہیں سے آئیں اور بیٹھ کر ہمارے ساتھ بات کریں تو ان کے جائز مطالبات اور demands پر بات کرنے اور انہیں تسلیم کرنے کے لئے حکومت تیار ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جو issue چل رہا ہے تو میری استدعا ہے کہ جب تک قائد حزب اختلاف کا issue چل رہا ہے تو اگر اسے کوئی اور میرا ساتھی لینا چاہے تو یہ میرا right ہے---

(اس مرحلہ پر کئی ایک حکومتی ممبران پوائنٹ آف آرڈر پکارنے لگے)

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ قائد حزب اختلاف کا موقف سن لیں اور آپ تشریف رکھیں This is no way قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں تو ان کی بات سنی جائے۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس وقت لاء منسٹر صاحب نے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی negotiation کے بارے میں ارشاد فرمایا تو میں اس بات سے انکاری نہیں ہوں کہ میٹنگ ہوئی یا جو کچھ ہوا لیکن یہ negotiation کا عمل جاری رہنا چاہئے تھا۔ اس وقت اسمبلی کا گیٹ بند ہے اور اسمبلی محاصرے میں ہے اور ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو میرا کہنے کا مطلب ہے کہ پولیس کی اتنی نفری تعینات ہے تو کسی کو بلایا جائے اور آپ اس صورتحال کو سمجھیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ سکیورٹی پولیس کہاں ہے اس بارے میں بھی دیکھا جائے۔ لاء منسٹر صاحب نے قرارداد کو out of turn لینے کے حوالے سے دو باتیں کی ہیں۔ ایک تو انہوں نے آج on the floor of the House یہ طے کر دیا ہے کہ out of turn وہی لی جائے گی جس پر ہم تینوں متفق ہوں گے۔ پہلے اس پر practice نہیں ہوتی رہی لیکن میں اسے accept اور own کرتا ہوں کہ اگر کوئی اچھی tradition ہونے کو جارہی ہے۔ اسی سیشن اور اس سے پچھلے سیشن کی مثالیں لا سکتا ہوں کہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا اور قراردادیں یہاں پر out of turn لائی گئی ہیں لیکن میں اسے بھی چھوڑتا ہوں۔ اگر آپ پسند فرمائیں گے تو میں صرف ریکارڈ کے لئے آپ کو پیش کروں گا کہ قطعاً مجھ سے نہیں پوچھا گیا اور قراردادیں out of turn آئی ہیں لیکن آج یہ set ہو گیا اور آپ کی خاموشی ہم ruling کے طور پر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ میں اس سلسلے میں neutral ہوں اور آپ سینئر منسٹر صاحب سے پوچھ لیں۔ میں سینئر منسٹر صاحب کی اپنی رائے دینے سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ neutral نام کی کوئی چیز سیاست میں نہیں ہوتی۔ آپ ادھر ہوتے ہیں یا ادھر ہوتے ہیں۔ آپ اپنی رائے کا اظہار فرما دیں کہ آپ اس کو اس کے خلاف دینے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟ پھر اس کے بعد میں چاہوں گا کہ سینئر منسٹر صاحب جو بھی کہیں گے اگر یہ نہیں چاہیں گے اور متفق نہیں ہوں گے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم نے اپنا اظہار کر دیا ہے اور میری اپنی پارٹی کا منشور اور لائن یہ ہے کہ ہم RGST کو لاگو نہیں ہونے دیں گے کیونکہ یہ عوام کی کھال اتارنے کے مترادف ہے اور میری درخواست ہے کہ لاء منسٹر صاحب اس پر neutral نہ رہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے وہ قرارداد کو out of turn لانے کی ہے کہ اگر یہ دونوں صاحبان ایک بات پر متفق ہو جاتے ہیں تو پھر اگر میں اختلاف بھی کروں گا تو وہ پھر بھی out of turn آجائے گی اور اگر اتفاق کروں گا تو بھی آجائے گی لیکن جہاں تک قرارداد کا معاملہ ہے تو قرارداد پر میں نے اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا بلکہ اس پر میرا ایک تحفظ ہے کہ یہ وفاقی سطح کا معاملہ ہے۔ قائد حزب اختلاف کی جماعت (ق) لیگ کو وفاق میں نمائندگی حاصل ہے اور یہ وہاں پر Resolution لا سکتے ہیں اور وہاں پر اس RGST کی مخالفت بھی کر سکتے ہیں۔ ان کی جماعت نے سینیٹ میں RGST کو قومی اسمبلی کو refer کرنے میں انتہائی غلط کردار ادا کیا اور اب اس غلط کردار کو اگر وہ دھونا چاہتے ہیں تو قومی اسمبلی میں قرارداد لائیں یہاں پر قرارداد لانا off track حربہ ہے جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ یہ دو نمبری ہے تو میں اس دو نمبری کے ساتھ نہیں ہوں باقی اس RGST کے ہم خلاف ہیں اور اس کی مخالفت on the floor of the National Assembly پر بھی کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: علی نور خان نیازی صاحب! قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں اور ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس قرارداد کے ذریعے ہم نے اپنی رائے کا اظہار کرنا تھا کہ ہم اس کو پسند نہیں کرتے اس کے بعد میں اور میڈیا بھی جان گیا ہے کہ لاء منسٹر صاحب کی پارٹی کا کیا عندیہ ہے۔ اب انہوں نے یہ فرمادیا کہ اگر پیپلز پارٹی کے سینئر منسٹر صاحب اس سے اتفاق کریں گے تو وہ اس کے آڑے نہیں آئیں گے تو میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کی خواہش کے مطابق وہ اپنی رائے کا اظہار فرمادیں کہ یہ قرارداد out of turn لی جانی چاہئے یا نہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بغل میں چھری منہ میں رام رام والی بات ہے۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk, no cross talk.

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں، بڑی دیر سے وہ پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہے ہیں پہلے میں ان کی بات سن لوں۔ جی، علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

تعلیمی اداروں کے طلباء وملازمین کے احتجاجی جلوس کا اسمبلی کے گیٹ پر حملہ اور توڑ پھوڑ کرنا

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! میں بڑے اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ابھی ہم باہر کھڑے ہوئے تھے کہ باہر سے کوئی جلوس آیا جس نے ڈنڈوں کے ساتھ ہماری اسمبلی کے گیٹ تک پہنچ کر توڑ پھوڑ کی ہے وہاں پر بہت سے صحافیوں کو مارا پیٹا ہے اور اسمبلی سٹاف جو وہاں پر کھڑا ہوا تھا انہیں بھی مارا ہے۔ اس وقت بھی ہماری اسمبلی کے گیٹ کے سامنے سو ڈیڑھ سو کے قریب لڑکے کھڑے ہیں اور وہ گاڑیاں توڑ رہے ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہماری اسمبلی کے گیٹ تک وہ تمام جلوس پہنچا ہے، میں لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس چیز کا ذرا نوٹس لیں کیونکہ اس وقت بھی ہماری اسمبلی کا لان میدان جنگ بنا ہوا ہے اور جو پولیس ارکان سکیورٹی پر مامور تھے میرا خیال ہے کہ ان کے خلاف سخت نوٹس لینا چاہئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس میں حکومت کا failure ہے۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk.

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس بات کا فوری طور پر نوٹس لیں کیونکہ باہر میدان جنگ بنا ہوا ہے اور ہماری اسمبلی کے دروازے پر یہ ساری جنگ ہو رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس بات کی طرف پہلے قائد حزب اختلاف اور اب علی حیدر نور خان نیازی صاحب نے نشاندہی کی ہے تو دراصل معاملہ یہ ہے کہ اس جلوس میں ان کی پشت پر کچھ شر پسند لوگ ہیں جو اپنے مفادات کی خاطر ہمارے بچوں اور بیٹوں کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان students کو ورغلایا گیا تھا، سکیورٹی فورسز نے restrain سے کام لیا کہ یہ بچے ہیں ان کے ساتھ پہلے انہوں سختی سے کام نہیں لیا لیکن جس کی وجہ سے وہ آ گئے آئے۔ اب ان کے خلاف ایکشن لیا جا رہا ہے اور اس معاملے میں جو لوگ بھی ملوث پائے جائیں گے ان کے خلاف

سخت کارروائی کی جائے گی اور ان کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سکیورٹی فورسز نے restrain سے کام لیا ہے اور وہ بھی آخر قوم کے بچے ہیں اگر انہوں نے کسی کے ورغلانے میں آ کر قانون کو ہاتھ میں لیا ہے تو اس کی قانون کے مطابق جو بھی سزا بنتی ہے انشاء اللہ ان کو دیں گے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف عباس سیال صاحب!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب "ہنوز دِلّی دور است" اور محمد شاہ رنگیلے والی بات کر رہے ہیں جو علی نور خان نیازی صاحب نے کہا ہے کہ جلوس آیا ہے اور اسمبلی کے اندر داخل ہو گیا ہے اس نے لاٹھیاں چلائی ہیں، شیشے توڑے ہیں، گاڑیاں توڑ رہے ہیں اور لاء اینڈ آرڈر کا یہاں پر اتنا فقدان ہے کہ لاء منسٹر صاحب کو اتنی توفیق نہیں ہے کہ باہر تشریف لے جائیں اور متعلقہ ڈی پی او اور آر پی او سے بات کریں کہ اگر اسمبلی کے ممبران کا تحفظ نہیں ہے تو عوام کا تحفظ کیسے کریں گے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ بچے ورغلائے جا رہے ہیں جلوس تو اندر آ گیا ہے، یہ "ہنوز دِلّی دور است" والی بات ہے اور اس کا پولیس نے کیا تحفظ کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نجف عباس سیال صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ابھی باہر تشریف لے جائیں جن لوگوں نے وہاں پر ہنگامہ آرائی کی انہیں اسمبلی بلڈنگ سے باہر کر دیا گیا ہے اور ان میں سے کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہو گی اور اس وقت باہر کوئی اس قسم کی بات نہیں ہے جس کا وہ حوالہ دے رہے ہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! جب یہ ساری کارروائی ہو رہی تھی تو اس وقت انتظامیہ کہاں تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بات ہو گئی ہے۔ اب راجہ صاحب کو respond کرنے دیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج اگر آپ نے مجھے بات نہیں کرنے دینی تو مجھے بتا دیں۔ میں صبح سے انتظار میں بیٹھا ہوا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کو بالکل بات کرنے دینی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پھر کیسے کرنے دینی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے یہ بات کر لیں پھر میں آپ کو بھی floor دوں گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ میری قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش ہو گی کیونکہ یہ جس بات پر قرارداد لانا چاہتے ہیں یہ ایک وفاقی مسئلہ ہے اور اس میں ان کی جماعت کی نمائندگی وہاں پر موجود ہے، سینیٹ میں بھی یہ موجود تھے اور قومی اسمبلی میں بھی ان کی نمائندگی موجود ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اس کو out of turn لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ وفاقی اور قومی اسمبلی کا مسئلہ ہے وہاں پر یہ اس پر بات کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اس کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں انہوں نے اپنا point of view دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے چونکہ اس پر commit کیا ہے اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے دونوں ساتھیوں نے اس قرارداد کے لئے حامی نہیں بھری تو میں خاموش ہوں لیکن میں یہ ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ قرارداد کسی کا بھی preview ہو اور preview ان کا ہوتا ہے، گندم انہوں نے بیچنی تھی اور قرارداد یہاں سے بھیجی گئی تھی۔ اب یہ قرارداد بھیجنی تھی کہ جس کے ذریعے ہم نے اپنے پنجاب کے لوگوں کی رائے کا اظہار کرنا تھا اور یہ بے ضرر سی چیز ہے کہ اگر ان کو قرارداد بھی پیش کرنے کی جرات نہیں ہے لیکن ہماری قرارداد ریکارڈ پر موجود ہے اور ہم اس پر اصرار کرتے رہیں گے کہ kindly اس کو out of turn لینے کی اجازت دی جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں اور سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر 36 چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب کی ہے۔ یہ 03/12/2010 کو move ہوئی تھی اس کا جواب آج تک کے لئے pending کیا گیا تھا۔

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے پری آپریٹو وارڈ کے میڈیکل آفیسر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 36 کا جواب موصول ہو چکا ہے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تحریک استحقاق نمبر 36 استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔اس کے بعد رائے اعجاز حسین صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 37 ہے۔

ڈی او(آر) فیصل آباد کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 37 کا جواب بھی موصول ہو چکا ہے اور اسے بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! آپ کی تحریک بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔اس کے بعد جناب طاہر نوید صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 38 ہے اور یہ بھی آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر! تحریک اسحقاق نمبر 38 کا جواب بھی موصول ہو چکا ہے اسے بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

ڈی ایس پی سرگودھا کا ساتھیوں کے ہمراہ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرنا اور معزز ممبر اسمبلی کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرنا

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تحریک استحقاق نمبر 38 بھی استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔اب تحاریک استحقاقات ختم ہو گئی ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر صاحب! حسن مرتضیٰ صاحب کے بعد میں آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کل ہاؤس میں گزارش کی تھی۔ میں نے گنے کے متعلق مسائل بتائے تھے اور منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ آج میں یہاں ہاؤس میں جواب دوں گا لیکن جب تک وہ بیٹھے رہے ہیں۔ میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ آپ مجھے ٹائم دیں اور میں ان سے پوچھ سکوں لیکن شاید یہ بھی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہوا تھا کہ جب آپ چلے جائیں گے تو ان کو ٹائم دوں گا اور اب وہ چلے گئے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ انہیں واپس بلائیں اور انہیں کہیں کہ وہ یہاں جواب دیں اور رانا صاحب چاہتے ہیں کہ میں بالکل جواب ہی دے دوں، میں نے کام کروانا ہے جواب نہیں لینا تو مہربانی کریں اور میرا مسئلہ ان سے حل کروائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر محنت وانسانی وسائل جناب محمد اشرف خان سوہنا
واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا حسن مرتضیٰ صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے کل خودسوزی کی بات کی تھی اور اس بارے میں بعد میں ہمیں کوئی پتا نہیں چلا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! حکومت کا جو ارادہ ہے وہ تو آپ کے سامنے آگیا ہے کہ انہیں پنجاب کی عوام سے نہیں میری خودسوزی سے خوشی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو مجھے نظر آیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ ارادہ کریں اور پٹرول وہ دیں گے۔(قہقہے)
جی، محمد اشرف سوہنا صاحب! آپ اس پر کوئی بات کرنا پسند کریں گے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے کل سے میری دوڑ لگوائی ہوئی ہے۔ میں اسمبلی میں جدھر بھی ہوتا ہوں یہ وہاں کھڑے ہوتے ہیں تو میں ہاؤس کی طرف بھاگتا ہوں کل انہوں نے ایک issue کا ذکر کیا تھا کہ کسی مل کو favour دینے کے لئے

ان کے ضلع میں ایک گنا تولنے والے پرائیویٹ کنڈے کو بند کر دیا گیا ہے تو ان کو معلوم ہے کہ ایک گھنٹہ کے بعد اس کنڈے نے دوبارہ کام کرنا شروع کر دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کنڈے نے کام شروع کر دیا ہے اور آپ کو معلوم بھی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! تمام کنڈے جو وزن کرتے ہیں وہ سب کو دھمکیاں دے رہے ہیں کہ ہم نے بند کرنا ہے اور کل بھی منسٹر صاحب کو پتا ہے کہ انہوں نے ایک ہفتے کے لئے مشروط کھولا ہے کہ ہمیں اجازت چاہئے۔ کس چیز کی اجازت؟ وہ کہتے ہیں کہ اجازت ہو تو ہم چلانے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن مرتضیٰ صاحب! جو آپ نے سوال کیا ہے اس کا جواب آ گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جسے آپ جواب کہہ رہے ہیں یہ جواب کا مسئلہ نہیں ہے، یہ ہماری روزی کا مسئلہ ہے اور وہاں پر ہمیں روزان چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مشروط طور پر جب تک سیشن چلتا رہے گا اس کے بعد وہ ختم ہو جائے گا۔ میں نے انہیں کل بھی درخواست کی تھی کہ آپ انہیں یہاں بلا لیں یا وہ میٹنگ کر لیں۔ ہمیں بتائیں کہ ہمیں اس چیز کی اجازت چاہئے، کوئی چیز written تو دے دیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ایک زمیندار وزن کروائے بغیر ہی مل میں گنا لے کر جائے؟ ہم چاہتے ہیں کہ ہم گنے کا وزن پرائیویٹ کروائیں اس کے بعد ہم مل میں لے جائیں اگر مل والے ہماری کٹوتی کرتے ہیں تو ہمارے پاس ریکارڈ تو ہو۔ سو، ڈیڑھ سو من ایک ٹرالے سے اُتار لیا جاتا ہے۔ غریب کسان لٹ رہے ہیں آپ کیوں انہیں ان سرمایہ داروں کے ہاتھوں لٹوا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ آپ نے on the floor of the House ایک سوال کیا۔ اس کا on the floor of the House hon'able Minister نے جواب دے دیا کہ وہ کنڈا کھل گیا ہے اور اگر وہ بند ہوتا ہے تو آپ موجود ہیں، لاء منسٹر صاحب موجود ہیں، لیبر منسٹر موجود ہیں اس کو اسی وقت دیکھ لیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ملتے ہی نہیں۔ اجلاس کے آگے پیچھے کوئی وزیر ملتا ہے؟ آپ کیا کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے شیم، شیم کی نعرہ بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا! آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تشریف رکھ لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نجف سیال صاحب کھڑے ہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میرا حسن مرتضیٰ صاحب سے یہ سوال ہے کہ وہ کون سا اتنا زبردست مالک ہے جس کی وہ مل ہے جس پر کسی کسان کی سُنی جارہی اور نہ کوئی کنڈے والا سُن رہا ہے اس مل کے مالک کا نام بتائیں جہاں پر یہ ظلم ہو رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: "مدینہ شوگر مل" ہے۔ کوئی میاں رشید صاحب ان کے مالک ہیں۔ اب یہ جو کرنا چاہتے ہیں کرلیں۔ (قہقہے)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ سندھو صاحب! تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ابھی پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔ میں ساتھ ساتھ کام چلا رہا ہوں، ساتھ ساتھ میں نے تحریک التوائے کار announce کی ہوئی ہے۔ یہ 490/10 ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: on the floor of the House اس کی assurance آچکی ہے، تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: assurance کرادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کنڈا چلتا رہنا چاہئے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ابھی آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار 490/10 move ہو چکی ہے۔ یہ آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میں تحاریک التوائے کار چلا رہا ہوں۔ میں ابھی آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ فوزیہ بہرام صاحبہ! میں آپ کو floor دوں گا۔ آپ سے پہلے بھی موجود ہیں، میں باری باری سب کو بلا رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں آپ سے بہت دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر floor مانگ رہا تھا۔ جو ایجنڈے پر کام ہے وہ نہیں ہو رہا اور میں نے کچھ اور بھی عرض کرنا تھی۔ مجھے تو آپ نے ٹائم نہیں دیا، اب آپ دیکھ لیجئے جو آپ کا حکم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ مہربانی کر کے تحریک التوائے کار پر ہی رہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 490/10

پلاسٹک بوتل واٹر کو منرل واٹر کا نام دے کر ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنیوں کے علاوہ لوکل کمپنیوں کا عوام سے اربوں روپے بٹورنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار نمبر 490/10 ہے۔ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کی معاونت کے ساتھ ایک منصوبہ "صاف پانی سب کے لئے" کے نام سے شروع کیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت پنجاب کی کل 3464 یونین کونسلوں میں ایک ایک پلانٹ لگایا جائے گا۔ وفاقی حکومت نے اس منصوبے کی منظوری کے ساتھ فنڈز بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ ہر پلانٹ کی تنصیب کے لئے تمام یونین کونسلوں میں جگہ کا انتخاب کیا جا رہا ہے اور پانچ کوالیفائیڈ فرموں کو اس کام کا کنٹریکٹ دیا گیا ہے تو اس میں یہ کام in progress ہے اور اس میں جس مسئلے کی طرف شیخ صاحب نے توجہ دلائی ہے کہ لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے تو اس کے لئے یہ انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 2006 میں جو 147 پلانٹ لگے تھے وہ پندرہ دن میں خراب ہو گئے۔ میں نے اس میں detail دی ہے کہ امریکہ میں bottled water ban کر دیا ہے اور اس کی انہوں نے یہ وجہ بتائی کہ پانی انسان

کے لئے اللہ ربّ العالمین کی طرف سے تحفہ ہے اور اس پر بزنس نہیں ہو سکتا۔ میں نے اپنی Adjournment Motion میں یہی بات کہی ہے کہ کم از کم ان علاقوں کو منرل واٹر سے بچالیا جائے جہاں drinkable water available ہے تاکہ جو لوگ منرل واٹر کے حصول کے لئے اربوں روپیہ دے رہے ہیں، اس میں یقین کریں لوگوں کو جتنا لوٹا جارہا ہے، یہ سارے کا سارا فراڈ ہو رہا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں، آپ بھی باہر جاتے رہتے ہیں کہ پہلی دفعہ جب آپ کسی بھی ملک میں جاتے ہیں بتایا جاتا ہے کہ یہاں پانی drinkable ہے۔ یہ tap water drinkable ہے اور یہ نہیں ہے۔ اگر صرف پنجاب میں ان علاقوں کو specify کر دیا جائے، جیسے لاہور میں گلبرگ۔II اور III ہے وہاں کہہ دیا جائے کہ یہاں جو ہم پانی سپلائی کر رہے ہیں وہ drinkable ہے تو وہاں سے اربوں روپیہ بچے گا۔ سمن آباد ہے، مصری شاہ ہے سارا پانی ابھی گندا نہیں ہے لیکن یہ جو بزنس ہو رہا ہے صرف میری تحریک التوائے کار کا ایک پیرا پڑھ لیں میں نے اس میں facts and figures کے ساتھ بتایا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ صرف اس پر فوری طور پر کرلے۔ فلٹریشن پلانٹس جو ہیں وہ 15,20 لاکھ کا 80 لاکھ روپے میں دیا گیا اور آپ کو بھی علم ہے۔ میرے حلقے میں جو پلانٹ لگا تھا وہ پندرہ دِن چلا تھا اور بد قسمتی سے اس کا افتتاح بھی مجھ سے کروایا گیا تھا۔ میں بالکل سچ بول رہا ہوں اور میں اس کو بالکل ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اس کا افتتاح بھی میں نے کیا تھا۔ پندرہ دِن بعد لوگ میرے ڈیرے پر بالٹیاں لے کر آ گئے تھے "ہن تھے جائیے" تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی بھی 12۔ارب روپیہ اس وقت رکھا تھا اور 8۔ارب روپیہ پنجاب کا حصہ تھا جو کھایا پیا گیا۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ جو اللہ نے ہمیں صاف پانی دیا ہے وہاں کم از کم گورنمنٹ یہ کہہ دے کہ پنجاب کے یہ areas جو ہیں یہاں drinkable water ہے تاکہ یہ جو اربوں روپے کا bottled water بیچا جارہا ہے یہ ظلم عظیم ہو رہا ہے۔ بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ یہ تحریک التوائے کار ہے۔ گوندل صاحب! جب ٹائم ہو گا تو میں آپ کو floor دوں گا۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی یہ جو گورنمنٹ کی assurance آئی ہے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ صرف یہ کر دیں کہ جو گورنمنٹ کی regular advertisement آ رہی ہیں اس کے اندر لکھ دیا جائے کہ یہ یہ علاقے جو ہیں یہاں drinkable water available ہے، پانچ سال پہلے تک تو سب tap water پیتے تھے۔ آج اربوں روپے کا جو فراڈ ہو رہا ہے اور جو رجسٹرڈ

کمپنیاں ہیں وہ تو ٹھیک ہیں۔یہاں پر طوطا مار کہ پانی، کھوتا مار کہ پانی بالکل وہی فراڈ کیا جارہا ہے، نہر کا پانی بیچا جارہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میرے خیال میں یہ ایک اچھی suggestion ہے اس کو آپ دیکھیں اور اس پر implementation کروائیں۔It is dispose of.

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں بھی ایک suggestion دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اس میں تحریک التوائے کار کے rules ہیں اس کے بعد آپ دے دیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر direction دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے already دے دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا کہنا بہت بڑی بات ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے بالکل ان کو کہہ دیا ہے۔یہ اس observation کے ساتھ dispose of کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 773/10 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔dispose of سردار خالد سلیم بھٹی کی تحریک التوائے کار نمبر 774/10 بھی dispose of کی جاتی ہے۔ میاں طارق محمود صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 776/10 پیش کریں۔

منڈی مویشیاں کھاریاں شہر کے نزدیک قائم کرنے سے ٹریفک بلاک اور شہریوں کو پریشانی کا سامنا

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ منڈی مویشیاں کھاریاں جس جگہ لگائی جاتی ہے وہ برلب جی ٹی روڈ، سول کورٹ، سیشن کورٹ، D.S.P آفس اور کھاریاں شہر کے بالکل نزدیک ہے۔اُن دنوں میں جی ٹی روڈ اور کھاریاں شہر کی ٹریفک بلاک ہو جاتی ہے لوگوں کو شہر آنے اور جانے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خاص کر کورٹ آنے والے حضرات اور وکلاء کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اس منڈی مویشیاں کی آمدن کروڑوں روپے ہے مگر حکومت کو سالانہ 11 لاکھ روپے مل رہے ہیں، باقی رقم قبضہ مافیا، ایک گروپ اور چند افسران T.M.A کی ملی بھگت سے خورد بُرد کر رہے ہیں۔ متعدد دفعہ اس بارے میں حکومت کو آگاہ کیا گیا ہے مگر یہ

قبضہ مافیا اور افسران اصل صورتحال حکومت کے سامنے نہیں آنے دے رہے کیونکہ یہ سالانہ کروڑوں روپے خورد بُرد کر رہے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف اس علاقہ کی عوام بلکہ ضلع گجرات، جہلم اور دیگر ملحقہ اضلاع میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کب تک کے لئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے اجلاس تک کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 777/10 محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

RHCs اور BHUs میں عملہ نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ ساجدہ میر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے دیہی علاقوں تک صحت عامہ کی سہولیات کی فراہمی کے لئے R.H.Cs اور B.H.Us اربوں روپے کی لاگت سے تعمیر کئے ہوئے ہیں مگر ان R.H.Cs اور B.H.Us میں ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل سٹاف خاص کر لیڈی ڈاکٹرز، نرسز اور L.H.Vs تعینات نہ کی گئی ہیں جس کی وجہ سے خواتین مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاص کر میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوانے والی خواتین جو گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں وہ دیہی اور بیک ورڈ علاقہ جات میں رہائش پذیر ہوتی ہیں اور وہ مرد ڈاکٹرز سے علاج کرواتی ہیں اور نہ ہی میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوانے پر رضامند ہوتی ہیں۔ جب یہ domestic violence کا شکار ہوتی ہیں تو یہ .T.H.Q اور ڈی ایچ کیو تک پہنچتی ہیں تو ان کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے مقدمہ کا اندراج نہ ہو پاتا ہے۔ اگر کوئی عورت یہ سرٹیفکیٹ حاصل کر بھی لے تو ہماری پولیس کے عدم تعاون کی وجہ سے ان کو کافی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو RHC سنٹرز ہیں ان میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹروں کی تعیناتی کو یقینی بنایا جا رہا ہے اور میڈیکل سرٹیفکیٹ کی سہولت بھی وہاں پر فراہم کی جائے گی اور خاص طور پر ان RHCs کو priority دی جا رہی ہے جن کا فاصلہ کسی بھی THQ یا DHQ سنٹرز سے 35 کلو میٹر سے زیادہ ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں، میں سمجھتی ہوں کہ تین سال ہو گئے ہیں لیکن کئی ایسے قتل بھی ہوتے ہیں جن کے لئے پوسٹ مارٹم کا مسئلہ ہوتا ہے اور اگر یہ تحریک التوائے کار بحث کے لئے موزوں نہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اسے آپ کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ اس پر proper کام ہو سکے۔ ابھی وزیر قانون صاحب نے ٹائم تو بتایا نہیں کہ کتنا عرصہ مزید لگے گا، ابھی اس پر کام ہو رہا ہے۔ آپ یقین کریں اور پنجاب کے بڑے ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں تو وہاں پر دور دراز سے لوگ آتے ہیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر پہنچنا بھی مشکل ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ injury تو بالکل change ہو جاتی ہے جب آپ کسی کو مارتے ہیں یا کسی پر تشدد ہوتا ہے تو اس کے لئے medico legal کا جو لینا ہے میں سمجھتی ہوں کہ بڑا مشکل کام ہے۔ اگر آپ اس پر بحث نہیں کرنا چاہتے تو آپ یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس سلسلے میں رولز بڑے clear ہیں۔ آپ نے جو بات کی ہے گورنمنٹ نے اس کو نوٹ کر لیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے اس پر assurance دے دی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کام بھی ہو گا۔ تشریف رکھیں۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں بھی کافی دیر سے اٹھ بیٹھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جتنے دوست بات کرنا چاہتے ہیں میں ان سب کو موقع دوں گا۔ میں ذرا ان کی بھی بات سن لوں۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پہلا محرم ہے اور ابھی لاء اینڈ آرڈر کی بات بھی ہو رہی تھی تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر اسمبلی کے اندر بھی نہیں ہے کیونکہ اس اسمبلی کے اندر غلط

روایات set کی جارہی ہیں۔ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا لیکن پہلی دفعہ treasury کی طرف سے کورم point out کیا گیا جس کو ہم strongly condemn کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی دفعہ یہ نہیں ہوا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! Treasury کی طرف سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلی دفعہ یہ نہیں ہوا۔ پہلے بھی ہو چکا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر ہوا ہے تو یہ انتہائی غلط ہے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ میرے بھائیوں نے یہاں پر بات کی ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ایک کروڑ سے زیادہ عوام کے ساتھ بہت زیادہ زیادتی ہو رہی ہے، discrimination کی جارہی ہے۔ بارہا وہاں پر وعدے کئے گئے لیکن آج تک کوئی وعدہ بھی وفا نہیں ہو سکا۔ آپ ہماری out of turn resolution accept کریں اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں تھا کہ ملی بھگت اور مک مکا کے تحت کورم point out کر دیا گیا اور House کا سارا business bulldoze کر دیا گیا۔ آپ بھی اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ Resolution کو floor پر لانا بہت مشکل کام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت important issues رہ جاتے ہیں اس مک مکا اور اس deal کی وجہ سے جس کو reconciliation کا نام دے دیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سرگودھا ڈویژن کے عوام کی طرف سے ہم اپنا token walkout registered کرواتے ہیں، اس عوام کی طرف سے جو ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اور ان سیاست دانوں کے وعدے کے پیچھے جو بھگت رہے ہیں اور جو suffer کر رہے ہیں، جو غریب لوگ ہیں financially ان پر جتنا burden آتا ہے وعدہ کرنے والوں نے یہ کبھی نہیں سوچا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر دیکھیں؟

محترمہ سیمل کامران: میں اس پر token walkout کرتی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ سیمل کامران نے token walkout کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! یہ چونکہ ہائیکورٹ بنچ کا مسئلہ ہے اور اس سلسلے میں سرگودھا ڈویژن میں ایک بہت بڑی تحریک چلی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سارے walkout کریں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب والا! میں اپنے ان وکلاء کے ساتھ اظہار یک جہتی کے طور پر token walkout کرتا ہوں تاکہ سرگودھا ڈویژن میں ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب عامر سلطان چیمہ اور سرگودھا ڈویژن
کے معزز ممبران نے بھی token walkout کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔ اب عامر چیمہ صاحب یہ token walkout میں بلانا پڑے گا یا خود ہی واپس آ جائیں گے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ سپیکر صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر انجمن بیویاں بالخصوص اور باقی گھر والے بالعموم سرکاری ملازمین کی طرف سے ہے۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ human rights کے تحت کسی بھی سرکاری افسر کا کام کرنے کا جو ٹائم ہے 42 hours per week ہے اور یہ سات گھنٹے روزانہ بنتا ہے۔ سب سے پہلے ان سرکاری ملازمین کے work کے جو hours ہیں وہ لمبے کر دیئے گئے یہ کہہ کر کہ حکومت اچھی چلے گی۔ پھر ان کا patrol ration کر دیا گیا، پھر ان کی Saturday, Sunday کی چھٹی ration کی گئی اور عید پر چھٹیاں بھی نہیں دی گئیں۔ صبح سویرے شوہر صاحبان یا گھر کے جو سربراہ ہیں وہ سرکاری ملازمین چلے جاتے ہیں رات کو ساڑھے گیارہ بارہ بجے سے پہلے گھر نہیں آتے اور انہیں کوئی extra پیسے بھی نہیں دیئے جاتے۔ اب ستم یہ ہے کہ چائے بھی بند اور چینی بھی بند اور کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ یہ human rights کے مطابق غلط ہے۔ اس طرح سے سرکاری ملازمین کی گھر کی life، آپ یقین کریں ایک گھر میں کوئی فوت ہوا اور سرکاری ملازم گھر نہیں پہنچ سکا کیونکہ اس کو چھٹی نہیں مل سکی۔ اس عید پر بھی سرکاری ملازمین کو چھٹیاں نہیں ملی تھیں، سرکاری ملازمین کے تو جو مسائل ہیں سو ہیں لیکن ان کے گھر والوں کا کیا قصور ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر آپ تقریر نہیں کر سکتیں۔آپ نے ایک بات کر دی، آپ کا point registered ہو گیا۔

محترمہ سامیہ امجد: جناب والا! یہ واضح کرنا میرے لئے ضروری تھا، میں ان مظلوم خواتین بالخصوص اور جو ان کے گھر والے بالعموم ہیں ان کی طرف سے چیف منسٹر صاحب کو اپیل کرتی ہوں کہ human rights کے مطابق 42 hours per week کا جو مسئلہ ہے اس کو observe کیا جائے، ان کو overtime دیں یا پھر آپ ان کو کس طرح سے رکھیں گے کہ عید پر بھی چھٹی بند۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point آ گیا۔بہت شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب والا! وہ خوش رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ میاں عطاء محمد مانیکا صاحب مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

میاں عطاء محمد خان مانیکا: شکریہ۔جناب سپیکر! اس سے قبل کہ میں یہ تحریک پیش کروں میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ گزارش کروں گا کہ جو وزیر قانون صاحب نے وقت دیا تھا اس ایوان میں on the floor of the House گورنر صاحب کی گمشدگی کے بارے میں کہ اس وقت کے بعد اس بات کا تعین کر لیا جائے گا وہ وقت بھی گزر گیا۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تحریک پیش کریں میں ان سے کہتا ہوں۔

میاں عطاء محمد خان مانیکا: میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں تحریک پیش کرنے کے بعد تھانہ سول لائنز میں جا رہا ہوں میری اگر وہاں ایف آئی آر نہیں تو کم از کم رپٹ گمشدگی گورنر پنجاب ہی درج کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)۔
کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے- میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں، گنتی ہو رہی ہے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ مانیکا صاحب! تحریک پیش کریں-

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے تحریک پیش کر لیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں-

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ کی بات بہت ضروری ہے-ان کی گاڑی تباہ ہو گئی ہے-

جناب ڈپٹی سپیکر: مانیکا صاحب! ذرا تشریف رکھئے گا- محترمہ کیا مسئلہ ہوا ہے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں- ابھی باہر سٹوڈنٹس احتجاج کر رہے تھے- مجھے محرم الحرام کے حوالے سے ایک فورم پر جانا تھا تو ہم لوگ وہاں سے گاڑی نکال کر دوسری طرف سے باہر جانا چاہ رہے تھے-یہ جلوس تو صبح سے ہی تھا اس کے لئے سکیورٹی پلان بہت اچھے طریقے سے ہونا چاہئے تھا- میرے خاوند نے بڑی مشکل سے مجھے وہاں سے نکال کر اندر بھیجا ہے، ہماری گاڑی بالکل تباہ کر دی گئی ہے-اگر اسمبلی کے اندر بھی ایم پی ایز اور ان کی چیزیں محفوظ نہیں ہوں گی تو پھر کوئی اور چیز نہیں بچ سکتی-

جناب سپیکر! اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے-ان کا احتجاج اپنی جگہ پر ہے-اگر انہیں کوئی problem تھا تو وہ حکومت کے ساتھ تھا- کیا اس طرح میرا ذاتی نقصان ہونا ٹھیک ہے، کیا میرے نقصان کی کوئی compensation ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ابھی لاء منسٹر صاحب کو ملیں۔ انہوں نے already on the floor of the House ایک سٹیٹمنٹ دی ہے۔لاء منسٹر صاحب! آپ یہ بھی دیکھیں اور اس پر فوری action لیں۔ جی، تشریف رکھئے گا۔ بڑی افسوس ناک بات ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹ
(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: No point of order. مانیکا صاحب! تحریک پیش کریں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے مجھے اس پر بات کرنے کا ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ Chair کا احترام نہیں کریں گے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ جن کا point ہے وہ already آ چکا ہے۔ جی، مانیکا صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں عطاء محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Provincial Motor Vehicle Amendment Bill 2008, Bill No. 1 of 2008 moved by Ms Tayyaba Zameer MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Provincial Motor Vehicle Amendment Bill 2008, Bill No. 1 of 2008 moved by Ms Tayyaba Zameer MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Provincial Motor Vehicle Amendment Bill 2008, Bill No. 1 of 2008 moved by Ms Tayyaba Zameer MPA

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

MR. DEPUTY SPEAKER: This is no way.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ان کی بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کی بات سن لی ہوئی ہے اور اس پر action بھی ہو گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ان کی بات پوری نہیں ہوئی اس لئے وہ بار بار کہہ رہی ہیں کہ میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بات ہے وہ میں نے سن لی ہے اور میں نے لاء منسٹر کو کہہ دیا ہے وہ ابھی بیٹھ کر دیکھ لیتے ہیں اور اس پر حکومت جو کچھ کر سکتی ہے وہ کرے گی۔ ہم ensure کرائیں گے کہ حکومت انہیں properly accommodate کرے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کیا حکومت انہیں نئی گاڑی لے کر دے گی؟

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

MR. DEPUTY SPEAKER: Please no point of order this is no way.

آپ تشریف رکھیں۔ پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 1749 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں

"Question No. 1749 asked by Mr. Muhammad Hafeez Akhtar Chaudhry MPA (PP 223)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہوئی۔

سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: سرگودھا سے ہمارے محترم ایم پی ایز نے سرگودھا ہائیکورٹ کے بنچ کے قیام کے لئے واک آوٹ کیا تھا۔اصولاً تو جب ٹوکن واک آوٹ ہوتا ہے تو اس میں ممبران خود واپس آ جاتے ہیں لیکن وہ واپس نہیں آ رہے تو میں ندیم کامران صاحب اور اشرف سوہنا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ جا کر ہمارے معزز ممبران کو واپس ہاؤس میں لائیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو floor دیتا ہوں- kindly Chair کو dictate نہ کریں- میں آپ کو floor دوں گا۔

let me finish the business of the House first. The Qarshi University Muridke Bill 2010 Bill No 24 of 2010 Minister for Law to introduce the Qarshi University Muridke Bill 2010...

مسودہ قانون قرشی یونیورسٹی مریدکے مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I introduce the Qarshi University, Muridke Bill,2010.

MR DEPUTY SPEAKER: The Qarshi University,Muridke Bill, 2010.has been introduced in the House under rule 91 (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Education for report within one month.

Now, we take up The Punjab Industrial Relations Bill 2010. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister of Law!

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون صنعتی تعلقات پنجاب مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**Sir, I move:

> "That the Punjab Industrial Relations Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource be taken into consideration at once."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Industrial Relations Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan

Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Mr. Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr. Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr, Samia Amjad, Mrs, Amna Ulfat, Mrs. Seemal Kamran, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That the Punjab Industrial Relations Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th December 2010."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Industrial Relations Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th December 2010."

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:**I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔جی، محسن لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب بھی کوئی legislation کی جاتی ہے تو اس کا affect پورے پنجاب کے اندر ہوتا ہے۔The Punjab Industrial Relations Bill ایک نہایت ہی اہم Bill ہے۔یہ Bill انڈسٹری کے مالکان اور وہاں پر کام کرنے والے labours کے درمیان relationship کے حوالے سے ground rules lay کر رہا ہے۔اس کے مطابق اُن کا آپس میں

interaction ہو گا۔ان کے آپس میں جو مسئلے ہوں گے،ان کی آپس میں جو disagreements ہوں گی ان کو کس طرح سے settle کرنا ہے یہ اس Bill میں واضح کیا گیا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ اس کو ایک مرتبہ circulate کر کے اس پر opinion solicit کر لی جائے تو یہ Bill زیادہ بہتر ہو سکے گا اور آج ہماری اسمبلی کے باہر جو ایک واقعہ ہوا ہے پھر ایسے واقعات رونما نہیں ہوں گے۔اس کے جو stakeholders ہیں ان کی inputs اس میں آ جائیں گی۔ہماری اپنی اسمبلی کے ممبران کے علاوہ باقی stakeholders بھی on board ہو جائیں گے۔ابھی ہماری ایک معزز ممبر نے بتایا ہے کہ ان کی باہر گاڑی توڑ دی گئی ہے۔ہماری اسمبلی کے اوپر پتھراؤ ہو رہا ہے کیونکہ ایک فیصلہ لیا گیا اور اس حوالے سے stakeholders کو incorporate نہیں کیا گیا تھا جس کا نتیجہ آج ہم بھگت رہے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ اس بارے میں opinion solicit کرنے کے لئے اس Bill کو 25۔دسمبر تک circulate کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس Bill کو further circulate کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کیونکہ اس Bill کے اوپر مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل نے تقریباً چھ ماہ تک غور و خوض کیا ہے۔نہ صرف تمام stakeholders کے ساتھ بلکہ لیبر کورٹس کے جو Presiding Officers ہیں ان کے ساتھ اور وکلاء صاحبان کے ساتھ بھی مشاورت کی گئی ہے۔اس مشاورت کے نتیجے میں فریقین کی جانب سے اس مسودہ قانون میں بہتری کے لئے پچاس تجاویز سامنے آئیں۔بعدازاں مجلس قائمہ نے ان تجاویز کا بغور جائزہ لیا۔منسٹر لیبر بذات خود اس مشاورت کے سارے عمل میں شامل رہے ہیں۔اس میں محکمے کا موقف بھی سنا گیا۔مجلس قائمہ نے ان پچاس تجاویز پر غور و خوض کے بعد تقریباً بارہ تجاویز کو اس Bill میں incorporate کیا ہے،اس لئے اس کے اوپر کافی مشاورت ہو چکی ہے۔اس Bill نے within 90 days legislate ہونا تھا لیکن اسمبلی نے resolution کر کے an other 90 days کا space حاصل کیا تاکہ اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے۔اس Bill پر مجلس قائمہ میں کافی مشاورت ہو چکی ہے،اب اس پر مزید مشاورت کی ضرورت نہیں ہے اور اس کو مزید circulate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Industrial Relations Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th December 2010."

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Mr. Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr. Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr, Samia Amjad, Mrs, Amna Ulfat, Mrs. Seemal Kamran, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover except the first one may move it.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم اس amendment کو withdraw کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ Clause-14, Clause-15 and Clause-23 میں دی گئی amendments کو بھی withdraw کرتے ہیں۔ ہم ان چاروں amendments کو withdraw کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ معزز ممبران اپوزیشن کی لیبر منسٹر کے ساتھ discussion ہوئی ہے جس کے نتیجے میں اب انہوں نے صرف دو amendments کو press کیا ہے۔وہ غالباً Clause-24 میں ہیں۔وہ amendments Clause-24 کی sub-Clause-2 and sub-cluase-14 کے بارے میں ہیں تو ہم ان کو endorse کریں گے،accept کریں گے اور باقی سب amendments withdrawn تصور ہوں گی۔مجھے یہی بتایا گیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد:جناب سپیکر!میں وزیر قانون صاحب کی بات کو endorse کرتی ہوں۔ہم صرف Clause-24 میں دی گئی دو amendments کو discuss کریں گے باقی ساری amendments ہم withdraw کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب ساری بات clear ہو گئی ہے،چونکہ آپ نے یہ amendment withdraw کی ہے اس لئے It stands no more تو ہم اب سیدھا question put کرتے ہیں۔ چونکہ آپ کی second amendment ختم ہو گئی ہے اس لئے اب ہم direct motion پر آ گئے ہیں۔

Now the motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial Relations Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Labour and Human Resource be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now we take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE-3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-10

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-11

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-12

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-13

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-14

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-15

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-16

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-17

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-18

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-19

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-20

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-21

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-22

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-23

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-24

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it the amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Sardar Muhammad Yousaf Khan Leghari, Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Najaf Abbas Khan Sial, Mr. Khurram Nawab, Mr. Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Mr. Munawar Hussain Munj, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr, Samia Amjad, Mrs, Amna Ulfat,

Mrs. Seemal Kamran, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Qamar Aamir Ch., Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Mrs. Humaira Awais Shahid, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move:

"That in Clause 24 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource

(1) In sub-Clause (2) for the words "more registered trade unions than one" appearing in line 1 the words "more than one" registered trade unions be substituted;

(II) In sub-Clause (14)for the word "second" wherever occur the words "run off" be substituted and .

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 24 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource

(1) In sub-Clause (2) for the words "more registered trade unions than one" appearing in line 1 the words "more than one" registered trade unions be substituted;

(II) In sub-Clause (14)for the word "second" wherever occur the words "run off" be substituted and .

The amendment moved is there is no opposition to add the amendment moved and the question is:

"That in Clause 24 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource

(1) In sub-Clause (2) for the words "more registered trade unions than one" appearing in line 1 the words "more than one" registered trade unions be substituted;

(II) In sub-Clause (14)for the word "second" wherever occur the words "run off" be substituted and .

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now the question is

"That Clause-24 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-32

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

CLAUSE-33

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-34

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-35

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-36

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-37

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-38

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-39

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-40

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-41

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-42

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-43

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-44

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-45

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 45 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 45 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-46

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 46 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-47

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 47 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 47 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-48

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 48 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 48 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-49

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 49 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 49 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-50

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 50 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 50 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-51

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 51 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 51 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-52

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 52 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 52 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-53

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 53 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 53 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-54

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 54 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 54 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-55

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 55 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

|"That Clause 55 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-56

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 56 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 56 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-57

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 57 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 57 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-58

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 58 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 58 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-59

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 59 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 59 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-60

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 60 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 60 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-61

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 61 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 61 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-62

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 62 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 62 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-63

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 63 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 63 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-64

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 64 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 64 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-65

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 65 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 65 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-66

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 66 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 66 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-67

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 67 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 67 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-68

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 68 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 68 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-69

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 69 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 69 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-70

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 70 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 70 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-71

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 71 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 71 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-72

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 72 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 72 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-73

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 73 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 73 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-74

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 74 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 74 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-75

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 75 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 75 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-76

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 76 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 77 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-77

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 77 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 77 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-78

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 78 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 78 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-79

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 79 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 79 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-80

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 80 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 80 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-81

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 81 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 81 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-82

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 82 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 82 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

SCHEDULE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Schedule of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Schedule of the Bill do stand of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-2

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR DEPUTY SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER OF LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

"That the Punjab Industrial Relations Bill, 2010, as amended be passed."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Industrial Relations Bill, 2010, as amended be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Industrial Relations Bill, 2010, as amended be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(89)/2010/295. Dated 9th December, 2010. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. December 09, 2010 (Thursday).

Dated Lahore, the 9th December, 2010

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB